2950/1

مُکمّل

لغاتُ القرآن

مع فہرست الفاظ

جلد اوّل

تالیف

مولٰنا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی

رفیق ندوۃ المصنفین

قیمت غیر مجلد
4/-/

ندوۃ المصنفین دہلی

قیمت مجلد
5/-/-

Marfat.com

Marfat.com

2950/1

مکمل

لغات القرآن

مع فہرستِ الفاظ

جلد اوّل

تالیف

مولانا محمد عبد الرشید صاحب نعمانی

رفیق ندوۃ المصنفین

مطبوعہ انڈیا آفسٹ پریس دہلی

۱۳۶۸ھ
۱۹۴۹ء

بار دوم

Marfat.com

85974

68474

قیمت چار روپے

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار		صفحہ
١	باب الالف	١
٢	فصل الالف	١
٣	فصل الباء الموحده	٢
٤	فصل التاء المثناة	١٦
٥	فصل الثاء المثلثه	٢٥
٦	فصل الجيم المعجمة	٢٧
٧	فصل الحاء المهمله	٣٢
٨	فصل الخاء المعجمه	٤١
٩	فصل الدال المهمله	٥٠
١٠	فصل الذال المعجمه	٥٩
١١	فصل الراء المهمله	٦٣
١٢	فصل الزاء المعجمه	٧٢
١٣	فصل السين المهمله	٧٦

Marfat.com

۱۴	فصل الشین المعجمه	۱۰۲
۱۵	فصل الصاد المهمله	۱۰۹
۱۶	فصل الضاد المعجمه	۱۵۳
۱۷	فصل الطاء المهمله	۱۵۸
۱۸	فصل الظاء المعجمه	۱۶۱
۱۹	فصل العین المهمله	〃
۲۰	فصل الغین المعجمه	۱۷۱
۲۱	فصل الفاء	۱۷۳
۲۲	فصل القاف	۱۸۳
۲۳	فصل الکاف	۱۹۶
۲۴	فصل اللام	۲۰۳
۲۵	فصل المیم	۲۳۶
۲۶	فصل النون المعجمه	۲۵۸
۲۷	فصل الواو	۲۹۰
۲۸	فصل الهاء	۳۰۰
۲۹	فصل الیاء المثناة	۳۱۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

اما بعد قرآن مجید کے سمجھنے کے لیے سب سے پہلی ضرورت الفاظِ قرآنی کے معنی جاننے کی ہے۔ عربی زبان میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، بڑے بڑے ائمہ لغت زجاج، فراء، اخفش، ابوعبیدہ، ابن قتیبہ، ابوعمرو زاہد، ابن درید، ابوبکر ابن الانباری، عزیزی، راغب اصفہانی، ابوحیان اندلسی وغیرہ نے اس فن پر بیش بہا اور گراں قدر تصنیفات یادگار چھوڑیں۔

ان کتابوں میں اب امام راغب کی مفردات کے علاوہ تقریباً تمام کتابیں ناپید ہیں علامہ جلال الدین سیوطی اس کو اس سلسلہ کی بہترین کتاب بتاتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں تک

Marfat.com

لغتِ قرآنی کی تحقیق اور استناد کا تعلق ہے یہ کتاب اپنی مثال نہیں رکھتی۔

ہماری زبان میں بھی لغاتِ قرآن پر متعدد کتابیں موجود ہیں جو عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں لیکن ضرورت اس کی تھی کہ اس موضوع پر ایک ایسی جامع، مکمل اور مستند کتاب تحقیق کی روشنی میں لکھی جائے جو قرآن مجید کے معانی اور مطالب کے سمجھنے اور حل کرنے میں ہر حیثیت سے مدد دے سکے معلوم ہے کہ اس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اس وقت تک اردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے پیشِ نظر کتاب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مؤلف کو اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی لیکن ایک بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اُردو میں اپنی نوعیت اور اپنے انداز کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا اندازہ قارئین، کتاب کے ہر صفحے سے کر سکیں گے۔

اتمامِ فائدہ کے لیے لغاتِ قرآن کے ساتھ ساتھ الفاظِ قرآن کی فہرست بھی تیار کی گئی ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید کا ہر کلمہ اور ہر لفظ علیحدہ علیحدہ لکھنا پڑا، اور اس کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے۔ اُردو کی دوسری کتابوں کے برخلاف مرکب الفاظ بھی نظرانداز نہیں کیے گئے۔ کیونکہ ایسی صورت میں علاوہ اس کے کہ فہرستِ الفاظ ناتمام اور ناقص رہتی لغت بھی مکمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اُردو میں "علم" کے معنی جاننا کون نہیں جانتا مگر کتنے ہیں جو عَلِمَ، عَلِمتُ، عَلِمتَ، عَلِمتُ، عَلِمُوا، عَلِمتُم، عَلِمنَا، عَلِمَهُ، عَلِمتَهُ، عَلِمتُمُوهُنَّ وغیرہ مشتقات اور مرکبات کے معانی بھی جانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک اُردو داں جس طرح "عَلَیَّ" کے معنی نہیں جانتا "عَلَینَا" کے معنی سے بھی ناواقف ہے۔ اس طریق کار سے کتاب گو طویل ہو گئی لیکن فائدہ بھی اسی قدر بڑھ گیا ورنہ اگر مشتقات اور مرکبات کو سرے سے نظرانداز کر دیا جاتا تو اس سے صرف وہی اشخاص نفع اُٹھا سکتے جو عربی صرف و نحو اور اشتقاق کے قواعد سے واقف ہیں۔

Marfat.com

کتاب کی تدوین کی صورت یہ ہے کہ الفاظ حروفِ معجم کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں، اور ترتیب ظاہر الفاظ کی صورت ہی پر رکھی گئی ہے۔ ماخذِ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا دریافت کرنا عوام کی دسترس سے باہر تھا بلکہ متوسطین کو بھی ماخذِ اشتقاق پر پوری طرح عبور نہیں ہوتا۔

اول حرف باب ہے اور ثانی حرف فصل پہلے لفظ لکھا گیا ہے پھر اس کا سلیس ترجمہ۔ اب اگر وہ لفظ حرف ہے تو اس کے معانی مع امثلہ بیان کیے گئے ہیں اور اگر فعل ہے تو اس کا باب اور صیغہ۔ پھر مزید فیہ میں تو باب ہی کو ذکر کیا گیا ہے اور مجرد میں اس کے مادۂ اشتقاق کا بھی۔ مزید فائدے کے لیے باب اور مادۂ اشتقاق کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اب اگر ایک باب کے چند مشتقات ایک ہی فصل میں مذکور ہیں تو باب اور مادۂ اشتقاق کا ترجمہ اختصار کے خیال سے نہیں دہرایا گیا بلکہ پہلے ہی لفظ کے ذیل میں جو ترجمہ لکھا گیا اسی کو کافی سمجھا ہے اور مجرد میں باب کا تعین بھی پہلے ہی لفظ کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اَبْصِرْ، اَبْصَرَ، اَبْصَرْنَا میں صرف پہلے لفظ کے ضمن میں اِبْصَارٌ کے معنی بیان کیے ہیں اور بقیہ الفاظ کے ذیل میں صرف اِبْصَارٌ سے ان کا آنا بتایا ہے اس کا ترجمہ نہیں لکھا۔ یا مثلاً اَبَوْا کے ضمن میں اس کا باب ضَرَبَ اور فَتَحَ سے آنا، نیز مادۂ اشتقاق اِبَاءٌ کے معنی ذکر کر دیے گئے تو اب اس فصل میں اَبیٰ اور اَبَیْنَ کے ذیل میں باب کا ذکر نہیں ہوگا اور نہ اِبَاءٌ کے معنی بتائے جائیں گے بلکہ صرف اِبَاءٌ سے مشتق ہونے کا بیان ہوگا۔ اور اگر وہ لفظ اسم ہے تو مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد بھی بتایا گیا ہے لیکن اگر قرآن مجید میں مفرد اور جمع دونوں مذکور ہیں تو پھر ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے موقع پر کیا گیا ہے۔ الفاظ مرکبہ میں ضمائر کا تعین کیا گیا ہے، ترکیبِ اضافی اور ترکیبِ توصیفی بھی بیان کی گئی ہے۔ جہاں مناسب سمجھا تعلیلِ صرفی کی بھی تفصیل کر دی گئی ہے

تمام الفاظ کی ضروری تشریح اور تفصیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے کسی لفظ کی تشریح یا اس کے معنی کی تحقیق میں جہاں مفسرین، فقہا اور اہلِ لغت وغیرہ کا اختلاف ہے اس کو نقل کر کے

Marfat.com

قولِ فیصل بیان کیا گیا ہو جا بجا تمام وہ مناسب فوائد قلمبند کر دیے گئے ہیں جو فہمِ قرآن میں سہولت پیدا کر سکیں۔ چونکہ مقصد یہ ہے کہ منشارِ قرآن کے مطابق قرآن مجید کا لغت تیار ہو۔ اس لیے محض لغت ہی کے تتبع پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ کوشش کی ہو کہ ہر لفظ کے وہی معنی لکھے جائیں جس معنی میں قرآن مجید نے اس کا استعمال کیا ہے اور جو معنی علمارِ حق نے اس سے سمجھے ہیں۔

اسی طرح جو لفظ قرآن مجید میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے وہ تمام معانی بالتفصیل لکھے ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس موقعہ پر وہ کس معنی میں مستعمل ہوا ہو۔ جس لفظ کی تفسیر میں کوئی مرفوع حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہو اُسے درج کر دیا گیا ہو۔

انبیارِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دیگر مشاہیر قرآن مثل فرعون، ہامان، شیطان علیہم اللعن والخذلان وغیرہ کا قرآن مجید میں جو جا بجا مذکور ہے وہ ہر شخص اس فہرست کی مدد سے دیکھ سکتا ہے اس لیے صحیح حدیثوں اور مستند روایتوں میں جو ان کے حالات و واقعات مرقوم تھے ان کو بھی ذکر کر دیا ہے۔ موضوع اور جعلی روایات یا اسرائیلیات کے بیان کرنے سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے اور جو جعلی روایات زیادہ تر مشہور تھیں ان کے موضوع اور بے اصل ہونے کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہو۔ قصصِ قرآن جا بجا اپنے اپنے موقع پر اختصار کے ساتھ تحقیق کی روشنی میں تحریر کیے گئے ہیں اماکنِ قرآن یعنی قرآن مجید نے جن جن مقامات کا تذکرہ کیا ہے ان کا تعین اور ان کی ضروری تشریح و تفصیل کر دی گئی ہے۔

الفاظِ قرآن کے معانی اور ان کی تحقیق میں میرا جو کچھ سرمایہ ہے وہ بڑی حد تک امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات غریب القرآن ہے اور پھر تفسیر، حدیث، لغت اور جغرافیہ کی وہ تمام مستند اور متداول کتابیں جن کے حوالے جا بجا کتاب کے صفحات پر بکھرے پڑے ہیں، اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے پوری تحقیق سے لکھا جائے، چنانچہ کسی آسان سے آسان

Marfat.com

لفظ کا ترجمہ بھی بغیر کتابوں کی مراجعت کے تحریر نہیں کیا گیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے لغت سے زیادہ الفاظِ قرآن کی فہرست تیار کرنے میں دقت پیش آئی اور چونکہ یہ بالکل غیر علمی کام تھا اس لیے اس کے انجام دینے سے بار بار طبیعت گھبرا جاتی تھی مگر الحمد للہ یہ کام بھی پورا ہو گیا۔

عام طور پر الفاظِ قرآن کی جو فہرستیں اس وقت متداول ہیں ان میں سے بعض میں تو صرف نمبر سورت اور نمبر آیت درج ہیں۔ اس میں ایک دقت تو یہ ہے کہ ہر شخص کو سورت کا نمبر کہاں یاد رہتا ہے۔ دوسرے ہندوستان میں عام طور پر جو قرآن مجید شائع ہوتے ہیں اُن میں آیات کے نمبر لکھنے کا التزام نہیں ہوتا اور بعض میں سورت کے نام کے ساتھ دہائیوں کا حوالہ تحریر ہے مثلاً سورت کے نام کے ساتھ عشر کے ذیل میں "۹" لکھا ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سورت کے نویں عشر یعنی ۸۱ سے ۹۰ تک کی آیات میں اس لفظ کو تلاش کرنا چاہیے اس صورت میں بھی وہی پہلی دقت باقی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں متعدد سورتوں کے کئی کئی نام ہیں جن میں سے بعض نام عوام میں مشہور نہیں۔ بعض میں سورت کے نام کے ساتھ ساتھ رکوع، سورت، پارہ اور آیت کے نمبر کا بھی حوالہ درج ہے۔

یہ فہرست اگرچہ اپنی جگہ مکمل ہے مگر اس میں دشواری یہ تھی کہ حروف کی فہرست بالکلیہ نظر انداز کر دی گئی ہے۔ پھر پاروں اور سورتوں کے حوالے ترتیب وار درج نہیں اور پھر تکرار زیادہ، مثلاً أَطِيعُوا کے متعلق حسب ذیل حوالے بہ ترتیب ذیل درج ہیں، آل عمران، نور، نسا، انفال، آل عمران، طٰہ، مائدہ، تغابن، آل عمران، نوح۔ بلاشبہ فہرست نگار نے جس مقصد کو سامنے رکھ کر اس فہرست کو مرتب کیا ہے اس کے پیشِ نظر یوں ہی ہونا چاہیے تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ مؤلف کے لیے اس کی پیروی مشکل تھی۔

Marfat.com

میں نے فہرست کے سلسلہ میں یہ کیا ہے کہ ہر لفظ کے متعلق پارہ اور رکوع کا حوالہ دیا ہے۔ علامت پارہ کے لیے (پ) کا نشان لکھا ہے (س) کے اوپر پارہ کا عدد مرقوم ہے اور نیچے رکوع پارہ کا، اس طرح کی ایک فہرست نجوم القرآن جدید کے نام سے عرصہ ہوا لاہور سے شائع ہوئی تھی مگر اس میں کمی یہ تھی کہ مرتب کے اس ادّعا کے باوجود کہ ہر ایک لفظ متجانس الشکل کو جدا جدا دکھایا گیا ہے۔ اکثر مقامات میں تجنیس خطی بدستور باقی ہے بعض الفاظ سرے سے مذکور ہی نہیں جیسے اُسُنٍ وغیرہ۔ اسی طرح مرکبات کے علیحدہ حوالے دینے کا بھی التزام نہیں کیا گیا۔ چنانچہ پہلے ہی لفظ کے سلسلہ میں جو حوالے مرقوم ہیں وہ ملاحظہ ہوں: اَبَا ۱۲/۱۲ ۱۳/۲،۳،۴ و ۵ ۲۳/۲ ۳۰/۵ دیکھنے والا یہ خیال کریگا کہ یہ سب ایک لفظ کے حوالے ہیں حالانکہ اس میں حسب ذیل الفاظ کے حوالے مندرج ہیں۔ اَبَا ۱۳/۳ ۲۳/۲ اٰبَآءَ ۳۰/۵ اٰبَآءَکُمْ ۱۳/۴ اٰبَآءَنَا ۱۲/۱۲ ۱۳/۲،۳ و ۵ اٰبَآءُہُ ۱۳/۲ ظاہر ہے کہ اَبًّا تو مستقل لفظ ہی علیحدہ ہے جس کے معنی بھی جدا ہیں لیکن محض تجنیس خطی کی بنا پر اس کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے۔

اور بقیہ مرکب الفاظ ہیں جن کو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی صورت میں ہر حوالہ کو قرآن مجید سے نکال کر جدا جدا لکھنا پڑا، ان حوالوں کا ایک ایک کر کے نکالنا اور اُن کو مرتب کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا اس لیے اس سلسلہ میں جو کچھ محنت اور جانفشانی کرنی پڑی اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

چونکہ ہماری کتاب میں فہرست کی بنا پاروں اور پاروں کے رکوعوں پر رکھی گئی ہے اس لیے ہر پارہ کے پہلے رکوع کی ابتدا، اس کے شروع سے مقرر کی ہے۔ اب اگر پارہ کے ختم پر رکوع بھی ہو جاتا ہے تو خیر ورنہ جتنی آیتیں اس کے اخیر میں مذکور ہیں ان کو ایک مستقل علیحدہ رکوع قرار دے کر اس کا نمبر شمار لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً پہلے پارہ کے سولہ رکوع ہیں اور سولھویں

Marfat.com

ہی رکوع پر وہ ختم بھی ہو جاتا ہے اور دوسرے پارہ کے بھی سولہ ہی رکوع ہیں مگر وہ سولہویں رکوع پر ختم نہیں ہوتا بلکہ چند آیات کے بعد ختم ہوتا ہے تو ہم نے ان آیتوں کو فہرست کی ترتیب کے لیے ایک جدا رکوع قرار دیا ہے، اس لیے جو لفظ ان آیتوں میں مذکور ہو گا اس کے حوالے کے لیے درج ہو گا ۲/۱۷ یعنی وہ دوسرے پارہ کے سترہویں رکوع میں ہے۔

جہاں تک ہو سکا کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کا نفع زیادہ سے زیادہ حد تک عام ہو۔ اُمید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عوام کے لیے الفاظ کا ترجمہ، متوسطین کے لیے ماخذ اشتقاق صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریح و تفصیل اور خواص کے لیے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہونگے۔ ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے، ایک طالب علم اس کے ذریعہ اُستاد کے دیے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کر سکتا ہے۔ اور ایک عام آدمی اس کے مطالعہ سے اپنی فہم کے مطابق قرآن مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

ہم نے بہت سے انگریزی فارسی تعلیمیافتہ اصحاب کو دیکھا ہے جن کا مذہبی جذبہ ان کو قرآن مجید کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ اس کو عربی میں سمجھنا بھی چاہتے ہیں اور اس غرض سے عربی زبان کے حاصل کرنے کی ان کے دل میں خواہش بھی ہوتی ہے مگر بڑی عمر میں دوسری زبان سیکھ لینے کا حوصلہ ہر شخص کو نہیں ہوتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو ایک ہفتہ ماضی مضارع کی عربی گردانوں کے یاد کرنے پر صرف ہوئے کہ طبیعت اُکتا گئی، جی چھوٹ گیا اور عربی سیکھنے کا سارا جوش فرو ہو کر رہ گیا۔ یہ لوگ دوسری زبانوں کی قواعد سے بھی کسی نہ کسی حد تک ضرور واقف ہوتے ہیں اس لیے الفاظ کے متعلق وہ ضروری تشریح و تفصیل جو کتاب میں درج ہے اگر ان حضرات کے ذہن نشین ہو جائے تو اُمید ہے کہ عربی ہی میں قرآن مجید کے سمجھنے کا سلیقہ پیدا ہو جائیگا۔

Marfat.com

کتاب غالباً چار حصّوں میں شائع ہوگی۔ پہلی جلد پیشِ خدمت ہے۔ حروف کے لحاظ سے اگرچہ پہلی جلد میں صرف "الف" آسکا ہے، لیکن اس حرف میں اوّل تو قدرتی طور پر زیادہ سے زیادہ الفاظ آجاتے ہیں پھر حسنِ ترتیب کے پیشِ نظر یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ اس تقطیع میں اہم مباحث کا بڑا حصہ آجائے۔ باقی تین جلدیں بھی ان شاء اللہ جلد مکمل ہو کر شائع ہونگی۔

بہرحال جو کچھ اور جیسا کچھ بن آیا ہدیۂ ناظرین ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی کوتاہیاں بھی رہی ہونگی اور فروگزاشتیں بھی کہ ع ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود!

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس حقیر سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اصلاح و توبہ کی توفیق بخشے، آمین آمین یا رب العٰلمین۔ وھذا الحسن فاقدرنا علیہ فمن جاء باحسن منہ فھو اولی بالصواب، فرحم اللہ من ایقظنا من سنتنا ونبھنا علی غفلتنا وھدانا طریق الرشاد۔ واسأل اللہ حسن القبول وتیسیر المامول وان یجعلہ خالصا لوجھہ الکریم و ان ینفعنی فی الحیوٰۃ وبعد الممات، وسائر المسلمین والمسلمات ومن اللہ التوفیق و الاعانۃ ومنہ الھدایۃ والصیانۃ حسبی اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

محمد عبد الرشید نعمانی

۲۲ شعبان سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۹۴۳ء

یوم چہارشنبہ وقت عصر

دوسری اور تیسری جلد شائع ہو چکی ہے اور چوتھی زیرِ ترتیب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابُ الالف

فصل الالف

ا۔ کیا۔ خواہ۔ بھلا۔ یہ اگر متحرک ہو تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں ورنہ الف۔ جو الف یا ہمزہ کہ با معنی ہو اُس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو شروع کلام میں آتا ہے، دوسرا وہ جو وسطِ کلام میں واقع ہو تیسرا وہ جو آخر کلام میں آئے جو الف کہ شروع کلام میں آتا ہے اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) الف استخبار جس سے کسی چیز کے متعلق کوئی خبر دریافت کی جائے خواہ بصورتِ استفہام یعنی بطور سمجھنے کے ہو جیسے اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا (کیا آپ زمین پر اس شخص کو خلیفہ بنائینگے جو اس میں فساد برپا کرے) خواہ بصورتِ تہدید یعنی زجر و توبیخ کے لیے جیسے آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ (اب تو یہ کہنے لگا حالانکہ پہلے سے نافرمانی کرتا رہا) یا تسویہ یعنی دو چیزوں کے درمیان برابری ثابت کرنے کے لیے جیسے ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (آپ ان کو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے وہ ایمان لانے کے نہیں) یا استہزا کے لیے جیسے اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھایا ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی پرستش کرتے آئے انہیں ہم چھوڑ دیں) یا استبطا یعنی مہلت دینے کے لیے جیسے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کے

Marfat.com

اب باپ جمع اباء و اَب

لیے کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے (یعنی ابھی گڑگڑانے کے لیے مہلت باقی ہے۔

واضح ہے کہ الف استخبار جب اثبات پر داخل ہوتا ہے تو اُسے نفی بنا دیتا ہے کیونکہ جب کسی شے کے متعلق اثبات کا سوال ہوا تو اس کی نفی پہلے سے ثابت ہوئی جب ہی تو اس کے ثبوت کو دریافت کیا جا رہا ہے اور جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اسے اثبات میں بدل دیتا ہے کیونکہ یہ جب نفی پر داخل ہوا تو نفی کی نفی ہوئی اور نفی کی نفی اثبات ہے جیسے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ (کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم (یعنی ضرور ہے)۔

(۲) وہ الف جو نفس کلام کے متعلق خبر دیتا ہے جیسے اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ (کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے)

(۳) الف امر خواہ قطعی ہو یا وصلی جیسے اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ (ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان نازل فرما) اور رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (اے رب میرے لیے بہشت میں ایک گھر اپنے پاس بنا دے)

(۴) وہ الف جو لام تعریف کے ساتھ آتا ہے اور جس پر داخل ہوتا ہے اس کو معرفہ بنا دیتا ہے جیسے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ (اے قید خانہ کے ہر دو رفیقو) کہ یہاں "السجن" سے ایک خاص قید خانہ مراد ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔

جو الف کہ وسط کلام میں آتا ہے وہ تثنیہ کا الف ہے اور بعض جمعوں میں بھی آتا ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ اور مَسَاکِیْنَ

الف تانیث جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) بَیْضَآءُ (سفید عورت) اور تثنیہ کا الف ضمیر جیسے اِذْهَبَا یہ دونوں آخر کلام میں واقع ہوتے ہیں۔

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا اَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا وغیرہ آیات میں الظُّنُوْنَا اور السَّبِیْلَا وغیرہ میں جو الف ہے یہ بامعنی نہیں بلکہ محض اصلاح لفظ اور اشباع کے لیے ہے جس طرح کہ بعض اشعار کے آخر میں ہوا کرتا ہے

فصل الباء الموحدۃ

اَبًا ۔ باپ۔ اَبٌ باپ کو اور ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ایجاد یا ظہور یا اصلاح کا سبب ہو ۲۲ ۱۳

اٰبَآءَ ۔ باپ دادا اور چچا۔ اب کی جمع ہے جس کے معنی باپ کے ہیں جمع میں اس کے مفہوم میں دادا اور چچا بھی داخل ہوتے ہیں۔ ب۲

Marfat.com

اَبًّا۔ جانوروں کے کھانے کی گھاس اور چارہ کو کہتے ہیں لیکن وہ کونسی گھاس اور کونسا چارہ ہے اور اس کی کیا شکل و صورت ہے اس کے تعین میں اہل لغت کے متعدد اقوال ہیں مفسرین سلف میں سے مجاہد حسن بصری قتادہ اور ابن زید کا بیان ہے کہ انسانی غذا میں فواکہ (میوے) کا جو درجہ ہے چرندوں کی خوراک میں وہی حیثیت اس کی ہے[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب اس کے تعین کے متعلق سوال ہوا تو فرمانے لگے ای سماءٍ تُظِلّنی و ایُّ ارضٍ تُقِلّنی اذا قلتُ فی کتابِ اللہِ مالا اعلم اخرجہ ابو عبید فی فضائلہ و عبد بن حمید (کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا اور کونسی زمین مجھے اپنے اوپر رہنے دیگی جب کہ میں کتاب اللہ کی تفسیر میں ایسی بات کہہ دوں جس کا مجھے علم نہ ہو) صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اب کیا ہے پھر خود ہی فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کے تعین کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے۔[2] اس سے تفسیرِ قرآن کے متعلق صحابۂ کرام اور سلفِ صالحین کی انتہائی احتیاط کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہمارا یہ زمانہ ہے کہ ہر منکرِ حدیث اور عمل بالقرآن کا دعویدار جو چاہتا ہے بلا تکلف اپنی طرف سے قرآنِ مجید کے معنی بیان کر دیتا ہے۔ اَبٌّ کی جمع اَبٌّ آتی ہے۔ نبا ۳۱

اَبَابِیْلَ۔ جھنڈ کے جھنڈ۔ پرے کے پرے۔ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے کہ متفرق جماعت کو ابابیل کہتے ہیں، چنانچہ عرب والے بولتے ہیں جاءت الخیلُ ابابیل من ھھنا و ھھنا (ادھر اور ادھر سے سواروں کے پرے کے پرے آئے) اس کا واحد آتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں۔ اخفش اور فراء کا بیان ہے کہ جس طرح شَمَاطِیطُ اور عَبَادِیْدُ کا واحد نہیں آتا ویسے ہی اس کا بھی واحد نہیں آتا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا واحد آتا ہے چنانچہ ابو جعفر رواسی نے جو لغت میں ثقہ اور معتبر خیال کیا جاتا ہے تصریح کی ہے کہ اس نے ابابیل کا واحد اِبَالَۃٌ سنا ہے۔ کسائی کا بیان ہے کہ عَجُّوْلٌ اور عَجَاجِیْلُ کی طرح میں نحویوں کو اِبُّوْلٌ — اَبَابِیْلُ بولتے ہوئے سنا تھا فراء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص دینار

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶۰ طبع مصر ۱۳۰۱ھ بر حاشیہ فتح البیان ۱۲ [2] ان دونوں حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۳۰ ص ۴۸ طبع مصر

اور دَنَانِیرُ کی طرح اس کا واحد اِیبالَۃ بنائے تو درست ہو سکتا ہے۔ بت ۳/۳

اَبَارِیقَ ۔ لوٹے ۔ جگ ۔ اِبرِیقٌ کی جمع ہے جس کے معنے لوٹے اور جگ کے ہیں ۔ آب ریز کا معرب ہے ۔ ۲۷/۱۴

اٰبَآئِكَ ۔ تیرے باپ دادا اور چچا ۔ اس جگہ اٰبَاءَ کے مفہوم میں چچا بھی داخل ہیں ۔ اٰبَآءِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱/۲

اٰبَاكُمْ ۔ تمہارا باپ اٰبَا مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۳/۴ ۔

اٰبَآؤُكُمْ ۔ تمہارے باپ دادا اٰبَآؤُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۴/۱۳،۱۴ ۸/۱۰ ۱۱/۱۶ ۵/۹ ۱۳/۱۵ ۱۱/۵ ۱۶/۹ ۲۲/۱۱ ۲۶/۵ اٰبَآءَكُمْ ۲/۹ ۴/۹ ۔

اٰبَانَا ۔ ہمارا باپ ۔ اٰبَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۱۲/۱۲ ۱۳/۲،۴،۵

اٰبَآؤُنَا ۔ ہمارے باپ دادا ۔ اٰبَآءُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۸/۵ ۹/۱۲ ۱۲/۸،۷ ۱۳/۱۳ ۱۴/۱۱ ۱۸/۵ ۲/۲ ۲۲/۵ ۲۴/۱۵ اٰبَآءَنَا ۲/۵ ۸/۴ ۱۰/۱ ۹/۲ ۱۱/۱۳ ۱۲/۵ ۱۹/۹ ۲۵/۸

اٰبَاهُ ۔ اس کا باپ ۔ اٰبَا مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱۳/۲

اٰبَآؤُهُمْ ۔ ان کے باپ دادا ۔ اٰبَآءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۵ ۴/۴ ۱۲/۴ ۲۲/۱۸ اٰبَآءَهُمْ ۲/۴ ۱۸/۴،۱۷ ۲۵/۹ ۲۸/۴

اٰبَآءِهِنَّ ۔ ان عورتوں کے باپ دادا ۔ اٰبَآءَ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ ۱/۱۸ ۲۲/۴

اٰبَآءِيْ ۔ میرے باپ دادا ۔ اٰبَآءِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۲/۱۵

اَبَتِ ۔ اے باپ لفظ "اب" پر ندا کے وقت ت زیادہ کر دیتے ہیں ۱۲/۱۱ ۱۳/۵ ۱۶/۶ ۲۰/۶ ۲۳/۷

اِبْتَدَعُوْهَا ۔ انہوں نے اس کو اپنے آپ گھڑ لیا ۔ اِبْتَدَعُوْا ، اِبْتِدَاعٌ سے جس کے معنی دین میں نئی بات نکالنے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۲۷/۲

اَبْتَرَ ۔ دُم کٹا جس کی اولاد نہ ہو جس کا ذکر باقی نہ رہے بَتْرٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ۳۰/۳

اِبْتَغِ ۔ تو تلاش کر ۔ اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۱۲ ۲۰/۱۱

اِبْتِغَآءَ ۔ چاہنا ، تلاش کرنا ، بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے ۔ ابتغاء سخت کوشی کے لیے مخصوص ہے اگر

ل تفسیر کبیر ج ۸ ص ۴۸۴ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

Marfat.com

اچھے مقصد کے لیے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم پ ۲/۹ پ ۳/۴و۵و۹

پ ۵/۱۲و۱۳ پ ۱۳/۹و۸ پ ۱۵/۳ پ ۲۷/۲۰ پ ۲۸/۷ پ ۳۰/۷

اِبْتِغَاءُ کُمْ ۔ تمہارا تلاش کرنا ۔ اِبْتِغَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۱/۹

اِبْتَغُوْا ۔ تم تلاش کرو ۔ چاہو اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۲ پ ۶/۱۰ پ ۲۰/۱۴ پ ۲۸/۱۲

اِبْتَغَوْا ۔ انہوں نے چاہا ۔ تلاش کیا ۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰/۱۴ پ ۱۵/۵

اِبْتَغٰی ۔ اس نے چاہا ۔ تلاش کیا ۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۸/۱ پ ۲۹/۷

اَبْتَغِیْ ۔ میں چاہوں ، تلاش کروں ۔ اِبْتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۸/۱

اِبْتَغَیْتَ ۔ تو نے چاہا اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۲/۳

اِبْتَلُوْا ۔ تم آزماؤ ۔ اِبْتِلَاءٌ سے جس کے معنی آزمانے اور امتحان لینے کے ہیں ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ پ ۴/۱۲

اِبْتَلٰی اس نے آزمایا ۔ امتحان لیا اِبْتِلَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ ابتلاء و آزمائش کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی لیاقت وصلاحیت سے پوری طرح باخبر ہو جائے ۔ دوسرے یہ کہ اس کی لیاقت وصلاحیت کا تو ممتحن کو پوری طرح علم ہو مگر اوروں کی نظر میں اس کی حالت کا تعین کرنا منظور ہو کہ وہ کس قابلیت وصلاحیت کا مالک ہے ، قرآن مجید میں ابتلاء کی نسبت جب اللہ عزوجل کی طرف ہو تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں پ ۱/۱۵

اُبْتُلِیَ ۔ وہ آزمایا گیا ۔ اِبْتِلَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۱/۱۸

اِبْتَلٰهُ ۔ اس کو آزمایا ۔ اِبْتَلٰی ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۳۰/۱۴

اَبْحُرٌ ۔ سمندر ۔ بَحْرٌ کی جمع ہے ۔ بحر سمندر کو کہتے ہیں پ ۲۱/۱۲

اَبَدًا ۔ ہمیشہ ۔ زمانہ مستقبل غیر محدود ۔ پ ۱/۱۱ پ ۵/۵و۱۵و۱۳ پ ۶/۸و۳

پ ۶/۴ پ ۱۰/۹و۱۷ پ ۱۱/۲ پ ۱۵/۱۳و۱۵و۱۷و۲۰ پ ۱۸/۷و۸و۹ پ ۲۲/۴و۵

پ ۲۸/۵و۷و۱۱و۱۵و۱۸ پ ۲۹/۱۲ پ ۳۰/۲۳

اُبَدِّلَهٗ ۔ میں اس کو بدل دوں تَبْدِیْلٌ سے جس کے معنی بدل ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۱/۷

اَبْرَارٌ ۔ نیک لوگ ۔ بَرٌّ اور بَارٌّ کی جمع جس کے معنی نیک کے ہیں پ ۴/۱۱ پ ۲۹/۱۹ پ ۳۰/۷و۸

Marfat.com

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ کے مقدس رسول اور ہمارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد اور بجز آپ کے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ یہی وجہ ہو کہ بحالت تشہد نماز میں درود کے وقت آپ کا بھی نام لینے کا حکم دیا گیا حدیثِ معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس حال میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا تکیہ کیے ہوئے تھے[1] آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح فرماتے ہوئے کیا تھا[2] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائیگا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونگے[3] صحیح مسلم میں حضرت انس رض سے روایت ہو کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو "یا خیر البریہ" سے خطاب کیا تو آپنے فرمایا وہ ابراہیم تھے شفاعت کی طویل حدیث میں آتا ہو کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ اکٹھے ہو کر حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے بعد حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کرانے کے لیے درخواست کرینگے تو آپ فرمائینگے کہ اس کام کے لیے میں نہیں، تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، یہ حدیث صحیحین میں مذکور ہو[4]۔ آپ کی ولادت باسعادت ملک بابل کے شہر اور میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہوئی۔ عام مورخین کے بیان کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سام بن نوح سے ملتا ہو لیکن ان کا بیان قیاس و تخمین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اپنے سلسلۂ نسب کے بارے میں اس یقین کے باوجود کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں عدنان سے اوپر کے سلسلہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہو کذب النسابون (نسب بیان کرنیوالوں نے ناموں کی تعیین میں غلط بیانی سے کام لیا ہو) جب حضرت ابراہیم سے نیچے کے متعلق یہ حال ہو تو اوپر کے سلسلہ کے متعلق

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسرا۔ [2] صحیح بخاری باب المعراج۔ [3] ایضاً کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ [4] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔

Marfat.com

کیا کہا جا سکتا ہے حلیہ مبارک کے متعلق حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اما ابراھیم فانظروا الی صاحبکم[1] (اگر ابراہیم کو دیکھنا چاہو تو اپنے صاحب (یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو) حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ کواکب پرستی بھی کرتی تھی آپ نے بعثت کے بعد سب سے پہلے اپنے باپ آزر کو حق کی تبلیغ کی پھر اپنی قوم کو سمجھایا پھر بادشاہِ وقت نمرود سے مناظرہ کیا اور توحید کے دلائل بیان کرکے اس کو ششدر کر دیا۔ مگر بدبختوں نے ایک نہ سنی اور سوائے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے پیارے بھتیجے حضرت لوطؑ کے اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ قوم نے ہر طرح آپ کو ستانے اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی یہاں تک کہ ظالموں نے آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل کرکے آگ کو آپ کے لیے بردوسلام کر دیا۔ مسند ابی یعلی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے اللھم انک فی السماء واحد وانا فی الارض واحد اعبدک[2] (اے اللہ بلاشبہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں تیرا اکیلا پرستار ہوں) آخر حضرت نے تنگ آ کر وہاں سے ہجرت کی اور فرات کے غربی کنارہ کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے کچھ دنوں کے بعد یہاں سے حران، حران سے فلسطین اور فلسطین سے نابلس غرض اسی طرح تبلیغ کرتے کرتے مصر پہنچے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط علیہ السلام سفر میں ہمرکاب تھے یہاں شاہِ مصر نے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دیا اب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فرزند کے متعلق دعا مانگی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تولد ہوئے اس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج خانہ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے اور اس جگہ ایک بڑے درخت

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا وکتاب اللباس باب الجعد، وصحیح مسلم کتاب الایمان

[2] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۶ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

کے پیچھے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ پران
کو چھوڑ گئے اور گو خود فلسطین میں مقیم رہے مگر برابر مکہ میں
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے
خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
سے تذکرہ کیا اور دونوں باپ بیٹوں کے مقدس ہاتھوں
سے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی عمر اسی سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ختنہ
کا حکم دیا۔ حضرت نے اس کی تعمیل کی جب آپ کی
عمر سو سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہؓ
کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی
بشارت دی حضرت ابراہیم کی وفات ایک سو پچھتر سال
کی عمر میں واقع ہوئی اور مدینۃ الخلیل میں تدفین عمل میں
آئی آپ کی پیغمبرانہ سیرت کا تذکرہ قرآن عظیم میں جا بجا
نہایت تفصیل سے مذکور ہے۔ آپ کا شمار انبیاء اولوا
العزم میں ہے یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو پیغمبر
اور مقتدا مانتے ہیں۔[1] پ ۱/۱۵ و ۱۶ پ ۳/۱۷ و ۱۵ و ۱۲ و ۱۳ پ ۴/۱ پ ۵/۱۵ و ۱۶
پ ۶/۳ پ ۷/۱۵ و ۱۶ پ ۸/۱۲ پ ۱۰/۱۵ پ ۱۱/۳ پ ۱۲/۷ و ۱۰ و ۱۵ پ ۱۳/۱۸ پ ۱۴/۲۲ و ۲۴
پ ۱۶/۶ و ۷ پ ۱۷/۵ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۷ پ ۱۹/۹ پ ۲۰/۱۴ و ۱۶ پ ۲۱/۱۷ پ ۲۳/۱۲ و ۱ پ ۲۵/۹ و ۱۳

پ ۲۶/۱۹ پ ۲۷/۲۰ و ۲۷ پ ۲۸/۷ پ ۳۰/۱۴

اَبْرَحُ میں پھرونگا، پھرتا ہوں (سَمِعَ) "بَرْحٌ" سے جس کے
معنی کسی جگہ سے ہٹنے اور پلٹنے کے ہیں مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔ پ ۱۳/۴ پ ۱۵/۲۱

اَبْرَصَ۔ کوڑھی۔ برص ایک مشہور مرض ہے پ ۳/۱۳ پ ۷/۵

اَبْرَمُوْا۔ انہوں نے مضبوط ارادہ کیا۔ "اِبْرَامٌ" سے جس
کے معنی کسی کام کے مضبوط کرنے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۵/۱۴

اُبْرِئُ۔ میں اچھا کر دیتا ہوں۔ "اِبْرَاءٌ" سے جس کے معنی ہر
بری چیز مرض وغیرہ سے بری کرنے اور نجات دلانے
کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے پ ۳/۱۳

اُبَرِّئُ۔ میں بری کرتا ہوں یا کرونگا۔ "تَبْرِئَۃٌ" سے جس کے
معنی بری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۳/۱

اُبْسِلُوْا۔ گرفتار کیے گئے۔ "اِبْسَالٌ" سے جس کے معنی غلبہ
و قہر گرفتار کرنے اور محروم کرنے کے ہیں ماضی مجہول
کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۷/۱۴

اَبْشِرُوْا۔ تم کو خوشخبری ہو۔ "اِبْشَارٌ" سے جس کے معنی
بشارت پانے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۴/۱۸

اَبْصَارٌ۔ آنکھیں اور بینائیاں۔ بصر کی جمع ہے۔ بصر

[1] تفصیل کے لیے دیکھو "قصص القرآن" مطبوعہ ندوۃ المصنفین۔

Marfat.com

آنکھ اور بینائی دونوں کو کہتے ہیں اور بینائی بھی آنکھ کی ہو یا دل کی دونوں کو "بصر" کہا جا سکتا ہے پ۹ ع۱۱ پ۱۹ ع۲ پ۲۱
پ۱۹ ع۳ پ۱۲ ع۳ پ۱۳ ع۱۳، ۱۷ پ۱۸ ع۵، ۱۵ پ۲۱ ع۱۲، ۱۴، ۱۸ پ۲۳ ع۱۳ پ۲۶ ع۳ پ۲۸ ع۴ پ۲۹ ع۲

اَبصَارُکُم۔ تمہاری آنکھیں یا تمہاری بینائیاں اَبصَارُ مضاف کُم ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۱ ع۲ پ۲۴ ع۱۷

اَبصَارُنَا۔ ہماری نگاہیں۔ اَبصَارُ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۴ ع۱

اَبصَارُھَا۔ اُن کی بینائیاں ھا ضمیر قلوب کی طرف لوٹتی ہے۔ اَبصَارُ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۳۰ ع۲

اَبصَارُھُم۔ ان کی نگاہیں یا ان کی آنکھیں اَبصَارُ مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ ع۱، ۲
پ۱۲ ع۳ پ۲۰ ع۱۲ پ۱۰ ع۱۸ پ۱۲ ع۲۲ پ۲۶ ع۳، ۷ پ۲۷ ع۸ پ۲۹ ع۴، ۸

اَبصَارُھُنَّ۔ ان عورتوں کی نظریں۔ ان کی آنکھیں اَبصَارُ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ۱۰ ع۱۸

اَبصِر۔ دیکھتا رہ (انتظار کر) اِبصَارٌ سے جس کے معنی دیکھنے اور دکھانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اِبصار کا استعمال زیادہ تر دل سے دیکھنے کے متعلق ہوتا ہے پ۲۳ ع۹

اَبصَرَ۔ اُس نے دیکھ لیا۔ اس نے بصیرت حاصل کی۔ اِبصَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷ ع۹

اَبصِر بِہٖ۔ کیا عجیب دیکھتا ہے فعل تعجب ہے پ۱۵ ع۱۶ پ۱۶ ع۵

اَبصَرنَا۔ ہم نے دیکھ لیا۔ ہم نے بصیرت حاصل کی۔ اِبصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے پ۲۱ ع۱۵

اَبصِرھُم۔ ان کو دیکھتا رہ۔ اَبصِر اِبصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہُم ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۳ ع۹

اِبعَث۔ تو بھیج (فتح) بَعثٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اُٹھا کر کھڑا کرنے اور سامنے کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ بَعث کی دو قسمیں ہیں ایک بشری دوسری الٰہی۔ اگر اس کی نسبتِ فاعلی انسان کی طرف ہے تو اس کو بشری کہینگے جیسے ایک شخص کا کسی دوسرے شخص کو روانہ کرنا اور بھیجنا اور اگر خدا کی طرف ہے تو اس کو الٰہی کہا جائیگا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا، دوسری قسم کی مثال مُردوں کو جِلانا ہے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس صفت سے اپنے ممتاز بندوں کو بھی سرفراز فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے پ۱۶ ع۲ پ۱۹ ع۱

اُبعَثُ۔ مجھے اُٹھایا جائیگا۔ بَعثٌ سے مضارع مجہول کا

صیغہ واحد متکلم ۱۶/۵

اِبْعَثُوْا - تم بھیجو۔ بَعْثٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵/۱۲ ۱۵/۱۵

اَبْغِیْ - میں تلاش کروں (ضَرَبَ) بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ بَغْیٌ کے معنی اصل میں میانہ روی سے بڑھنے کی خواہش کرنے کے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک محمود جیسے عدل کی بجائے احسان کرنا اور فرائض کے علاوہ نوافل کا بھی پابند ہونا۔ دوسرے مذموم جیسے حق سے تجاوز کرکے باطل کو اختیار کرنا یا شبہات میں پڑنا قرآنِ عظیم میں اکثر مواقع پر بَغْیٌ کا استعمال مذموم معنی میں ہی ہوا ہے ۶

اَبْغِیْکُمْ - میں تمہارے لیے تلاش کروں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۹/۹

اَبَقَ - وہ بھاگا (نَصَرَ، ضَرَبَ، سَمِعَ) اِبَاقٌ سے جس کے معنے غلام کے بھاگنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۳/۹

اَبْقٰی - دیر تک رہنے والا۔ سدا باقی رہنے والا۔ بَقَاءٌ سے جس کے معنی باقی رہنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ، یہ لفظ جب اللہ کی صفت ہوگا تو اس کے معنی سدا باقی رہنے والے کے ہوں گے ورنہ دیر تک رہنے والے کے۔ ۱۶/۱۲ اور ۱۶ اور ۱۷ ۹ ۲۵/۵ ۳۰/۱۲

اَبْقٰی - اس کو باقی چھوڑا۔ اِبْقَاءٌ سے جس کے معنی باقی چھوڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۷

اِبْکَار - صبح بروزن اِفْعَالٌ اسم ہے ۳/۱۲ ۲۴/۱۱

اَبْکَارًا - کنواریاں۔ بِکْرٌ کی جمع ہے بِکْرٌ کنواری لڑکی کو کہتے ہیں ۲۷/۱۴ ۲۸/۱۹

اَبْکَمُ - مادرزاد گونگا۔ بَکَمٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے ۱۴/۹

اَبْکٰی - اس نے رُلایا۔ اِبْکَاءٌ سے جس کے معنی رُلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۷

اِبِلٌ - اونٹ۔ اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لیے بولا جاتا ہے مگر نہ جمع ہے نہ اسم جمع ۸/۴ ۳۰/۱۴

اِبْلَعِیْ - تو نگل جا (فَتَحَ) بَلْعٌ سے جس کے معنے نگلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ۱۲/۴

اَبْلُغُ - میں پہنچ جاؤں (نَصَرَ) بُلُوْغٌ سے جس کے معنی کسی شیء تک پہنچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۵/۲۱ ۲۴/۹

اَبْلَغْتُکُمْ - میں نے تم کو پہنچا دیا۔ اَبْلَغْتُ، اِبْلَاغٌ سے جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم "کُمْ"، ضمیر جمع مذکر حاضر ۸/۱ ۹ ۱۲/۵

اُبَلِّغُکُمْ - میں تم کو پہنچاتا ہوں۔ اُبَلِّغُ، تَبْلِیْغٌ سے جس کے

معنی پہنچانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۔ ب ۵، ۱۶ ب ۲۶/۳

اَبْلَغُوْا ۔ انہوں نے پہنچایا ۔ اِبْلَاغٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۲۹/۱۲

اَبْلِغْهُ ۔ اس کو پہنچا دے ۔ اَبْلِغْ ۔ اِبْلَاغٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب ۱۰/۱

اِبْلِیْس ۔ شیطان کا نام ہے ۔ بروزن اِفْعِیْل ۔ اِبْلَاسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی سخت نا اُمیدی کے باعث غمگین ہو کر ششدر و متحیر ہو جانے کے ہیں چونکہ شیطان رحمتِ حق سے نا اُمید ہے اس لیے اس کا نام ابلیس ہوا لیکن علامہ زمخشری نے کشاف میں سورۂ مریم میں لفظ ادریس پر بحث کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ ابلیس عجمی لفظ ہے اور اس کا اشتقاق ابلاس سے بتانا صحیح نہیں اس لیے کہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف ہونے کے لیے نو اسباب منع صرف میں سے کم از کم دو سبب یا وہ ایک سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو پایا جانا ضروری ہے اور ابلاس سے مشتق ہونے کی صورت میں اس میں بجز علمیت کے کوئی دوسرا سبب پایا نہیں جاتا لہٰذا غیر منصرف ہونا اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے[1]

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابلیس کا تخت سمندر میں ہے وہ روزانہ اپنے لشکر کی ٹکڑیاں بھیجتا رہتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں جو جتنا زیادہ لوگوں میں فتنہ پھیلاتا ہے اتنا ہی زیادہ ابلیس کے نزدیک اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے ۔ مسند مذکور میں حضرت جابرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ابن صائد سے (جو شیطانی خلل میں گرفتار ہو کر دعاوی باطلہ کا مدعی تھا) دریافت فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے، تو کہنے لگا مجھے سمندر پر ایک تخت بچھا ہوا نظر آتا ہے جس کے گرداگرد سانپ ہی سانپ ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا اس نے سچ کہا وہ ابلیس کا تخت ہے۔[2] (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو لفظ شیطان) ب ۱/۴ ب ۹ ب ۱۴/۳ ب ۱۵/۷، ۱۹ ب ۱۶/۱۶ ب ۱۹/۹ ب ۲۲/۸ ب ۲۳/۱۴ ۔

اِبْن ۔ بیٹا ۔ ب ۱/۱۱ ب ۳/۱ ب ۶/۲، ۳، ۷، ۱۱، ۱۴، ۱۵ ب ۷/۵، ۶ ب ۹/۸ ب ۱۱/۱۱ ب ۱۶/۵، ۱۴ ب ۱۵/۳ ب ۲۱/۱۶ ب ۲۵/۱۲ ب ۲۷/۲۰ ب ۲۸/۹، ۱۰

اِبْنِ ۔ تو بنا (ضَرَبَ) بِنَاءٌ سے جس کے معنی بنانے اور تعمیر کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب ۲۴/۹ ب ۲۸/۲۰

اِبْنُ السَّبِیْل ۔ مسافر ۔ ابن السبیل کے لفظی معنی

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۴ طبع مصر ۱۳۵۴ھ ۔ [2] البدایۃ والنہایۃ مصنفہ حافظ ابن کثیرؒ ج ۱ ص ۵۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

"راستے کے بیٹے" کے ہیں - چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے
اس لیے اسے ابن السبیل کہتے ہیں ب ۲/۱۰،۲ ب ۳/۱۴ ب ۵/۳
ب ۱/۱۴،۱ ب ۱۵/۳ ب ۲۱/۷

اَبْنَآءَ - بیٹے - اِبْنٌ کی جمع ہے ب ۹/۷ ب ۱۸/۱۰ ب ۲۲/۴ ب ۲۴/۸

اَبْنَآءُكُمْ - تمہارے بیٹے اَبْنَآءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع
مذکر حاضر مضاف الیہ ب ۲ ب ۳/۱۴ ب ۴/۱۵،۱۳ ب ۹/۶ ب ۱۰/۹ ب ۱۳/۱۳ ب ۲۱/۱۷

اِبْنَ اُمَّ - ماں کا جنا - ماں جایا بھائی - اِبْنَ مضاف
اُمَّ مضاف الیہ ب ۹/۸ ب ۱۶/۱۴

اَبْنَآءَنَا - ہمارے بیٹے - اَبْنَآءَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم
مضاف الیہ ب ۲/۶ ب ۳/۱۴

اَبْنَآءَهُمْ - ان کے بیٹے اَبْنَآءَ مضاف ہُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب مضاف الیہ ب ۲/۱ ب ۸ ب ۹/۵ ب ۲۰/۴ ب ۲۸/۳

اَبْنَآءِهِنَّ - ان عورتوں کے بیٹے - اَبْنَآءِ مضاف ہُنَّ
ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ ب ۱/۱ ب ۲۲/۴

اِبْنَت - بیٹی - اِبْنٌ کی مؤنث ب ۲۸/۲

اِبْنَتَيَّ - میری دو بیٹیاں - یٔ متکلم کی ہے اِبْنَتَيَّ اصل
میں اِبْنَتَيْنِ تھا اِبْنَةٌ کا تثنیہ - یاء متکلم کی طرف
اضافت کے سبب سے نون گر پڑا ب ۲۰

اِبْنُكَ - تیرا بیٹا - اِبْنُ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر
مضاف الیہ ب ۱۳/۴

اُبْنُوْا - تم بناؤ - بِنَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب ۱۵/۱ ب ۲۳/۷

اِبْنَهٗ - اس کا بیٹا - اِبْنَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب
مضاف الیہ ب ۱۲/۴ ب ۲۱/۱۱

اِبْنَهَا - اس عورت کا بیٹا - اِبْنَ مضاف ہَا ضمیر واحد
مونث غائب مضاف الیہ ب ۶

اِبْنِيْ - میرا بیٹا - اِبْنَ مضاف یٔ ضمیر واحد متکلم مضاف
الیہ ب ۱۲/۴

اِبْنَيْ اٰدَمَ - آدم کے دو بیٹے - نہ تو قرآنِ عظیم میں ان
دونوں کے نام مذکور ہیں اور نہ حدیث شریف میں البتہ
توراۃ میں قاتل کا نام قابیل اور مقتول کا ہابیل لکھا
ہے قرآنِ عظیم میں سورۂ مائدہ میں ان کا قصہ تفصیل
سے مذکور ہے صحیحین، مسند احمد، ترمذی، نسائی اور ابن
ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب
بھی کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کے خون کا اتنا ہی
گناہ آدم کے اس پہلے بیٹے پر ہوتا ہے کیونکہ وہی پہلا
شخص ہے جس نے اس قتل کی راہ نکالی - مسند احمد، ابو داؤد
اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ فتنۂ عہد عثمانی کے موقع پر انہوں نے بیان کیا
میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھنے
والا ہے جس میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے سے
اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے
والے سے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس صورت میں
آپ کی کیا رائے ہے جبکہ کوئی میرے گھر میں ہی آگھسے
اور مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھا دے تو آپ نے فرمایا
کہ تم آدم ؑ کے بیٹے کی طرح بن جاؤ۔ ابن مردویہ نے حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور مسلم، ترمذی، ابوداؤد، اور
ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث کے
یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ کن کخیر ابنی ادم (آدم ؑ کے
دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح بن جاؤ)[1] پ ۶/۹

اَبَوْا ۔ اُنہوں نے سختی سے انکار کیا۔ (ضرب۔ فتح)
اِبَاءٌ سے جس کے معنی سختی سے انکار کرنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اگر انکار میں سختی نہ ہو تو
ابا نہیں ہے۔ پ ۱/۱۶

اَبْوَاب ۔ دروازے۔ بَابٌ کی جمع ہے جس کے معنی دروازہ
کے ہیں پ ۷/۱۱ پ ۸/۱۲ پ ۱۲/۱۳ پ ۱۳/۲ پ ۱۴/۱۰،۳ پ ۲۳/۱۴ پ ۲۴/۱۱،۵ پ ۲۶/۸
اَبْوَابًا پ ۲۵/۹ پ ۳۰/۱

اَبْوَابُهَا ۔ اس کے دروازے اَبْوَابُ مضاف ھا
ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۳/۸ پ ۲۴/۵

اَبَوَاهُ ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَا اصل میں اَبَوَانِ تھا
اَبٌ کا تثنیہ ہ ضمیر واحد مذکر غائب کی طرف اضافت
کے سبب ن گر گیا پ ۴/۱۳ پ ۱۶/۱

اَبُوْكِ ۔ تیرا باپ ۔ اَبُوْ مضاف كِ ضمیر واحد مؤنث
حاضر مضاف الیہ پ ۱۶/۵

اَبُوْنَا ۔ ہمارا باپ ۔ اَبُوْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم
مضاف الیہ پ ۲۰/۶

اَبُوْهُمْ ۔ ان کا باپ ۔ اَبُوْ مضاف هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۲،۵

اَبُوْهُمَا ۔ ان دونوں کا باپ ، اَبُوْ مضاف هُمَا
ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۶/۱

اَبَوَيْكَ ۔ تیرے دونوں باپ دادا ۔ اَبَوَی اصل
میں اَبَوَيْنِ تھا ۔ اَبٌ کا تثنیہ ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر
کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن گر گیا پ ۱۲/۱

[1] ان سب حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو البدایۃ والنہایۃ ج ۱ ص ۹۴

اَبَوَیْکُمْ۔ تمہارے ماں باپ۔ اَبَوَی مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۸

اَبَوَیْہِ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَی مضاف ہٖ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۳/۴ پ۱۳/۵

اَبیٰ۔ اس نے سخت انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَبَوَا) پ۱/۴ پ۱۴/۳ پ۱۵/۱۰،۱۱ پ۱۶/۱۲،۱۶ پ۱۹/۳

اَبِیْ۔ میرا باپ۔ اَبْ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف
الیہ۔ پ۱۳/۳ پ۱۹/۹ پ۲۰/۶

اَبْیَضُ۔ سفید۔ بَیَاضٌ سے جس کے معنی سفیدی کے
ہیں صفت مشبہ کا صیغہ اَلْخَیْطُ الْاَبْیَضُ سے مراد سپیدۂ سحر ہے پ۲/۳

اَبْیَضَّتْ۔ سفید ہو گئیں، دمکنے لگیں۔ اِبْیِضَاضٌ سے جس
کے معنی سفید ہونے اور دمکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد
مونث غائب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے قصہ
میں آنکھوں کے سفید ہونے کے معنی ہیں اور دوسری
جگہ چہروں کے دمکنے اور روشن ہونے کے پ۴/۲ پ۱۳/۴

اَبِیْکُمْ۔ تمہارا باپ۔ اَبْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
مضاف الیہ پ۱۲/۱۴ پ۱۴/۲،۴ پ۱۷/۱۷

اَبِیْ لَھَبٍ۔ یہ عبد العزیٰ بن عبد المطلب کا لقب ہے۔
اس کی کنیت ابو عتبہ ہے۔ ابو لھب کے معنی ہیں "شعلہ کا باپ"
چونکہ یہ خوبصورت تھا اور نہایت سُرخ و سپید اس لیے
قریش نے اس کو ابو لہب کا خطاب دیا تھا جو بعد
میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ایہام اس کے جہنمی ہونے کی
دستاویز بن گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا
تھا اور سرداران قریش میں شمار کیا جاتا تھا لیکن کفر و
شقاوت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین
مخالف اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی قبیلہ کو تبلیغ فرماتے یہ بدبخت
آپ پر پتھر پھینکتا کہ پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور
لوگوں سے کہتا پھرتا کہ اس کی بات مت سنو یہ شخص تم
سے لات وعزیٰ اور تمہارے دیوتاؤں کو چھڑانا چاہتا
ہے، کبھی کہتا محمد ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں
جو مرنے کے بعد ملینگی ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں
کبھی دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہتا تبالکما ما
اری فیکما شیئا مما یقول محمد (تم دونوں ٹوٹ جاؤ میں
تو تمہارے اندر ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد بیان
کرتے ہیں) صحیحین، مسند احمد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت وَ
اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو رسالتمآب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر بنی فہر بنی عدی
قریش کے مختلف خاندانوں کو آواز دینی شروع کی اور
لوگ جمع ہونے لگے یہاں تک کہ جو شخص نہ آسکا اس
نے کسی دوسرے شخص کو خبر لینے کے لیے بھیجا، غرض
جب قریش جمع ہو گئے اور ان میں ابو لہب بھی تھا تو
آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ ایک لشکر
وادی میں پڑاؤ ڈالے تم کو لوٹنے کا ارادہ کر رہا ہے تو
کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ سب نے کہا ہاں ہم نے آپ کو
ہمیشہ سچا پایا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میں تم کو
آخرت کے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں اس پر
ابولہب برہم ہو کر بولا "تبا لک سائر الایام الھذا جمعتنا"
تو سدا برباد رہے کیا اسی لیے ہم کو جمع کیا تھا[1] غرض اس
کی شقاوت و بدبختی حد کو پہنچ گئی تھی، جب اس کو عذاب
سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر واقعی یہ بات ہونے والی ہے
تو میرے پاس مال اور اولاد بہت ہے ان کو فدیہ میں
دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا ہجرت کے بعد قریش
کے جارحانہ ارادوں کا باعث ایک یہ بھی تھا۔ سنہ ۲ ھ
میں مکہ میں غزوۂ بدر سے سات روز بعد اس کے زہریلی

قسم کا ایک دانہ نکلا۔ مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر
والوں نے اسے الگ ڈال دیا اور یہ وہیں پڑا پڑا مر گیا،
تین روز تک اس کی لاش اسی جگہ پڑی سڑتی رہی۔
آخر کار اس کے ورثا کو شرم محسوس ہونے لگی تو حبشی
مزدوروں سے اجرت پر اٹھوا کر اس کو گڑوایا انہوں نے
گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اس کو اندر لڑھکا دیا اور
اوپر سے پتھر بھر دیے۔ اس طرح بصد رسوائی و ذلت و نار
جہنم کو سدھارا سورۂ لہب میں ابولہب کی ہلاکت سے
اس کی ذاتی ہلاکت مراد نہیں بلکہ اس کی قومی ہلاکت
مراد ہے جو غزوۂ بدر کے بعد ہی واقع ہوئی جس طرح دیگر انبیاء
علیہم السلام کے زمانے میں ہمیشہ ایک نافرمان اور سرکش
ان کا مقابل رہا ہے اور جو اپنی گمراہی کے باعث پوری کی
پوری قوم کی تباہی و بربادی کا سبب ہوا جیسے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں نمرود، حضرت موسیٰ علیہ
السلام کے وقت میں فرعون، اسی طرح اس امت محمدیہ کا
نمرود یا فرعون ابولہب کو سمجھنا چاہیے اور قرآن عظیم نے
اسی حیثیت سے تمام عمائد قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا ہے۔
اَبَیْنَ۔ انہوں نے انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۶۰ طبع مصر

Marfat.com

جمع مؤنث غائب پ ۲۲/۶

اُبَیِّنُ - میں بیان کروں تَبْیِیْنٌ سے جس کے معنی بیان کرنے اور ظاہر کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۵/۱۲

اَبِیْنَا - ہمارا باپ - اَبٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۱۴

اَبِیْہِ - اس کا باپ - اَبٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۷/۱۵ پ ۱۱/۳ پ ۱۳/۱۱ پ ۱۶/۶ پ ۱۷/۵ پ ۱۹/۹ پ ۲۳/۷ پ ۲۵/۹ پ ۲۸/۷ پ ۳۰/۵

اَبِیْہِمْ - ان کا باپ - اَبٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۲

فصل التاء المثناة

اٰتِ - تو دے - اِیْتَآءٌ سے جس کے معنی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۳ پ ۲۱/۷

اٰتٍ - آنے والا - اِیْتَانٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ ۳/۳ پ ۲۰/۱۳

اِتِّبَاعٌ - تابعداری کرنا، حکم ماننا، پیروی کرنا - بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ ۶/۶ پ ۱۴

اَتَّبِعُ - میں پیروی کرتا ہوں، اتباع کرتا ہوں اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۷/۱۱و۱۳ پ ۹/۱۴ پ ۱۱/۷ پ ۲۶/۱

اِتَّبَعَ - اس نے پیروی کی اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳/۸ پ ۵/۱۵ پ ۶/۷ پ ۹/۱۲ پ ۱۲/۱۰ پ ۱۵/۱۹ پ ۱۶/۱۰و۱۱و۱۶ پ ۱۸/۴ پ ۲۰/۸ پ ۲۱/۷ پ ۲۲/۱۸

اِتَّبِعْ - تو پیروی کر - اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۳/۱۹ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۴/۵و۲۲ پ ۲۱/۱۱و۱۷ پ ۲۹/۱۷

اَتْبَعَ - وہ پیچھے پڑ گیا - اِتْبَاعٌ سے جس کے معنی پیچھے لگ جانے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۶/۲

اِتَّبَعْتُ - میں نے پیروی کی اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۲/۱۵

اِتَّبَعْتَ - تو نے پیروی کی - اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱/۱۴ پ ۲/۱ پ ۱۳/۱۱

اِتَّبَعْتُمْ - تم نے پیروی کی - اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۸ پ ۹/۱

اِتَّبَعْتَنِیْ - تو نے میری اتباع کی - اِتَّبَعْتَ صیغہ ماضی - ن وقایہ - ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْتَ) پ ۱۵/۲۱

اِتَّبَعَتْہُمْ - اس نے ان کی پیروی کی اِتَّبَعَتْ

اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۷/۳

اَتَّبِعُكَ - میں تیری پیروی کروں - اَتَّبِعُ مضارع کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ) پ ۱۶/۲۱

اِتَّبَعَكَ - اس نے تیری پیروی کی - اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) پ ۱/۴ پ ۱۲/۳ پ ۱۴/۳ پ ۱۹/۱۰ و ۱۵

اِتَّبَعَكُمَا - اس نے تم دونوں کی پیروی کی - اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور كُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) پ ۲

اِتَّبَعْنَا - ہم نے پیروی کی - ہم نے تابعداری کی - اِتِّبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۳/۱۲

اَتْبَعْنَا - ہم نے پیچھے لگا دیا - اِتْبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۸/۳

اِتَّبَعْنٰكُمْ - ہم تمہاری پیروی کرتے - اِتَّبَعْنَا - ماضی کا صیغہ جمع متکلم كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْنَا) پ ۴

اَتْبَعْنٰهُمْ - ہم نے انکے پیچھے لگا دیا - اَتْبَعْنَا ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعْنَا) پ ۲۰/۲

اِتَّبَعَنِيْ - اس نے میری پیروی کی - اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) پ ۳/۱۰ پ ۱۳/۶

اِتَّبِعْنِيْ - تو میری پیروی کر - اِتَّبِعْ امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر - ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) پ ۱۶/۹

اِتَّبَعُوْا - انہوں نے اتباع کی - اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱/۱۲ پ ۲/۴ پ ۴/۹ پ ۹/۹ پ ۱۲/۵ پ ۱۶/۷ پ ۲۴/۶ پ ۲۶/۵ و ۶ و ۷ پ ۲۷/۸ پ ۲۹/۱۰

اُتُّبِعُوْا - ان کی پیروی کی گئی - اِتِّبَاعٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲/۴

اِتَّبِعُوْا - تم پیروی کرو - اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۵ پ ۴/۱ پ ۸/۸ پ ۲۰/۱۳ پ ۲۱/۱۲ پ ۲۲/۱۹

اُتْبِعُوْا - ان کے پیچھے لگا دیا گیا - اِتْبَاعٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۲/۵ و ۹

اِتَّبَعُوْكَ - انہوں نے تیری اتباع کی - اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر - (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا) پ ۳/۱۴ پ ۱۰/۱۴

اِتَّبِعُوْنِيْ - تم میری اتباع کرو - اِتَّبِعُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) پ ۳/۱۲ پ ۱۶/۱۴ پ ۲۲/۱۰ پ ۲۵/۱۲

Marfat.com

اِتَّبَعُوْہُ۔ اُنھوں نے اس کی پیروی کی۔ اِتَّبَعُوْا۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا) پ۳/۱۵ پ۱۱/۳ پ۲۲/۸ پ۲۷/۲۰

اِتَّبِعُوْہُ۔ تم اس کی پیروی کرو۔ اِتَّبِعُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) پ۸/۶و۷ پ۹/۱۰

اِتَّبَعُوْھُمْ۔ انھوں نے ان کی پیروی کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھم ضمیر جمع مذکر غائب پ۱/۲

اَتْبَعُوْھُمْ۔ وہ ان کے پیچھے پڑے۔ اَتْبَعُوْا اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھُم ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۹/۸

اَتْبَعَہٗ۔ وہ اس کے پیچھے لگا۔ اَتْبَعَ، اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) پ۹/۱۲ پ۱۴/۲ پ۲۳/۵

اَتَّبِعُہٗ۔ میں اس کی پیروی کروں۔ اَتَّبِعُ اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ) پ۲۰/۸

اِتَّبِعْھَا۔ تو اس کی پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) پ۲۵/۱۸

اَتْبَعَھُمْ۔ ان کے پیچھے ہو لیا۔ اَتْبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) پ۱۱/۱۴ پ۱۶/۱۳

اَتَتْ۔ وہ لائی۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۳/۴ پ۱۲/۱۴ پ۱۵/۱۷

اَتَتْ۔ وہ آئی (ضَرَبَ) اِیتان سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۶/۵ پ۲۷/۱

اَتَتْكَ۔ تیرے پاس آئی۔ اَتَتْ صیغہ ماضی اور كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۶

اَتَتْكُمْ۔ تمہارے پاس آئی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۷/۱

اَتَتْھُمْ۔ ان کے پاس آئی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱/۱۵

اِتِّخَاذٌ۔ اختیار کرنا، پسند کرنا، بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ۱/۲

اَتَّخِذُ۔ میں بناؤں، اختیار کروں۔ اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۷/۸ پ۱۹/۱

اِتَّخَذَ۔ اس نے اختیار کیا۔ پسند کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۱۴ پ۵/۱۵ پ۹/۸ پ۱۱/۱۲ پ۱۵/۴و۱۳و۲۱ پ۱۶/۸و۹ پ۱۷/۲ پ۱۸/۵ پ۱۹/۲ پ۲۵/۸و۱۷و۱۹ پ۲۹/۱۱و۲۳ پ۳۰/۲

ءَاَتَّخِذُ۔ بھلا میں اختیار کروں۔ ہمزۂ استفہام انکاری کی ہے (ملاحظہ ہو "ا" اور اَتَّخِذُ) پ۲۳/۱

Marfat.com

اِتَّخَذْتُ ۔ میں نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۹/۱

اِتَّخَذْتَ ۔ تو نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱ پ ۱۹/۶

اِتَّخَذَتْ ۔ اس عورت نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۶/۵ پ ۲۰/۱۶

اِتَّخَذْتُمْ ۔ تم نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۸و۹و۱۱ پ ۱۳/۸ پ ۲۰/۱۵ پ ۲۵/۲۰

اِتَّخَذْتُمُوْهُ ۔ تم نے اُس کو ٹھرایا۔ اِتَّخَذْتُمُوْا اصل میں اِتَّخَذْتُمْ تھا ضمیر کے اتصال کی بنا پر واو جمع لایا گیا۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲/۸

اِتَّخَذْتُمُوْهُمْ ۔ تم نے ان کو ٹھرایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۵/۹

اَتَّخِذَنَّ ۔ میں ضرور ٹھراؤنگا، اختیار کرونگا اِتِّخَاذٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۵/۱۵

اِتَّخَذْنٰهُ ۔ ہم اُس کو ٹھراتے۔ اِتَّخَذْنَا، اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷/۲

اِتَّخَذْنٰهُمْ ۔ ہم نے اُن کو ٹھرایا۔ اِتَّخَذْنَا صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۳/۱۳

اِتَّخَذُوْا ۔ اُنہوں نے ٹھرالیا۔ انہوں نے اختیار کر لیا اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲/۲و۱۵ پ ۶/۱۴ پ ۸/۱۰و۱۳ پ ۹/۹ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۱/۲ پ ۱۵/۱۴و۲۰ پ ۱۶/۳و۸ پ ۱۷/۲ پ ۱۸/۱۶ پ ۱۹/۱ پ ۲۰/۱۶ پ ۲۳/۴و۱۵ پ ۲۴/۲ پ ۲۵/۲و۱۷ پ ۲۶/۴ پ ۲۸/۳و۱۳

اِتَّخِذُوْا ۔ تم اختیار کرو۔ تم ٹھراؤ۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۱۵

اِتَّخَذُوْكَ ۔ اُنہوں نے تجھ کو اختیار کر لیا۔ اِتَّخَذُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۸

اِتَّخِذُوْنِیْ تم مجھے ٹھراؤ۔ اِتَّخِذُوْا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۷/۶

اِتَّخَذُوْهُ ۔ اُنہوں نے اس کو اختیار کیا۔ اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۹/۸

اِتَّخِذُوْهُ ۔ تم بنالو اس کو۔ اِتَّخِذُوْا۔ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۲/۱۲

اِتَّخَذُوْهَا ۔ اُنہوں نے ٹھرالیا ہے اُس کو اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ ۶/۱۳

اِتَّخَذُوْهُمْ ۔ اُنہوں نے ٹھرالیا ہے ان کو اتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۶/۱۵

اِتَّخِذْهُ ۔ تو بنالے اس کو۔ اِتَّخِذْ اِتِّخَاذٌ سے امر کا

Marfat.com

صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۹/۱۳

اِتَّخَذَهَا ۔ اس نے ٹھہرالیا ہے اس کو اِتَّخَذَ صیغہ ماضی

هَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اِتَّخَذَ) ۲۵/۴

اِتَّخِذِیْ ۔ تو بنالے۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ واحد

مونث حاضر پ ۱۴/۱۵

اَتْرَابٌ ۔ ہم سن عورتیں۔ تِرْبٌ کی جمع پ ۲۳/۱۳ اَتْرَابًا پ ۲۷/۱۴

پ ۳۰/۲

اُتْرِفْتُمْ ۔ تمہیں عیش دیا گیا، تم نازونعمت میں پالے گئے

اِتْرَافٌ سے جس کے معنی عیش و آرام عطا کرنے اور

نازونعمت میں پرورش کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا

صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۷/۲

اَتْرَفْنٰهُمْ ۔ ہم نے ان کو آرام دیا۔ اَتْرَفْنَا اِتْرَافٌ سے

ماضی کا صیغہ جمع متکلم اور هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۸/۳

اُتْرِفُوْا ۔ وہ آرام دیے گئے۔ اِتْرَافٌ سے ماضی مجہول

کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۲/۱۰

اُتْرُكْ ۔ تو چھوڑ (نَصَرَ) تَرْكٌ سے جس کے معنی چھوڑنے

کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۵/۱۳

اِتَّسَقَ ۔ وہ پورا ہوا۔ یکمل ہوا۔ اتساق سے جس کے معنی

پورا ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ،

قمر کے اتساق کے معنی نور سے بھرنے کے ہیں پ ۳۰/۹

اِتَّقِ ۔ تو ڈر۔ اِتِّقَاءٌ سے جس کے معنی اللہ سے ڈرنے کے

ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲/۹ پ ۲۱/۱۷ پ ۲۲/۲

اَتْقَنَ ۔ اس نے درست کیا، مضبوط کیا۔ اِتْقَانٌ سے

جس کے معنی درست واستوار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا

صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۰/۲

اِتَّقَوْا ۔ وہ ڈرے۔ انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی۔

اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱/۱۲ پ ۲/۱۰

پ ۳/۱۰ پ ۴/۹ پ ۷/۲ پ ۹/۲ و ۱۴ پ ۱۳/۶ و ۱۱ پ ۲۴/۲۲ پ ۱۶/۸ پ ۲۳/۱۶ پ ۲۴/۳ و ۵

اِتَّقُوْا ۔ تم ڈرو۔ پرہیزگاری اختیار کرو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر

کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۳ و ۶ و ۱۵ پ ۲/۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

پ ۳/۶ و ۷ و ۱۳ پ ۴/۳ و ۴ و ۵ و ۱۱ و ۱۴ پ ۵/۱۹ پ ۶/۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ پ ۷/۳ و ۴ و ۵

پ ۸/۷ پ ۹/۱۵ و ۱۷ پ ۱۰/۵ پ ۱۱/۴ پ ۱۲/۷ پ ۱۳/۵ پ ۱۴/۸ پ ۱۹/۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

پ ۲۱/۱۳ پ ۲۲/۶ پ ۲۳/۲ پ ۲۵/۱۲ پ ۲۶/۱۳ و ۱۴ پ ۲۷/۲۰ پ ۲۸/۲ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸

اِتَّقُوْنِ ۔ مجھ سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی

متکلم کی محذوف ہے پ ۱/۵ پ ۲/۹ پ ۱۴/۷ پ ۱۸/۴ پ ۲۳/۱۶

اِتَّقُوْهُ ۔ اس سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر۔ ہٗ ضمیر واحد

مذکر غائب پ ۱۷/۱۵ پ ۲۰/۱۴ پ ۲۱/۷ پ ۲۹/۹

اِتَّقٰی ۔ وہ ڈرا۔ اس نے پرہیزگاری اختیار کی اِتِّقَاءٌ سے

Marfat.com

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲/۸، ۹ پ۳/۱۶ پ۵/۸ پ۵/۱۱
پ۲۷/۶ پ۳۰/۱۷

اَتْقٰی - بڑا ڈرنے والا، بڑا پرہیزگار۔ وَقْیٌ سے جس کے معنی بچنے اور پرہیز کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ اصل میں اَوْقٰی تھا واو کو تا سے بدل لیا گیا پ۳۰/۱۷

اِتَّقَیْتُنَّ - تم سب عورتیں ڈریں۔ تم نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث حاضر پ۲۲/۱

اَتْقٰکُمْ - تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اَتْقٰی سی فعل التفضیل کا صیغہ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۶/۱۴

اِتَّقِیْنَ - تم سب عورتیں ڈرتی رہو۔ پرہیزگار بنی رہو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر پ۲۲/۲

اُتْلُ - تو پڑھ۔ تلاوت کر۔ تِلَاوَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے اور معنی میں تدبر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۶/۹ پ۸/۶ پ۹/۱۲ پ۱۱/۱۳ پ۱۵/۱۶ پ۱۹/۹ پ۲۱/۱

اَتْلُوْا - میں پڑھتا ہوں۔ تِلَاوَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۶/۲ پ۲۰/۳

اُتْلُوْھَا - تم اس کو پڑھو۔ تِلَاوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھا ضمیر واحد مونث غائب پ۴/۱

اُتِمُّ - میں تمام کردوں، پورا کردوں۔ اِتْمَامٌ سے جس کے معنی پورا کر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲/۲

اِئْتَمِرُوْا - تم سکھاؤ، مشورہ دو۔ حکم مناؤ۔ اِئْتِمَارٌ سے جس کے معنی حکم قبول کرنے اور مشورہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸/۱۷

اَتْمِمْ - تو پورا کر دے۔ اِتْمَامٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۸/۲۰

اَتْمَمْتُ - میں نے پورا کیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۶/۵

اَتْمَمْتَ - تو نے پورا کر دیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲۰/۵

اَتْمَمْنَاھَا - ہم نے اُس کو پورا کر دیا۔ اَتْمَمْنَا اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھا ضمیر واحد مونث غائب پ۹

اَتِمُّوْا - تم پورا کرو۔ اِتْمَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲/۷، ۸ پ۶/۱

اَتَمَّھَا - اس کو پورا کیا۔ اَتَمَّ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھا ضمیر واحد مونث غائب پ۱/۱۱

اَتَمَّھُنَّ - ان کو پورا کیا۔ اَتَمَّ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ۱/۱۵

اٰتِنَا - ہم کو عطا فرما۔ ہم کو دے۔ اٰتِ صیغہ امر نا ضمیر

Marfat.com

جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰتِ) ۲/۹ ۳/۱۱ ۸/۱۶ ۱۲/۳ ۱۵/۱۲و۱۵و۲ ۲۲/۳

اٰتُوْا - تم دو - اِیتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر -

۱/۳و۵و۱۰و۱۳ ۲/۸ ۳/۱و۱۲ ۵/۸ ۸/۴ ۱۱/۹ ۱۲/۲ ۱۷/۵و۱۶

۱۸/۱۴ ۲۰/۸ ۲۳/۹ ۲۵/۱۵ ۲۸/۲ ۲۹/۱۴

اٰتَوْا - اُنہوں نے دیا - اِیتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع

مذکر غائب ۳/۶ ۱۰/۷و۸ ۱۷/۱۳ ۱۸/۴

اَتَوْا - وہ لائے - وہ آئے - وہ پہنچے - اِتْیَانٌ سے

ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۹/۶ ۱۴/۱۰ ۱۹/۲و۱۷

اِئْتُوْا - تم آؤ - اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۲/۱۴

اَتُوْبُ - میں توبہ قبول کرتا ہوں (نَصَرَ) تَوْبَۃٌ سے

مضارع کا صیغہ واحد متکلم - توبہ کی نسبت فاعل جب

اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو توبہ قبول کرنے کے معنی ہوتے

ہیں چنانچہ اس جگہ یہی معنی مراد ہیں ۲/۱۴

اَتَوْکَ - وہ تیرے پاس آئے - اَتَوْا ماضی کا صیغہ جمع

مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۶/۱۸

اَتَوَکَّؤُ - میں ٹیک لگاتا ہوں - تَوَکُّؤٌ سے جس کے معنی

ٹیک لگانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۱۲

اِئْتُوْنَا - تم ہمارے پاس لاؤ - اِئْتُوْا صیغہ امر نا ضمیر جمع

متکلم ۱۳/۱۴

اِئْتُوْنِیْ - تم میرے پاس لاؤ - اِئْتُوْا صیغہ امر ن وقایہ

ی ضمیر واحد متکلم ۱۳/۴ ۱۶/۲ ۱۹/۱۷

اٰتَوْہُ - اُنہوں نے اس کو دیا - اٰتَوْا صیغہ ماضی -

ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۳/۲

اَتَوْہُ - وہ سب اس کے پاس آئے - اَتَوْا صیغہ ماضی

ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۰/۳

اٰتَوْھَا - وہ اس کو مان لیتے - وہ اس کو لاڈالتے -

اٰتَوْا صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۲۱/۱۸

اٰتُوْھُمْ - تم ان کو دو اٰتُوْا صیغہ امر - ھُمْ ضمیر جمع مذکر

غائب ۵/۲ ۱۸/۱ ۲۸/۸

اٰتُوْھُنَّ - تم ان عورتوں کو دو - اٰتُوْا - امر کا صیغہ

جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ۲/۱۲ ۵/۱ ۲۸/۱۷

اٰتِھِمْ - تو ان کو دے - اٰتِ، اِیتَاءٌ سے صیغہ امر - ھُمْ

ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتِ) ۸/۱۱ ۲۲/۵

اٰتٰی - اُس نے دیا - اِیتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر

غائب ۲/۹ ۱۱/۹

اٰتٍ - آنے والا - اِتْیَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر

جب اس کا تعدیہ بکے ذریعے سے ہو تو معنی لانیوالے

کے ہونگے ۱۶/۹

~~68474~~
85974

Marfat.com

اَتٰی۔ وہ آیا۔ وہ آپہنچا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۴/۷،۱۰ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۹/۹ پ ۲۷/۲ پ ۲۹/۱۹

اَتَیَا۔ وہ دونوں آئے۔ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ ۱۶/۱

اِئْتِیَا۔ تم دونوں آو۔ تم دونوں پہنچو۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۱۶/۹ پ ۲۴/۱۶

اِئْتِیَاہُ۔ تم دونوں اس کے پاس پہنچو۔ اِئْتِیَا صیغہ امر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۶/۱۱

اٰتَیْتَ۔ تو نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱/۱۴ پ ۲۴/۳

اَتَیْتَ۔ تو لایا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر جب اس کا تعدیہ بؔ کے ذریعہ ہو تو لانے کے معنی آتے ہیں۔ پ ۲/۱

اٰتَیْتُکَ۔ میں نے تجھ کو دیا۔ اٰتَیْتُ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۹/۲

اٰتَیْتُکُمْ۔ میں نے تم کو دیا۔ اٰتَیْتُ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۳/۱۱

اٰتَیْتُمْ۔ تم نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۴ پ ۷/۱۴ پ ۷ پ ۲۱/۷

اٰتَیْتُمُوْھُنَّ۔ تم نے ان عورتوں کو دیا۔ اٰتَیْتُمْ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ ۱۳/۱۴ پ ۱۴/۱۴ پ ۶/۱۵ پ ۲۸/۸

اٰتَیْتَنَا۔ تو نے ہم کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) پ ۹/۱۴

اٰتَیْتَنِیْ۔ تو نے مجھ کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر متکلم (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) پ ۱۳/۵

اٰتَیْتَھُنَّ۔ تو نے ان عورتوں کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب (ملاحظہ اٰتَیْتَ) پ ۲۲/۳

اٰتٰکَ۔ اس نے تجھ کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتٰی) پ ۲۰/۱

اٰتِیْکَ۔ میں تیرے پاس لائے دیتا ہوں۔ اٰتِیْ صیغہ اسم فاعل کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتِی) پ ۱۹/۱۸

اَتٰکَ۔ وہ تیرے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰی) پ ۱۶/۱ پ ۲۳/۱۱ پ ۲۶/۱۹ پ ۳۰/۲،۱۰،۱۳

اٰتٰکُمْ۔ اس نے تم کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتٰی) پ ۶/۸،۱۱ پ ۶/۷ پ ۱۳/۱۶ پ ۱۸/۱۰ - پ ۱۹/۱۸ پ ۲۷/۱۹ پ ۲۵/۲۴

اٰتِیْکُمْ۔ میں تمہارے پاس لاتا ہوں۔ اٰتِیْ صیغہ اسم فاعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتِی) پ ۱۶/۱۰ پ ۱۹/۱۲ پ ۲۱/۷ پ ۲۵/۱۴

Marfat.com

أَتَاكُمْ - میں تمہارے پاس آیا - اَتٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰی)

اِيْتِيْنَ - تم دو - اِیْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر

أَتَيْنَ - وہ آئیں - وہ کریں - اِتْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مونث غائب

أَتَيْنَا - ہم آئے ہم لے آئے - اِتْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم - اس کا تعدیہ جب باء کے ذریعہ ہو تو معنی
لے آنے اور پہنچا دینے کے ہونگے

آتَيْنَا - ہم نے دیا ہم نے بخشا - اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم

أَتَانَا - اُس نے ہم کو دیا - اَتٰی صیغہ ماضی نَا ضمیر
جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰی)

أَتَانَا - وہ ہمارے پاس آپہنچا - اَتٰی صیغہ ماضی نا ضمیر
جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰی)

آتَيْنٰكَ - ہم نے تجھ کو دیا - آتَيْنَا صیغہ ماضی کَ ضمیر
واحد مذکر حاضر

أَتَيْنٰكَ - ہم تیرے پاس لائے ہیں - آتَيْنَا صیغہ ماضی
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

آتَيْنٰكُمْ - ہم نے تم کو دیا - آتَيْنَا صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع
مذکر حاضر

آتَيْنٰهُ - ہم نے اُس کو دیا - آتَيْنَا صیغہ ماضی ہُ ضمیر
واحد مذکر غائب

آتَيْنٰهُمْ - ہم نے اُن کو دیا - آتَيْنَا صیغہ ماضی هُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب

آتَيْنٰهُمْ - ہم نے اُن کو پہنچا دیا - آتَيْنَا صیغہ ماضی هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو آتَيْنَا)

لَنَأْتِيَنَّهُمْ - میں اُن پر ضرور آؤنگا - اِيْتِيَنْ اِتْيَانٌ سے مضارع
با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

آتَيْنٰهُمَا - ہم نے ان دونوں کو دی - آتَيْنَا اِیْتَاءٌ سے
صیغہ ماضی هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب

آتَانِي - اُس نے مجھ کو دیا - اَتٰی صیغہ ماضی - ن وقایہ ی
ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰی)

آتِيَةٌ - آنے والی - اِتْيَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد
مونث

Marfat.com

اَتِیْہِ - اس کے پاس آنے والا - اٰتِیٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ 16/9

اٰتٰہُ - اس کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) 2/17 3/3 28/17

اٰتٰھَا - اس کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) 25/7

اَتٰھَا - اُس کو پہنچا۔ اس کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی) 11/8 16/10 20/7

اٰتٰھُمْ - ان کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) 4/6و8و9 5/2و3 10/5و13و16 26/6و18 27/2 28/4

اَتٰھُمْ - ان کو پہنچا، ان کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی) 13/8 20/14 21/14 23/17 24/9و11 28/4

اٰتِیْھِمْ - ان پر آنے والا ہے۔ اٰتِیٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اٰتِیٌ) 12/7

اٰتٰھُمَا - ان دونوں کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) 9/14

فصل الثاء المثلثة

اَثَابَکُمْ - اس نے تم کو عوض میں پہنچایا۔ اَثَابَ اِثَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اِثَابَۃٌ کے معنی عمل کی جزا دینے کے ہیں خواہ وہ انعام ہو یا سزا۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں 4/7

اَثَابَھُمْ - ان کو بدلہ دیا۔ انعام دیا۔ اَثَابَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں اثابۃ ثواب اور انعام دینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے 7/1 26/11

اَثَاثًا - گھر کا سازوسامان، مال واسباب۔ اس کا واحد نہیں آتا 14/17 16/8

اٰثَار - نشانیاں، علامتیں۔ اَثَرٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اٰثَرٌ) 21/8 اٰثَارًا 24/8و13

اَثَارُوْا - اُنہوں نے جوتا۔ اِثَارَۃٌ سے جس کے معنی جوتنے اور کھیتی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب 21/4

اٰثَارِھِمْ - ان کے نشانات۔ ان کے نشاناتِ قدم، ان کے پیچھے پیچھے۔ اٰثَارِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ 6/11 15/13 22/18 23/9 25/8 27/20

اٰثَارِھِمَا - ان دونوں کے نشاناتِ قدم۔ اٰثَارِ مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ 15/2

اِثَّاقَلْتُمْ - تم بوجھ سے جھکے تَثَاقُلٌ سے جس کے معنی گراں بار اور بوجھل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ

Marfat.com

جمع مذکر حاضر۔ اشیاء کو کبھی تو ہلکے اور بھاری ہونے کے اعتبار سے ثقیل کہا جاتا ہے اور کبھی جن اجسام کا رخ اوپر کی طرف ہوتا ہے ان کو خفیف (ہلکا) کہتے ہیں جیسے آگ اور دھواں، جو نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ثقیل کہا جاتا ہے جیسے پانی اور پتھر۔ یہاں دوسرے معنی ہی کے اعتبار سے بوجھ سے جھکے جانے کے معنی مراد ہیں ۲/۱۲

أَثَامًا۔ گناہ۔ مجازاً عذاب کو بھی کہتے ہیں۔ عکرمہ اور مجاہد کا بیان ہے کہ أَثَام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے ابن جریر ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ ۱۹/۱۴

اُثْبُتُوْا۔ تم ثابت قدم رہو (نصر) ثَبَاتٌ سے جس کے معنی ثابت قدم رہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے

أَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ تم ان کو خوب قتل کر چکے۔ أَثْخَنْتُمُوا اِثْخَانٌ سے جس کے معنی دشمن کو خوب اچھی طرح قتل کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۶/۵

آثَرَ۔ اس نے پسند کیا بہتر سمجھا اِیثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز پر ترجیح دینے اور پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳۰/۱۴

أَثَرٌ۔ اس کے حقیقی معنی تو نشان اور علامت کے ہیں مجازاً نشانِ قدم کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے ۱۶/۱۴ ۲۶/۱۲

آثَرَكَ۔ تجھ کو پسند کرلیا۔ آثَرَ ماضی کا صیغہ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۳/۱۴

أَثَرْنَ۔ انھوں نے اٹھایا۔ اَثَارَ (ضرب۔ نصر) اِثَارَةٌ سے جس کے معنی برانگیختہ کرنے اور غبار اٹھانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب ۳۰/۲۵

أَثٰرَةٍ۔ وہ روایت یا تحریر جس کا اثر باقی رہ گیا ہو ۲۶

أَثَرِي۔ میرے نشانِ قدم۔ میرے پیچھے۔ أَثَرُ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۶/۱۳

أَثْقَالًا۔ بوجھ۔ یہاں گناہ کے بوجھ مراد ہیں۔ ثِقْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی بوجھ اور گھر کے مال اسباب کے ہیں ۲۰/۱۴

أَثْقَالَكُمْ۔ تمہارے بوجھ۔ اَثْقَال مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

أَثْقَالَهَا۔ اس کے بوجھ۔ یہاں دفینے اور خزانے مراد ہیں۔ اَثْقَال مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۳۰/۱۴

أَثْقَالَهُمْ۔ ان کے بوجھ۔ مراد گناہ۔ اَثْقَال مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر

لہ تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص طبع مصر ۱۳۵۱ھ   لہ ایضاً ص ۸۸۔

Marfat.com

غائب۔ مضاف الیہ پ۲۴

اَثْقَلَتْ۔ وہ بوجھل ہوئی یعنی حمل میں پورے دنوں سے ہوئی۔ اِثْقَالٌ سے جس کے معنی گرانبار اور بوجھل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۹

اَثْلٍ۔ جھاؤ کا درخت۔ اس کی جمع اَثْلَاثٌ۔ اَثَالٌ۔ اُثُولٌ آتی ہے پ۲۲

اَثِیْمٌ۔ گنہگار۔ اِثْمٌ سے جس کے معنی گناہ کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے اِثْمًا پ۲۹

اِثْمٌ۔ گناہ۔ جمع اٰثَامٌ پ۲ پ۳ پ۵ پ۶ پ۸ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸ اِثْمًا پ۵ پ۶ پ۹ پ۲۲

اَثْمَرَ۔ وہ بار آور ہوا۔ وہ پھل لایا۔ اِثْمَارٌ سے جس کے معنی بار آور ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۸

اِثْمِكَ۔ تیرا گناہ۔ اِثْمٌ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۶

اِثْمُهٗ۔ اس کا گناہ۔ اِثْمٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲

اِثْمُهُمَا۔ ان دونوں کا گناہ۔ اِثْمٌ مضاف ہُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ۲

اِثْمِیْ۔ میرا گناہ۔ اِثْمٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۶

اٰثِمِیْنَ۔ بہت سے گنہگار۔ اٰثِمٌ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ پ۷

اِثْنَا عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لیے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَا عَشَرَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَیْ عَشَرَ پ۱۰

اِثْنَانِ۔ دو۔ تثنیہ مذکر کے لیے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَانِ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَیْنِ پ۷

اِثْنَتَا عَشْرَةَ۔ بارہ۔ مونث کے لیے آتا ہے۔ بحالت رفع اِثْنَتَا عَشْرَةَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ پ۱ پ۹

اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ۔ بارہ۔ پ۹

اِثْنَتَیْنِ۔ دو۔ تثنیہ مونث کے لیے آتا ہے۔ پ۴ پ۱۴ پ۲۸

اِثْنَیْ عَشَرَ۔ بارہ مذکر کے لیے آتا ہے پ۶

اِثْنَیْنِ۔ دو۔ پ۴ پ۷ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ [illegible] پ۱۹ پ۲۳

اَثِیْمٍ۔ گنہگار۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل پ۳ پ۵ پ۲۵ پ۲۹ پ۳۰ اَثِیْمًا پ۵

فصل الجیم المعجمۃ

اُجَاجٌ۔ کڑوا پانی۔ کھاری پانی پ۱۹ پ۲۲ اُجَاجًا پ۲۷

اَجَاءَهَا۔ اس کو لے کر آیا۔ اَجَاءَ اِجَاءَةٌ سے۔

Marfat.com

جس کے معنی لانے اور آنے پر مجبور کرنے کے ہیں ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب ۔ ھا ضمیر واحد مؤنث غائب پ ۱۶/۵

اُجِبْتُمْ ۔ تمہیں جواب دیا گیا ۔ اِجَابَۃٌ سے جس کے معنی
جواب دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵

اَجَبْتُمْ ۔ تم نے جواب دیا ۔ اِجَابَۃٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۔ پ ۲۰/۱

اِجْتَبَیْتَہَا ۔ تو نے اس کو چھانٹ لیا اِجْتَبَیْتَ
اِجْتِبَاءٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور انتخاب کر لینے
کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر اور ھا ضمیر واحد
مؤنث غائب پ ۹/۱۴

اِجْتَبٰکُمْ ۔ اس نے تم کو پسند کیا ۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۷/۱۲

اِجْتَبَیْنَا ۔ ہم نے پسند کیا ۔ اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم پ ۱۶/۷

اِجْتَبَیْنَاھُمْ ۔ ہم نے ان کو پسند کیا ھُمْ ضمیر جمع متکلم ۱۶

اِجْتَبٰہُ ۔ اس کو پسند کیا ۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۴/۲۲ پ ۱۶/۱۶ پ ۲۹/۴

اُجْتُثَّتْ ۔ اس کو اکھاڑا گیا ۔ اِجْتِثَاثٌ سے جس کے معنی
جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں ۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد
مؤنث غائب پ ۱۳/۱۶

اِجْتَرَحُوْا ۔ انہوں نے گناہ کمایا ۔ اِجْتِرَاحٌ سے جس
کے معنی گناہ کمانے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر
غائب پ ۲۵/۱۸

اِجْتَمَعَتْ ۔ وہ جمع ہوئی ۔ اِجْتِمَاعٌ سے جس کے معنی
مجتمع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۵/۱۰

اِجْتَمَعُوْا ۔ وہ سب جمع ہوئے ۔ اِجْتِمَاعٌ سے ۔ ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷/۱

اِجْتَنِبُوْا ۔ تم پرہیز کرو ۔ تم بچو ۔ اِجْتِنَابٌ سے جس
کے معنی پرہیز کرنے کے ہیں ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر
پ ۱۴/۱۱ پ ۱۷/۱۱ پ ۲۶/۱۴

اِجْتَنَبُوا ۔ وہ بچے انہوں نے پرہیز کیا ۔ اِجْتِنَابٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۳/۱۶

اِجْتَنِبُوْہُ ۔ تم اس سے بچتے رہو ۔ اِجْتَنِبُوْا صیغہ امر
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۷

اَجِدُ ۔ میں پاتا ہوں یا پاؤں گا ۔ (ضَرَبَ ۔ حَسِبَ)
وُجُوْدٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ
واحد متکلم پ ۵ پ ۸/۱۸ پ ۵/۱۳ پ ۱۰/۱۶ پ ۱۲/۲۹

اَجْدَاثٌ ۔ قبریں ۔ جَدَثٌ کی جمع جس کے معنی

Marfat.com

قبر کے ہیں ۲۳/۳ ۲۷/۸ ۲۹/۸

اَجْدَرُ۔ زیادہ لائق زیادہ سزاوار جَدَارَۃٌ سے جس کے معنی کسی کام کے لائق اور اہل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱۱/۱

اَجِدَنَّ۔ میں ضرور پاؤنگا، وُجُوْدٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۱۵/۱۷

اَجْرٌ۔ مزدوری۔ ثواب، مہر، بدلہ اُجُوْرٌ جمع ۴/۵و۸و۹ ۶/۶ ۹/۱۱و۱۷ ۱۰/۹ ۱۱/۴ ۱۲/۲و۱۰ ۱۳/۴و۵ ۱۴/۱۲ ۱۵/۱۶ ۱۹/۳ ۲۰/۶و۹ ۲۱/۲ ۲۲/۱۳و۱۸ ۲۳/۱۴ ۲۴/۵و۱۵ ۲۶/۱۳ ۲۷/۱۷ ۲۸/۱۶ ۲۹/۱ ۳۰/۹و۲۰ **اَجْرًا** ۵/۳و۶و۷و۱۰و۱۴و۱۸ ۶/۲ ۷/۱۶ ۹/۴ ۱۲/۵ ۱۵/۱و۱۳ ۱۶/۱ ۱۹/۷ ۲۱/۲۰ ۲۲/۳و۴و۱۹ ۲۵/۴ ۲۶/۹و۱۰و۱۲ ۲۷/۴ ۲۸/۱۷ ۲۹/۳و۴و۱۴

اِجْرَامِیْ۔ میرا جرم کرنا۔ اِجْرَامٌ بروزن اِفْعَالٌ بمعنی جرم کرنا مصدر ہے۔ اِجْرَامٌ۔ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۲/۲

اَجْرَمْنَا۔ ہم نے جرم کیا۔ ہم نے گناہ کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۲/۹

اَجْرَمُوْا۔ اُنہوں نے جرم کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۸/۲ ۲۱/۸ ۳۰/۸

اَجْرُہٗ۔ اس کا ثواب۔ اس کا بدلہ۔ اَجْرٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۱۳ ۵/۱۱ ۲۰/۱۵ ۲۵/۵

اَجِرْہُ۔ اس کو پناہ دے۔ اَجِرْ اِجَارَۃٌ سے بمعنی پناہ دینے کے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۷

اَجْرَهَا۔ اس عورت کا ثواب۔ اَجْرٌ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۲۲/۱

اَجْرُهُمْ۔ ان کا ثواب۔ ان کا بدلہ۔ اَجْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۸ ۳/۴و۶ ۷/۱۱ ۱۱/۱۹ ۲۰/۹ ۲۳/۶ ۱۴/۱ ۲۷/۱۸و۲۰

اَجْرِیْ۔ میرا بدلہ۔ میرا ثواب۔ میری مزدوری اَجْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۱/۱۳ ۱۲/۳و۵ ۱۹/۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ ۲۲/۱۲

اَجْسَامُهُمْ۔ ان کے ڈیل ڈول جِسْمٌ کی جمع اَجْسَامٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۸/۱۳

اَجْعَلُ۔ میں بنادوں (فتح) جَعْلٌ سے جس کے معنی بنانے اور رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو جَعَلَ) ۱۲/۲

اِجْعَلْ۔ تو کر دے۔ تو بنادے۔ تو رکھ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جَعَلَ) ۱/۱۵ ۳/۱۳و۱۴ ۵/۷

Marfat.com

پ ۹/۹ پ ۱۳/۱۸ ث ۱۵/۹ پ ۱۶/۴ و ۱۱ و ۱۲ پ ۱۹/۹ ت ۲۰/۷

اِجْعَلْنَا - ہم کو بنا۔ اِجْعَلْ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱/۱۵ پ ۱۹/۴

اَجْعَلَنَّكَ - یقیناً تجھ کو کرونگا۔ اَجْعَلَنَّ جَعْلٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۹/۶

اِجْعَلْنِیْ - مجھ کو بنادے۔ مجھ کو کردے۔ مجھ کو مقرر کردے اِجْعَلْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۳/۱ و ۱۸ پ ۱۹/۹

اِجْعَلُوْا - تم بناؤ۔ تم ٹھہراؤ۔ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۱/۱۴ پ ۱۳/۱۲

اِجْعَلْهُ - اس کو کردے۔ اس کو بنادے اِجْعَلْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۶/۶

اَجْلِ - واسطے۔ غرض۔ سبب۔ مصدر ہے اَجَلَ کا پ ۶/۹

اَجَلٌ - مدت مقررہ۔ اسی وجہ سے موت کو بھی اَجَل کہتے ہیں۔ آجَالٌ جمع ہے پ ۲/۴ پ ۵/۸ پ ۶/۹ پ ۷/۱۳ و ۷ ث ۸/۱۱ پ ۱۱/۱۰ و ۱۷ پ ۱۲/۹ پ ۱۳/۷ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ پ ۱۴/۱۴ پ ۱۶/۱۷ پ ۱۷/۸ و ۱۱ پ ۲۰/۱۳ و ۷ پ ۲۱/۲ و ۳ و ۱۲ پ ۲۲/۱۴ و ۱۷ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۲ پ ۲۵/۳ پ ۲۶/۱ پ ۲۸/۱۴ پ ۲۹/۹

اَجَلًا پ ۷ ث ۱۵/۱۱ پ ۲۴/۱۲

اَجْلِبْ - لے آ۔ چڑھالا۔ اِجْلَابٌ سے جس کے معنی اکٹھا کرنے، شور مچانے اور کھینچ لانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۷

اَجَّلْتَ - تو نے مدت مقرر کی۔ تَاجِیْلٌ سے جس کے معنی مدت ٹھہرانے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ث ۲

اُجِّلَتْ - دیر کی گئی۔ تَاجِیْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۲۹/۲۱

اِجْلِدُوْا - تم کوڑے مارو۔ دُرّے لگاؤ (ضَرَبَ) جَلْدٌ سے جس کے معنی کوڑے مارنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۸/۷

اَجَلَنَا - ہماری مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ث ۲

اَجَلَهٗ - اس کی مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲/۱۴ پ ۳/۷

اَجَلَهَا - اس کی مدت مقررہ۔ اس کی موت اَجَلَ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۱ ث ۱۵/۳ پ ۲۸/۱۴

اَجَلُهُمْ - ان کی مدت مقررہ۔ ان کی موت۔ اَجَلُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸/۱۱ پ ۹/۱۳ پ ۱۱/۷ و ۱۰ پ ۱۴/۱۴

Marfat.com

أَجَلَهُنَّ - ان عورتوں کی مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ ۲/۱۴و۱۴ پ ۲۸/۱۷

أَجَلَيْنِ - دو مقررہ مدتیں۔ اَجَلٌ کا تثنیہ پ ۲۰

أَجْمِعُوْا - تم سب جمع کرو۔ اِجْمَاعٌ سے جس کے معنی ہیں ایک رائے ہونے کے لیے لوگوں کا اکٹھا ہونا یا اکٹھا کرنا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۱/۱۳ پ ۱۶/۱۲

أَجْمَعُوْا - وہ سب جمع ہوگئے یا انہوں نے جمع کر لیا اِجْمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۱۵

أَجْمَعُوْنَ - وہ سب کے سب تاکید کے لیے آتا ہے۔ رفع کی حالت میں اَجْمَعُوْنَ اور نصب و جر کی حالت میں اَجْمَعِيْنَ ہوگا پ ۱۴/۴ پ ۱۹/۹ پ ۲۳/۴

أَجْمَعِيْنَ - وہ سب کے سب پ ۲/۲ پ ۳/۱۷ پ ۸/۵و۹ پ ۹/۴ پ ۱۲/۱۰ پ ۱۳/۴ پ ۱۴/۳،۴،۶و۷ پ ۱۸/۶ پ ۱۹/۷،۸،۱۳و۱۹ پ ۲۱/۱۵ پ ۲۳/۸و۱۴ پ ۲۵/۱۱و۱۵

أُجْنُبْنِي - تو مجھ کو دور رکھ۔ تو مجھ کو بچا (نَصَرَ) اُجْنُبْ جَنْبٌ سے جس کے معنی دور رکھنے اور بچانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۳/۱۸

اِجْنَحْ - تو جھک جا، تو مائل ہو (نَصَرَ، ضَرَبَ، فَتَحَ) جُنُوْحٌ سے جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۰/۴

أَجْنِحَةٍ - پر، بازو۔ جَنَاحٌ کی جمع پ ۲۲

أَجِنَّةٌ - بچے جو پیٹ میں ہوں۔ جَنِيْنٌ کی جمع۔ جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں۔ پ ۲۷/۶

أُجُوْرَكُمْ - تمہارا حق، تمہارا بدلہ اُجُوْرَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اُجُوْرٌ، اَجْرٌ کی جمع ہے پ ۴/۱۰ پ ۲۶/۸

أُجُوْرَهُمْ - ان کا حق، ان کا بدلہ۔ اُجُوْرَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳/۱۴ پ ۶/۱و۴ پ ۲۲/۱۶

أُجُوْرَهُنَّ - ان کا حق، ان کا مہر۔ اُجُوْرَ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ ۵/۱ پ ۶/۵ پ ۲۲/۳ پ ۲۸/۸و۱۷

اِجْهَرُوْا - تم زور سے کہو (فَتَحَ) جَهْرٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا کسی چیز کے کہنے یا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۹/۱

أُجِيْبُ - میں قبول کرتا ہوں۔ اِجَابَةٌ سے جس کے معنی قبول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲/۷

أُجِيْبَتْ - وہ قبول کر لی گئی اِجَابَةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۱/۱۴

أَجِيْبُوْا - تم قبول کرو، تم مان لو۔ اِجَابَةٌ سے امر کا

Marfat.com

صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۶/۲

فصل الحاء المهملة

اَحَادِیث - کہانیاں، باتیں۔ حدیثٌ کی جمع۔ ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے خواہ بذریعہ سماعت، خواہ بذریعہ وحی۔ عالمِ خواب میں ہو یا بحالتِ بیداری اس کو حدیث کہتے ہیں ۱۲/۱۳،۱۱ ۱۳/۵ ۱۳/۳ ۲۲/۸

اَحَاطَ - اُس نے گھیر لیا۔ قابو میں کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے جس کے معنی کسی شے پر اس طرح چھا جانے کے ہیں کہ اُس سے فرار ممکن نہ ہو۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۵/۱۶،۶ ۲۶/۱۱ ۲۸/۱۸ ۲۹/۱۲

اَحَاطَتْ - اس نے گھیر لیا۔ اس پر چھا گئی۔ اِحَاطَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱/۴

اُحِبُّ - میں پسند کرتا ہوں۔ دوست رکھتا ہوں۔ اِحْبَابٌ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۳/۱۵

اَحَبُّ - زیادہ پیارا۔ حُبٌّ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۱۰/۹ ۱۲/۱۳،۱۲

اَحِبَّاءُ - پیارے۔ حَبِیْبٌ کی جمع ۶

اَحْبَار - علما۔ حِبْرٌ کی جمع ۶/۱۳،۱۱ ۱۰/۱۱

اَحْبَارَهُمْ - ان کے علماء۔ اَحْبَارَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۰/۱۱

اَحْبَبْتَ - تو نے پسند کیا۔ اِحْبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۰/۵

اَحْبَبْتُ - میں نے دوست رکھا۔ اِحْبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۲۳/۱۲

اَحْبَطَ - اس نے اکارت کر دیا۔ اِحْبَاطٌ سے جس کے معنی اکارت کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حبطِ عمل کی تین شکلیں ہیں (۱) ایمان نہ ہونے کے باعث دنیا کے تمام اچھے اعمال مثلاً حسنِ معاشرت، پاکیزہ اخلاق وغیرہ آخرت میں بالکل بے نتیجہ ہیں (۲) انسان میں ایمان موجود ہے لیکن جو اعمالِ خیر سرانجام دیے وہ لوجہ اللہ نہیں تھے اس لیے اکارت ہوئے (۳) اعمالِ صالحہ تو موجود ہیں لیکن اس کے مقابل اس کثرت سے گناہ کیے کہ اعمالِ صالحہ بے اثر ہو کر رہ گئے اور گناہوں کا پلّہ بھاری ہو گیا ۲۱/۱۸ ۲۶/۵

اِحْتَرَقَتْ - وہ جل گئی۔ اِحْتِرَاقٌ سے جس کے معنی جلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۳/۴

اِحْتَمَلَ - اس نے اٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے جس کے معنی

Marfat.com

برداشت کرنے اور اُٹھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۵/۱۳ ۱۳/۸

اِحْتَمَلُوْا۔ اُنہوں نے اُٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۲/۴

اِحْتَنِکَنَّ۔ میں ضرور ڈھانٹی دے لونگا۔ قابو میں کر لونگا، لگام دیدونگا۔ اِحْتِنَاکٌ سے جس کے معنی ڈھانٹی دینے اور قابو میں کرنے کے ہیں۔ صیغہ واحد متکلم مضارع بانون تاکید ہے ۱۵/۷

اَحَدٌ۔ ایک۔ اکیلا۔ پہلا۔ اَحَدٌ کا استعمال کبھی نفی میں ہوتا ہے کبھی اثبات میں۔ نفی کی شکل میں استغراقِ جنس کے لیے آتا ہے یعنی پوری جنس کی نفی مقصود ہوتی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر مجتمع طور پر ہو یا متفرق طور پر۔ جیسے وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ (ان منافقوں میں سے کسی پر بھی نماز نہ پڑھ) اور اس معنی میں اَحَدٌ کا استعمال صرف نفی کی حالت میں درست ہے اثبات میں درست نہیں کیونکہ دو متضاد چیزوں کی نفی تو صحیح ہو سکتی ہے لیکن اثبات نہیں ہو سکتا۔ اثبات کی حالت میں اس کا استعمال تین طرح پر ہوتا ہے (۱) دہائیوں پر ایک کے اضافہ کے لیے جیسے ۱۱ و ۲۱ و ۳۱ و ۴۱ وغیرہ مثلاً احد عشر۔ احد و عشرون وغیرہ وغیرہ (۲) مضاف یا مضاف الیہ ہو کر جیسے احدکما (۳) معنی وصفی کے لیے یعنی اکیلے کے معنی میں اور اس صورت میں اس کا استعمال صرف اللہ ہی کے لیے درست ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ احد کی جمع احادٌ ہے۔

۱/۱۲و۱۶ ۳/۸و۱۶و۱۷ ۴/۷ ۵/۴ ۶/۱و۶ ۷/۱۷ ۸/۳ ۱۰/۷و۱۷ ۱۱/۵

۱۳/۷و۱۱ ۱۴/۵ ۱۶/۹ ۱۸/۹ ۲۰/۱۵ ۲۲/۱و۲و۱۷ ۲۳/۱۲ ۲۹/۶و۱۲

۳۰/۱۴و۱۵و۱۷ **اَحَدًا**۔ ۶/۸ ۷/۵ ۱۰/۷ ۱۵/۱۵و۱۶و۱۷و۱۸

۱۶/۳و۵ ۱۸/۱۰ ۲۲/۲ ۲۸/۵ ۲۹/۱۱و۱۲

اُحْدِثُ۔ میں نکالوں۔ میں شروع کروں۔ اِحْدَاثٌ سے جس کے معنی پیدا کرنے اور کسی چیز کو نئے سرے سے شروع کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۵/۲۱

اَحَدَ عَشَرَ۔ گیارہ۔ مذکر کے لیے آتا ہے۔ ۱۲/۱۱

اَحَدُکُمْ۔ تم میں سے کوئی۔ تم میں سے ایک اَحَدُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲/۶ ۳/۴

۴/۱۴ ۱۵/۱۵ ۲۶/۱۴ ۲۸/۱۴

اَحَدُکُمَا۔ تم دونوں میں سے ایک اَحَدُ مضاف کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲/۱۵

اَحَدَنَا۔ ہم میں سے ایک اَحَدَ مضاف نا ضمیر

جمع متکلم مضاف الیہ ۳۳/۱

اَحَدُھُمْ ۔ ان میں سے کوئی ۔ ان میں سے ایک
اَحَدُ مضاف ۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ
۱/۱۱ ۳/۱۲ ۴/۱۴ ۱۴/۱۴ ۱۸/۶و۷ ۲۵/۸

اَحَدُھُمَا ۔ ان دونوں میں سے ایک ۔ اَحَدُ
مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ۶/۹
۱۳/۱۵ ۱۴/۱۶ ۵/۳و۱۷

اِحْدٰی ۔ ایک عورت ۔ اَحَدٌ کا مونث ۹/۱۵ ۱۰/۱۳
۲۰/۶ ۲۲/۱۷ ۲۹/۱۲

اِحْدٰھُمَا ۔ اُن دو عورتوں میں سے ایک اِحْدٰی
مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مونث غائب مضاف الیہ
۳/۷ ۲۰/۲ ۲۶/۱۳

اِحْدٰھُنَّ ۔ ان عورتوں میں سے ایک اِحْدٰی
مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۴/۱۳

اِحْذَرُوْا ۔ تم ڈرو ۔ تم بچو (جمع) حَذَرٌ سے جس کے
معنی کسی خوف کی بات سے ڈرنے اور بچنے کے ہیں
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۵/۱۰ ۶/۲

اِحْذَرُوْہُ ۔ تم اس سے ڈرو ۔ اس میں ہ ضمیر
واحد مذکر غائب ہے ۲/۱۴

اِحْذَرُوْھُمْ ۔ تم ان سے بچو ۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے ۔ ۲۸/۱۶

اِحْذَرْھُمْ ۔ تو ان سے بچ ۔ اِحْذَرْ ۔ حَذَرٌ سے امر
کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۶/۱۲ ۲۸/۱۴

اَحْرَصَ ۔ بڑا لالچی ۔ حِرْصٌ سے جس کے معنی طمع اور
لالچ کے ہیں ۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۔ کبھی کبھی ارادہ کی
زیادتی کو بھی حرص کہتے ہیں ۔ ۱/۱۱

اَحْزَابٌ ۔ گروہ ۔ ٹولیاں ۔ جماعتیں ۔ حِزْبٌ کی جمع
ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں ۱۲/۲ ۱۳/۱۱
۱۶/۵ ۲۱/۱۸و۱۹ ۲۳/۱۰ ۲۴/۶و۹ ۲۵/۱۲

اَحَسَّ ۔ اس نے محسوس کیا ۔ اِحْسَاسٌ سے جس کے
معنی محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳/۱۳

اِحْسَانٌ ۔ نیکی کرنا بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے احسان
دو معنی کے لیے آتا ہے ایک غیر کے ساتھ بھلائی کرنے
کے لیے دوسرے کسی اچھی بات کے معلوم کرنے اور
نیک کام کے انجام دینے کے لیے ۳/۶و۱۳ ۱۱/۲ ۱۴/۱۹ ۲۶/۱۳

اِحْسَانًا ۱/۱۰ ۵/۳و۶ ۵/۹ ۱۵/۳ ۲۶/۲

اَحْسَنُ ۔ بہت اچھا ۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱/۱۶
۵/۵،۸و۱۵ ۶/۱۱ ۸/۶ ۱۱/۱۴ ۱۲/۱و۱۳ ۱۴/۱۹و۲۳ ۱۵/۳و۶و۱۳

Marfat.com

پ۱۶/۸ پ۱۸/۱۱و۱۶ پ۱۹/۱ پ۲۰/۱۳ پ۲۱/۱ پ۲۳/۸و۱۷ پ۱۴/۱۹و۱۳و۱ پ۲۶/۲ پ۲۹/۱

پ۳۰/۲۰

اَحْسَنَ۔ اس نے احسان کیا۔ اس نے اچھا کیا۔ اس نے اچھا بنایا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

پ۱۲/۱۲ پ۱۳/۵ پ۱۵/۱۶ پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۱۳ پ۲۴/۱۲ پ۲۸/۱۵و۱۸

اَحْسِنْ۔ تو احسان کر۔ تو نیکوئی کر۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۰/۱۱

اَحْسَنْتُمْ۔ تم نے نکوئی کی۔ تم نے بھلائی کی۔ اِحْسَانٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۵/۱

اَحْسَنُوْا۔ انہوں نے بھلائی کی۔ انہوں نے احسان کیا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴/۲ پ۱۱/۸ پ۱۴/۱۰ پ۲۳/۱۶ پ۲۷/۶

اَحْسِنُوْا۔ تم نیکی کرو۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲/۸

اَحْسَنَہٗ۔ اس کا بہتر۔ اَحْسَنَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَحْسَنُ) پ۲۳/۱۶

اَحْسَنِهَا۔ اس کا بہتر۔ اَحْسَنِ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۹/۷

اَحَسُّوْا۔ اُنہوں نے پایا۔ دریافت کیا۔ محسوس کیا اِحْسَاسٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۷/۱

اُحْشُرُوْا۔ تم اکٹھا کرو۔ تم جمع کرلو (نَصَرَ۔ ضَرَبَ) حَشْرٌ سے جس کے معنی جماعت کے اکٹھا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۳/۶

اُحْصِرْتُمْ۔ تم روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِحْصَارٌ کے معنی روکنے کے ہیں خواہ رُکاوٹ کسی ظاہری سبب کی بنا پر ہو جیسے دشمن کا آڑے آکر روکنا یا کسی باطنی سبب سے جیسے مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبور رہونا۔ پ۲/۸

اُحْصِرُوْا۔ وہ بند کیے گئے۔ رکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳/۵

اُحْصُرُوْهُمْ۔ (نَصَرَ۔ ضَرَبَ) اُن کو قید رکھو، روکے رکھو۔ اُحْصُرُوْا۔ حَصْرٌ سے جس کے معنی قید کرنے اور تنگ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۱۰/۷

اُحْصِنَّ۔ وہ نکاح میں لائی گئیں اِحْصَانٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب اِحْصَانٌ لغت میں مختلف معانی کے لیے آتا ہے حریت[۱] عفت[۲] تزوج[۳] اسلام[۴] قید میں[۵] رکھنا۔ قرآن عظیم میں اُحْصِنَّ جس موقع پر ہے

Marfat.com

وہاں منکوحہ بنانے کے معنی میں ہے اور قید سے بھی یہاں
قیدِ نکاح ہی مراد ہے۔ ۵ پ

اَحْصَنَتْ۔ اس عورت نے محافظت کی اِحْصَانٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب، یہاں احصان
سے مراد عصمت و عفت کی حفاظت ہے ۱۷ پ ۲۸ پ

اَحْصُوْا۔ تم گنو، تم شمار کرو۔ اِحْصَاءٌ سے جس کے معنی
شمار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۸ پ ۱۷

اَحْصٰی۔ خوب گننے والا۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔
آیت شریفہ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا۔ میں بعض مفسرین
نے اَحْصٰی کو ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال
سے بنایا ہے اور معنی محفوظ کرنے اور شمار کرنے کے لیے ہیں
اور بعض باب افعال ہی کا افعل التفضیل بحذف زوائد
بناتے ہیں اور اَمَدًا کو تمیز قرار دیتے ہیں۔ غرض یہاں
اَحْصٰی ماضی اور اسم تفضیل دونوں کا محتمل ہے اِحْصَاءٌ
کا اشتقاق حصا سے ہے جس کے معنی کنکری کے ہیں
چونکہ عرب شمار کے لیے کنکریوں کا استعمال کرتے تھے
اس لیے شمار کرنے اور محفوظ کرنے کے لیے اِحْصَاءٌ
بولا جانے لگا۔ ۱۵ پ ۱۴

اَحْصٰی۔ اس نے گن لیا۔ اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ۲۹ پ ۱۲

اَحْصَیْنٰہُ۔ ہم نے اس کو گن رکھا۔ ہم نے اس کو شمار
کرلیا اَحْصَیْنَا اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ
واحد مذکر غائب ۲۲ پ ۱۸ ۳۰ پ

اَحْصٰہُ۔ اس کو گن رکھا۔ اَحْصٰی صیغہ ماضی ہٗ
ضمیر واحد مذکر غائب ۲۸ پ

اَحْصٰهَا۔ گن لیا اس کو۔ اس میں ھا ضمیر واحد مونث
غائب ہے ۱۵ پ ۱۸

اَحْصٰهُمْ۔ ان کو گن رکھا۔ اس میں ھم ضمیر جمع مذکر
غائب ہے۔ ۱۶ پ ۹

اُحْضِرَتْ۔ وہ حاضر کی گئی۔ اِحْضَارٌ سے جس کے
معنی حاضر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد
مونث غائب ۵ پ ۱۶

اَحْضَرَتْ۔ اس نے حاضر کیا۔ اِحْضَارٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مونث غائب ۳۰ پ

اَحَطْتُ۔ میں نے احاطہ کیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد متکلم۔ احاطہ خبر کے معنی خبر معلوم کرنے کے ہیں حضرت
سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہُدہُد کہتا ہے اَحَطْتُ بِمَا
لَمْ تُحِطْ بِہٖ خبردار میں نے ایسی بات معلوم کی جو آپ کو

Marfat.com

معلوم نہیں، [١] ١٩/١٧

اَحَطْنَا - ہم نے گھیر لیا، ہم نے معلوم کر لیا - اِحَاطَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ٢/١٦

اِحْفَظُوْا - تم حفاظت کیا کرو (سَمِعَ) حِفْظٌ سے جس کے معنی حفاظت کرنے کے ہیں امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر - ٢/٥

حَقٌّ - بڑا حق دار - اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے معنی میں آتا ہے ٢/١٢و١٦، ٤/١٥و٨، ٦/١٣و١٣، ٩/٢و١١، ٢/٢٣، ١١/٢٦

اَحْقَابًا - بے شمار قرن، بے انتہا زمانے حُقُبٌ کی جمع - حُقُبٌ بضم قاف زمانے کو کہتے ہیں اور حُقْبٌ بسکون قاف زمانہ کی ایک مقررہ مدت کا نام ہے مگر اس مدت کی تعیین میں اہلِ لغت کا اختلاف ہے بعض اسی برس کی مدت کو بعض ستر برس کے زمانے کو بعض تین سو برس بعض چالیس سال بعض تیس ہزار سال بتاتے ہیں مفسرین سلف میں سے امام قتادہؒ نے صاف تصریح کر دی ہے کہ احقاب سے غیر منقطع زمانہ مراد ہے باقی حقب کی مدت کا تعین بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں - امام حسن بصریؒ سے بھی اسی کے قریب قریب منقول ہے - [١] ٣٠/١

اَحْقَافٌ - ریت کے لمبے لمبے اور بلند لیکن ذرا مڑے ہوئے ٹیلے حِقْفٌ کی جمع حِقْفٌ ریت کے اس ٹیلہ کو کہتے ہیں جو مستطیل ہو اور مرتفع لیکن قدرے منحنی ہو قوم عاد کا مرکزی مقام ارضِ احقاف ہے، یہ حضر موت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کہ اس کے شرق میں عمان اور شمال میں "ربع خالی" ہے جسے صحرائے اعظم "الدہنا" بھی کہا جاتا ہے گو "ربع خالی" آبادی کے لائق نہیں تاہم اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے قابل کچھ کچھ زمین ہے خصوصاً اس حصّہ میں جو حضر موت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے اگرچہ اس وقت وہ بھی آباد نہیں اور بجز ریت کے ٹیلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تاہم قدیم زمانے میں اسی حضر موت اور نجران کے درمیانی حصّہ میں "عاد ارمؑ" کا مشہور قبیلہ آباد تھا جس کو خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں آندھی کا عذاب بھیج کر نیست و نابود کر دیا تھا۔ شیخ عبد الوہاب نجار نے قصص الانبیاء میں تصریح کی ہے کہ مجھ سے سید عبد اللہ بن احمد بن عمر بن یحییٰ علوی نے جو حضر موت کے باشندے ہیں بیان کیا

---

[١] تفسیر ابن کثیر ج ١٠ ص ١٢٦ طبع مصر ١٣٠١ھ

Marfat.com

کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ ان ہلاک شدہ قوموں کے قدیم مساکن کے کھوج میں حضرموت کے شمالی میدان میں قیام پذیر رہے۔ بڑی تلاش و کوشش کے بعد ٹیلوں کی کھدائی میں سنگ مرمر کے کچھ برتن دستیاب ہوئے جن پر خط مساری میں کچھ کندہ تھا لیکن افسوس ہے کہ سرمایہ کی کمی کے باعث ان کو اس مہم سے دستبردار ہونا پڑا۔ ٢٦/٣

اُحْكُمْ ۔ تو حکم کر، تو فیصلہ کر (نَصَرَ) حُکْمٌ سے جس کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ٦/١٠و١١ ١٧/٢ ٢٣/١١

اَحْكُمُ ۔ میں حکم کرونگا۔ فیصلہ کرونگا حُکْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ٣/١٤

اَحْكَمُ ۔ بہتر حکم کرنے والا۔ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم۔ حُکْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ ١٢/١٤ ٣٠/٢

اُحْكِمَتْ ۔ مضبوط کی گئی۔ ثابت کی گئی (جس میں نہ لفظ کے اعتبار سے شبہ پیدا ہو سکتا ہے نہ معنی کے اعتبار سے) اِحْكَامٌ سے جس کے معنی محکم اور مضبوط کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ١١/١٢

اُحِلَّ ۔ وہ حلال کر دیا گیا اِحْلَالٌ سے جس کے معنی مباح کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ ٢/٧ ٥/١ ٦/٥ ٣/٣

اُحِلُّ ۔ میں حلال کرتا ہوں۔ اِحْلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ٣/١٤

اَحَلَّ ۔ اس نے حلال کیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ٣/٦ ٢/٢ ٢٨/١٩

اَحْلَامٌ ۔ خواب، عقلیں۔ اَحْلَامٌ، حُلْمٌ کی بھی جمع ہے جس کے معنی خواب کے ہیں اور حِلْمٌ کی بھی جس کے معنی بردباری کے ہیں اور چونکہ بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے اس لیے حِلْمٌ کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں گویا مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں۔ سورۂ طور آیت اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ میں احلام سے مراد عقول ہیں۔ ٢٧/٤ ١٢/١

اَحْلَامُهُمْ ۔ اُن کی عقلیں۔ اَحْلَامٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ٢٧/٤

اُحِلَّتْ ۔ وہ حلال کی گئی۔ مباح کی گئی، اِحْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ٦/٢و٥ ١٧/١١

اُحْلُلْ ۔ تو کھول دے (نَصَرَ) حَلٌّ سے جس کے معنی گرہ کشائی کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ١٦/١١

Marfat.com

اَحْلَلْنَا۔ ہم نے حلال کر دیا۔ اِحْلَالٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۲/۳

اَحَلَّنَا۔ اس نے ہم کو لا اُتارا۔ اَحَلَّ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، نا ضمیر جمع متکلم اِحْلَالٌ کے معنی اُتارنے کے بھی آتے ہیں اس کا مجرد نصر اور ضرب دونوں سے آتا ہے مادہ اشتقاق حُلُولٌ ہے ۲۲/۱۶

اَحَلُّوا۔ اُنہوں نے لا اُتارا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے معنی اُتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے ۱۳/۱۷

اَحْمَالٌ۔ بہت سے حمل۔ حَمْل کی جمع حمل پیٹ کے بچہ کو کہتے ہیں ۲۸/۱۷

اَحْمَدُ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کے مبعوث ہونے کی بشارت اسی نام سے دی ہے۔ اَحْمَدُ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مبالغۂ فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی دوسروں سے بہت زیادہ اللہ عزوجل کی حمد بیان کرنیوالے۔ اور مبالغۂ مفعول بھی یعنی اپنے اوصافِ حمیدہ کے باعث دوسروں سے زیادہ آپ کی مدح کی گئی ۲۸/۹

اِحْمِلْ۔ تو چڑھا لے سوار کر لے (ضَرَبَ) حَمْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر حَمْلٌ کے اصلی معنی اُٹھانے اور برداشت کرنے کے ہیں اور اسی مناسبت سے سوار کرنے اور چڑھانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے ۱۲/۴

اَحْمِلُ۔ میں اُٹھا رہا ہوں حَمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۲/۱۵

اَحْمِلُكُمْ۔ میں تم کو سوار کردوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۱۰/۱۸

اَحْوٰی۔ کالا سیاہ مائل بسبزی، سرخ مائل بسیاہی۔ حُوَّةٌ سے ماخوذ ہے حُوَّةٌ اس سیاہی کو کہتے ہیں جو مائل بسبزی ہو، یا اس سرخی کو جو مائل بسیاہی ہو ۳۰/۱۲

اَحْيَا۔ اس نے زندہ کیا، جلایا۔ اِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حَیَاةٌ مصدر ہے حَیَاةٌ کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے۔ (۱) قوتِ نامیہ جو نبات وحیوان میں موجود ہوتی ہے۔ (۲) قوتِ احساس جس کی بنا پر حیوان کو حیوان کہا جاتا ہے چنانچہ آیہ شریفہ اِنَّ الَّذِیْ اَحْیَاھَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی (یقیناً جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کردیگا) میں زمین کی زندگی سے اس کی شادابی اور روئیدگی یعنی قوتِ نامیہ مراد ہے اور مردوں کو جلانے سے قوتِ احساس کا عطا کرنا مقصود ہے (۳) عقل کی قوتِ کارکردگی۔ چنانچہ

Marfat.com

آیتِ شریفہ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ (کیا وہ شخص کہ جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ بنا دیا) یہاں زندگی سے مُراد عقل کی قوتِ کار کا عنایت کرنا ہے۔ (۴) بقا فہم کے ساتھ ساتھ لذت اندوزی چنانچہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ (اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں) یہاں زندگی سے مراد یہ ہے کہ ان میں فہم باقی ہے اور وہ اللہ کی نعمتوں سے لذت اندوز ہو رہے ہیں جس کا ذکر شہداء کے متعلق خود قرآن عظیم میں اور بکثرت احادیث میں وارد ہے (۵) آخرت کی دائمی زندگی جیسے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ (اے کاش میں اپنی اخروی زندگی کے لیے کچھ (نیک عمل) آگے بھیج دیتا) یہاں حیات سے حیاتِ اُخروی دائمی مراد ہے (۶) حیات جب اللہ جل شانہ کی صفت واقع ہو تو حَیّ سے مُراد وہ ذاتِ قدوس ہے جس کے متعلق کبھی موت کا تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔ (۷) ہلاکت سے نجات دینا چنانچہ آیت وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (اور جو شخص کسی کو بچا لیوے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا) میں حیات سے ہلاکت سے بچانا مقصود ہے۔ پ۲/۴ پ۲۷/۷ پ۶/۹ پ۱۴/۱۲ پ۲۱/۲ پ۱۵/۱۷

اَحْیَاکُمْ۔ اس نے تم کو جِلایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۱/۳ پ۱۷/۱۶

اَحْیَاھَا۔ اُس کو جِلایا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۶/۹ پ۲۳/۱۹

اَحْیَاھُمْ۔ ان کو جِلایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲/۱۶

اَحْیَاءٌ۔ زندہ لوگ۔ حَیٌّ کی جمع پ۲/۳ پ۴/۸ پ۱۴/۸ پ۲۲/۵ پ۲۹/۲۱

اُحِیْطَ۔ اُسے گھیر لیا گیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۱/۸ پ۱۵/۱۷

اُحْیِیْ۔ میں جِلاتا ہوں۔ زندہ کرتا ہوں۔ اِحْیَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۳/۳ و ۱۳

اَحْیٰی۔ اس نے جِلایا۔ اس نے زندہ کیا۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

اَحْیَیْتَنَا۔ تو نے ہم کو جِلایا۔ اَحْیَیْتَ۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۴

اَحْیَیْنَا۔ ہم نے جِلایا۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۲/۱۴ پ۲۶/۵

اَحْیَیْنٰہُ۔ ہم نے اس کو زندہ کر دیا ہٗ ضمیر واحد مذکر

غائب پ ۲

اَحْیَیْنٰھَا - ہم نے اس کو زندہ کر دیا۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲۳/۲

فصل الخاء المعجمة

اَخ - بھائی۔ اصل میں ہر وہ شخص جو پیدائش میں ماں باپ یا صرف باپ یا صرف ماں کی طرف سے یا رضاعت میں دوسرے کا شریک ہو اخ کہلاتا ہے۔ لیکن مجازاً ہر اس شخص کو بھی اخ کہہ دیتے ہیں جو قبیلہ یا مذہب یا صنعت و حرفت یا دوستی و محبت وغیرہ میں کسی دوسرے کا شریک ہو۔ لفظ اخ جبکہ یاء متکلم کے سوا کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو تو بحالت رفع و کے ساتھ اور بحالت نصب ا کے ساتھ اور بحالتِ جری کے ساتھ لکھا جاتا ہے پ ۴/۱۲و۱۵ پ ۱۳/۲و۳

اَخَا عَادٍ - عاد کے بھائی یعنی حضرت ہود علیہ السلام یہ قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے (ملاحظہ ہو هُود) پ ۲۶/۳

اَخَافُ - میں ڈرتا ہوں (سَمِعَ) خَوْفٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم، اللہ تعالیٰ کے خوف کا یہ مطلب نہیں کہ جیسے انسان شیر کے دیکھنے سے ڈر جاتا ہے اسی قسم کا رعب اللہ تعالیٰ کے تصور سے اس کے قلب پر طاری رہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا یہ مطلب ہے کہ انسان گناہوں سے بچتا رہے اور نیکی کی طرف متوجہ رہے اسی بنا پر کہا گیا ہے لَا یُعَدُّ خَائِفًا مَنْ لَمْ یَکُنْ لِلذُّنُوْبِ تَارِکًا۔ جو گناہوں کو نہیں چھوڑتا اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں کہا جا سکتا۔ پ ۹/۶ پ ۸و۱۵ پ ۱۵/۸ پ ۲/۱۰ پ ۱۱/۷و۱۷ پ ۱۲/۳و۸و۱۲ پ ۱۶/۶ پ ۱۹/۶و۱۱ پ ۲۰/۷ پ ۲۲/۱۶ پ ۲۳/۸و۹ پ ۲۶/۳ پ ۲۸/۵

اُخَالِفَکُمْ - میں تمہاری مخالفت کروں۔ اُخَالِفُ مُخَالِفَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲/۸

اَخَانَا - ہمارا بھائی۔ اَخَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۳/۲

اَخَاهُ - اس کا بھائی اَخَا مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۲ پ ۹/۴ پ ۱۶/۷ پ ۱۸/۳ پ ۱۹/۲و۷و۱۹

اَخَاهُمْ - ان کے بھائی اَخَا مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸/۱۶و۱۷و۱۸ پ ۱۲/۵و۶و۸ پ ۲۰/۱۶

اَخْبَارَکُمْ - تمہارے احوال۔ تمہاری خبریں اَخْبَار مضاف

Marfat.com

کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَخْبَارٌ خَبَرٌ کی
جمع ہے ۱/۱۱ ۸/۲۶

اَخْبَارَهَا - اس کی خبریں - اَخْبَار مضاف ھا ضمیر
واحد مونث غائب مضاف الیہ ۲۴/۳۰

اَخْبَتُوْا - وہ جھکے - اُنہوں نے عاجزی کی اِخْبَاتٌ
سے جس کے معنی تواضع اور خضوع و خشوع کے ہیں
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴/۱۲

اُخْتٌ - بہن - اَخٌ کی تانیث ہے - اَخَوَاتٌ جمع
۱۲و۱۵/۴ ۴/۶

اِخْتَارَ - اُس نے چن لیا - اِخْتِیَارٌ سے جس کے معنی
انتخاب کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۶/۹

اِخْتَرْتُكَ - میں نے تجھ کو پسند کیا - اِخْتَرْتُ اِخْتِیَارٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱/۱۶

اِخْتَرْنَاهُمْ - ہم نے ان کو پسند کر لیا - اِخْتَرْنَا - اِخْتِیَارٌ
سے - ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۵/۲۵

اِخْتَصَمُوْا - اُنہوں نے جھگڑا کیا - اِخْتِصَامٌ سے جس کے
معنی جھگڑا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۹/۱۷

اُخْتُكَ - تیری بہن - اُخْتُ مضاف کَ ضمیر واحد
مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۱/۱۶

اِخْتِلَافٌ کے معنی ہیں معاملہ یا گفتگو میں وہ طریق
کار اختیار کرنا جو دوسرے کا نہ ہو - اور چونکہ اس رویے
سے عموماً جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے اس لیے اختلاف نزاع کے
معنی میں بھی مستعمل ہونے لگا - اختلافِ لیل و نہار
کے معنی ہیں دن رات کا آگے پیچھے آنا - ۴/۲ ۱۱/۲۴ ۱/۱۱
۵/۸ ۲۱/۲ ۱۷/۲۵ اِخْتِلَافًا ۸/۵

اِخْتِلَاقٌ - افترا - بہتان طرازی - بروزن اِفْتِعَالٌ
مصدر ہے ۱/۲۳

اِخْتَلَطَ - وہ مل گیا - اِخْتِلَاطٌ سے جس کے معنی ملنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۵/۶ ۸/۱۱

اِخْتَلَفَ - اس نے اختلاف کیا - اِخْتِلَافٌ سے
کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۲ ۱/۳ ۵/۱۶ ۱۲/۲۵

اُخْتُلِفَ - اختلاف کیا گیا - اِخْتِلَافٌ سے ماضی
مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۱۲ ۲/۲۴

اِخْتَلَفْتُمْ - تم نے اختلاف کیا - اِخْتِلَافٌ سے
کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۲ ۳/۲۵

اِخْتَلَفُوْا - اُنہوں نے اختلاف کیا - اِخْتِلَافٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱و۵/۲ ۱/۳
۱۵و۷/۱۱ ۱۲و۲۲/۱۴ ۱۸/۲۵

Marfat.com

اُخْتِهٖ - اُس کی بہن - اُخْتِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ

اُخْتَهَا - اس کی بہن - اُخْت مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ

اُخْتَيْنِ - دو بہنیں اُخْتٌ کا تثنیہ پ

اَخْدَانٍ - چھپے یار - چھپے آشنا خِدْنٌ کی جمع ہے خِدْنٌ کا استعمال مذکر و مونث دونوں میں ہوتا ہے پ

اُخْدُوْدِ - کھائی - خندق - اخادید جمع (الاخدود) ہو اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ پ۳۰

اٰخِذٌ - پکڑنے والا - اَخْذٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ

اَخْذٌ - پکڑ - پکڑنا - یہ مصدر ہے اس کے معنی کبھی لینے کے آتے ہیں اور کبھی پکڑنے کے یہاں دوسرے معنی مراد ہیں پ اَخْذًا پ اَخْذَةً پ

اَخَذَ - اس نے پکڑا - اس نے لیا - (نصر) اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ

اُخِذَ - وہ لیا گیا - اَخْذٌ سے بمعنی لینے کے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اَخَذَتْ - اس نے آپکڑا - اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ پ

اَخَذْتُ - میں نے پکڑا - اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ

اَخَذَتْكُمُ - اس نے تم کو پکڑا - تم کو آلیا - اَخَذَتْ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱

اَخَذْتُمْ - تم نے لیا - اَخْذٌ سے - ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ پ

اَخَذَتْهُ - اس کو پکڑ لیا (آمادہ کر دیا) اَخَذَتْ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ پ

اَخَذْتُهَا - میں نے اس کو پکڑا - اَخَذْتُ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ

اَخَذْتُهُمْ - میں نے ان کو پکڑا - اَخَذْتُ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ پ پ پ

اَخَذَتْهُمُ - ان کو آپکڑا - اَخَذَتْ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ پ پ پ پ پ پ پ پ

اَخَذْنَ - اُن عورتوں نے لے لیا - اَخْذٌ سے - ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ

اَخَذْنَا - ہم نے لیا - ہم نے پکڑا - اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم

Marfat.com

جمع متکلم پ۸/۱و۱۰و۱۱ پ۲/۲و۷و۱۳ پ۹/۴و۶و۱۱ پ۱۰/۱۴ پ۱۸/۳ پ۲۰/۱۶ پ۲۱/۱۷ پ۲۹/۶

آخَذْنٰہُ - ہم نے اُس کو پکڑا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۲۰/۷ پ۲۷/۱ پ۲۹/۱۴

آخَذْنٰہُمْ - ہم نے اُن کو پکڑا۔ اس میں ھُم ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱/۱۱ پ۹/۲ پ۱۸/۴ پ۲۵/۱۱ پ۲۷/۱۰

اُخِذُوا - وہ پکڑے گئے۔ اَخْذٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۲/۵و۱۲

اَخَذَہٗ - اس کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰/۳

اَخْذَہٗ - اس کی پکڑ۔ اَخْذَ مصدر مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲/۹

اَخَذَھُمْ - ان کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی ھُم ضمیر جمع مذکر غائب پ۳/۱۰ پ۱/۳ پ۴/۲۱ پ۱۹/۱۲و۱۳ پ۲۰/۱۴ پ۲۴/۸ پ۲۹/۵

اَخْذِھِمْ - ان کا لینا۔ اَخْذِ مصدر مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۶/۴

اٰخِذِیْنَ - لینے والے۔ اَخْذٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر آخِذٌ کی جمع پ۲۶/۱۸

اٰخِذِیْہِ - اس کے لینے والے۔ اس میں ہِ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ آخِذِیْ اصل میں آخِذِیْنَ تھا۔ اضافت کے سبب سے ن گر گیا۔ آخِذِیْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۳/۵

اٰخَرُ - دوسرا۔ الآخَرُ سے معدول ہے اور اس بارے میں یہ اپنی آپ نظیر ہے ورنہ عام قاعدہ کے مطابق جو صیغہ بھی اَفْعَلُ سے آتا ہے یا تو اس کے بعد مِنْ لفظاً یا تقدیراً مذکور ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کی نہ تو جمع آتی ہے نہ تثنیہ نہ تانیث۔ یا مِنْ مذکور نہیں ہوتا تو پھر اس پر الف لام داخل ہو کر اس کی جمع بھی آتی ہے اور تثنیہ بھی البتہ یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اور اس کی جمع بغیر الف لام کے آتی ہے جیسے اٰخرون پ۲/۹ پ۱۱/۲ پ۱۲/۱۵ پ۱۳/۶ پ۱۵/۲و۱۴ پ۱۸/۱و۶ پ۱۹/۴و۱۵ پ۲۰/۱۲ پ۲۳/۱۳ پ۲۶/۱۶ پ۲۷/۲

اٰخِرُ - پچھلا۔ جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہاں تمام مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والی ذات مُراد ہے۔ پ۱۱/۶ پ۲۷/۱۷

اُخَرُ - اور۔ دوسرے۔ اُخْریٰ کی جمع پ۲/۷ پ۳/۹ پ۱۲/۱۶

اَخَّرَ - اس نے پیچھے چھوڑا۔ تاخیر سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۹/۱۷

Marfat.com

اِخْرَاج۔ نکالنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ تر ذوات و اعیان کے متعلق ہوتا ہے یا تکوین (رونما کرنا، بنانا) کے معنی میں جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ پ ۲/۱۱و۱۵ پ ۲۹/۹ اِخْرَاجًا

اِخْرَاجِکُمْ۔ تمہارا نکالنا۔ اِخْرَاجُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۸/۸

اِخْرَاجُهُمْ۔ ان کا نکالنا۔ اِخْرَاجُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۲

اُخْرَانِ۔ دو دوسرے۔ اُخَرُ کا تثنیہ پ ۷/۴

اَخَّرَتْ۔ اُس نے پیچھا چھوڑا۔ تَاخِیْرٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور ڈھیل دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۳۰/۷

اَخَّرْتَنِیْ۔ تو نے مجھ کو ڈھیل دی اَخَّرْتَ۔ تَاخِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۵/۷ پ ۲۸/۱۴

اَخَّرْتَنَا۔ تو نے ہم کو ڈھیل دی اَخَّرْتَ صیغہ ماضی نا ضمیر جمع متکلم پ ۵/۸

اَخْرَجَ۔ اُس نے نکالا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱/۳ پ ۸/۱۱ پ ۱۳/۱۷ پ ۱۶/۱۳ پ ۱۸/۱۱ پ ۲۶/۱۲ پ ۲۸/۴ پ ۳۰/۴و۱۲

اَخْرِجْ۔ تو نکال۔ اِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۳/۳

اُخْرُجْ۔ تو نکل (نَصَرَ) خُرُوْجٌ سے جس کے معنی نکلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۸/۹و۱۰ پ ۱۲/۱۴ پ ۱۴/۳ پ ۲۰/۵ پ ۲۳/۱۴

اُخْرَجُ۔ میں نکالا جاؤنگا۔ اِخْرَاجٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۱۶/۸ پ ۲۶/۲

اُخْرِجَتْ۔ وہ نکالی گئی (بھیجی گئی) اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۴/۳

اَخْرَجَتْ۔ اس نے نکال باہر کیا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۳۰/۲۴

اَخْرَجَتْکَ۔ اُس نے تجھ کو نکالا۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ ۲۶/۹

اُخْرِجْتُمْ۔ تم نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۸/۵

اَخْرَجَکَ۔ اُس نے تجھ کو نکالا۔ اَخْرَجَ صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۹/۱۵

اَخْرَجَکُمْ۔ اُس نے تم کو نکالا۔ اس میں کُمْ ضمیر مذکر حاضر ہے پ ۱۴/۱۷

Marfat.com

أُخْرِجْنَا - ہم نکالے گئے - اِخراج سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم ۲/۱۶

أَخْرِجْنَا - تو ہم کو نکال - أَخْرِجْ صیغہ امر نا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو أَخْرِجْ) ۵/۷ ۱۸/۶ ۲۲/۱۶

أَخْرَجْنَا - ہم نے نکالا - اِخراج سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۳/۵ ۷/۱۸ ۸/۱۲ ۱۶/۱۱ ۲۱/۲ ۲۲/۲ ۲۷/۱

أَخْرَجْنٰهُمْ - ہم نے اُن کو نکال باہر کیا - اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے - ۱۹/۸

أَخْرَجَنِيْ - اُس نے مجھ کو نکالا - أَخْرَجَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۲۴/۵

أَخْرِجْنِيْ - تو مجھے نکال - أَخْرِجْ صیغہ امر - ن وقایہ - ی ضمیر واحد متکلم ۱۵/۹

أُخْرِجُوْا - وہ نکالے گئے - اِخراج سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۷/۱۱ ۱۷/۱۳ ۲۴/۴و۵

أُخْرُجُوْا - تم نکلو - خُرُوْج سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۹/۵

أَخْرِجُوْا - تم نکالو - اِخراج سے - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۷/۱۷ ۱۹/۹

أَخْرِجُوْهُمْ - تم ان کو نکالو - اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے - ۲/۱۸ ۵/۱۷

أَخْرَجُوْكُمْ - اُنھوں نے تم کو نکالا - أَخْرَجُوْا صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۸/۲۸

أَخْرَجَهٗ - اُس کو نکالا - أَخْرَجَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۹

أَخْرَجَهُمَا - ان دونوں کو نکالا - اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے ۸/۱

أَخِرُنَا - ہمارا پچھلا - اٰخِر مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۷/۶

أَخَّرْنَا - ہم نے تاخیر کی - ہم نے روکے رکھا - تاخیر سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱۲/۱

أَخِّرْنَا - ہم کو مہلت دے - تاخیر عطا کر - أَخِّرْ - تاخیر سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم ۱۳/۱۹

اٰخَرُوْنَ - دوسرے - اور لوگ - اٰخَر کی جمع بحالت رفع ۱۱/۲ ۱۸/۱۶ ۲۹/۱۴

اٰخِرَةٌ - آخرت - عالم بقا - مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ میں اٰخرۃ بمعنی پچھلے کے ہے - ۱: ا، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۲: ۹ و ۱۱، ۱۶ — ۳: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷ — ۴: ۶ و ۷، ۹ — ۵: ۷، ۸ و ۱۶

۶: ۵، ۹، ۱۰ — ۷: ۱۰، ۱۷ — ۸: ۱، ۵ و ۱۲ — ۹: ۷، ۹، ۱۱ — ۱۰: ۵، ۱۲، ۱۵ و ۱۶

۱۱: ۱۲ — ۱۲: ۳، ۹ و ۱۵ — ۱۳: ۱، ۵، ۶، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۶ — ۱۴: ۹، ۱۰، ۱۲

پ۱۴ ع۱۳ و ۲۰ و ۲۲ — پ۱۵ ع۱ و ۲ و ۵ و ۸ و ۱۲ — پ۱۶ ع۱۲ — پ۱۷ ع۹ — پ۱۸ ع۳ و ۱۴ و ۱۹ — پ۱۹ ع۶

پ۲۰ ع۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ — پ۲۱ ع۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۲۰ — پ۲۲ ع۴ و ۷ و ۸ — پ۲۳ ع۱۰ و ۱۵ و ۱۷

پ۲۴ ع۲ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — پ۲۵ ع۳ و ۵ — پ۲۶ ع۵ و ۶ و ۱۹ — پ۲۸ ع۴ و ۸ — پ۲۹ ع۳ و ۱۶ و ۱۷

پ۳۰ ع۳ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸

اُخِرَہٗ۔ اُس کا آخر۔ اٰخِرَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۳ ع۱۴

اُخْرٰی۔ دوسری پچھلی۔ اٰخَرُ اور اٰخِرُ دونوں کی مونث اُخْرٰی آتی ہے۔ پ۳ ع۷ و ۱۰ — پ۵ ع۱۲ — پ۷ ع۸ — پ۸ ع۷ — پ۱۵ ع۲ و ۷

پ۱۶ ع۱۰ و ۱۱ و ۱۲ — پ۲۲ ع۵ — پ۲۳ ع۱۵ — پ۲۴ ع۲ و ۴ — پ۲۶ ع۱۱ و ۱۳ — پ۲۷ ع۵ و ۷ — پ۲۸ ع۱۰ و ۱۷

اُخْرٰىكُمْ۔ تمہاری پچھلی (جماعت) اُخْرٰی مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۴ ع۷

اٰخَرِيْنَ۔ دوسرے۔ اٰخَرُ کی جمع بحالت نصب و جر پ۵ ع۹ و ۱۶ — پ۶ ع۱۰ — پ۷ ع۷ — پ۸ ع۳ — پ۱۰ ع۴ — پ۱۱ ع۲ — پ۱۸ ع۲ و ۳ — پ۱۹ ع۸ و ۱۳

پ۲۳ ع۸ و ۱۲ — پ۲۵ ع۱۴ — پ۲۸ ع۱۱

اٰخِرِيْنَ۔ پچھلے۔ اٰخِرُ کی جمع بحالت نصب و جر پ۱۵ ع۹ — پ۲۳ ع۷ و ۸ — پ۲۵ ع۱۱ — پ۲۷ ع۱۴ و ۱۵ — پ۲۹ ع۲۱

اُخْرٰىهُمْ۔ ان کی پچھلی (جماعت) اُخْرٰی مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۸ ع۱۱

اَخْزٰی۔ زیادہ رسوا۔ زیادہ شرمسار۔ خِزْیٌ سے جس کے معنی رسوائی کے ہیں یا خِزَايَۃٌ سے جس کے معنی شرمساری کے ہیں اَفعل التفضیل کا صیغہ پ۲۴ ع۱۶

اَخْزَيْتَهٗ۔ تو نے اس کو رسوا کیا۔ شرمسار کیا اَخْزَيْتَ اِخْزَاءٌ سے جس کے معنی رسوا اور شرمسار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۴ ع۱۱

اَخْسَرُوْنَ۔ سب سے زیادہ نقصان پانے والے زیادہ ٹوٹا اور گھاٹا پانے والے۔ اَخْسَرُ کی جمع بحالت رفع خُسْرَانٌ اور خَسَارَۃٌ سے جس کے معنی ٹوٹا اور گھاٹا پانے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۲ ع۲ — پ۱۹ ع۱۴

اَخْسَرِيْنَ۔ زیادہ نقصان میں رہنے والے۔ زیادہ گھاٹا پانے والے اَخْسَرُ کی جمع بحالت نصب و جر پ۱۶ ع۲ — پ۱۷ ع۵

اِخْسَئُوْا۔ پڑے رہو پھٹکارے ہوئے (فتح) خَسْأٌ سے جس کے معنی پھٹکارنے اور دھتکارنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۸ ع۶

اِخْشَوْا۔ تم ڈرو۔ (سمع) خَشْيَۃٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۱ ع۱۲

اِخْشَوْنِيْ۔ تم مجھ سے ڈرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ۲ ع۲ — پ۶ ع۵ و ۱۱

اِخْشَوْهُمْ۔ تم ان سے ڈرو اس میں هُمْ ضمیر جمع

Marfat.com

مذکر غائب ہے ۹/۴

اَخْضَر۔ سبز، ہرا۔ خُضرۃ سے جس کے معنی سبز ہونے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ ۲۳/۴

اَخْطَأْتُمْ۔ تم چوک گئے۔ تم نے خطا کی۔ اِخْطَاءٌ سے جس کے معنی چوکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر خطا کی مختلف صورتیں ہیں (۱) جو چیز مستحسن نہ ہو اس کا ارادہ کرے اور کر گزرے ایسی خطا مکمل خطا ہے جو قابلِ گرفت ہے۔ قرآنِ عظیم میں جو ارشاد ہے اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا (بیشک ان کا مارنا بڑی خطا ہے) یہاں خطا سے یہی خطا مراد ہے (۲) ارادہ تو اچھے ہی فعل کا کیا لیکن غلطی سے اس کے خلاف ہو گیا۔ خطا اگرچہ یہ بھی ہے لیکن چونکہ ارادہ اچھا تھا اس لیے ایسی خطا قابلِ مواخذہ نہیں قرار دی گئی حدیث شریف میں وارد ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ (میری اُمت سے خطا و نسیان مرفوع ہے ع) آیہ شریفہ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً (اور جس نے مسلمانوں کو قتل کیا غلطی سے) میں اسی قسم کی خطا مراد ہے۔ ۲۱/۱۲

اَخْطَأْنَا۔ ہم نے خطا کی۔ ہم چوک گئے۔ اِخْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۳/۲

اَخْفِضْ۔ تو جھکا دے (ضَرَبَ) خَفْضٌ سے جس کے معنی پست ہونے نرم روی اختیار کرنے اور جھکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۴/۹ ۵/۲ ۱۹/۱۵

اَخْفٰی۔ زیادہ پوشیدہ خِفَاءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱۶/۸

اُخْفِیَ۔ وہ چھپایا گیا۔ اِخْفَاءٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۱/۱۵

اَخْفَيْتُمْ۔ تم نے چھپایا۔ اِخْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۲۸/۸

اُخْفِيْهَا۔ میں اس کو مخفی رکھتا ہوں اُخْفِی اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۱۶/۱۰

اَخِلَّاءُ۔ دوست احباب۔ خَلِیْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی دوست کے ہیں۔ ۲۵/۱۲

اَخْلَدَ۔ وہ سدا رہا۔ اِخْلَادٌ سے جس کے معنی ہمیشہ رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۹/۱۲ ۳۰/۲۹

اَخْلَصْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو امتیاز دیا۔ ہم نے ان کو خالص کر لیا۔ اَخْلَصْنَا۔ اِخْلَاصٌ سے جس کے معنی خالص کرنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۳/۱۲

ع یعنی اس کی باز پرس نہیں ۱۲

Marfat.com

اَخْلَصُوْا۔ اُنہوں نے خالص کیا۔ اِخْلَاصٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اخلاص کی اصل حقیقت
یہ ہے کہ اللہ کے سوا سب سے بیزاری ظاہر کر دی جائے ۵/۱۸

اِخْلَعْ۔ تو اُتار ڈال۔ (فَتَحَ) خَلْعٌ سے جس کے معنی
اُتارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۱۶/۱۰

اَخْلَفْتُمْ۔ تم نے خلاف کیا۔ اِخْلَافٌ سے۔ ماضی
کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اخلاف وعدہ کے معنی وعدہ
خلافی کے ہیں۔ ۱۶/۱۳

اَخْلَفْتُكُمْ۔ میں نے تم سے وعدہ خلافی کی اَخْلَفْتُ
اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر۔ ۱۳/۱۶

اَخْلَفْنَا۔ ہم نے وعدہ خلافی کی۔ اِخْلَافٌ سے ماضی
کا صیغہ جمع متکلم۔ ۱۶/۱۳

اُخْلُفْنِىْ۔ میرا خلیفہ رہ (نَصَرَ) اُخْلُفْ خِلَافَۃٌ
سے جس کے معنی خلیفہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم۔ ۹/۷

اَخْلَفُوْا۔ اُنہوں نے خلاف کیا۔ اُنہوں نے وعدہ
خلافی کی۔ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب
ہے۔ ۱۶/۱۰

اَخْلُقُ۔ میں بنا دیتا ہوں (نَصَرَ) خَلْقٌ سے مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے معجزہ کے بیان میں آیا ہے۔ یہاں خلق سے
استحالہ (تبدیلِ ماہیت) یا انقلابِ حقیقت) مراد ہے ۳/۱۳

اَخُنْهُ۔ میں نے اُس سے خیانت کی (نَصَرَ) اَخُنْ
خِیَانَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر
غائب لَمْ اَخُنْهُ میں نے اس سے خیانت نہیں کی
لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی دیتا ہے۔ ۱۲/۱۲

اَخَوَاتِكُمْ۔ تمہاری بہنیں۔ اَخَوَاتٌ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اَخَوَاتٌ، اُخْتٌ کی جمع
ہے (دیکھو اُخْتٌ) ۴/۱۵ ۱۸/۱۴

اَخَوَاتِهِنَّ۔ ان عورتوں کی بہنیں۔ اَخَوَاتِ مضاف
هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۱۸/۲۲

اَخْوَالِكُمْ۔ تمہارے ماموں۔ اَخْوَالٌ خَالٌ کی جمع
خَالٌ ماموں کو کہتے ہیں۔ اَخْوَالِ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۱۸/۱۴

اِخْوَانٌ۔ بھائی۔ اَخٌ کی جمع (دیکھو اَخٌ) ۵/۴ ۲۶/۱۵
اِخْوَانًا ۴/۳ ۴/۴

اِخْوَانُكُمْ تمہارے بھائی۔ اِخْوَانٌ مضاف کُمْ ضمیر

Marfat.com

جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۱ پ ۸ و ۹ پ ۲

اِخْوَانُکُمْ پ ۹ اِخْوَانِکُمْ پ ۱۸

اِخْوَانُنَا - ہمارے بھائی - اِخْوَانِ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲۸

اِخْوَانِهِمْ - ان کے بھائی - اِخْوَان مضاف هم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۴ پ ۷ پ ۹ پ ۱۸ پ ۲۱ پ ۲۸

اِخْوَانِهِنَّ - ان عورتوں کے بھائی - اِخْوَان مضاف هن ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۸ پ ۲۲

اِخْوَتِكَ - تیرے بھائی - اِخْوَة، اَخٌ کی جمع ہے (دیکھو اَخٌ) اِخْوَة مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۲

اِخْوَتِهٖ - اس کے بھائی - اِخْوَة مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲

اِخْوَتِيْ - میرے بھائی - اِخْوَة مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۳

اَخُوْكَ - تیرا بھائی - اَخُوْ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۳ پ ۱۶

اَخُوْهُ - اس کا بھائی - اَخُوْ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲

اِخْوَةٌ - بھائی - اَخٌ کی جمع پ ۱۴ پ ۴ پ ۶ پ ۱۳ پ ۲ پ ۲۶

اَخُوْهُمْ - اُن کا بھائی - اَخُوْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ پ ۱۹

اَخَوَيْكُمْ - تمہارے دونوں بھائی - اَخَوَىْ، اَخٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر اصل میں اَخَوَيْنِ تھا اضافت کے سبب ی گر گئی اَخَوَىْ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۶

اَخِيْ - میرا بھائی - اَخٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۶ پ ۸ و ۹ پ ۹ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۱۱ پ ۷ پ ۲۳

اَخْيَار - نیک لوگ - خیر کی جمع ہے - خیر صفت مشبہ کا صیغہ ہے - پ ۲۳

اَخِيْكَ - تیرا بھائی - اخ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۶

اَخِيْهِ - اس کا بھائی - اَخٌ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲ پ ۶ پ ۷ و ۸ پ ۹ پ ۱۱ پ ۱۳ و ۲ و ۳ و ۴ پ ۲۶ پ ۲۹ پ ۳۰

فصل الدال المهمله

اِدًّا - بھاری بوجھ - ابن خالویہ لغوی نے اپنے یہی معنی بیان کیے ہیں - اور علامہ راغب اِدًّا کے معنی

Marfat.com

لیے اور اسباب کام کے بتلائے ہیں جن کے کرنے سے خود
بچ جائے ۔ پ

اَدَآءٌ۔ حق کا ایک دم پورا پورا دینا اور پہنچانا ۔ یہ مصدر ہے ۔ پ

اِدّٰارَءْتُمْ۔ تم نے ایک دوسرے پر دھرا ۔ تَدَارُءٌ سے جس کے معنی تدافع یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ اصل میں تَدَارَءْتُمْ تھا ۔ تاء کو ادغام کے باعث دال بنایا پھر ابتداء بالسکون کی دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل لائے ۔ پ

اِدّٰارَكَ۔ تھک کر رہ گیا ۔ فنا ہو گیا تَدَارُكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ اصل میں تَدَارَكَ تھا ۔ تا کا دال ہیں ادغام کر کے شروع میں ہمزۂ وصل لائے تَدَارُكٌ کے معنی اصل میں پے درپے کسی کام کے ہونے اور یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز سے ملنے کے ہیں مگر یہاں تھک کر رہ جانے اور فنا ہونے کے معنی مراد ہیں جب کسی خاندان کے لوگ پے درپے ہلاک ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسے موقع پر اہل عرب بولتے ہیں تَدَارَكَ بنو فلان (فلاں خاندان کے لوگ پے درپے ہلاک ہو گئے) یہاں فنا ہونے کے معنی اسی محاورہ سے ماخوذ ہیں ۔ پ

اِدّٰارَكُوْا۔ وہ گر چکے ۔ اگلے پچھلوں سے جا ملے تَدَارُكٌ جس کے معنی پے درپے ایک دوسرے سے ملنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔ اصل میں تَدَارَكُوْا تھا جو تَدَارُكٌ میں عمل ہوا وہی اس میں ہوا ۔ پ ۸/۱۱

اِدْبَارٌ۔ پیٹھ پھیرنا ۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے ۔ پ ۲۷/۴

اَدْبَارٌ۔ پیٹھیں ۔ دُبُرٌ کی جمع ہے ۔ پیچھے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے پ ۲/۳ پ ۹/۱۶ پ ۲۱/۱۸ پ ۲۶/۱۱و۱۷ پ ۲۸/۵

اَدْبَارِكُمْ۔ تمہاری پیٹھیں ۔ تمہاری پشتیں ۔ ادبار مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۶/۸

اَدْبَارِهَا۔ اس کی پیٹھ ۔ اس کی پشت ۔ اَدْبَارِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۵/۴

اَدْبَارِهِمْ۔ ان کے پیچھے ۔ ان کی پیٹھیں ۔ اَدْبَار مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۴ پ ۵ پ ۱۰ پ ۲۶/۷

اَدْبَرَ۔ اس نے پیٹھ پھیری ۔ اِدْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹ پ ۳۰

اُدْخِلَ۔ وہ داخل کیا گیا ۔ اِدْخَالٌ سے جس کے معنی داخل کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۰ پ ۱۳/۱۶

اَدْخِلْ۔ تو داخل کر ۔ اِدْخَالٌ سے امر کا صیغہ واحد

Marfat.com

مذکر حاضر ۱۹/۱۶

اُدْخُلْ ۔ تو داخل ہو (نَصَرَ) دُخُولٌ سے جس کے معنی داخل ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۲/۴

اُدْخُلَا ۔ تم دونوں داخل ہو ۔ دُخُولٌ سے ۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۔ ۲۸/۲

اَدْخِلْنَا ۔ ہم کو داخل کر ۔ اَدْخِلْ ۔ اِدْخَالٌ سے صیغہ امر ۔ نا ضمیر جمع متکلم ۹/۸

اَدْخَلْنٰہُ ۔ ہم نے اس کو داخل کیا ۔ اَدْخَلْنَا ۔ اِدْخَالٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۱/۵

اَدْخَلْنٰھُمْ ۔ ہم نے ان کو داخل کیا ۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۔ ۶/۱۴ ۱۷/۲

لَاُدْخِلَنَّکُمْ ۔ میں تم کو ضرور داخل کرونگا ۔ اُدْخِلَنَّ اِدْخَالٌ سے ۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۔ ۶/۲

لَاُدْخِلَنَّھُمْ ۔ میں ان کو ضرور داخل کرونگا ۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۔ ۴/۱۱

اَدْخِلْنِیْ ۔ تو مجھے داخل کر ۔ اَدْخِلْ اِدْخَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۵/۹ ۱۹/۱۷

اُدْخُلُوْا ۔ تم داخل ہو ۔ دُخُولٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۳/۹ ۶/۹ ۸/۲و۶ ۸/۱۳و۱۱ ۹/۱۰ ۱۳/۱۵و۲ ۱۴/۱۰ ۱۹/۱۷ ۲۲/۴ ۲۴/۱۳و۵ ۲۵/۱۳

اُدْخِلُوْا ۔ وہ داخل کیے گئے ۔ اِدْخَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۹/۱

اَدْخِلُوْا ۔ تم داخل کرو ۔ اِدْخَالٌ سے ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۴/۱

اُدْخُلُوْھَا ۔ تم اس میں داخل ہو ۔ اُدْخُلُوْا صیغہ امر ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۔ ۱۴/۴ ۲۴/۵ ۲۶/۱۷

اَدْخِلْھُمْ ۔ ان کو داخل کر ۔ اَدْخِلْ صیغہ امر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔ ۲۴/۲

اُدْخُلِیْ ۔ تو (عورت) داخل ہو ۔ دُخُولٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ۔ ۱۹/۱۸ ۳۰/۱۴

اَدْرِیْ ۔ میں جانتا (ضَرَبَ) دِرَایَۃٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے متعلق جاننے اور معلوم کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۹/۵

اَدْرَکَہٗ ۔ اس کو پالیا ۔ اِدْرَاکٌ سے جس کے معنی کسی شے کو پوری طرح پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۱/۱۴

اِدْرَءُوْا ۔ تم دفع کرو ۔ تم دور کرو ۔ (فَتَحَ) دَرْءٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے[۲۸]

اَدْرِیْ میں جانتا ہوں۔ (ضَرَبَ، دِرَایَۃً) سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے[۱۷، ۲۶، ۲۹]

اِدْرِیْسُ خدا کے بھیجے ہوئے سچے اور جلیل القدر نبی تھے، لفظ ادریس کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ لفظ سریانی ہے یا عربی۔ عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق دراست سے ہے جس کے معنی پڑھنے اور یاد کرنے کے ہیں، صحف الٰہیہ کے مطالعہ و درس کی کثرت کی وجہ سے آپ کو ادریس کہا گیا لیکن زمخشری نے کشاف میں اور مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور دراست سے اس کا اشتقاق بتانا محض وہم ہے صحیح نہیں۔ زمخشری کہتے ہیں کہ اگر ادریس کو بروزن اِفعیل دَرْسٌ سے مشتق مانا جائے تو اسے منصرف ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں اس میں صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہتی ہے حالانکہ یہ منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے لہٰذا اس کا غیر منصرف ہونا اس کی عجمیت کی دلیل ہے۔ زمخشری نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے ادریس جس زبان کا لفظ ہو اس زبان میں اس کے معنی درس اور دراست سے ملتے جلتے ہوں جس سے راوی نے اس کو درس سے مشتق خیال کر لیا ہو۔[۱]

صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سریانی تھے[۲] اس لیے ممکن ہے کہ یہ نام بھی سریانی ہو۔

قرآن عزیز میں حضرت ادریس کا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے ایک سورۂ مریم میں دوسرے سورۂ انبیاء میں۔ آپ کے نام و نسب اور زمانہ کے متعلق مورخین کو سخت اختلاف ہے اور اس درجہ ہے کہ کوئی صحیح رائے اس بارے میں قائم نہیں کی جا سکتی۔ قرآنِ عظیم کا مقصد چونکہ رشد و ہدایت ہے نہ صرف تاریخی بحث اس لیے اس میں صرف آپ کی صفاتِ عالیہ نبوت، صدیقیت، صبر و رفعت منزلت کا ذکر ہے۔ یہی حال احادیث کا ہے۔ اس لیے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ تمام تر اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جس میں سخت اختلاف و تضاد ہے۔ معراج کی صحیحین والی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے آسمان پر حضرت

---

[۱] ملاحظہ ہو تفسیر کشاف، سورۂ مریم ج ۱ ص ۱۳۰۴ طبع مصر ۱۳۵۴ھ۔ [۲] فتح الباری جزء ۱۳ ص ۲۲۵ طبع انصاری دہلی

ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ آپ نبی اور رسول تھے اور آپ ہی نے سب سے پہلے تحریر میں قلم کا استعمال کیا۔ ابن اسحٰق نے آپ کی اولیات میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے کپڑے سئیے۔ امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس سے یہ منقول ہے کہ الیاس نبی کا ہی نام ادریس ہے عبداللہ بن مسعود کی جس روایت کا امام بخاری نے حوالہ دیا ہے عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اس کو بسند حسن روایت کیا ہے لیکن عبداللہ بن عباس کی روایت میں ضعف ہے۔ ان ہی دونوں روایات کی بنا پر حافظ ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دادا نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ کیونکہ حضرت الیاسؑ کے متعلق روایات میں موجود ہے کہ آپ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں

تصریح کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زندگی میں اٹھایا جانا کسی مرفوع اور قوی روایت سے ثابت نہیں ہے اور طبری نے جو کعب احبار کی اس سلسلہ میں روایت نقل کی ہے وہ اسرائیلیات میں سے ہے جس کی صحت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں آپ کے ذکر میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء تفسیر و احکام کا یہ خیال ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمل کے متعلق باتیں بیان کی ہیں اور وہ ان کو "ہرمس الہرامسۃ" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کے متعلق اسی طرح غلط بیانیوں سے کام لیتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انبیاء علماء، حکماء اور اولیاء کے متعلق کیا گیا ہے۔

اَدْرَاكَ تجھے واقف کیا۔ تجھے خبردار کیا۔ اَدْرَی اِدْرَاءٌ سے جس کے معنی واقف کرنے اور بتانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ك ضمیر واحد مذکر حاضر۔

۲۹ ۳۰

اَدْرَاكُمْ تم کو خبردار کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر

ث دیکھو فتح الباری جزء ۱۳ ص ۲۶ طبع مصر ۱۳۰۰ھ ہرمس علم نجوم کے ماہر و امام کو کہتے ہیں ہرمس الہرامسۃ کے معنی ہیں علماء نجوم کا استاذ الاساتذہ۔ ہرمس یونان کا ایک مشہور منجم گذرا ہے۔ ث البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

حاضر ہے پ ۱۱

اُدْعُ تو مانگ، تو دعا کر، تو بلا، (نَصَرَ) دَعْوَۃٌ سے
جس کے معنی بلانے اور مانگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر پ ۱/۷ پ ۹/۹ پ ۱۴/۲۲ پ ۱۴/۱۵ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۵/۳

اُدْعُوا تم بلاؤ۔ تم پکارو دَعْوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر پ ۱/۳ پ ۹/۱۴ پ ۱۱/۹ پ ۱۲/۲ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۸/۱۶ پ ۲۰/۱ پ ۲۲/۹
پ ۲۴/۱۰

اَدْعُوا میں بلاتا ہوں، میں پکاروں گا۔ دَعْوَۃٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۱۳/۱۱ پ ۱۶/۶ پ ۲۹/۱۲

اَدْعُوكُمْ میں تم کو بلاتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع
مذکر حاضر ہے۔ پ ۲۴/۱۰

اُدْعُونِيْ مجھ کو پکارو۔ اُدْعُوا صیغہ امر ن وقایہ
ی ضمیر واحد متکلم پ ۲۴/۱۱

اُدْعُوهُ اس کو پکارو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب
ہے پ ۸/۱۳ پ ۹/۱۲ پ ۲۴/۱۲

اُدْعُوهُمْ ان کو پکارو، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے پ ۹/۱۳ پ ۲۱/۱۷

اُدْعُهُنَّ ان کو بلا، اُدْعُ صیغہ امر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث
غائب پ ۳/۳

اَدْعِيَائَكُمْ تمہارے منہ بولے بیٹے، لے پالک اَدْعِيَاءَ
مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَدْعِيَاءَ دَعِيٌّ
کی جمع جو بروزن فَعِيْلٌ بمعنی مفعول ہے پ ۲۱/۱۷

اَدْعِيَائِهِمْ ان کے لے پالک۔ اَدْعِيَاءِ مضاف ھِمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۲/۲

اِدْفَعْ تو دے۔ تو دور کر (فَتَحَ) دَفْعٌ کا تعدیہ جب
اِلٰی سے ہوگا تو اس کے معنی دینے کے آتے ہیں اور جب
عَنْ سے ہوگا تو اس کے معنی حفاظت اور حمایت کے
ہوتے ہیں پ ۹/۶ پ ۲۴/۱۹

اِدْفَعُوا تم دفع کرو۔ تم دیدو۔ تم حوالہ کر دو دَفْعٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴/۱۲

اِدَّكَرَ اس کو یاد آ گیا اِدِّکَارٌ سے جس کے معنی یاد کرنے
کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۲/۱۶

اَدُلُّكَ میں تجھ کو بتاؤں (نَصَرَ) اَدُلُّ دَلَالَۃٌ سے
جس کے معنی رہ نمائی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱۶

اَدُلُّكُمْ میں تمہیں بتاؤں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر ہے پ ۱۶/۱۱ پ ۲۰/۴ پ ۲۸/۱۰

اَدْلٰى اس نے لٹکایا، اِدْلَاءٌ سے۔ جس کے معنی ڈول

ڈالنے اور ڈول کھینچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

آدم قرآن عزیز میں انبیاء علیہم السلام کے تذکروں میں سب سے پہلا تذکرہ سیدنا حضرت ابو البشر آدم صلوات اللہ علیہ سلامہ کا ہے جو سورۂ بقرہ، اعراف، اسراء، کہف اور طٰہٰ میں نام اور صفات دونوں کے ساتھ اور سورۂ حجر و صٓ میں فقط ذکر صفات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور آل عمران، مائدہ، مریم اور یٰس میں صرف ضمنی طور پر نام لیا گیا ہے۔ حافظ بدر الدین عینی عمدۃ القاری میں سطراز ہیں کہ آپ کی کنیت ابو البشر مشہور ہے۔ والبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کی کنیت ابو محمد روایت کی ہے۔ قتادہ کا بیان ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کو کنیت سے یاد نہیں کیا جائیگا آپ کی کنیت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار شرف کے لیے ابو محمد ہو گی۔

لفظ آدم کے متعلق علماء لغت میں اختلاف ہے کہ یہ عجمی ہے یا عربی۔ ابو منصور جوالیقی نے کتاب المعرب میں تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اسماء عجمی ہیں البتہ چار نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ آدم، صالح، شعیب، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جوہری نے بھی اس کو عربی نام بتایا ہے[1] عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق یا تو ادیم سے ہے کیونکہ وہ ادیم ارض یعنی صفحۂ زمین سے پیدا کیے گئے ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سطح زمین کے چپہ چپہ سے ایک مشت خاک لیکر حضرت آدم کی تخلیق کی یہی وجہ ہے کہ بنی آدم مختلف رنگ و روپ کے پیدا ہوئے۔[2] مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدم کا اشتقاق اُدْمَۃٌ سے ہے جس کے معنی گندم گوں ہونے کے ہیں[3] بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اَدْمٌ اور اُدْمَۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی موافقت اور شرکت کے ہیں چونکہ ان کا خمیر پانی اور مٹی سے ملا کر کیا گیا اس لیے ان کا نام آدم ہوا۔ بعض کے نزدیک اُدْمَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی قابل تقلید اور لائق اتباع کے ہیں۔ عربی ہونے کی صورت میں یہ افعل کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف علمیت اور وزن فعل کی بنا پر۔ بعض علماء آدم کو سریانی زبان کا لفظ بتاتے ہیں۔ اہل کتاب اس کو آدام بروزن فاعال پڑھتے ہیں۔ ابو اسحٰق ثعلبی نے

---

[1] و [2] ان تمام حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷، ص ۲۰۷ طبع مصر [3] روح المعانی ج ۱، ص ۲۰۲ طبع مصر ۱۳۴۵ھ

تصریح کی ہے کہ عبرانی زبان میں اَدام خاک کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ان کا نام آدم یعنی خاکی ہوا اور دوسرا الف حذف کر دیا گیا۔ اس اعتبار سے ثعلبی کے نزدیک یہ لفظ عبرانی ہوا۔ علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ لوگوں کا آدم کو ادمۃ یا ادیم الارض سے مشتق بتانا ایسا ہی ہے جیسا کہ یعقوب کو عقب سے اور ادریس کو درس سے اور ابلیس کو ابلاس سے مشتق بتانا۔ حالانکہ آدم قطعی عجمی نام ہے جس کا فاعل کے وزن پر ہونا زیادہ قرینِ قیاس ہے جیسے کہ آزر، عاذر، عابر، شالخ، فالغ وغیرہ ہیں۔[۱] مگر یاد رہے کہ ادریس اور ابلیس کے غیر منصرف ہونے کی جو دلیل علامہ موصوف نے بیان کی ہے وہ یہاں نہیں چلتی۔ کیونکہ ادریس و ابلیس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہ جاتا ہے جو غیر منصرف ہونے کے لیے کافی نہیں۔ اس لیے ان کا غیر منصرف ہونا ان کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن آدم میں ایسا نہیں کیونکہ اس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اس لیے کہ اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے اس میں علمیت کے علاوہ وزن فعل موجود ہے اس صورت میں آدم دراصل أأدم تھا جس میں دو ہمزہ ہیں پھر چونکہ ہمزہ ثانیہ ساکن ہے اور ماقبل اس کا مفتوح اس لیے اسے الف سے تبدیل کر دیا گیا۔ ہاں آدم کی جمع اوادم اور تصغیر کا اُویدم واو کے ساتھ آنا۔ زمخشری کے خیال کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اگر آدم أأدم ہوتا تو اس کی جمع بھی أآدم اور تصغیر بھی أُؤَیدم ہمزہ کے ساتھ ہوتی۔

حضرت آدم پہلے نبی اور رسول تھے۔ نبی اس ہستی کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو اور رسول اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر نئی شریعت اور نئی کتاب بھیجی گئی ہو۔ صحیح ابنِ حبان میں حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تعداد دریافت کی تو آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر سوال کیا ان میں رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو تیرہ۔ میں نے عرض کیا ان میں اول کون ہیں فرمایا آدم۔ میں نے کہا آدم نبی مرسل تھے فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی پھر

[۱] عمدۃ القاری ج ۷، ص ۳۰۷

اپنے سامنے ان کو درست کیا[1]. حافظ بدرالدین عینی نے شرح بخاری میں نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں حدیث شفاعت پر بحث کرتے ہوئے صاف تصریح کی ہے کہ الصحیح انہ نبی رسول وقد نزل علیہ جبرئیل وانزل علیہ صحفا وعلم اولادہ الشرائع صحیح یہی ہے کہ حضرت آدم نبی اور رسول تھے آپ پر جبرئیل نازل ہوئے اور آپ پر صحیفے اتارے گئے اور آپ نے اپنی اولاد کو شریعت کی تعلیم دی[2]) حضرت آدم کے متعلق یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حوا کے کوئی اولاد نہیں جیتی تھی. شیطان نے حضرت حوا سے کہا کہ اب جو بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عبد الحارث رکھنا وہ جیتا رہیگا. چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا. اور بچہ جی گیا صحیح نہیں معلول ہے. حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ اسرائیلیات سے لیا گیا ہے. البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں

والمظنون بل المقطوع بہ ان رفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم خطا اور ظن غالب کیا بلکہ یقین ہے کہ اس روایت کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے[3] اسی طرح سانپ اور مور کا قصہ یا اسی قسم کی اور باتیں جو قرآن عظیم اور صحیح حدیثوں میں موجود نہیں یہ سب اسرائیلی فسانے ہیں. حضرت آدم علیہ السلام کی وفات جمعہ کے دن واقع ہوئی. آپ کو اللہ تعالیٰ کا خلافتِ الٰہی سے سرفراز فرمانا. ابلیسِ لعین کی آپ سے دشمنی اور آپ کو سجدہ کرنے سے انکار کرنا. اور آپ کی ہمسرانہ سیرت کے واقعات قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہیں. پ ۲/۴

پ ۳/۱۲، ۱۴ پ ۶/۴ پ ۹/۱۱، ۱۰، ۹ پ ۱۵/۱۹، ۷ پ ۱۶/۱۲۵، ۱۲۴، ۱۱۶ پ ۲۲/۳

اَدْنیٰ ادنیٰ، زیادہ نزدیک، زیادہ کم، یہ جب اکبر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے معنی اصغر یعنی دوسرے کی نسبت چھوٹے اور کم کے آتے ہیں جیسے آیت وَلَا اَدْنیٰ مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْثَرَ (اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ) میں. اور جب خیر کے مقابل میں اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی اذل یعنی بہت گھٹیا کے ہوتے ہیں جیسے اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنیٰ بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ (کیا لے لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلے میں جو بہتر ہے) اور جب اقصیٰ کے مقابل میں آتا ہے تو اس کے معنی زیادہ قریب اور زیادہ نزدیک کے ہوتے ہیں جیسے ذٰلِکَ اَدْنیٰ اَنْ یُّؤْتُوْنَ (اس میں بہت قریب ہے کہ

[1] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۷ [2] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۳۴ [3] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۶

پہچانی پڑیں، یہ دَانٍ اور دَنِیٌّ کا اسم تفضیل ہے پہلی صورت میں اس کے معنی اقرب کے اور دوسری صورت میں ارذل اور اصغر کے آتے ہیں۔ [illegible]

اَدُّوْا تم حوالے کرو، تَادِیَۃٌ سے جس کے معنی ادا کرنے اور حوالہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَدْھٰی بڑی آفت، دَاھِیَۃٌ کا افعل التفضیل ہے [illegible]

فصل الذال المعجمہ

اِذْ جب، جبکہ، جس وقت، چونکہ، یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان، یا حرف مفاجات ہے یا حرف موکد، اس بارے میں متعدد اقوال ہیں لیکن حق یہ ہے کہ اذ اور اذا دونوں اسم ظرف ہیں جن کے لیے ظرفیت لازمی ہے یعنی اکثر مواقع پر یہ مفعول فیہ ہوتے ہیں، رہا کبھی کبھی ان کا مفعول بہ یا بدل یا خبر مبتدا واقع ہونا سو وہم ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِذا اصل واقعہ کے اعتبار سے تو زمانِ ماضی کا اور اِذَا زمانِ مستقبل کا ظرف ہے لیکن کبھی دوسرے زمانے کی نسبت بھی ان کی طرف واقع ہو جاتی ہے یعنی اِذْ زمانِ مستقبل کے لیے اور اِذَا زمانِ ماضی کے لیے بھی آجاتا ہے۔ اِذ کبھی مفاجات یعنی کسی بات کے اچانک واقع ہونے کے لیے بھی آتا ہے بینا اور بینما کے بعد اس میں مفاجات ہی کے معنی ہوتے ہیں اور کبھی تعلیل یعنی کسی چیز کی علت اور سبب بیان کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اور کچھ فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھیر چکے یعنی تمہارے ظلم کے سبب آج تم کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی وَاِذْ وارد ہے وہاں لفظ اُذْكُرْ محذوف ہے یعنی آپ ان سے ذکر کیجیے یا آپ خود یاد کیجیے غرض سیاق و سباق کے اعتبار سے جیسا موقع ہوگا ویسے ہی معنی لیے جائیں گے[1]

۱ — [illegible] ۲ — [illegible] ۳ — [illegible]

۳ — [illegible] ۴ — [illegible] ۵ — [illegible] ۶ — [illegible] ۷ — [illegible]

۷ — [illegible] ۸ — [illegible] ۹ — [illegible]

۹ — [illegible] ۱۰ — [illegible] ۱۱ — [illegible] ۱۲ — [illegible] ۱۳ — [illegible]

۱۳ — [illegible] ۱۴ — [illegible] ۱۵ — [illegible]

۱۶ — [illegible] ۱۷ — [illegible] ۱۸ — [illegible] ۱۹ — [illegible]

[1] ملاحظہ ہو کلیات ابوالبقا کفوی ص ۴۴ و ۴۵ طبع قاہرہ ۱۲۵۳ھ

۱۹ — ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۹ ۔ ۲۰ — ۸ و ۱۲ و ۱۴ و ۵۶ و ۸۵ ۔ ۲۱ — ۱۱ و ۵۸ و ۶۷ و ۸۷ ۔ ۲۲ — ۱۶ و ۴۲ و ۷۲ و ۹

۲۳ — ۷۶ و ۸۶ و ۹۱ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۴ ۔ ۲۴ — ۲۷ و ۱۰۵ و ۱۲ و ۱۹ ۔ ۲۵ — ۹ و ۱۰

۲۶ — ۲۳ و ۳۴ و ۱۱ و ۱۶ و ۱۹ ۔ ۲۷ — ۵ و ۶ ۔ ۲۸ — ۳ و ۵ و ۷ و ۹ و ۹ و ۱۹ و ۳۰

۲۹ — ۳ و ۴ و ۱۶ ۔ ۳۰ — ۳ و ۵ و ۱۶

إِذَا جب، اس وقت، ناگہاں، ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی زمانہ ماضی کے لیے بھی آتا ہے جیسے وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا (اور جب انہوں نے سودا بکتا یا تماشا دیکھا تو جھٹک کر اسی طرف چل دیے) اور قسم کے بعد واقع ہو تو پھر زمانہ حال کے لیے آتا ہے جیسے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (اور قسم ہے تارے کی جب وہ گرنے لگے) إِذَا اکثر و بیشتر تو شرطی ہوتا ہے مگر مفاجات یعنی کسی چیز کے اچانک پیش آنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ (پس یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا) مفاجات کی صورت میں یہ زمانہ حال ہی کے معنی دیتا ہے۔ یہ اپنے شرط ہونے کے اعتبار سے امر مشکوک پر داخل ہوتا ہے اور ظرفیت کے لحاظ سے ان امور کے لیے آتا ہے کہ جن کا ہونا متیقن اور ضروری ہو۔ ریاشی اور زجاج اس کو ظرف زمان بتاتے، مبرد اور سیبویہ کے خیال میں ظرف مکان ہے اخفش اور اہل کوفہ کے نزدیک حرف ہے لیکن ابوحیان اندلسی اور ابو البقا کفوی کے خیال میں پہلی ہی رائے درست ہے[1]

ءَ إِذَا میں ہمزہ، استفہام انکاری کے لیے ہے یعنی انتہائی استبعاد کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ کہیں بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے

۱ — ۲ و ۳ و ۵ و ۹ و ۳ و ۱۴ ۔ ۲ — ۳ و ۵ و ۲۶ و ۷۶ و ۸۶ و ۹۴ و ۱۲ و ۲۳ و ۳۴ و ۵

۳ — ۷ و ۱۱ و ۱۳ ۔ ۴ — ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۲ و ۱۴ ۔ ۵ — ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۲

۵ — ۱۶ و ۸ و ۱ ۔ ۶ — ۴ و ۸ و ۱۳ ۔ ۷ — ۳ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹

۸ — ۳۲ و ۴۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ ۔ ۹ — ۳ و ۳۴ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۱۰ — ۴ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸ ۔ ۱۱ — ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۴ ۔ ۱۲ — ۳ و ۹

۱۳ — ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۸ ۔ ۱۴ — ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ۔ ۱۵ — ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و

۱۵ — ۵ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۳ ۔ ۱۶ — ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ ۔ ۱۷ — ۲۳ و ۲۳ و ۳

۱۷ — ۸ و ۲ و ۱۲ و ۱۲ ۔ ۱۸ — ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

۱۹ — ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۹ ۔ ۲۰ — ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۹ و ۱۱

۲۱ — ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ۔ ۲۲ — ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱

۲۲ — ۱۸ ۔ ۲۳ — ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۴ و ۱۵ ۔ ۲۴ — ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳

۲۴ — ۷ و ۹ و ۱ ۔ ۲۵ — ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۹ و ۲۰ ۔ ۲۶ — ۱ و ۲ و ۳ و ۲

۲۶ — ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۵ ۔ ۲۷ — ۵ و ۹ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ ۔ ۲۸ — ۲ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۱ ص ۲۰ طبع مصر ۱۳۲۸ھ و کلیات ابو البقا و قاموس

پ ۲۹/۱و۲و۳و۵و۷و۸و۹و۱۳و۱۵و۱۶و۱۷و۱۹و۲۰و۲۱و۲۲

پ ۳۰/۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۲و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹و۲۰و۲۱و۲۳و۲۴و۲۵

اِذًا تب، اس وقت، حرفِ جزا ہے، سیبویہ کی تصریح ہے کہ جواب و جزا کے لیے آتا ہے۔ اصل میں یہ اِذَنْ ہے وقف کی صورت میں نون کو الف سے بدل لیتے ہیں۔ پ ۲/۱ پ ۵/۵و۹و۱۷ پ ۷/۴و۱۳ پ ۹/۱ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۲/۳و۱۲ پ ۱۳/۳ پ ۱۴/۱ پ ۱۵/۵و۸و۹ پ ۱۵/۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶ پ ۱۸/۳و۵ پ ۱۹/۶و۷ پ ۲۹/۱ پ ۲۳/۱ پ ۲۷/۵و۸ پ ۳۰/۳

اَذَاعُوْا انہوں نے مشہور کیا، اِذَاعَۃٌ سے جس کے معنی شہرت دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵/۸

اَذَاقَهَا اس کو چکھایا، اَذَاقَ، اِذَاقَۃٌ سے جس کے معنی چکھانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب، یہاں اِذَاقَۃٌ سے آزمائش اور امتحان مراد ہے پ ۱۴/۲۰

اَذَاقَهُمْ ان کو چکھایا، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۴/۲ پ ۲۳/۲

اُذَانٌ کان، اُذُنٌ کی جمع اُذُنٌ کان کو کہتے ہیں پ ۵/۱۵ پ ۹/۱۲و۱۳و۱۴ پ ۱۷/۱۳

اَذَانٌ سنا دینا۔ مصدر ہے پ ۱۰/۵

اٰذَانِنَا ہمارے کان، اٰذَانِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲۴/۱۵

اٰذَانِهِمْ ان کے کان اٰذَانِ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۲ پ ۶/۹ پ ۱۵/۵و۱۳و۲۰ پ ۲۴/۱۹ پ ۲۹/۹

اَذَاهُمْ ان کا ستانا، اَذًی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَذًی) پ ۲۲/۳

اَذْبَحُكَ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں (فتح) اَذْبَحُ ذَبْحٌ سے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲۳/۷

اَذْبَحَنَّهٗ میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ اَذْبَحَنَّ ذَبْحٌ سے۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۹/۱۷

اَذْقَانٌ ٹھوڑیاں، ذَقَنٌ کی جمع جس کے معنی ٹھوڑی کے ہیں پ ۱۵/۱۲ پ ۲۲/۱۸

اَذَقْنَا ہم نے چکھایا اِذَاقَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۱۲/۲ پ ۲۱/۷ پ ۲۵/۶

اَذَقْنٰكَ ہم نے تجھ کو چکھایا۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ ۱۵/۸

اَذَقْنٰهُ ہم نے اس کو چکھایا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۱/۸ پ ۲۵/۱

اُذْکُرْ تو یاد کر، ذکر کر، (نصر) ذِکْرٌ سے جس کے معنی یاد کرنے اور ذکر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۳/۱۲ ۶/۵

۹/۱۴ ۱۵/۱۹ ۱۷/۵ ۲۳/۱۹ ۲۳/۴ ۲۹/۱۲

اَذْکُرْکُمْ میں یاد رکھوں تم کو، اَذْکُرُ، ذِکْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲/۲

اُذْکُرْنَ تم یاد کرو، ذِکْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ہے ۲۲/۱

اُذْکُرْنِیْ تو میرا ذکر کیجیو اُذْکُرْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۳/۱۵

اُذْکُرُوْا تم یاد کرو ذِکْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

۱/۱۵ ۲/۱۵ ۴/۲ ۵/۱۲ ۶/۸ ۸/۱۸

۹/۱۶ ۱۰/۲ ۱۳/۱۳ ۱۷/۱۲ ۲۱/۱۸ ۲۲/۱۳ ۲۸/۱۲

اُذْکُرُوْنِیْ تم مجھ کو یاد کرو، اس میں ن وقایہ اور ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ ۲/۲

اُذْکُرُوْہُ اس کو یاد کرو، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲/۹

اَذْکُرَہٗ میں اس کو یاد کروں، اَذْکُرُ صیغہ مضارع ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۵/۱۲

اَذَلُّ زیادہ ذلیل، زیادہ کم زور، ذِلَّۃٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ ۲۸/۱۲

اَذِلَّۃٌ کم زور، نرم دل، ذلیل ذَلِیْلٌ کی جمع قلت ذلیل کے معنی کبھی تو متواضع اور نرم دل کے آتے ہیں اور کبھی کمزور اور ذلیل کے ۶/۱۲ ۴/۴ ۱۹/۱۸

اَذَلِّیْنَ سب سے بے قدر لوگ اَذَلُّ کی جمع ہے ۲۸/۴

اٰذَنُ میں اجازت دوں، اِیْذَانٌ سے جس کے معنی اطلاع دینے اور اجازت دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۹/۴ ۱۶/۴ ۱۹/۲

اُذُنٌ کان، اور مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے اور سن کر مانے ۶/۱۱ ۱۰/۱۴ ۲۹/۲

اُذِنَ حکم دیا گیا، اجازت دی گئی، (سمع) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۷/۱۳

اَذَّنَ وہ پکارا، تاذِیْنٌ سے جس کے معنی اعلان کرنے اور اطلاع دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۸/۱۲ ۱۳/۲

اَذِّنْ پکار دے، تاذِیْنٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۷/۱۱

اَذِنَ اس نے حکم دیا، اِذْنٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۱/۱ ۲۶/۱۵ ۱۱/۱ ۲۷/۹ ۳۰/۲

اِذْنٌ حکم، اجازت، ارادہ، مشیت، اِذْنٌ کا استعمال

مشیت کے مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا۔ پ ۳/۱۳ پ ۲/۱۲ پ ۱/۱۲

پ ۴/۶، ۸ پ ۵/۱، ۶ پ ۹/۱۴ پ ۱۰/۵ پ ۱۱/۱۵ پ ۱۳/۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ پ ۲۲/۸، ۱۶

پ ۲۴/۱۳ پ ۲۸/۱۴، ۱۶ پ ۳۰/۲۲

آذَنّٰكَ ہم نے تجھ کو کہہ سنایا، اٰذَنَّا۔ اِیْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲۵/۱۵

اَذِنْتَ تو نے رخصت دیدی، اجازت دیدی اِذْنٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۰/۱۲

اَذِنَتْ اس نے سن لیا، (سمع) اَذْنٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۳۰/۹

اٰذَنْتُكُمْ میں نے تم کو خبر کر دی، میں نے تم کو اطلاع دیدی، اٰذَنْتُ اِیْذَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۷/۷

اِذْنِهٖ اس کی اجازت، اس کا حکم، اِذْن مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۰/۱۱، ۱ پ ۳/۲ پ ۴/۴ پ ۶/۷ پ ۱۱/۹ پ ۱۴/۹ پ ۱۸/۱۶ پ ۲۳/۲ پ ۲۵/۹

اِذْنِيْ میری اجازت، میرا حکم، اِذْنِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۷/۵

اُذُنَيْهِ اس کے دونوں کان، اُذُنَيْ۔ اُذُنٌ کا تثنیہ مضاف ہٖ، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ اصل میں اُذُنَيْنِ تھا اضافت کے سبب ن گر گئی پ ۲۱/۱۱

اٰذَوْا انہوں نے ستایا، اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۲/۶

اٰذُوْهُمَا ان دونوں کو ایذا دو، اٰذُوْا۔ اِیْذَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمَا ضمیر تثنیہ غائب ایذا سے یہاں مارنے پیٹنے کی طرف اشارہ ہے پ ۴/۱۴

اَذْهَبَ اس نے دور کیا، اس نے ہٹا دیا اِذْهَابٌ سے جس کے معنی دور کرنے اور ہٹا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۲/۱۶

اِذْهَبْ تو جا، (فتح) ذَهَابٌ سے جس کے معنی جانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اگر صلہ میں با ہو تو پھر لیجانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پ ۶/۸ پ ۱۵/۷ پ ۱۶/۱۰، ۱۱، ۱۴ پ ۱۹/۱۶ پ ۲۳/۱۶ پ ۳۰/۳

اِذْهَبَا تم دونوں جاؤ، ذَهَابٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۱۶/۱۱ پ ۱۹/۲، ۶

اَذْهَبْتُمْ تم لے چکے۔ تم ضائع کر چکے اِذْهَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۶/۲

اِذْهَبُوْا تم جاؤ، ذَهَابٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳/۴

اَذًى ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ

Marfat.com

وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ قرآنِ مجید میں حیض میں جماع کرنے کو اَذیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے وہ یا تو باعتبار شرع ہے یعنی شریعتِ الٰہی اس فعل کو اذیت سمجھتی ہے یا باعتبارِ طب کہ اطبا اس فعل کو مضرت رساں خیال کرتے ہیں ۲/۸و۱۲ ۳/۴ ۴/۳و۱۰ ۱۵/۱۲

اُذِيتُمُونَا تم نے ہم کو ایذا دی، اُذِيتُمُوا۔ اِيذَاءٌ سے نفی کا صیغہ جمع مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم ۱۳/۱۴

فصل الراء المہملہ

اَرَادَ اس نے چاہا، ارادہ کیا، اِرَادَةٌ سے جس کے معنی چاہنے اور ارادہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۵ ۲/۱۴ ۶/۷ ۱۱/۱۳ ۱۳/۸ ۱۵/۲و۱۴ ۱۶/۱ ۱۹/۴ ۲۰/۵ ۲۱/۱۸ ۲۲/۳ ۲۳/۱۴و۱۵ ۲۴/۱ ۲۶/۱۰ ۲۹/۱۱و۱۵

اَرَادَا ان دونوں نے چاہا، اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ غائب، ۲/۱۴

اَرَادَنِيَ اس نے مجھ کو چاہا، اس نے میرے متعلق ارادہ کیا اَرَادَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۲۴/۱

اَرَادُوا انہوں نے چاہا، اِرَادَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۴/۱۴ ۱۰/۱۳ ۱۷/۵و۹ ۲۱/۱۵ ۲۳/۷

اَرَاذِلُنَا ہم میں نیچ قوم، ہمارے رذیل لوگ، اَرَاذِلُ اَرْذَلُ کی جمع رَذَالَةٌ سے جس کے معنی رذیل اور ذلیل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے اَرَاذِلُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۱۲/۳

اَرَائِكَ بہت سے تخت اَرِيكَةٌ کی جمع جس کے معنی اس مزین تخت کے ہیں جس پر پردہ لٹکا ہوا ہو۔ ۱۵/۱۶ ۲۳/۳ ۲۹/۱۹ ۳۰/۸

اَرْبَابٌ کئی معبود، رَبٌّ کی جمع ہے۔ رَبّ کا استعمال جب بلا اضافت ہوتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے بولا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں آتی۔ قرآن مجید نے جو ارباب کا لفظ استعمال کیا ہے وہ کافروں کے اعتقاد کے اعتبار سے ہے ءَاَرْبَابٌ میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے (ملاحظہ ہو رَبّ) ۱۲/۱۵

اَرْبَابًا ۳/۱۵و۱۶ ۱۰/۱۱

اِرْبَة غرض، حاجت، ایسی سخت حاجت جس کو دور کرنے کے لیے حیلہ اور تدبیر سے کام لینا پڑے اسے اِرْبٌ کہتے ہیں پس ہر ارب حاجت میں داخل ہے لیکن ہر حاجت ارب نہیں ہو سکتی۔ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ میں اربہ سے نکاح کی حاجت مراد ہے ۱۸/۱۰

اَرْبَعٌ چار، مونث اگر تمیز ہو تو اَرْبَعٌ کہا جاتا ہے پ ۶/۱۲

اَرْبَعَۃٌ چار، مذکر اگر تمیز ہو تو اَرْبَعَۃٌ بولا جاتا ہے۔
پ ۲/۱۲ پ ۳/۱۳ پ ۴/۳ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۸/۸ پ ۲۴/۱۹

اَرْبَعِیْنَ چالیس پ ۱ پ ۶ پ ۹ پ ۲۶

اَرْبٰی زیادہ چڑھا ہوا، (نصر) رِبًا سے جس کے معنی بڑھنے اور چڑھنے کے افعل التفضیل کا صیغہ پ ۱۴/۱۹

اِرْتَابَ وہ شبہ میں پڑا، اس نے شبہ کیا، اِرْتِیَابٌ سے جس کے معنی شک میں پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۱/۱

اِرْتَابَتْ وہ شک میں پڑی، اِرْتِیَابٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۰/۱۲

اِرْتَابُوْا وہ شک میں پڑے، اِرْتِیَابٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۸/۱۲

اِرْتَبْتُمْ تم شک میں پڑے، اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۸/۱۴ پ ۲۷/۱۸ پ ۲۸/۱۲

اِرْتَدَّ وہ لوٹ گیا۔ اِرْتِدَادٌ سے جس کے معنی جس راستے آیا اسی راستے واپس جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یہاں اپنی اگلی حالت پر لوٹ آنا مراد ہے۔ پ ۱۳

اِرْتَدَّا وہ دونوں الٹے پھرے، اِرْتِدَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ ۱۵/۲۱

اِرْتَدُّوْا وہ الٹے پھرے، اِرْتِدَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۶

اِرْتَضٰی وہ راضی ہوا، اس نے پسند کیا، اِرْتِضَاءٌ سے جس کے معنی پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲ پ ۱۸/۱۳ پ ۲۹/۱۲

اِرْتَقِبْ انتظار کر، راہ دیکھ، اِرْتِقَابٌ سے جس کے معنی انتظار کرنے اور راہ دیکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۵/۱۴، ۱۶

اِرْتَقِبُوْا تم انتظار کرو، اِرْتِقَابٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۲/۸

اِرْتَقِبْهُمْ تو ان کا انتظار کر، تو ان کو دیکھتا رہ، اِرْتَقِبْ صیغہ امر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۷/۹

اَرْجَآئِهَا اس کے کنارے، اَرْجَاءٌ رَجًا کی جمع جس کے معنی کنارے کے ہیں مضاف ہے۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۲۹

اَرْجِعُ میں واپس جاؤں، (ضرب) رُجُوْعٌ سے جس کے معنی لوٹنے اور واپس ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۲/۱۶

Marfat.com

اِرْجِعْ تو لوٹ جا، پھر جا، رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ب ب

اَرْجِعْنَا تو ہم کو لوٹا، ہم کو پھر بھیج دے اَرْجِعْ اِرْجَاعٌ سے جس کے معنی واپس کرنے اور لوٹانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم پ

اِرْجِعُوْا تم واپس جاؤ، پھر جاؤ، رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ پ ب ب پ

اَرْجِعُوْنِ مجھ کو پھر بھیج دیجیے، اَرْجِعُوْا اِرْجَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اس میں اللہ تعالیٰ سے خطاب ہے اور جمع کا صیغہ تعظیماً استعمال کیا گیا ہے۔ پ

اِرْجِعِیْ پھر چل، واپس ہو، رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ

اَرْجُلٌ پاؤں، پیر، رِجْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔ پ

اَرْجُلَكُمْ تمہارے پاؤں، اَرْجُلٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ پ پ پ

اَرْجُلِكُمْ پ

اَرْجُلُهُمْ اُن کے پاؤں اَرْجُلٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ پ پ

اَرْجُلِهِمْ پ پ

اَرْجُلِهِنَّ ان عورتوں کے پاؤں، اَرْجُلٌ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ پ

اَرْجُمَنَّكَ میں تجھے سنگسار کروں گا (نصر) اَرْجُمَنَّ رَجْمٌ سے جس کے معنے سنگسار کرنے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر رَجْمٌ کا استعمال مجازاً سب و شتم اور دھتکارنے پھٹکارنے کے معنی میں بھی ہوتا ہے پ

اُرْجُوْا تم امید رکھو (نصر) رَجَاءٌ سے جس کے معنی امید کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

اَرْجِهْ تو اس کو ڈھیل دے، اَرْجِ اِرْجَاءٌ سے جس کے معنے ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ پ

اَرْحَامٌ رحم، قرابت، رِحْمٌ کی جمع ہے رِحْمٌ عورت کے پیٹ کا وہ حصہ جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے اور مجازاً قرابت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کیونکہ اہلِ قرابت ایک ہی رحم سے پیدا ہوتے ہیں پ ث ث ب ب ث ب

اَرْحَامُكُمْ تمہاری قرابتیں، اَرْحَامٌ مضاف كُمْ

Marfat.com

ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے

اَرْحَامِهِنَّ ان عورتوں کے رحم، اَرْحَام مضاف
هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ہے

اَرْحَمُ سب سے زیادہ رحم کرنے والا رُحْم سے
افعل التفضیل کا صیغہ ہے

اِرْحَمْ تو رحم کر، یہ صیغہ اِرْحَمْ اور رَحْمَۃٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر ہے

اِرْحَمْنَا ہم پر رحم کر، اِرْحَمْ صیغہ امر نا ضمیر جمع
متکلم ہے

اِرْحَمْهُمَا ان دونوں پر رحم کر، اس میں هُمَا ضمیر
تثنیہ مونث غائب ہے

اَرَدْتُ میں نے چاہا، ارادہ کیا، اِرَادَةٌ سے ماضی کا
صیغہ واحد متکلم ہے

اَرَدْتُمْ تم نے چاہا، اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر
حاضر ہے

اَرَدْنَ ان عورتوں نے چاہا، اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مونث غائب۔

اَرَدْنَا ہم نے چاہا اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع
متکلم ہے

اَرَدْنٰهُ ہم نے اس کو چاہا، اس میں ہ ضمیر مذکر غائب ہے

اَرْدٰكُمْ اس نے تم کو غارت کیا، اَلرَّدٰى اِرْدَاءٌ سے
جس کے معنی ہلاک اور غارت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

اَرْذَلُ سب سے زیادہ نکما رَذْلٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ
ارذل العمر سے خرافت بن مراد ہے

اَرْذَلُوْنَ کمینے لوگ، اَرْذَلُ کی جمع ہے

اُرْزُقْ تو روزی دے، (نقش) یَرْزُقُ سے جس کے
معنی روزی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے

اُرْزُقْنَا تو ہم کو روزی دے، اُرْزُقْ صیغہ امر نا ضمیر
جمع متکلم ہے

اُرْزُقُوْهُمْ ان کو کچھ کھلا دو، اُرْزُقُوْا رِزْقٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اُرْزُقْهُمْ ان کو روزی دے، اُرْزُقْ صیغہ امر هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب

اُرْسِلَ وہ بھیجا گیا، اِرْسَالٌ سے جس کے معنی بھیجنے کے
ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

اَرْسَلَ اس نے بھیجا اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب ہے

Marfat.com

اَرۡسِلۡ تو بھیج دے، تو پیغام دے، اِرۡسَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ٩/١٣ و ١٤ پ ١٣/١١ پ ١٦/١١ پ ١٩/٩

اُرۡسِلۡتُ میں بھیجا گیا، اِرۡسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم پ ٨/١٨ پ ١٢/٥ پ ٢٦/٣

اَرۡسَلۡتَ تو نے بھیجا، اِرۡسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ١٦/١٨ پ ٢٠/٨

اَرۡسَلَتۡ اس عورت نے بھیجا اِرۡسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ١٢/١٤

اُرۡسِلۡتُمۡ تم بھیجے گئے اِرۡسَالٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ١٣/١٤ پ ٢٢/١ پ ٢٣/١٦ پ ٢٥/٨

اَرۡسَلۡنَا ہم نے بھیجا، اِرۡسَالٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ٢/٢ پ ٥/٩ پ ٦/١٤ پ ٧/٧ و ١١ پ ٨/١٥ پ ٩/٢ و ٦ و ١٠ پ ١٢/٣ و ٩
پ ١٣/٦ و ١٢ و ١٣ پ ١٤/١ و ٢ و ١٢ و ١٣ پ ١٥/٨ پ ١٦/٥ و ٩ پ ١٧/١ و ٢ و ١٣ پ ١٨/٢ و ٣ و ١٦
پ ١٩/١٩ پ ٢٠/١٣ و ١٦ پ ٢١/٨ و ١٨ پ ٢٢/٣ و ٨ و ١٠ و ١١ و ١٥ و ١٩ پ ٢٣/٩ پ ٢٤/٨
پ ٢٤/١٣ و ١٦ پ ٢٥/٦ و ٧ و ٨ و ١٠ و ١١ پ ٢٦/٩ پ ٢٧/١ و ٨ و ٩ و ١٩ و ٢٠ پ ٢٩/٩ و ١٣

اُرۡسِلۡنَا ہم بھیجے گئے۔ اِرۡسَالٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ ١٤/٤ پ ٢٤/٩ پ ٢٧/١

اَرۡسَلۡنٰكَ ہم نے تجھ کو بھیجا، اَرۡسَلۡنَا صیغہ ماضی ک ضمیر واحد مذکر حاضر پ ٥/٩ پ ٨/١٣ پ ١٣/١ پ ١٥/١ و ٢ و ٣ پ ٢٢/٢ پ ٢٦/٩

پ ٢٤/٩ پ ٢٥/٩ پ ٢٦/٩

اَرۡسَلۡنٰهُ ہم نے اس کو بھیجا، اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ٢٣/٣ پ ٢٧/١

اَرۡسَلُوۡا انہوں نے بھیجا اِرۡسَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ١٢/٢

اُرۡسِلُوۡا وہ بھیجے گئے، اِرۡسَالٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ٢٦/٨

اَرۡسِلُوۡنِ تم مجھ کو بھیجو، اَرۡسِلُوۡا اِرۡسَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے پ ١٢/١٤

اَرۡسِلۡهُ اس کو بھیج اَرۡسِلۡ صیغہ امر ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ١٣/١٢ پ ٢٠/٦

اُرۡسِلَهٗ میں اس کو بھیجوں گا، اُرۡسِلُ اِرۡسَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ١٣/٢

اَرۡسٰهَا اس کو قائم کر دیا، اَرۡسٰی اِرۡسَاءٌ سے جس کے معنی لنگر باندھنے، ثابت رکھنے، اور میخ ٹھوکنے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھا ضمیر واحد مونث غائب پ ٣٠/٤

اِرۡصَادًا گھات لگانا، بروزن اِفۡعَالٌ مصدر ہے پ ١١

اَرۡضٌ زمین اَرۡضُوۡنَ جمع۔ آیۃ شریفہ اِعۡلَمُوۡا

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کے مر جانے کے بعد، میں زمین کی زندگی سے مُراد مٹی ہوئی چیزوں کا دوبارہ بنانا ہے اور اَرْض سے تمام کائنات زمین مراد ہے۔ یہاں تک کہ بعض مفسرین نے سخت دلی کے بعد نرم دلی تک اس آیت کے مفہوم میں داخل سمجھا ہے۔

پ ۱: ۲ ر۳ و۴ و۷ و۸ ر۱۳ و۱۴ — پ ۲: ۴ و۵ ر۹ و۱۷ — پ ۳: ۲ و۵ ر۸ و۹ ر۱۱

پ ۳/۱۷ — پ ۴: ۲ و۴ و۵ و۸ ر۹ و۱۰ و۱۱ — پ ۵: ۳ ر۱۱ و۱۳ و۱۵ و۱۶

پ ۶: ۳ ر۷ و۸ ر۹ و۱۰ و۱۳ — پ ۷: ۳ و۴ ر۶ و۷ ر۸ ر۱۰ و۱۳ و۱۴ و۱۵ و۱۹

پ ۸: ۱ ر۷ و۸ و۹ و۱۴ و۱۷ و۱۸ — پ ۹: ۲ و۳ ر۵ و۶ و۷ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۷

پ ۱۰: ۴ ر۵ و۶ ر۷ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۶ — پ ۱۱: ۳ ر۶ و۷ ر۸ و۹ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴

پ ۱۱/۱۵ — پ ۱۲: ۱ ر۲ و۴ و۶ و۸ و۹ و۱۰ و۱۳ — پ ۱۳: ۱ و۳ و۴ و۵ و۶ و۷ و۸ و۹

پ ۱۳: ۱ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۵ و۱۶ و۱۷ و۱۸ و۱۹ — پ ۱۴: ۲ و۳ و۶ و۷ و۸ و۹

پ ۱۴: ۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۶ و۱۷ — پ ۱۵: ۱ و۴ و۵ ر۶ و۸ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳

پ ۱۵: ۴ و۸ و۱۹ — پ ۱۶: ۲ ر۵ و۷ و۹ و۱۰ و۱۱ — پ ۱۷: ۱ ر۲ و۳ و۴ و۵ ر۶ و۷

پ ۱۷: ۸ و۹ و۱۳ ر۱۵ و۱۶ — پ ۱۸: ۱ و۴ و۵ و۶ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۵ و۱۶

پ ۱۹: ۳ و۴ و۵ ر۶ و۱۲ و۱۴ و۱۷ و۱۹ — پ ۲۰: ۱ ر۲ و۳ و۴ و۵ ر۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴

پ ۲۰: ۱۶ و۱۷ — پ ۲۱: ۲ ر۳ و۵ ر۶ و۸ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۶ — پ ۲۲: ۶ و۷ و۸ و۹

پ ۲۲: ۳ و۴ و۱۷ — پ ۲۳: ۲ و۴ ر۵ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۵ و۱۶

پ ۲۴: ۱ ر۲ و۳ و۴ و۵ و۸ و۹ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۶ و۱۷ — پ ۲۵: ۲ و۳ و۴ و۵

پ ۲۵: ۵ ر۶ و۷ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۵ و۱۷ و۱۸ و۱۹ و۲۰ — پ ۲۶: ۱ ر۲ و۴ و۵

پ ۲۶: ۷ ر۹ و۱۰ و۱۳ و۱۵ و۱۷ و۱۸ — پ ۲۷: ۲ و۴ ر۶ ر۸ و۱۰ و۱۳ و۱۴ و۱۷ و۱۸

پ ۲۷/۱۹ — پ ۲۸: ۲ و۴ ر۶ و۹ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۵ و۱۸ — پ ۲۹: ۲ و۵ و۷ ر۹ و۱۰

پ ۲۹: ۱۱ ر۱۳ و۱۴ و۲۱ — پ ۳۰: ۱ ر۲ و۴ و۵ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۳ و۱۴ و۱۶ و۱۴ ۲

اَرْضًا - پ ۱۳/۱۲، پ ۲۱/۱۹

اَرْضَعَتْ - اس عورت نے دودھ پلایا۔ اِرْضَاعٌ سے جس کے معنی بچہ کو چھاتی سے دودھ پلانے اور پستان چوسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۷/۸

اَرْضَعْنَ - ان عورتوں نے دودھ پلایا۔ اِرْضَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ ۲۸/۱۷

اَرْضَعْنَکُمْ - اُن عورتوں نے تم کو دودھ پلایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ۴/۱۵

اَرْضِعِیْہِ - تو اس کو دودھ پلا۔ اَرْضِعِیْ، اِرْضَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر اور ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۰/۴

اَرْضِکُمْ - تمہاری زمین۔ اَرْض مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۹/۴، پ ۱۶/۱۲، پ ۱۹/۷

اَرْضِنَا - ہماری زمین۔ اَرْض مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۳/۱۵، پ ۱۶/۲، پ ۲۰/۹

Marfat.com

أَرْضَهُمْ - ان کی زمین - اَرْض مضاف هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۱/۱۹

أَرْضِيْ - میری زمین - اَرْضِ مضاف یْ ضمیر واحد متکلم
مضاف الیہ پ۲۱

اِرْعَوْا - تم چراؤ (فتحہ) رَعْیٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر رَعْیٌ کے معنی اصل میں جانور کی حفاظت کرنے
کے ہیں خواہ غذا کے ذریعہ اس کی زندگی کی حفاظت
کی جائے یا دشمن سے اسے محفوظ رکھا جائے - یہاں
چرانے کے معنی مراد ہیں - پ۱۶

اِرْغَبْ - تو دل لگا تو رغبت کر - (سمع) رَغْبَةٌ سے
جس کے معنی دل لگانے اور متوجہ ہونے کے ہیں،
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳۰/۱۹

اِرْكَبْ - تو سوار ہو جا - (سمع) رُكُوْبٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر رُکُوْبٌ کے اصل معنی تو جانور کی پشت
پر سوار ہونے کے ہیں مگر کبھی کبھی کشتی پر سوار ہونے کے
لیے بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے - پ۱۲

اِرْكَبُوْا - تم سوار ہو جاؤ - رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر یہاں بھی کشتی پر سوار ہونا مراد ہے
پ۱۲/۴

أُرْكِسُوْا - وہ الٹ دیے گئے اِرْکَاسٌ سے جس کے معنی
سر کے بل اوپر نیچے تک بالکل الٹ دینے کے ہیں ماضی
مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۵

أَرْكَسَهُمْ - ان کو الٹ دیا - اَرْکَسَ اِرْکَاسٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۵

اُرْكُضْ - تو لات مار (نصر) رَكْضٌ سے جس کے معنی
لات مارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۳/۱۳

اِرْكَعُوْا - تم جھکو - رکوع کرو، جھک جاؤ (فتحہ) رُکُوْعٌ
سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - رُکُوْعٌ کے معنی اصل میں
جھکنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے نماز کی ہیئتِ مخصوص
کو رکوع کہا جاتا ہے پ۱ پ۱۷ ۲۹/۲۲

اِرْكَعِيْ - تو جھک، رکوع کر، رُکُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد
مونث حاضر پ۳/۱۳

اِرَمَ - اس کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے لیکن زیادہ
قرین صحت یہی ہے کہ یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو جد
قبیلہ ارم بن سام بن نوح کے نام پر رکھا گیا ہے
عرب بائدہ میں سے عاد اولی اسی قبیلہ میں شمار
کیا جاتا ہے - چنانچہ قرآن عظیم میں بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ
الْعِمَادِ میں عاد سے عاد اولی اور ارم سے ان کا قبیلہ

Marfat.com

مراد ہی۔ ارم یا تو تانیث اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف
ہی یا عجمیت اور علمیت کی وجہ سے ارم کے سلسلہ
میں جو شداد کی جنت کا قصہ بیان کیا جاتا ہی وہ
محض فسانہ ہی جس کی کچھ اصل نہیں (مزید تفصیل
کے لیے ملاحظہ ہو عاد) پ۳۰ ع۱۴

أَرِنَا۔ تو ہم کو دکھا ہم کو بتلا۔ اَرِ۔ اِرَاءَۃٌ سے جس کے
معنی دکھا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر
نا ضمیر جمع متکلم پ۱ ع۱۵ پ۲ ع۶ [illegible]

أَرِنِي۔ مجھ کو دکھلا دے۔ اَرِ صیغہ امر ن وقایہ ی
ضمیر واحد متکلم پ۳ ع۳ پ۹ ع۷

أَرُونِي۔ تم مجھ کو دکھلاؤ۔ اَرُوا۔ اِرَاءَۃٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۲۱ ع۱۰
پ۲۲ ع۹،۱۷ پ۲۶ ع۱

فَارْهَبُونِ۔ مجھ سے ڈرو (سمع) اِرْهَبُوْ رَهْبَۃٌ سے
جس کے معنی بے تابی اور بے چینی کے ساتھ ڈرنے
کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد
متکلم محذوف ہی پ۱ ع۵ پ۱۴ ع۱۴

أُرْهِقُهٗ۔ میں اسے سخت مشقت میں مبتلا کرونگا۔
اُرْهِقُ۔ اِرْهَاقٌ سے جس کے معنی کسی ناگوار کام کرنے
پر انسان کو مجبور کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۹ ع۱۵

أَرٰى۔ میں دیکھتا ہوں (فتح) رُؤْیَۃٌ سے مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔ رُؤْیَۃٌ کے معنی اصل میں ادراک مرئی
(دیکھنے) کے ہیں خواہ آنکھ کے ذریعہ ہو یا تخیل یا تفکر
کے اعتبار سے یا عقل کی راہ سے پ۷ ع۱۱ پ۸ ع۱ پ۱۲ ع۳ پ۱۳ ع۶
پ۱۹ ع۱۷ پ۲۳ ع۷ پ۲۴ ع۹

أُرِيدُ۔ میں چاہتا ہوں اِرَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم [illegible]

أُرِيدَ۔ ارادہ کیا گیا۔ اِرَادَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ۲۹ ع۱۱

أَرٰكَ۔ تجھ کو دکھایا۔ تجھ کو سمجھایا۔ اَرٰی اِرَاءَۃٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد
مذکر حاضر پ۵ ع۱۴

أَرٰكَ۔ میں تجھ کو دیکھتا ہوں اَرٰی رُؤْیَۃٌ سے صیغہ
مضارع کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ۷ ع۱۵

أَرٰكُمْ۔ اس نے تم کو دکھایا۔ اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۴ ع۶

أَرٰكُمْ۔ میں تم کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُؤْیَۃٌ سے صیغہ

Marfat.com

مضارع کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۳/۸ و ۲۶/۳

اُرِیْکُمْ - میں تم کو دکھاتا ہوں - اُرِیْ - اِرَاءَۃ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر - ۲۴/۹ ۱۷/۳ ۹/۷

اَرٰىکَهُمْ - اس نے تجھے اُن کو دکھایا - آرٰی اِرَاءَۃ سے صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ھُم ضمیر جمع مذکر غائب ۱/۱

اَرَیْنٰکَ - ہم نے تجھ کو دکھلایا - اَرَیْنَا اِرَاءَۃ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۵/۶

اَرَیْنٰکَهُمْ - ہم نے تجھ کو ان لوگوں کو دکھلایا اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۲۶/۸

اَرَیْنٰهُ - ہم نے اُس کو دکھلایا - اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے - ۱۶/۱۲

اَرٰنِیْ - میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں - آرٰی رُؤْیَۃ سے صیغہ مضارع ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۲/۱۵

اَرٰىهُ - اس نے اس کو دکھلایا - آرٰی اِرَاءَۃ سے صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۳۰/۱۱

فصل الزاء المعجمة

اَزًّا - ابھارنا - مصدر ہے - ۱۶/۹

اَزَاغَ - اس نے پھیر دیا - ٹیڑھا کر دیا - اِزَاغَۃٌ سے جس کے معنی کجی میں ڈالنے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۸/۹

اِزْدَادُوْا - وہ بڑھے اِزْدِیَادٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۱۷ ۵/۱۷ ۱۵/۱۶

اُزْدُجِرَ - وہ جھڑکا گیا - اِزْدِجَارٌ سے جس کے معنی جھڑکنے اور ڈانٹنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب - بعض نے وَازْدُجِرَ کے معنی آسیب زدہ کے کیے ہیں - ۲۷/۸

آزَرَ - بروزن فاعل - عابر فالغ شالخ کی طرح عبرانی لفظ ہے اور بسبب عجمیت و علمیت کے غیر منصرف ہے - یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے - توراۃ میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے اگر توراۃ کا یہ بیان تحریف سے محفوظ ہے تو قرین قیاس یہی ہے کہ اس صورت میں آزر، تارخ کی تعریب ہے جس طرح اسحٰق اضحاک یا اصحاق کا معرب ہے اور عیسٰی الیشوع کا چنانچہ امام راغب اصفہانی مفردات غریب القرآن میں

Marfat.com

رقمطراز ہیں قیل کان اسم ابیہ تارخ فعربہ فجعل آزر (بیان کیا گیا ہے کہ ان کے باپ کا نام تارخ تھا پھر معرب بنا کر آزر کر لیا گیا) قرآن مجید اور حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہی مذکور ہے۔ اس لیے اگر توراۃ کا بیان صحیح ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آزر اور تارخ یعقوب و اسرائیل کی طرح ایک ہی شخص کے دو نام ہوں یا اُن میں سے ایک لقب ہو اور دوسرا نام بعض علماء کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا چونکہ اسی نے اُنہیں پرورش کیا تھا اس لیے قرآن نے اُسے باپ کہا عربی میں چچا کے لیے بھی اب کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہ محض لغو ہے باب کا لفظ جب مفرد استعمال ہوگا ہمیشہ باپ کے معنی میں مستعمل ہوگا۔ ہاں البتہ کوئی قرینہ مجاز جو اس کو حقیقی معنی میں استعمال سے روکتا ہو موجود ہو تو دوسری بات ہے اور آیت شریفہ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ میں کوئی قرینہ مجاز موجود نہیں۔ پھر صحیح بخاری کی حدیث میں ان کے والد کا نام آزر ہی بیان کیا گیا ہے لہذا ایسی صورت میں بلا کسی قرینہ اور ثبوت کے یہ کہہ دینا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے جب کہ اس دعوی کے ثبوت میں نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ تاریخی روایت نہ علماء انساب کی تصریح نہ توراۃ کا کوئی بیان اور نہ صرف اس ایک مقام پر بلکہ جہاں کہیں لابیہ آیا ہے اس سے یہی فرضی چچا مراد لینا اور تمام کفر و شرک، بت پرستی اور کواکب پرستی اسی فرضی چچا کے سر منڈھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو اس سے بری قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ اصل میں اس خیال کی بنا تمام تر اس پر ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کو حضرت آدم علیہ السلام تک مومن و موحد تسلیم کیا جائے حالانکہ حسب تصریح امام رازیؒ ابو حیان اندلسی یہ شیعہ کا عقیدہ ہے۔[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ ہی کو دعوتِ حق کا پہلا مخاطب قرار دیا تھا چنانچہ آپ کی موعظت و تبلیغ حق کا مفصل بیان قرآن مجید میں مذکور ہے مگر آزر پر اس کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۴ ص ۰، طبع مصر ۱۳۲۴ھ والبحر المحیط ج ۴ ص ۱۴۲۶ طبع مصر ۱۳۰۸ھ

اپنے مقدس اور محترم بیٹے کو دھمکی دی کہ اگر تو بتوں کی
برائی کرنے سے باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر کے چھوڑونگا
اپنی خیر چاہتا ہے تو جان سلامت لیکر مجھ سے الگ
ہو جا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اچھا میری
طرف سے سلام میں نے تم سب کو چھوڑا اور انہیں
بھی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے ہو۔ صحیح بخاری
میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے
دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو
اس حال میں پائیں گے کہ اس کا چہرہ سیاہ اور خاک
آلود ہوگا اُس وقت آپ اس سے فرمائینگے کہ
کیوں میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میری
نافرمانی نہ کر؟ باپ جواب دیگا کہ آج میں تیری نافرمانی
نہیں کرونگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کرینگے
کہ اے پروردگار تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے قیامت
کے دن رسوا نہیں کریگا۔ پس اس دور افتادہ رحمت
باپ کی ذلت سے بڑھ کر میری اور کیا رسوائی
ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں نے جنت کو
کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ پھر کہا جائیگا کہ اے ابراہیم
تمہارے پیروں تلے کیا ہے اب جو دیکھینگے تو ایک نجاست
آلود گھنے بالوں والا خون میں لتھڑا ہوا کفتار پڑا ہوا
ہے پھر اس کی ٹانگ پکڑ کے اُسے آگ میں ڈال دیا
جائیگا۔[1] ﷺ

اَزَرَہٗ اس کی کمر مضبوط کی۔ اَزْرٌ مُوازرۃ سے جس
کے معنی کمر مضبوط کرنے قوی کرنے اور معاونت
کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ﷺ

اَزْرِیْ۔ میری کمر، میری قوت، اَزْرٌ مضاف یٖ ضمیر
واحد متکلم مضاف الیہ ﷺ

اَزِفَتْ۔ آپہنچی (سمع) اَزَفٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مونث غائب۔ آزفت کے اصل معنی تنگی
وقت کے ہیں چونکہ تنگی وقت کا مطلب وقت کا
قریب لگنا ہوتا ہے اس لیے اس کا استعمال قریب
آلگنے میں ہونے لگا۔ ﷺ

اٰزِفَۃٌ۔ نزدیک آنیوالی۔ قریب آلگنے والی جس کے
آنے کا وقت بہت تنگ ہوگیا ہو۔ مراد قیامت ہے

[1] صحیح بخاری باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔

آزِفَۃ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب ۲۷/۷ ۲۷/۷

اَزْکیٰ - زیادہ ستھرا - زکوٰۃ سے جس کے معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۱۲/۱۳ ۵/۱۵ ۱۸/۱۰

اَزْلَام - تیر - زَلَمْ کی جمع - زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہوں۔ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن کے ذریعہ مشرکین عرب کو جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ تو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا وہ فیصلہ کرتے - یہ تیر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَھَانِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے مجھے منع کر دیا) تحریر تھا اور کسی پر کچھ نہیں - پس اگر حکم دینے والا تیر نکلتا تو اس کام کو سرانجام دیتے اور اگر منع کرنے والا نکلتا تو باز رہتے اور اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے تا آنکہ حکم یا ممانعت کا تیر نکل آتا۔[1] ۶/۵ ۷/۲

اُزْلِفَتْ - وہ قریب لائی گئی - اِزْلَافٌ سے جس کے معنی قریب لانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۹/۹ ۲۶/۱۷ ۳۰/۹

اَزْلَفْنَا - ہم نے قریب کر دیا - پاس پہنچا دیا - اِزْلَافٌ سے - ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱۹/۸

اَزَلَّهُمَا - ان دونوں کو ہلا دیا - ان دونوں کے قدم ڈگمگا دیئے - اَزَلَّ، اِزْلَالٌ سے جس کے معنی ڈگمگا دینے پھسلا دینے اور لغزش میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھما ضمیر تثنیہ غائب ۱/۴

اَزْوَاجٌ - جوڑے - ہم مثل چیزیں - اقران زَوْجٌ کی جمع - حیوانات کے جوڑے میں سے نر ہو یا مادہ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں اور اسی طرح غیر حیوانات میں ہر اس شئی کو جو دوسری شے کے قرین ہو خواہ مماثل ہو یا متضاد زوج کہتے ہیں ۲/۳ ۳/۱۰ ۵/۵ ۸/۴ ۲۳/۲و۳

اَزْوَاجًا ۲/۱۴و۱۵ ۱۳/۱۲ ۱۴/۶و۱۶ ۲۶/۱۱و۱۷ ۲۳/۲و۱۳ ۲۵/۵ ۲۱/۶ ۲۲/۱۴ ۲۵/۳ ۲۷/۱۴ ۲۸/۱۹ ۳۰/۱

اَزْوَاجَكَ - تیری بیویاں - تیری عورتیں اَزْوَاج مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۱/۲۰ ۲۲/۳و۵ ۲۸/۱۶

اَزْوَاجُكُمْ - تمہاری بیویاں - تمہاری عورتیں اَزْوَاج مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۳/۱۲ ۱۰/۹ ۱۴/۱۶ ۱۹/۱۲ ۲۱/۱۷ ۲۵/۱۳ ۲۸/۸و۱۶

[1] کلیات ابی البقاء ص ۵۴ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

اَزْوَاجِنَا - ہماری بیویاں - ہماری عورتیں - ازواج
مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۸/۲ ۱۹/۲۴

اَزْوَاجَہٗ - اس کی بیویاں - اس کی عورتیں اَزْوَاج
مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۱۲ ۲۲/۴ ۲۸/۱۹

اَزْوَاجَھُمْ - ان کی بیویاں - ان کی عورتیں اَزْوَاج
مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۱۵
۱۳/۹ ۱۸/۱ اور ۷ ۲۲/۳ ۲۳/۳ و ۶ ۲۴/۶ ۲۸/۸ ۲۹/۷

اَزْوَاجَھُنَّ - ان کے شوہر ان کے خاوند - اَزْوَاج
مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۲/۱۴

اَزِیْدَ - میں زیادہ کروں (ضَرَبَ) زِیَادَۃٌ سے جس
کے معنی زیادہ ہونے اور زیادہ کرنے کے ہیں -
مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۹/۱۵

اَزِیْدَنَّکُمْ - میں تم کو زیادہ دونگا - اَزِیْدَنَّ زِیَادَۃٌ
سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر ۱۳/۱۴

اِزَّیَّنَتْ - وہ مزین ہو گئی - تَزَیُّنٌ سے جس کے معنی
زینت کرنے اور آراستہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مونث غائب ۱۱/۸

اُزَیِّنَنَّ - میں زینت دونگا - آراستہ کرونگا تَزْیِیْنٌ
سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۱۴/۳

فصل السّین المہملہ

اَسَاءَ - اس نے برائی کی - اس نے برا کیا - اِسَاءَۃٌ سے
جس کے معنی کسی برے کام کے انجام دینے کے ہیں -
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۲/۲ ۲۵/۱۸

اَسَأْتُمْ - تم نے برا کیا - تم نے برائی کی - اِسَاءَۃٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵/۱

اَسَاطِیْرُ - کہانیاں - من گھڑت لکھی ہوئی باتیں -
اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع، وہ جھوٹی خبر جس کے متعلق یہ اعتقاد
ہو کہ وہ جھوٹ گڑھ کر لکھ دی گئی ہے اسطورہ کہلاتی ہے
۹/۹ ۹/۱۸ ۱۴/۹ ۱۸/۱، ۲، ۵ ۲۰/۲ ۲۶/۲ ۲۹/۳ ۳۰/۸

اَسَاءُوْا - انہوں نے برا کیا - اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب ۲۱/۴ ۲۷/۶

اَسَاوِرَ - کنگن، پہنچیاں - سِوَارٌ کی جمع جس کے معنی
کنگن او پہنچی کے ہیں ۱۵/۱۶ ۱۷/۱۰ ۲۲/۱۶ ۲۹/۱۹

اَسْبَابَ - رسیاں - ذرائع، علاقے - سَبَبٌ کی جمع
سبب اصل میں اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ
درخت پر چڑھا جاتا ہے - اسی مناسبت سے ہر اس

Marfat.com

شئ کا نام سبب ہوا جو کسی دوسری شے کے توصل کا
ذریعہ ہو۔ ۲/۴ ۳/۱۰ ۲۴/۹

اَسۡبَاط - قبیلے ایک دادا کی اولاد۔ سِبۡطٌ کی جمع۔
جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں کے آتے ہیں
مگر نواسے کے معنی ہیں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے
جب اسباط یہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا جائے
تو اس سے مُراد وہ قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی
اولاد ہو ۱/۱۶ ۳/۱۲ ۶/۴ اَسۡبَاطًا ۹/۱۰

اَسۡبَغَ - اس نے پورا کر دیا۔ اِسۡبَاغٌ سے جس کے معنی
کامل کرنے اور پورا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ۲۱/۱۲

اِسۡتَاجَرۡتَ - تو نے اُجرت پر نوکر رکھا۔ اِسۡتِیجَارٌ
سے جس کے معنی اجرت پر نوکر رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۰/۶

اِسۡتَاجِرۡهُ - تو اُس کو اُجرت پر نوکر رکھ لے اِسۡتَاجِرۡ
اِسۡتِیجَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہُ ضمیر
واحد مذکر غائب ۲۰/۶

اِسۡتَاذَنَ - اس نے اجازت چاہی اِسۡتِیۡذَانٌ
سے جس کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ۱۸/۱۴

اِسۡتَاذَنَكَ - اُس نے تجھ سے اجازت چاہی
اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے ۱۰/۱۷

اِسۡتَاذَنُوۡكَ - اُنھوں نے تجھ سے اجازت چاہی
اِسۡتَاذَنُوۡا، اِسۡتِیۡذَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر
غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۰/۱۷ ۱۸/۱۵

اِسۡتِبۡدَالٌ - بدلنا۔ تبدیلی چاہنا۔ بر وزن اِسۡتِفۡعَالٌ
مصدر ہے۔ ۴/۱۴

اِسۡتَبۡرَقٌ - ریشم کا زریں موٹا کپڑا۔ دیبا۔ ۱۵/۱۶ ۲۵/۱۶
۲۷/۱۳ ۲۹/۱۹

اِسۡتَبۡشِرُوۡا - خوشیاں مناؤ، بشارت پاؤ اِسۡتِبۡشَارٌ
سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۱۱/۳

اِسۡتَبَقَا - وہ دونوں دوڑے۔ ان دونوں نے ایک
دوسرے پر سبقت کی استباق سے جس کے معنی ایک
کے دوسرے پر سبقت لیجانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
تثنیہ مذکر غائب ۱۲/۱۳

اِسۡتَبِقُوۡا - تم سبقت کرو۔ اِسۡتِبَاقٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۲/۲ ۶/۱۱ ۲۳/۳

Marfat.com

اِسْتَجَابَ - اُس نے قبول کیا - اُس نے مانا - اِستجابۃ سے جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۱/۴ ۹/۱۵ ۱۲/۱۴

اِسْتَجَابُوْا - انھوں نے قبول کیا - انہوں نے مانا - اِستجابۃ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۹/۸ ۱۳/۱۰ ۲۲/۱۲ ۲۵/۵

اِسْتَجَارَكَ - اس نے تجھ سے پناہ مانگی - اِستجارۃ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۰/۲

اَسْتَجِبْ - میں قبول کرونگا - میں قبول کرتا ہوں - اِستجابۃ سے - مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۴/۱۱

اِسْتَجَبْتُمْ - تم نے مان لیا - تم نے قبول کرلیا - اِستجابۃ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۳/۱۶

اِسْتَجَبْنَا - ہم نے اس کی فریاد سن لی - اس کی دعا قبول کرلی - اِستجابۃ سے - ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱۷/۶

اُسْتُجِیْبَ - وہ مان لیا گیا - وہ قبول کرلیا گیا - اِستجابۃ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۵/۳

اِسْتَجِیْبُوْا - تم حکم مانو - تم قبول کرو - اِستجابۃ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۹/۱۵ ۲۵/۶

اِسْتَحَبُّوْا - اُنہوں نے عزیز رکھا - اُنہوں نے پسند کیا - اِستحباب سے جس کے معنی عزیز رکھنے اور دوست رکھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۰/۹ ۱۴/۲۰ ۲۴/۱۶

اُسْتُحْفِظُوْا - وہ نگہبان ٹھہرائے گئے اِستحفاظ سے جس کے معنی نگہبان بنانے کے ہیں - ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب - ۶/۱۱

اِسْتَحَقَّ - وہ حقدار ہوا - لائق ہوا - اِستحقاق جس کے معنی مستحق ہونے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - ۷/۳

اِسْتَحَقَّا - وہ دونوں حقدار ہوئے - اِستحقاق سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ۷/۳

اِسْتَحْوَذَ - اس نے قابو میں کرلیا - اِستحواذ سے جس کے معنی قابو میں کرکے ہانکنے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - ۲۸/۳

اِسْتِحْیَاءٍ - شرمانا - حیا کرنا - بروزن اِستفعال مصدر ۲۰/۶

اِسْتَحْیُوْا - جیتی رکھو - اِستحیاء سے جس کے معنی جیتا رکھنے اور زندہ چھوڑنے کے ہیں - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۴/۱

اِسْتَخْرَجَهَا - اس کو نکالا - اس کو نکلوایا

Marfat.com

اِسْتَخْرَجَ۔ اِسْتِخْرَاجٌ سے جس کے معنی نکلوانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھا ضمیر واحد مونث غائب پ۱۳

اِسْتَخَفَّ۔ اس نے عقل کھو دی۔ اِسْتِخْفَافٌ سے جس کے معنی بیوقوف جاہل بنانے اور راہِ حق سے ہٹانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۵

اَسْتَخْلِصْهُ۔ میں اس کو خالص کر رکھوں۔ اَسْتَخْلِصُ اِسْتِخْلَاصٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور خالص کر رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۳

اِسْتَخْلَفَ۔ اس نے حاکم کیا۔ اُس نے خلیفہ بنایا۔ اِسْتِخْلَافٌ سے جس کے معنی خلیفہ بنانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۳

اِسْتَرَقَ۔ اُس نے چرایا۔ اِسْتِرَاقٌ سے جس کے معنی چرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۴

اِسْتَرْهَبُوْهُمْ۔ اُنہوں نے اُن کو ڈرایا۔ اِسْتَرْهَبُوْا اِسْتِرْهَابٌ سے جس کے معنی ڈرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۹

اِسْتَزَلَّهُمُ۔ اس نے ان کو بہکا دیا۔ اِسْتَزَلَّ اِسْتِزْلَالٌ سے جس کے معنی بہکانے اور لغزش کروانے کی تاک میں لگے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۴

اِسْتَسْقٰى۔ اس نے پانی مانگا۔ اِسْتِسْقَاءٌ سے جس کے معنی پانی مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱

اِسْتَسْقٰهُ۔ اس نے اس سے پانی مانگا اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۹

اِسْتَشْهِدُوْا۔ تم گواہ کرو۔ تم گواہ لاؤ۔ اِسْتِشْهَادٌ سے جس کے معنی گواہ بنانے اور گواہی طلب کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳ پ۴

اُسْتُضْعِفُوْا۔ وہ ضعیف سمجھے گئے۔ کمزور خیالی کیے گئے اِسْتِضْعَافٌ سے جس کے معنی کمزور شمار کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۵ پ۲ پ۲۲

اِسْتَضْعَفُوْنِیْ۔ اُنہوں نے مجھ کو کمزور سمجھا۔ اِسْتَضْعَفُوْا۔ اِسْتِضْعَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۹

اِسْتَطَاعَ۔ اس سے ہو سکا۔ وہ کر سکا۔ استطاعۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ان چیزوں کا

بتمام وکمال پایا جانا جن کی وجہ سے فعل سرزد ہو سکے استطاعت کہلاتا ہے۔ پ۲۰

اِسْتَطَاعُوْا۔ وہ کر سکے۔ ان سے ہو سکا۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۵ پ۱۶ پ۲۳ پ۲۴

اِسْتَطَعْتَ۔ تجھ سے ہو سکا۔ تو کر سکا۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۵

اِسْتَطَعْتُ۔ میں کر سکا۔ مجھ سے ہو سکا۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲

اِسْتَطَعْتُمْ۔ تم سے ہو سکا۔ تم کر سکے۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴ پ۹ پ۱۲ پ۱۲ پ۲۷ پ۲۸

اِسْتَطْعَمَا۔ ان دونوں نے کھانا مانگا۔ اِسْتِطْعَامٌ سے جس کے معنی کھانا طلب کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۱۶

اِسْتَطَعْنَا۔ ہم سے ہو سکا۔ ہم کر سکے۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۰

اِسْتِعْجَالُهُمْ۔ ان کا جلدی مانگنا۔ ان کا عجلت کرنا۔ اِسْتِعْجَالٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے، اِسْتِعْجَالٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱

اِسْتَعْجَلْتُمْ۔ تم نے جلدی کی۔ اِسْتِعْجَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۶

اِسْتَعِذْ۔ تو پناہ مانگ۔ اِسْتِعَاذَةٌ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۹ پ۱۴ پ۲۴

اِسْتَعْصَمَ۔ اس نے تھام رکھا۔ بچا لیا۔ اِسْتِعْصَامٌ سے جس کے معنی تھام رکھنے اور روک رکھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲

اِسْتَعْلٰی۔ اس نے غلبہ چاہا۔ اس نے بلندی چاہی۔ اِسْتِعْلَاءٌ سے جس کے معنی بلندی چاہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۶

اِسْتَعْمَرَكُمْ۔ اس نے تم کو آباد کیا۔ اِسْتَعْمَرَ اِسْتِعْمَارٌ سے جس کے معنی آباد کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۲

اِسْتَعِيْنُوْا۔ تم مدد طلب کرو۔ اِسْتِعَانَةٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۹

اِسْتَغَاثَهُ۔ اس سے فریاد کی۔ اِسْتِغَاثَةٌ سے جس کے معنی فریاد کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰

Marfat.com

اِسْتَغْشَوْا۔ انہوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا۔ اِسْتِغْشَاءٌ سے جس کے معنی اپنے اوپر پردہ ڈال لینے اور اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لینے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ یہاں کافروں کے نہ سُننے کی طرف اشارہ ہے، یا کپڑے لپیٹ کر بھاگنے کی طرف۔ ۲۹/۹

اِسْتِغْفَارٌ۔ مغفرت چاہنا، بخشش مانگنا۔ خواہ بذریعہ قول ہو یا بذریعہ فعل۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے ۱۱/۳

اِسْتَغْفِرْ۔ تو بخشش مانگ، معافی مانگ، مغفرت چاہ۔ اِسْتِغْفَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲/۸ ۵/۱۲ ۱۰/۱۶ ۱۸/۱۵ ۲۴/۱۱ ۲۶/۶ و ۱۰ ۲۸/۸

اِسْتَغْفَرَ۔ اُس نے بخشش چاہی، اِسْتِغْفَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۵/۶ ۲۳/۱۱

اَسْتَغْفِرُ۔ میں بخشش مانگونگا۔ مغفرت چاہونگا۔ استغفارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۳/۵ ۱۶/۶

اَسْتَغْفَرْتَ۔ خواہ تو نے بخشش مانگی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں أَاَسْتَغْفَرْتَ تھا حسب تصریح شوکانی پہلا ہمزہ استفہام (جو یہاں تسویہ کے معنی میں تھی) حذف کردی گئی کیونکہ آیت میں أَمْ اس کے معنی پر دلالت کرنے کے لیے موجود ہے اور حسب تصریح ابو حیان ہمزہ تسویہ باقی ہے اور دوسری ہمزہ جو ہمزہ وصل تھی وہ محذوف ہے[1]۔ ۲۸/۱۳

اَسْتَغْفِرَنَّ۔ میں بخشش چاہونگا۔ میں معافی مانگونگا۔ اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ ۲۸/۷

اِسْتَغْفِرُوْا۔ تم بخشش چاہو۔ تم مغفرت مانگو۔ اِسْتِغْفَارٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۹ ۱۱/۱۷ ۱۲/۵ و ۸ ۲۹/۹ و ۱۴

اِسْتَغْفَرُوْا۔ اُنہوں نے بخشش مانگی۔ اُنہوں نے مغفرت چاہی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴/۶ ۵/۵۔

اِسْتَغْفِرُوْهُ۔ اس سے گناہ بخشواؤ، اس سے مغفرت طلب کرو۔ اِسْتَغْفِرُوْا صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲/۶ ۲۴/۵

اِسْتَغْفِرْهُ۔ تو اُس سے بخشش چاہ، معافی مانگ، اِسْتَغْفِرْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۳۰/۳۵

اِسْتَغْفِرِيْ۔ (عورت) تو بخشوا۔ تو مغفرت چاہ اِسْتِغْفَارٌ

---

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۲۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ اور البحر المحیط ج ۸ ص ۲۷۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

سے، امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۲/۱۳

اِسْتَغْلَظَ - وہ موٹا ہوا۔ اِسْتِغْلَاظٌ سے جس کے معنی موٹے ہونے کے لیے تیار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۶/۱۲

اِسْتَغْنٰی - اس نے بے پروائی کی۔ اِسْتِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پرواہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۸/۱۵ پ ۳۰/۵ و ۱۷ و ۲۱

اِسْتَفْتَحُوْا - اُنہوں نے فیصلہ مانگا۔ اُنہوں نے فتح چاہی۔ اِسْتِفْتَاحٌ سے جس کے معنی فتح چاہنے اور فیصلہ مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳/۱۵

اِسْتَفْتِهِمْ - تو اُن سے پوچھ۔ اِسْتَفْتِ۔ اِسْتِفْتَاءٌ سے جس کے معنی حکم دریافت کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۳/۵ و ۹

اِسْتَفْزِزْ - تو گھبرا لے۔ اِسْتِفْزَازٌ سے جس کے معنی گھبرا لینے کے آتے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵

اِسْتَقَامُوْا - وہ سیدھے رہے۔ وہ قائم رہے، ثابت قدم رہے۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا راستہ پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰/۸ پ ۲۴/۱۸ پ ۲۶/۲ پ ۲۹/۱۱

اِسْتَقَرَّ - وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ اِسْتِقْرَارٌ سے جس کے معنی ٹھہرے رہنے اور قرار پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹/۷

اِسْتَقِمْ - تو سیدھا چلا جا، تو قائم رہ، تو ثابت قدم رہ۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲/۱۰ پ ۲۵/۳

اِسْتَقِیْمَا - تم دونوں ثابت قدم رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۱۱/۱۴

اِسْتَقِیْمُوْا - تم سیدھے رہو، تم سیدھا راستہ اختیار کیے رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰/۸ پ ۲۴/۱۵

اِسْتَکَانُوْا - وہ دب گئے، اُنہوں نے عاجزی کی۔ اِسْتِکَانَۃٌ سے جس کے معنی دبنے اور عاجزی کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴/۶ پ ۱۸/۴

اِسْتِکْبَارًا - غرور کرنا، بڑائی چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔ استکبار یعنی اپنے آپ کو بڑا جاننا اگر شریعت کے حکم کے تحت ہو اور ایسے مقام اور ایسے وقت پر ہو جب کہ ایسا کرنا اس پر واجب ہو تو محمود ہے۔ ورنہ استکبار بمعنی غرور کرنے کے (یعنی اپنی بڑائی میں جھوٹ موٹ ان چیزوں کا اظہار جس کا وہ مستحق نہیں مذموم ہے)

قرآن مجید میں اس کا استعمال دوسرے ہی معنی میں ہوا ہے۔ پ۲۲/۱۷ پ۲۹/۹

اِسْتَکْبَرَ۔ اُس نے گھمنڈ کیا۔ اُس نے غرور کیا اِسْتِکْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۴ پ۲۰/۷ پ۲۳/۱۴ پ۲۹/۱۵

اِسْتَکْبَرْتَ۔ تو نے غرور کیا۔ اِسْتِکْبَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۴/۴

اَسْتَکْبَرْتَ۔ یہ تو نے غرور کیا، اصل میں أَاِسْتَکْبَرْتَ تھا دوسری ہمزہ جو وصلی تھی حذف ہوگئی۔ پہلی ہمزہ استفہام انکاری کی ہے پ۲۳/۱۴

اِسْتَکْبَرْتُمْ۔ تم نے تکبر کیا۔ غرور کیا۔ اِسْتِکْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱/۱۱ پ۲۵/۲۰ پ۲۶/۱

اِسْتَکْبَرُوْا۔ اُنہوں نے گھمنڈ کیا۔ اُنہوں نے غرور کیا اِسْتِکْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۶/۴ پ۸/۱۱و۱۲ پ۹/۶و۱۱و۱۷ پ۱۱/۱۳ پ۱۳/۱۵ پ۱۸/۳ پ۱۹/۱ پ۲۰/۱۶ پ۲۲/۱۰ پ۲۴/۱۶و۱۹ پ۲۹/۹

اِسْتَکْثَرْتُ۔ میں نے بہت زیادہ (جمع) کرلیا۔ اِسْتِکْثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو کثیر سمجھنے یا کسی کام کو بہت زیادہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۹/۲۳

اِسْتَکْثَرْتُمْ۔ تم نے بہت زیادہ (تابع) کرلیا۔ اِسْتِکْثَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸/۲

اِسْتَمْتَعَ۔ اُس نے فائدہ اُٹھایا۔ اس نے کام نکالا۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے جس کے معنی فائدہ اُٹھانے اور برتنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۸/۲ پ۱۰/۱۵

اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ تم کام میں لائے۔ تم نے فائدہ اٹھایا۔ تم برت چکے۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۵/۱ پ۱۰/۱۵ پ۲۶/۲

اِسْتَمْتَعُوْا۔ انہوں نے فائدہ اُٹھایا۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰/۱۵

اِسْتَمْسَكَ۔ اس نے پکڑ لیا۔ اِسْتِمْسَاکٌ سے جس کے معنی پکڑے رہنے اور روکے رہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳/۲ پ۲۱/۱۲

اِسْتَمْسِکْ۔ تو پکڑے رہ۔ اِسْتِمْسَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۵/۱۰

اِسْتَمَعَ۔ اُس نے سُن لیا۔ اِسْتِمَاعٌ سے جس کے معنی متوجہ ہوکر سُننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۹/۱

اِسْتَمِعْ۔ تو سُنتا رہ، کان لگا۔ اِسْتِمَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۰ پ۲۶/۱۷

Marfat.com

اِسْتَمِعُوْا۔ تم کان لگائے رہو۔ اِسْتِمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۹ ع ۱۴ پ ۱۷ ع ۱

اِسْتَمَعُوْہُ۔ اُنہوں نے اس کو سُنا۔ اِسْتَمَعُوْا اِسْتِمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷ ع ۱

اِسْتَنْصَرُوْکُمْ۔ اُنہوں نے تم سے مدد چاہی اِسْتَنْصَرُوْا۔ اِسْتِنْصَارٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۰ ع ۶

اِسْتَنْصَرَہٗ۔ اس نے اس سے مدد مانگی، اِسْتَنْصَرَ۔ اِسْتِنْصَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۰ ع ۵

اِسْتَنْکَفُوْا۔ اُنہوں نے عار کی، اِسْتِنْکَاف سے جس کے معنی ننگ و عار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶ ع ۴

اِسْتَوَتْ۔ وہ ٹھہر گئی۔ اِسْتِوَاء سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِسْتِوَاءٌ کا استعمال جب عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی استقرار (ٹھہرنے) اور ارتفاع (بلند ہونے اور چڑھنے) کے ہوتے ہیں پ ۱۲ ع ۴

اِسْتَوْقَدَ۔ اُس نے آگ جلائی۔ اِسْتِیْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱ ع ۲

اِسْتَوٰی۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے قرار پکڑا، وہ قائم ہوا، وہ سنبھل گیا، وہ چڑھا، وہ سیدھا بیٹھا۔ اِسْتِوَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِسْتِوَاء کے جب دو فاعل ہوتے ہیں تو اس کے معنی دونوں کے مساوی اور برابر ہونے کے آتے ہیں جیسے لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ برابر نہیں ناپاک اور پاک) اور اگر فاعل دو نہ ہوں تو سنبھلنے، درست ہونے اور سیدھے رہنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا) اور وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ اسْتَوٰی (جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا) اس صورت میں اِستواء کے معنی میں کسی شے کا اعتدالِ ذاتی مراد ہے۔ جب اس کا تعدیہ عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی چڑھنے، قرار پکڑنے اور قائم ہونے کے آتے ہیں جیسے وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ (اور وہ کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری) اور لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُھُوْرِہٖ

Marfat.com

(تاکہ تم اس کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو) اور جب اس کا تعدیہ اِلیٰ کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی قصد کرنے اور پہنچنے کے ہوتے ہیں جیسے ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ (پھر قصد کیا آسمان کی طرف)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے استواء علی العرش کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن و حدیث میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی بیان کیے گئے ہیں اور مخلوق کے اوصاف میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے جیسے حی، سمیع، بصیر کہ یہ الفاظ اللہ عزوجل کے لیے بھی استعمال کیے گئے اور بندہ کے لیے بھی۔ لیکن دونوں جگہ ان کے استعمال کی حیثیت بالکل جُداگانہ ہے، کسی مخلوق کو سمیع و بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سُننے والے کان موجود ہیں۔ اب یہاں دو چیزیں ہوئیں ایک تو وہ آلہ کہ جو سُننے اور دیکھنے کا مبدأ اور ذریعہ ہے یعنی کان اور آنکھ دوسرا اس کا نتیجہ اور غرض و غایت یعنی وہ خاص علم جو آنکھ سے دیکھنے اور کان کے سُننے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جب مخلوق کو سمیع و بصیر کہا جائیگا تو اس کے حق میں یہ مبدأ اور غایت دونوں چیزیں معتبر ہونگی، جن کی کیفیات ہم کو معلوم ہیں۔ لیکن یہی الفاظ جب اللہ عزوجل کے متعلق استعمال کیے جائیں گے تو یقیناً ان سے وہ مبادی اور کیفیات جسمانیہ نہیں مراد لیے جا سکتے جو مخلوق کے خواص میں داخل ہیں اور جن سے جنابِ باری عز اسمہ قطعاً منزہ ہے۔ البتہ یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ سمع و بصر کا مبدأ اس ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہے اور اس کا نتیجہ یعنی وہ علم جو رویت و سماع سے حاصل ہوتا ہے اس کو بدرجۂ کمال حاصل ہے۔ رہا یہ کہ وہ مبدأ کیسا ہے اور دیکھنے اور سُننے کی کیا کیفیت ہے تو ظاہر ہے کہ اس سوال کے جواب میں بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا دیکھنا اور سننا مخلوق کی طرح نہیں۔ غرض اسی طرح اس کی تمام صفات کو سمجھنا چاہیے کہ صفت باعتبار اپنے اصل مبدأ و غایت کے ثابت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت نہیں بیان کی جا سکتی اور نہ کسی آسمانی شریعت نے کبھی انسان کو اس پر مجبور کیا ہے کہ وہ خواہ مخواہ ان حقائق میں غور و خوض کر کے جواس کی عقل و

ادراک کی دسترس سے باہر ہیں بیکار اپنے عقل و
دماغ کو پریشان کرے۔ اسی اصول پر "استوا علی
العرش" کو بھی سمجھ لیجیے۔ کہ "عرش" کے معنی تخت اور
بلند مقام کے ہیں اور "استوا" کا ترجمہ اکثر محققین
نے "تمکن واستقرار" یعنی قرار پکڑنے اور قائم ہونے
سے کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تخت حکومت پر اس طرح
قابض ہونا کہ نہ اس کا کوئی حصہ اور کوئی گوشہ
حیطہ اقتدار سے باہر ہو اور نہ قبضہ وتسلط میں کبھی
قسم کی کوئی مزاحمت اور رگڑ بڑ ہو۔ غرض سب کام
اور انتظام درست ہو۔ اب دنیا میں بادشاہوں
کی تخت نشینی کا ایک تو مبدا اور ظاہری صورت
ہوتی ہے اور ایک حقیقت یا غرض وغایت یعنی
ملک پر پورا تسلط اور اقتدار اور نفوذ وتصرف کی
قدرت حاصل ہونا۔ سو حق تعالیٰ کے "استواء
علی العرش" میں یہ حقیقت اور غرض وغایت بدرجہ
کمال موجود ہے کہ تمام مخلوقات اور ساری کائنات
پر پورا پورا تسلط واقتدار اور مالکانہ اور شہنشاہانہ
تصرف ونفوذ بے روک ٹوک صرف اسی کو حاصل
ہے آیت شریفہ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي
الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ
النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ (پھر قرار پکڑا عرش پر،
اڑھاتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے
دوڑتا ہوا اور آفتاب، ماہتاب اور ستارے (سب
اس کے حکم کے تابع ہیں) اور آیۃ شریفہ۔ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا
مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (پھر قائم ہوا عرش پر، تدبیر کرتا
ہے کام کی، کوئی سفارش نہیں کرسکتا مگر اس کی
اجازت کے بعد) سے بخوبی اس مضمون پر روشنی
پڑتی ہے۔ رہا "استوا علی العرش" کا مبدا اس کی
ظاہری صورت وکیفیت، پس دیگر صفات سمع
وبصر کی طرح یقیناً اس کی کوئی ایسی صورت
نہیں ہوسکتی کہ اس میں مخلوق کی صفت اور
حدوث کا ذرا سا بھی شائبہ ہو۔ پھر وہ کیونکر
ہے اور کس طرح ہے تو اس کی کیفیت کے لیے
اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ
شَيْءٌ (نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی)، ہمارا
کیا مایہ علمی کہ اس کی کیفیت بیان کرسکیں يَعْلَمُ
مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا

Marfat.com

(وہ توجو کچھ لوگوں کے آگے پیچھے ہے سب جانتا ہے مگر لوگ اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والاقرار بہ ایمان والجحود بہ کفر رواہ ابن مردویہ و اللالکائی فی کتاب السنۃ[۲] (استوا معلوم ہے اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آسکتی۔ اس کا اقرار ایمان ہے اور انکار کفر ہے) قاضی ابوالعلاء صاعد بن محمد نے کتاب الاعتقاد میں امام ابویوسف رح کی روایت سے امام ابوحنیفہ رح کا یہ قول نقل کیا ہے لاینبغی لاحد ان ینطق فی اللہ تعالیٰ بشیٔ من ذاتہ ولکن یصفہ بما وصف سبحانہ بہ نفسہ ولایقول فیہ برایہ شیئاً تبارک اللہ تعالیٰ رب العلمین[۳] (کسی کو یہ نہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کی ذات کے متعلق ذرا بھی زبان کھولے بلکہ اسی طرح بیان کرے جس طرح کہ خود اللہ سبحانہ نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے اپنی رائے سے کچھ نہ کہے (بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو رب ہے سارے جہان کا) بیچ ہے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

پ ۳/۳ ، ث ۸/۱۴ ، پ ۱۱/۶ ، پ ۱۳/۷ ، ب ۱۶/۱۰ ، پ ۱۹/۳ ، ن ۲۰/۵ ، پ ۲۱/۱۴ ، پ ۲۴/۱۶ ، پ ۲۶/۱۲ ، پ ۲۷/۵ و ۱۷

اِسْتَوَیْتَ - تو چڑھ چکا۔ اِسْتِوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۸/۲

اِسْتَوَیْتُمْ - تم بیٹھ چکے۔ تم سوار ہوئے۔ اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۵

اِسْتَهْزِءُوْا - تم ٹھٹھے کرتے رہو۔ اِسْتِهْزَاءٌ سے جس کے معنی تمسخر کرنے اور ٹھٹھا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۰/۱۴

اُسْتُهْزِئَ - اس سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اِسْتِهْزَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۷/۱۱، پ ۱۳/۳

اِسْتَهْوَتْهُ - اس نے اس کو راستہ بھلا دیا۔ اِسْتَهْوَتْ اِسْتِهْوَاءٌ سے جس کے معنی فریفتہ کرنے اور راستہ بھلا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

[۱] فتح البیان ج ۳ ص ۲۰۷ طبع مصر ۱۳۰۱ھ و روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۴۴ طبع مصر۔ [۲] روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۴۲

ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۔ پ ۱۵

اِسْتَايْئَسَ ۔ وہ نا امید ہو گیا ۔ اِسْتِيْئَاسٌ سے جس کے معنی مایوس ہونے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ ۱۳/۶

اِسْتَايْئَسُوا ۔ وہ نا امید ہو گئے ۔ اِسْتِيْئَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۳/۴

اِسْتَيْسَرَ ۔ وہ میسر ہوا ۔ وہ آسان ہوا ۔ اِسْتِيْسَارٌ سے ۔ جس کے معنی آسان ہونے اور میسر ہونے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ ۲

اِسْتَيْقَنَتْهَا ۔ اس کا یقین کیا ، اِسْتَيْقَنَتْ اِسْتِيْقَانٌ سے جس کے معنی یقین کرلے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ھا ضمیر واحد مونث غائب پ ۱۹/۱۶

اُسْجُدْ ۔ تو سجدہ کر ۔ (نَصَرَ) سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ سجود کی اصل تو عاجزی کرنا اور جھکنا ہے اور اسی اعتبار سے اللہ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کو سجود کہا جاتا ہے ۔ اور یہ انسان حیوانات جمادات سب کے حق میں عام ہے ۔ سجود کی دو قسمیں ہیں ایک سجود تسخیری دوسرے سجودِ اختیاری ۔ سجودِ تسخیر تو تمام مخلوقات کے لیے ثابت ہے ۔ چنانچہ آیۂ شریفہ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام) جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اور جو نہ یقین لایا اس پر بھی بے اختیار اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں ، یہی ہے ان کا سجدہ ۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی اور اس کے نفوذ و اختیار کے سامنے سب مطیع و منقاد اور سر بسجود ہیں ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے ۔ جب دن ڈھلا ، سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے سر شام زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع ، رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف اور سجود اختیاری صرف انسان و جن غرضکہ جملہ مکلفین

Marfat.com

کے لیے خاص ہے۔ جیسے آیت شریفہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا (سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی) ہماری شریعت میں سجود سے نماز کا وہ خاص رکن مراد ہے جو نماز میں ادا کیا جاتا ہے یا تلاوت قرآن اور شکر کے وقت انجام دیا جاتا ہے۔ پ۲۷/۲۹ پ۳۰/۲۱

اَسْجُدُ۔ میں سجدہ کروں۔ سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ءَ اَسْجُدُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ پ۱۴/۳ پ۱۵/۷

اُسْجُدُوْا۔ تم سجدہ کرو۔ سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱/۴ پ۸/۹ پ۱۵/۷و۱۹ پ۱۶/۱۶ پ۱۷/۱۷ پ۱۹/۳ پ۲۴/۱۹ پ۲۷/۷۔

اُسْجُدِیْ۔ تو (عورت) سجدہ کر۔ سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ۳/۱۳

اَسْحَار۔ صبح کے اوقات، سَحَرٌ کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں اور اسی وجہ سے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔ پ۳/۱۰ پ۲۶/۱۸

اِسْحٰق۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے اور اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ نبی تھے۔ خدا کے مقرب فرشتوں نے آپ کی ولادت کی بشارت آپ کے والدین کو اُس وقت دی تھی جبکہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کے لیے جا رہے تھے۔ اُس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بڑھیا اور بانجھ ہو چکی تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بہت ہی بوڑھے ہو گئے تھے چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ ہود، سورۂ ابراہیم اور سورۂ الذاریات میں فرشتوں کی آمد اور ان کی بشارت دینے کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث مرفوع میں آپ کو الکریم بن الکریم کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔[1] اسحٰق کے غیر منصرف ہونے کی وجہ ایک علمیت ہے دوسری عجمہ۔ پ۱/۱۶ پ۳/۱۷ پ۶/۳ پ۷/۱۶ پ۱۲/۷و۱۱و۱۵ پ۱۳/۱۸ پ۱۶/۶ پ۱۷/۵ پ۲۰/۱۵ پ۲۳/۷و۱۳

اَسْخَطَ۔ اُس نے بیزار کر دیا۔ اس نے غصہ دلایا اِسْخَاطٌ سے جس کے معنی بیزار کرنے اور غصہ دلانے

---

[1] صحیح البخاری باب ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت۔

Marfat.com

کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ٢٦

اَسَرَّ۔ اُس نے چھپایا، آہستہ بات کی۔ چھپا کر کہا۔ اِسْرَارٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ١٣ ٢٨/١٩

اَسْرِ۔ تورات کو لے کر چل۔ اِسْرَاءٌ سے جس کے معنی رات کو لے کر چلنے اور رات کو سفر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ٢٥/١٤

اِسْرَارًا۔ چھپانا، آہستہ سے کوئی بات کہنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ ٢٩

اِسْرَارَهُمْ۔ ان کا چھپا کر سرگوشیاں کرنا۔ اِسْرَارٌ مضاف هم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ٢٦

اِسْرَافًا۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا، زیادتی کرنا بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اصل میں اسراف ہر کام میں انسان کے حد سے تجاوز کرنے کا نام ہے مگر اس کا استعمال خرچ کے بارے میں زیادہ مشہور ہے۔ قرآن مجید میں اپنے اپنے موقع اور محل کے لحاظ سے دونوں معنی میں مستعمل ہوا ہے ٤

اِسْرَافَنَا۔ ہماری زیادتی۔ اِسْرَافٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ٤

اِسْرَائِيْلُ۔ بروزن ابراہیم واسمٰعیل علمیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے عبرانی میں اس کے معنی اللہ کے برگزیدہ یا اللہ کے بندے کے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے دو نام ہوں، ایک یعقوب دوسرا اسرائیل۔ ٢٦

اُسَرِّحْكُنَّ۔ میں تم کو رخصت کر دوں۔ اُسَرِّحْ تَسْرِيْحٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور رخصت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ كُنَّ ضمیر جمع مذکر حاضر ٢١

اَسْرَرْتُ۔ میں نے چھپایا۔ پوشیدہ طور پر کہا۔ اِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ ٢٩

اَسْرَعُ۔ بہت جلدی کرنے والا۔ سُرْعَةٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ ١١/٨

اَسْرَفَ۔ وہ حد سے تجاوز کر گیا۔ اِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ١٦

اَسْرَفُوْا۔ اُنہوں نے زیادتی کی۔ اِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ٢٤

اَسَرُّوْا۔ اُنہوں نے چھپایا۔ اُنہوں نے پوشیدہ کیا

Marfat.com

اِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۶/۱۲ ۱۱/۱۱
۱۶/۱۲ ۱۷/۱ ۲۲/۱۰

اَسِرُّوْا - تم چھپاؤ، تم چھپا کر کہو، اِسْرَارٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۹/۱

اَسَرُّوْهُ - اُنہوں نے چھپایا، اَسَرُّوْا صیغہ ماضی ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲/۱۲

اَسَرَّهَا - اس کو چھپایا - اَسَرَّ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَسَرَّ) ۱۳/۳

اَسْرَهُمْ - ان کی جوڑبندی، ان کی قید کی بندش اَسْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۹/۲۰

اَسْرٰی - وہ رات کو لے گیا، اِسْرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَسْرِ) ۱۵/۱

اُسَارٰی - قیدی، اَسِیْرٌ کی جمع جس کے معنی قیدی کے ہیں - ۱/۱۰

اَسْرٰی - قیدی، یہ بھی اَسِیْرٌ کی جمع ہے ۱۰/۵و۶

اُسِّسَ - اُس کی بنیاد رکھی گئی - تاسِیْسٌ سے جس کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۱/۲

اَسَّسَ - اُس نے بنیاد رکھی - تاسِیْسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - ۱۱/۲

اِسْطَاعُوْا - وہ کر سکے - اصل میں اِسْتَطَاعُوْا تھا، ت اور ط دو حرف قریب المخرج جمع ہوئے ت حذف ہوگئی (ملاحظہ ہو اِسْتَطَاعُوْا) ۱۶/۲

اِسْعَوْا - تم دوڑو (فتح) سَعْیٌ سے جس کے معنی اصل میں تیز روی کے ہیں - اور اسی مناسبت سے کوشش کرنے کو بھی سعی کہتے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۸/۱۲

اَسَفًا - افسوس کرنا - پچھتانا - مصدر ہے ۹/۸ ۱۵/۱۳ ۱۶/۱۳

اَسْفَارًا - کتابیں، سِفْرٌ کی جمع - جس کے معنی اس کتاب کے ہیں جو حقائق کو واضح کرتی ہے - ۲۸/۱۱

اَسْفَارِنَا - ہمارے سفر، اَسْفَارٌ سَفَرٌ کی جمع جس کے معنی قطع مسافت کے ہیں - اَسْفَارٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم - مضاف الیہ ۲۲/۸

اَسْفَرَ - وہ روشن ہوا - اِسْفَارٌ سے جس کے معنی روشن ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۹/۱۶

اَسْفَلَ - سب سے نیچا، "اَعْلٰی" کی ضد - سُفُوْلٌ سے جس کے معنی نیچے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۵/۱۸ ۱۰/۱ ۲۱/۱۸ ۳۰/۲۰

اَسْفَلِیْنَ - سب سے نیچے - اَسْفَلُ کی جمع ۲۳/۷ ۲۴/۱۸

اَسَفُوْنَا۔ اُنھوں نے ہم کو غصہ دلایا یعنی وہ کام کیے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اَسَفُوْا اِیْسَافٌ سے جس کے معنی غصہ دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۵/۱۱

اَسَفٰی۔ افسوس، اہلِ عرب حسرت و غم کے موقعہ پر کہتے ہیں یَا اَسَفٰی (ہائے افسوس) پ۱۳/۴

اَسْقِطْ۔ تو گرا دے۔ اِسْقَاطٌ سے جس کے معنی گرا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۵/۱۴

اَسْقَیْنَا کُمْ۔ ہم نے تم کو پلایا۔ اَسْقَیْنَا۔ اِسْقَاءٌ سے جس کے معنی سیراب کرنے اور پلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۹/۲۱

اَسْقَیْنٰکُمُوْہُ۔ ہم نے تم کو اسے پلایا۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۴/۲

اَسْقَیْنٰھُمْ۔ ہم نے اُن کو پلایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۹/۱

اُسْکُنْ۔ تو رہا کر، تو رہ (نَصَرَ) سُکُوْنٌ سے اصل میں تو حرکت کے نہ ہونے کو کہتے ہیں مگر اس کا استعمال رہنے بسنے میں بھی ہوتا ہے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۸ پ۹

اَسْکَنّٰہُ۔ ہم نے اُس کو ٹھہرا دیا۔ اَسْکَنَّا۔ اِسْکَانٌ سے جس کے معنی ٹھہرانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۸/۱

اَسْکَنْتُ۔ میں نے بسایا۔ اِسْکَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳/۱۸

اُسْکُنُوْا۔ تم رہو بسو۔ سُکُوْنٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹/۱۰ پ۱۵/۱۲

اَسْکِنُوْھُنَّ۔ ان (عورتوں) کو گھر رہنے کے واسطے دو، ان کو رہنے بسنے دو اَسْکِنُوْا اِسْکَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ۲۸/۱۷

اِسْلَامٌ، دین اسلام، تابعداری کرنا، مسلمان ہونا بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ شریعت میں اسلام کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس سے انسان کی جان و مال محفوظ ہو جائے یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار خواہ اعتقاد ہو یا نہ ہو اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے آیت شریفہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ کہ تم ایمان نہیں لائے پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے) میں یہی اسلام مراد ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے

Marfat.com

اعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے اعتقاد ہو عمل سے
پورا کرے اور قضاء و قدرِ الٰہی کے آگے گردن جھکا دے
آیۃ شریفہ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (جو یقین
رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکمبردار ہیں) میں یہی
اسلام مراد ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
متعلق جو ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یاد کرو جب اُس کو
کہا اس کے رب نے کہ حکمبرداری کر تو بولا کہ میں
حکمبردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا) یہاں بھی
اسی دوسرے قسم کے اسلام کا ذکر ہے اس کا درجہ
ایمان سے بھی بڑھ کر ہے پ ۱ ع ۱۶، پ ۱۰ ع ۱۷، پ ۵ ع ۶، پ ۲ ع ۸، پ ۱۷ ع ۲۲، پ ۹ ع ۲۸

اِسْلَامَكُمْ۔ تمہارا اسلام لانا۔ اِسْلَامٌ مضاف
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۶ ع ۱۴

اِسْلَامِهِمْ۔ اُن کا اسلام لانا۔ اِسْلَامٌ مضاف
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۰ ع ۱۶

اَسْلِحَتَكُمْ۔ تمہارے ہتھیار۔ اَسْلِحَةٌ سِلَاحٌ کی
جمع جس کے معنی ہتھیار کے ہیں۔ اَسْلِحَةٌ مضاف
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۵ ع ۱۴

اَسْلِحَتَهُمْ۔ ان کے ہتھیار۔ اَسْلِحَةٌ مضاف هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۵ ع ۱۲

اَسْلَفَتْ۔ وہ پہلے کر چکی۔ اُس نے آگے بھیجا۔
اِسْلَافٌ سے جس کے معنی کسی کام کے اگلے وقت
میں کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۱ ع ۸

اَسْلَفْتُمْ۔ تم آگے بھیج چکے۔ تم پہلے کر چکے۔ اِسْلَافٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹ ع ۵

اُسْلُكْ۔ تو ڈال لے۔ تو داخل کر (نَصَرَ) سُلُوْكٌ
سے جس کے معنی چلنے اور داخل ہونے کے ہیں امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۸ ع ۲، پ ۲۰ ع ۷

اُسْلُكُوْهُ۔ اُس کو جکڑ دو، اس کو داخل کرو۔
اُسْلُكُوْا، سُلُوْكٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
هٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۹ ع ۵

اَسْلُكِيْ۔ تو چل۔ سُلُوْكٌ سے، امر کا صیغہ واحد
مونث حاضر پ ۱۴ ع ۱۵

اَسْلَمَ۔ وہ اسلام لایا مسلمان ہوا۔ تابعدار رہا۔
اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱ ع ۱۳
پ ۱۷ ع ۳، پ ۱۵ ع ۵، پ ۸ ع ۲، پ ۱۱ ع ۲۹

اَسْلِمْ۔ تو حکمبرداری کر۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر پ ۱ ع ۱۶

Marfat.com

اُسْلِمُ - میں تابعدار رہوں - اِسلامٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۴/۱۲

اَسْلَمَا - دونوں نے حکم مانا - اِسلامٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ۲۳/۷

اَسْلَمْتُ - میں حکمبردار رہا، میں حکمبردار ہوئی - اِسلامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱/۱۶ ۳/۱۰ ۱۹/۱۸

اَسْلَمْتُمْ - تم تابع ہوئے - تم اسلام لائے - اِسلامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۳/۱۰

اَسْلَمْنَا - ہم مسلمان ہوئے - اِسلامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۶/۱۴

اَسْلَمُوْا - وہ تابع ہوئے، وہ حکمبردار رہے، مسلمان ہوئے - اِسلامٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۱۰ ۶/۱۱ ۲۶/۱۴

اَسْلِمُوْا - حکمبردار ہو - اِسلامٌ سے - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۱۲ ۲۴/۲۳

اَسَلْنَا - ہم نے بہا دیا - اِسَالَۃٌ سے جس کے معنی بہانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۲/۸

اِسْمٌ - نام - جس سے کسی شے کی ذات معلوم کی جا کر ۶/۸ ۳ ۱۷/۱۱ ۱۲ ۲۶/۱۳ ۲۷/۱۳ ۱۴ ۲۹/۱۵ ۱۶ ۳۰/۱۳ ۱۶ ۳۱ ۱۲

اَسْمَاءُ - نام - اِسْمٌ کی جمع ۱/۴ ۸/۱۶ ۹/۱۲ ۱۲/۱۵ ۱۵/۱۴ ۱۶/۱۰ ۲۷/۵ ۲۸/۶

اَسْمَائِهٖ - اس کے نام - اَسْمَاءُ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۹/۱۲

اَسْمَائِهِمْ - ان کے نام، اَسْمَاءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۴

اِسْمَعْ - تو سن - سَمَاعٌ اور سَمَاعَۃٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۵/۴

اَسْمَعُ - میں سنتا ہوں - سَمَاعٌ سے - مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۱۱

اَسْمِعْ - کیا خوب سنتا ہے - قرآن مجید میں فعلِ تعجب ہو کر مستعمل ہوا ہے - آیت شریف اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ (کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے) میں ہے ۱۵/۱۶

اَسْمِعْ بِهِمْ - کیا خوب سنتے ہیں - اَفْعِلْ بِهِمْ کے وزن پر ہے - افعال تعجب میں سے ہے - ۱۶/۵

اِسْمَعُوْا - تم سنو سنتے رہو - سَمَاعٌ سے - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۱۱، ۱۳ ۵/۴ ۲۸/۱۶

اِسْمَعُوْنِ - مجھ سے سن لو - اِسْمَعُوْا سَمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی متکلم کی محذوف

Marfat.com

ہر ۲۳/۱

اَسْمَعَهُمْ ان کو سُنا دیا۔ اَسْمَعَ اِسْمَاعٌ سے جس کے معنی سُنا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۹/۱۷

اِسْمٰعِیْلَ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول تھے۔ قرآن مجید نے آپ کو صادق الوعد کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درگاہ باری میں نیک فرزند کے عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور غلام حلیم کے الفاظ میں حضرت اسمٰعیل کے تولد کی بشارت دی۔ ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم آپ ہی کی نسل سے ہیں۔

اسمٰعیل عجمی نام ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے "اسمع" اور "ایل" جس کے معنی عبرانی میں ہوتے ہیں میری دُعا سُن لے اللہ" کہا جاتا ہے کہ یہی وہ الفاظ ہیں جو طلبِ فرزند کی دعا کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وردِ زبان تھے۔ دعا قبول ہوئی تو آپ نے مبارک بیٹے کو اسی نام سے موسوم فرمایا لیکن علامہ محمود آلوسی اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں واراہ فی غایۃ البعد (مجھے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے) بعض نے اسمٰعیل کے عربی معنی اللہ کے مطیع کے بیان کیے ہیں[۱] بہر حال اسمٰعیل کے غیر منصرف ہونے کی وجہ علمیت اور عجمہ ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عورتوں نے کمر پیٹی باندھنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ سے سیکھا، اُنہوں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گذاری کے لیے کمر باندھی تھی تاکہ اُن کے دل میں ان کی طرف سے جو میل پیدا ہو گیا ہے اُسے مٹا دیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جو شیر خوار بچہ تھے بیت اللہ کے نزدیک زمزم کے اوپر مسجد کے بالائی حصّہ میں ایک بڑے

---

[۱] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۱ ص ۱۴۱۳ طبع مصر۔

Marfat.com

درخت کے پاس لے کر آئے۔ ان دنوں مکہ کی سرزمین پر نہ کوئی متنفس آباد تھا، نہ پانی کا نام ونشان تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو یہیں چھوڑا اور ان کے پاس ایک تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ کر روانہ ہونے لگے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں کہ ابراہیمؑ ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں چلے جہاں نہ کوئی انیس ہے اور نہ کوئی شیٔ۔ وہ بار بار ان سے یہی کہتی رہیں مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تب کہنے لگیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے، فرمایا ہاں کہنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کریگا اس کے بعد وہ لوٹ آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوگئے چلتے چلتے جب ایک ایسے ٹیلہ کے پاس پہنچے جہاں سے وہ نظر نہیں آسکتے تھے تو انہوں نے بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ الآیہ یہ پوری دعا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کو ان کی والدہ دودھ پلاتی رہیں اور وہی پانی پیتی رہیں آخر جب مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا اور یہ خود اور ان کے صاحبزادے پیاس سے بیتاب ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ بچہ ہاتھ پیر پٹکنے اور بلکنے لگا تو ان سے بچہ کا بلکنا اور ہاتھ پیر پٹکنا دیکھا نہ گیا اور اس خیال سے اُٹھ کر چلیں کہ بچہ کو اس حالتِ زار میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں ان کو اپنے سے سب سے زیادہ نزدیک صفا کی پہاڑی نظر آئی۔ یہ اس کے اوپر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رُخ کر کے دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی نظر پڑے مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔ آخر صفا سے اُتریں اور جب وادی میں پہنچیں تو دوپٹے کے دامن اُٹھائے اور حیران پریشان انسان کی طرح تیزی سے دوڑنے لگیں۔ وادی کو طے کر کے مروہ پر آئیں نظر اُٹھا کر دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی دکھائی دے مگر کوئی نظر نہ پڑا۔ غرض اسی طرح انہوں نے سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہی وہ سعی بین الصفا والمروہ ہے" پھر جب وہ مروہ پر تو انہوں نے ایک آواز سنی، چونک کر دل میں

لگیں کہ خاموشی کے ساتھ سُننا چاہیے، کان لگا کر سُنا تو پھر آواز آئی، کہنے لگیں تم نے اپنی آواز سُنا دی اگر تم کچھ مدد کرسکتے ہو تو کرو، اب ان کو زمزم کے موجودہ مقام پر فرشتہ نظر پڑا، اس نے اپنی ایڑی سے اس جگہ کو کھودا۔ یا بازو سے اشارہ کیا تو پانی جاری ہوگیا اور یہ اپنے ہاتھوں سے اس کے چاروں طرف باڑھ بنانے اور مشکیزہ میں پانی بھرنے لگیں لیکن پانی ان کے بھرنے کے بعد بھی برابر اُبلتا رہا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسمٰعیل کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اُسی حال پر چھوڑ دیتیں تو زمزم بہتا چشمہ ہوتا۔ پس اُنہوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچہ کو بھی پلایا۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ تم ضائع ہونے سے نہ ڈرو، یہ مقام بیت اللہ ہو اس کی تعمیر اس لڑکے اور اس کے باپ کے ہاتھوں انجام پائیگی، اور اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو ضائع نہیں کرتا۔ بیت اللہ کا حصہ زمین سے ٹیلہ کی طرح مرتفع تھا نالے آتے تھے تو اس کے داہنے بائیں گزر جاتے تھے۔ اسی زمانے میں جرہم

کی ایک جماعت یا ان کا ایک خاندان کدا رمکہ کے بالائی حصہ سے آتے ہوئے ان کے قریب سے گزرے اور مکہ کے زیریں حصہ میں فروکش ہوئے اُنھوں نے جو پرندا اُڑتے دیکھے تو کہنے لگے کہ یقیناً یہ پرند پانی پر منڈلا رہے ہیں ہم نے تو اس وادی میں کبھی پانی نہیں دیکھا چنانچہ اُنھوں نے ایک یا دو آدمی اس کی تلاش میں بھیجے وہ پانی پر آموجود ہوئے اور جا کر ان لوگوں کو مطلع کیا سب کے سب وہاں سے چل کھڑے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس موجود تھیں چنانچہ ان لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے نزدیک اُترنے کی ہم کو اجازت دیتی ہیں فرمانے لگیں ہاں لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہیں ہوگا کہنے لگے بہتر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ باہمی انس کو پسند فرماتی تھیں اس لیے اُن کو اجازت دینا مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ وہ لوگ یہاں فروکش ہوگئے اور باقی ماندہ اہلِ خاندان کے پاس آدمی روانہ کیے کہ وہ بھی یہاں آکر اتر گئے یہاں تک کہ جب وہاں

Marfat.com

بنی جرہم کے متعدد خاندان آباد ہو گئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بچہ سے جوان ہوئے اور اُن سے عربی زبان سیکھی تو حضرت اسمٰعیلؑ ان لوگوں کو بہت بھائے اور جوان ہونے پر بہت پسند آئے پس جب ذرا ہوشیار ہوئے تو ان لوگوں نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی سے آپ کی شادی کر دی اس اثناء میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں آپ کے نکاح کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کے لیے تشریف لائے مگر آپ کو نہ پایا آپ کی اہلیہ سے آپ کا حال دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ روزی کی تلاش میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گزران کی کیفیت اور گھر بار کی حالت دریافت کی وہ کہنے لگی ہم تکلیف میں ہیں، ہم تنگی اور سختی میں ہیں غرض اُس نے حضرت سے شکایت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام لوٹ کر آئے تو آپ کو کچھ محسوس ہوا دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا وہ (توہین آمیز انداز میں) کہنے لگی ہاں اس اس طرح ایک بڑے میاں آئے تھے اُنہوں نے آپ کے متعلق ہم سے دریافت کیا پس میں نے اُن کو آپ کی خبر دی اس پر اُنہوں نے ہماری گزران کے متعلق پوچھا میں نے اپنی تنگی اور سختی سے اُن کو مطلع کیا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ پھر اُنہوں نے کیا حکم دیا۔ جواب دیا کہ مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تم کو ان کا سلام پہنچا دوں اور وہ یہ بھی فرما گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالیے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد تھے مجھ کو یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں، اس لیے تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ چنانچہ آپ نے اُن کو طلاق دیدی اور اُن ہی لوگوں میں سے ایک دوسری عورت سے شادی کر لی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر تشریف لائے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پا کر ان کی اہلیہ کے پاس آئے

Marfat.com

اور ان سے آپ کے متعلق دریافت کیا وہ کہنے لگیں ہمارے لیے روزی کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں حضرت نے دریافت فرمایا تمہارا کیا حال ہے گزر بسر کی کیا صورت ہے کہنے لگیں خیریت ہے اچھی طرح گزر رہی ہے خدا کا شکر ہے آپ نے پوچھا کھانے کو کیا ملتا ہے جواب دیا گوشت آپ نے فرمایا اور پینے کو؟ کہنے لگیں پانی۔ آپ نے دعا کی اللھم بارک لھم فی اللحم والماء (اے اللہ ان کو گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان دنوں ان لوگوں کے پاس اناج نہیں تھا ورنہ اگر اناج ہوتا تو آپ اس کے لیے بھی دعا فرماتے۔ مکہ کے علاوہ جہاں کہیں ان دونوں پر کوئی شخص اکتفا کرتا ہے یہ موافق مزاج نہیں پڑتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے شوہر آئیں تو اُن کو سلام کہنا اور حکم دینا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ محفوظ رکھیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا کہنے لگیں ہاں اچھی شکل و ہیئت کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور اُن کی تعریف کی اُنہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق دریافت کیا میں نے اُن کو اطلاع دی۔ پوچھنے لگے گزران کس طرح ہے۔ میں نے عرض کیا ہم لوگ خوش و خرم ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا پھر اُنہوں نے تم کو کچھ حکم دیا جواب دیا ہاں آپ کو سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ محفوظ رکھنا۔ آپ نے فرمایا وہ میرے والد ماجد تھے اور تم چوکھٹ ہو مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے پاس سے جدا نہ کروں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام زمزم کے قریب اسی بڑے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تیر درست کر رہے تھے اُنہوں نے جو آپ کو آتے دیکھا کھڑے ہو گئے دونوں نے وہی طرز عمل اختیار کیا جو ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کے لیے اور ایک سعادتمند بیٹا اپنے باپ کے لیے کرتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسمٰعیل مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک حکم دیا ہے حضرت اسمٰعیل نے عرض کیا آپ تعمیل حکم کیجیے آپ نے فرمایا تم میری مدد کرو گے

Marfat.com

عرض کیا کرونگا۔ فرمایا مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ کی تعمیر کروں اور اس مرتفع حصۂ زمین کی طرف اشارہ کیا پھر دونوں نے مل کر بنیادیں کھڑی کیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تو پتھر ڈھوتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ عمارت بلند ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مقام کا پتھر لے کر آئے اب ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر فرمانے لگے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لا لا کر دیتے گئے اور یہ دعا دونوں کے ورد زبان تھی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اے ہمارے پروردگار ہمارا یہ عمل تیرے حضور قبول ہو بیشک تو ہی ہے دعاؤں کا سننے والا اور جاننے والا) غرض یہی دعا پڑھتے ہوئے دونوں مقدس باپ بیٹوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کر کے اس کا دورہ پورا کیا[1]۔ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ میں اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ وھذا الحدیث من کلام ابن عباس و موشح برفع بعضہ وفی بعضہ غرابۃ وکانہ مما تلقاہ ابن عباس عن الاسرائیلیات (یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے جس کا بعض حصہ کلام نبوی ہونے سے مزین ہے اور بعض حصہ میں غرابت ہے جو غالباً ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسرائیلیات سے لیا ہے[2]) صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ پر) جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو آپ اندر داخل ہونے سے باز رہے اور حکم دیا کہ ان کو مٹا دیا جائے چنانچہ تعمیل ارشاد ہوئی۔ آپ کی نظر جب ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی تصویروں پر پڑی کہ ازلام[3] (تقسیم کے لیے جوئے کے تیر) اُن کے ہاتھوں میں ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ کی ان پر مار ہو خدا کی قسم ان میں کسی نے بھی کبھی ان تیروں سے تقسیم نہیں چاہی۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے لیے اس دعا

[1] صحیح بخاری باب یزفون النسلان فی المشی [2] البدایۃ والنہایۃ ج ۱ ص ۱۵۶ طبع مصر ۱۳۴۸ھ
[3] ملاحظہ ہو "ازلام" [4] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا"

Marfat.com

سے تعوذ فرماتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے
باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) بھی اسی دعا سے
حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہما السلام کے لیے تعوذ
کرتے تھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ
شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (میں اللہ
کے کلماتِ کاملہ کے ذریعہ ہر شیطان اور تمام جانوران
گزندہ اور ہر نظرِ بد سے جو ضرر رساں ہو پناہ مانگتا ہوں)[1]
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا واقعہ قرآن مجید
میں سورۃ الصافات میں تفصیل سے مذکور ہے پ۱ ۱۵، ۱۶
پ۱۳/۱۷ پ۶/۳ پ۷/۱۶ پ۱۳/۱۸ پ۱۶/۷ پ۱۷/۹ پ۲۳/۳

اِسْمُهٗ - اس کا نام، اسم مضاف ہ ضمیر واحد مذکر
غائب مضاف الیہ پ۱/۱۴ پ۳/۱۳ پ۱۶/۴ پ۱۸/۱ پ۲۸/۹

اَسِنٍ - سخت بدبودار۔ اَسَنٌ سے جس کے معنی سخت
بدبودار ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد
مذکر پ۲۶/۹

اَسْوَءَ - سب سے برا۔ سُوْءٌ سے جس کے معنی برا
ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۴/۱۸، ۱۹

اَسْوَاق - بازاریں۔ سُوْقٌ کی جمع جس کے معنی
بازار کے ہیں پ۱۸/۱۶، ۱۷

اَسْوَدِ - کالا۔ سَوَادٌ سے جس کے معنی سیاہ ہونے کے
ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ۲/۷

اِسْوَدَّتْ - وہ سیاہ ہوئی اِسْوِدَادٌ سے جس کے معنی
سیاہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۴/۲

اَسْوِرَة - کنگن سِوَارٌ کی جمع۔ جس کے معنی کنگن اور
پہنچی کے ہیں پ۲۵/۱۱

اُسْوَةٌ - چال، ڈھنگ، نمونۂ عمل۔ اسم ہے۔ غیر کی پیروی
واتباع میں انسان جس چال پر ہوتا ہے اُس کا نام اسوۃ
ہے۔ خواہ وہ اچھی ہو یا بُری، منفعت پہنچانے والی
ہو یا ضرر رساں۔ پ۲۱/۱۹ پ۲۸/۷

اٰسٰی - میں افسوس کروں (سَمِعَ) اَسًی سے جس کے
معنی سخت غمگیں ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم۔ اٰسٰی اصل میں ءَاَسٰی تھا دوسری ہمزہ الف
سے بدل گئی پ۹/۱

اَسِیْرًا - قیدی۔ اُسَارٰی اور اَسْرٰی جمع پ۲۹/۱۹

اِسْئَلْ - تو سوال کر۔ پوچھ لے (فَتَحَ) سَوَالٌ سے
جس کے معنی مانگنے یا دریافت کرنے کے آتے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی۔

Marfat.com

امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱/۱۵ پ ۱۳/۱۴ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۸/۶ پ ۱۹/۳ پ ۲۵/۱۰

اَسْئَلُكَ - میں تجھ سے پوچھوں، دریافت کروں اَسْئَلُ سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم لَكَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۲/۴

اَسْئَلُكُمْ - میں تم سے مانگتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ۱۲/۱۶ پ ۳/۵ و ۱۹/۳ و ۱ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ پ ۲۳/۱۴ پ ۲۵/۴

اِسْئَلُوْا - تم مانگو، تم پوچھو، سُؤَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۲ پ ۱۴/۱۲ پ ۱۷/۱ پ ۲۸/۸

اِسْئَلُوْهُمْ - ان سے پوچھو، ان سے دریافت کرو اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۷/۵

اِسْئَلُوْهُنَّ، اُن عورتوں سے مانگو، ان سے پوچھو اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ ۲۲/۴

اِسْئَلْهُ - تو اُس سے پوچھ، اِسْئَلْ صیغہ امر، هُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲/۲

اِسْئَلْهُمْ - تو ان سے پوچھ۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۹/۱۱

فصل الشین المعجمہ

اَشَاءُ - میں چاہوں (فتحہ) مَشِيْئَةٌ سے جس کے معنی چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۹/۹

اَشَارَتْ - اس نے اشارہ کیا۔ ہاتھ سے تبلایا۔ اِشَارَةٌ سے جس کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۶/۵

اَشْتَاتًا - جدا جدا۔ طرح طرح۔ شَتٌّ اور شَتَاتٌ کی جمع جس کے معنی پراگندہ اور متفرق کے ہیں پ ۱۸/۱۴ پ ۳۰/۲۴

اِشْتَدَّتْ - وہ سخت ہوگئی۔ اِشْتِدَادٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۳/۱۵

اِشْتَرَوْا - اُنہوں نے مول لیا۔ اُنہوں نے بیچا۔ اِشْتِرَاءٌ سے جس کے معنی بیچنے اور خریدنے دونوں کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱/۱۰ و ۱۱ و ۱۲ پ ۲/۵ پ ۴/۹ و ۱۰ پ ۱/۸

اِشْتَرٰى - اس نے خریدا۔ اِشْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۱/۳

اِشْتَرٰىهُ - اس نے اس کو خرید کیا۔ اس میں هُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۲ پ ۱۲/۱۳

اِشْتَعَلَ - شعلہ نکلا۔ اس نے آگ پکڑی۔ اِشْتِعَالٌ

Marfat.com

سے جس کے معنی شعلہ بھڑکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، یہاں مجازاً بڑھاپے سے سر سفید ہونا مُراد ہے ب ۱۶/۴

اِشْتَمَلَتْ - وہ مشتمل ہو۔ اِشْتِمَالٌ سے جس کے معنی مشتمل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ب ۸/۴

اِشْتَهَتْ - اس نے خواہش کی۔ اس نے رغبت کی اِشْتِهَاءٌ سے جس کے معنی خواہش کرنے اور رغبت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ب ۱۷/۷

اَشِحَّةً - حریص لوگ۔ کسی چیز پر ٹوٹ پڑنے والے شَحِیْحٌ کی جمع جس کے معنی حریص کے ہیں ب ۲۱/۱۸

اَشَدُّ - نہایت سخت۔ شِدَّۃٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ب ۱/۹و۱۰

ب ۲/۴و۸و۹ ب ۵/۶و۸ ب ۶/۱۵ ب ۱۰/۱۵و۱۷ ب ۱۱/۱ ب ۱۶/۸و۱۲و۱۶ ب ۲۰/۱۱

ب ۲۱/۴ ب ۲۲/۱۷ ب ۲۳/۵ ب ۲۴/۸و۱۰و۱۲و۱۶ ب ۲۵/۷ ب ۲۶/۶و۱۷ ب ۲۸/۵

ب ۲۹/۱۳ ب ۳۰/۴

اَشِدَّآءُ - زور آور۔ شَدِیْدٌ کی جمع جس کے معنی سخت، قوی اور زور آور کے ہیں ب ۲۶/۱۲

اُشْدُدْ - تو سخت کر دے۔ تو مضبوط کر (نَصَرَ، ضَرَبَ) شَدٌّ سے جس کے معنی قوی اور مضبوط کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب ۱۱/۴ ب ۱۶/۱۰

اَشُدَّکُمْ - تمہارا زورِ جوانی، تمہارا پورا زور۔ اَشُدَّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اشد کے معنی ہیں قوت عقل و تمیز کا مکمل ہونا یہ واحد ہے یا جمع، اس بارے میں علماءِ لغت کے پانچ قول ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ آنُک کی طرح لفظاً اور معناً واحد ہے مگر جمع کے وزن پر آیا ہے اور ان دونوں لفظوں کی اس خصوصیت میں کوئی اور نظیر نہیں ابن الانباری وغیرہ کا یہی خیال ہے[1] لیکن علامہ ابوحیان اندلسی نے سورۂ انعام کی تفسیر میں تصریح کی ہے کہ یہ رائے اس لیے ٹھیک نہیں کہ مفردات میں کوئی لفظ جو باعتبار وضع اَفْعُلٌ کے وزن پر ہو موجود نہیں[2]

---

[1] ابوحیان نے ابن الانباری کا مختار یہی بیان کیا ہے لیکن علامہ محمود آلوسی کا بیان ہے کہ ابن الانبار نے اس کو شَدٌّ (بالضم) کی جمع بتایا ہے۔ جیسے وُدٌّ اور اَوُدٌّ ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۸ ص ۴۸ طبع مصر

[2] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۳ طبع مصر سنہ ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

علامہ زمخشری سورۂ حج کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ یہ اُن الفاظ جمع میں سے ہے جن کے لیے واحد کا استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے اَسِدَّۃٌ، قُتُودٌ، اَباطِیلُ وغیرہ گویا متعدد اشیاء میں شدت اور قوت کا پایا جانا مراد ہے اس بنا پر بلفظ جمع اس کا استعمال کیا گیا[1] مگر علامہ موصوف نے جو الفاظ بطورِ مثال پیش کیے ہیں ان سب کا واحد مستعمل ہے چنانچہ اَسِدَّۃ کا سَدٌّ قُتُودٌ کا قَتَدٌ اور اَباطِیلُ کا واحد بَاطِلٌ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے ان الفاظ کی بجائے اگر اَبابیلَ عَبادِیدَ، مَذَاکِیر وغیرہ کو بطورِ مثال پیش کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے بعض علماء اس کو شَدٌّ کی جمع بتلاتے ہیں جس کے معنی تقویت اور ارتفاع کے ہیں جیسے کَلْبٌ سے اَکْلُبٌ بعض شِدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جیسے ذِئبٌ سے اَذْؤُبٌ علامہ مجد الدین فیروز آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں کہ یہ دونوں جمعیں سُنی نہیں گئیں بلکہ صرف قیاس ہی قیاس ہے۔

سیبویہ جو لغت و عربیت کے امام ہیں اس کا واحد شِدَّۃٌ بیان کرتے ہیں۔ امام جوہری نے تصریح کی ہے کہ معنی کے اعتبار سے تو یہ درست ہے لیکن فِعلَۃٌ کی جمع اَفعُلٌ کے وزن پر آتی نہیں۔ مجد الدین[2] فیروز آبادی بھی اس بارے میں اُن کے ہمزبان ہیں۔ لیکن ان کا اعتراض سیبویہ پر صحیح نہیں کیونکہ نِعمَۃٌ کی جمع اَنْعُمٌ موجود ہے۔

جس طرح اَشُدٌّ کی لفظی تحقیق میں اختلاف ہے۔ اسی طرح ائمہ میں اس کے زمانہ کے تعین میں بھی اختلاف ہے کہ کس وقت انسان اس حالت پر پہنچتا ہے چونکہ اس زمانہ کے تعین کی بنیاد محض اجتہادِ رائے اور ظنِ غالب پر ہے اس لیے اس میں اختلاف ہونا لازمی تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی مدت پچاس سال ہے اکابر تابعین میں سے عکرمہ کا بھی یہی قول ہے[3] بعض علماء کے نزدیک اس کی ابتداء بلوغ سے شروع ہو جاتی ہے۔ بعض اٹھارہ سال بعض تیس بعض پینتیس ۳۵ بعض چالیس سال پر اس کی ابتداء بتاتے ہیں۔ قاموس میں اس کا زمانہ اٹھارہ

---

[1] تفسیر کشاف ج ۳ ص ۲۶ طبع مصر ۱۳۵۴ھ

[2] تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۶۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[3] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۲۔

Marfat.com

سال سے لیکر تیس سال کا بتایا ہے لیکن بقول زمخشری
اس کی انتہائی مدت باسٹھ سال تک بیان کی گئی ہے[1]
آیۂ شریفہ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ
سَنَۃً یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ
گیا چالیس برس کو، سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا زمانہ
تیس سال پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ چالیس سال کے
بعد تک باقی رہتا ہے - پ۸ پ۲۶/۱۲

اَشُدَّہٗ - اس کی قوت، اور عقل و تمیز کا مکمل ہونا
اَشُدَّ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ
پ۸ پ۱۲/۱۳ پ۱۵ پ۲۰/۵ پ۲۶/۲

اَشُدَّھُمَا - ان دونوں کا زور آور ہونا اور عقل و
تمیز کا مکمل ہونا - اَشُدَّ مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر
غائب، مضاف الیہ پ۱۶/۱

اَشِرٌ - بڑائی مارنے والا - بہت زیادہ اترانے والا -
اَشَرٌ سے جس کے معنی بہت زیادہ اترانے اور بڑائی
مارنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ۲۷

اَشْرَارٌ - برے لوگ، شَرِیْرٌ کی جمع جس کے معنی
شرارت کرنے والے کے ہیں پ۲۳/۱۳

اَشْرَاطُھَا - اس کی نشانیاں - اَشْرَاطٌ شَرَطٌ کی
جمع، شرط علامت اور نشانی کو بھی کہتے ہیں اَشْرَاطُ
مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲۶

اِشْرَاقِ - صبح اِشْرَاقٌ کے اصل معنی تو روشن ہونے
کے ہیں - یہاں صبح کا وقت مراد ہے پ۲۳/۱۱

اِشْرَبُوْا - تم پیو (سَمِعَ) شُرْبٌ سے جس کے معنی
پینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۸
پ۲۷/۳ پ۲۹/۲۲و۵

اُشْرِبُوْا - ان کو پلایا گیا - اِشْرَابٌ سے جس کے معنی
پلانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱/۱۱

اِشْرَبِیْ - تو پی - شُرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث
حاضر پ۱۶/۵

اِشْرَحْ - کشادہ کر، تو کھول دے - (فَتَحَ) شَرْحٌ
سے جس کے معنی کھلنے، کھولنے اور پھیلنے کے ہیں امر
کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

اَشْرَقَتْ - وہ چمک اٹھی - اِشْرَاقٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اشراق) پ۲۴

اَشْرَكَ - اس نے شرک نکالا - اس نے شرک کیا -

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۴۸ -

Marfat.com

اِشْرَاکٌ سے جس کے معنی شریک بنانے اور شریک کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ شرک کی دو قسمیں ہیں ایک شرکِ عظیم یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک ٹھہرانا۔ اور یہ بہت بڑا کفر ہے۔ دوسرے شرکِ صغیر یعنی بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کی رعایت کرنا جیسے ریا وغیرہ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شِرْکٌ) پ 9/12

اُشْرِکُ۔ میں شرک کروں۔ شریک بناؤں اِشْرَاکٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ 13/11 پ 15/17 پ 22/10 پ 29/12

اَشْرَکْتَ۔ تونے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ 23/7

اَشْرَکْتُمْ۔ تم نے شرک کیا۔ تم نے شریک بنایا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ 13/15

اَشْرَکْتُمُوْنِ۔ تم نے مجھے شریک بنایا۔ اس میں ن وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم کی محذوف ہے پ 13/14

اَشْرَکْنَا۔ ہم نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ 8/5

اَشْرَکُوْا۔ انہوں نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ 7/11 پ 14/10، 7 پ 6/15 پ 7/9، 16، 19

پ 8/5 پ 11/9، 18 پ 14/11 پ 17/9

اَشْرِکْہُ۔ اس کو شریک کر۔ اَشْرِکْ اِشْرَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ 16/11

اَشْعَارِهَا۔ ان کے بال۔ اَشْعَار۔ شَعْرٌ کی جمع جس کے معنی بال کے ہیں اَشْعَارِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ 14/17

اَشْفَقْتُمْ۔ تم ڈر گئے۔ اِشْفَاقٌ سے جو اصل میں اس توجہ کو کہتے ہیں جس میں ڈر موجود ہو، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ آیتِ شریفہ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقٰتٍ (کیا تم سرگوشی کے پہلے خیرات کرنے سے ڈر گئے) میں پہلی ہمزہ استفہام تقریری کے لیے ہے پ 28/2

اَشْفَقْنَ۔ وہ ڈر گئیں۔ اِشْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ 22/6

اَشَقُّ۔ بہت ہی سخت۔ شَقٌّ سے جس کے معنی مشقت اور سختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ 13/1

اَشُقُّ۔ میں تکلیف دوں۔ میں مشقت میں ڈالوں (نَصَرَ) شَقٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ 20/6

اَشْقٰی۔ بڑا بدبخت۔ بڑا بدقسمت شَقَاوَۃٌ سے

جس کے معنی بدبختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۳۰ ،۱۷ و ۱۲

اَشۡقٰھَا - اس کا بڑا بدبخت، اَشقٰی مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ، یہاں قومِ ثمود کے اُس بڑے بدبخت کا تذکرہ ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ قدار بروزن غلام اس کے معنی اصل میں اونٹ ذبح کرنے والے کے ہیں۔ اہل عرب میں یہ نحوست میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے فلان اشأم من قدار (یعنی فلاں شخص قدار سے بھی زیادہ منحوس ہے)۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اثنا خطبہ میں اس ناقہ اور اس کی کونچ کاٹنے والے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بے مثل سخت خبیث اور مفسد اور جو اپنی قوم میں صاحبِ شوکت وقوت تھا جیسے ابو زمعہ ہے وہ اُس ناقہ کا خاتمہ کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا[۱] امام احمد، ابن ابی حاتم، بغوی، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم نیز ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہیں اشقی الناس (سب سے زیادہ بدبخت شخص) کو نہ بیان کروں۔ حضرت علی رضؓ نے عرض کیا ضرور۔ فرمایا دو شخص ہیں ایک قومِ ثمود کا سُرخ رنگ کا انسان جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹیں، دوسرا وہ جو تمہارے سر پر ضرب لگائیگا کہ اُس سے تمہاری داڑھی تر ہو جائیگی[۲]۔ مگر اس روایت کے ایک راوی محمد بن خثیم المحاربی کو امام بخاری ضعفاء میں شمار کرتے ہیں علاوہ ازیں اس کے راویوں کا آپس میں سماع بھی ثابت نہیں ہوتا[۳]۔ پ ۳۰ ع ۱۶

اَشۡکُرُ - میں شکر کروں (نصر) شکرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ شکر کے معنی ہیں نعمت کو یاد رکھنا اور اس کا اظہار کرنا۔ کفر کی ضد ہے جس کے معنی نعمت کو بھولنے اور اُس کو چھپانے کے ہیں۔ شکر کی تین قسمیں ہیں۔ شکرِ قلب یعنی دل میں نعمت کا دھیان رکھنا

---

۱ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحا۔
۲ تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۳۸ طبع مصر ۱۳۴۸ھ ۳ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

شکرِ لسان یعنی زبان سے نعمت دینے والے کی ثنا کرنا،
بقیہ تمام اعضا، وجوارح کا شکر یعنی بقدر استحقاق
نعمت کی مکافات کرنا۔ ءَاَشْکُرُ میں ہمزہ اولیٰ
استفہام تقریری کے لیے ہے ۱۹/۱۸،۱۷ ، ۲۶/۲

اُشْکُرْ۔ تو حق مان۔ شکر کر۔ شُکْرٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ ۲۱/۱۱

اُشْکُرُوْا۔ تم شکر کرو احسان مانو، شکر سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۵،۲ ، ۱۴/۲۱ ، ۲۰/۲۹ ، ۲۲/۸

اَشْکُوْ۔ میں کھولتا ہوں۔ شَکْوٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم۔ شَکْوٌ کے معنی اضطراب اور غم کے اظہار
اور بیان کرنے کے ہیں۔ اصل میں شَکْوَۃٌ (چھوٹا
سا مشکیزہ) کے کھولنے کو شَکْوٌ کہتے ہیں، پھر بطور
استعارہ اظہار غم والم میں استعمال ہونے لگا۔ ۱۳/۴

اِشْمَاَزَّتْ۔ وہ رک گئی۔ اُس نے نفرت کی اِشْمِئْزَازٌ
سے جس کے معنی ہیں غم وغصہ سے اس طرح بھر جانا کہ
چہرے سے رکاوٹ اور نفرت کا اظہار ہونے لگے۔ ماضی
کا صیغہ واحد مونث غائب۔ ۲۴/۳

اَشْهَادٌ۔ گواہی دینے والے، گواہ، یہ یا تو شَاهِدٌ
کی جمع ہے جیسے صَاحِبٌ کی اَصْحَابٌ یا شَهِيْدٌ
کی۔ جیسے شَرِيْفٌ کی اَشْرَافٌ ۲۴/۳ ، ۲۴/۱۱

اُشْهِدُ۔ میں گواہ کرتا ہوں۔ اِشْهَادٌ سے جس کے
معنی گواہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۲/۵

اَشْهَدُ۔ میں گواہی دونگا (سَمِعَ، کَرُمَ) شَهَادَةٌ
سے جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔ ۷/۸

اِشْهَدْ۔ تو گواہ رہ۔ شَهَادَةٌ سے امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر ۳/۱۳،۵ ، ۷/۵

اَشْهَدْتُّهُمْ۔ میں نے اُن کو شاہد بنایا، میں نے
اُن کو دکھلایا۔ اَشْهَدْتُ اِشْهَادٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد متکلم اور هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۵/۱۹

اَشْهِدُوْا۔ گواہ کرلیا کرو، گواہ کرلو۔ اِشْهَادٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ۳/۷ ، ۴/۱۲ ، ۲۸/۱۷

اِشْهَدُوْا۔ تم گواہ رہو۔ شَهَادَةٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۳/۱۷،۱۵

اَشْهَدَهُمْ۔ ان سے اقرار کرایا، ان کو گواہ بنایا۔
اَشْهَدَ اِشْهَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۹/۱۲

اَشْهُرٌ۔ جیسے شَهْرٌ کی جمع جس کے معنی مہینہ کے

Marfat.com

ہیں۔ پ ۲/۹،۱۲،۱۴ پ ۱۰/۷ پ ۲۵/۱۷

اَشْیَآءَ۔ باتیں۔ شَیْءٌ کی جمع جس کے معنی ہر اس چیز کے ہیں جو جانی جاسکے اور اس کے متعلق خبر دی جاسکے۔ پ ۵/۴

اَشْیَآءَ ھُمْ۔ ان کی چیزیں۔ اَشْیَآءَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸/۱۸ پ ۱۲/۸ پ ۱۹/۱۴

اَشْیَاعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ والے۔ تمہارے طریقے والے۔ اَشْیَاعٌ شِیْعَۃٌ کی جمع جس کے معنی متبعین اور انصار کے ہیں اشیاع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۷/۱۰

اَشْیَاعِھِمْ۔ ان کے طریقے والے۔ ان کے ساتھی اَشْیَاعُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۲/۱۲

فصل الصاد المھملۃ

اَصَابَ۔ وہ پہنچا۔ وہ آپڑا۔ اُس نے پالیا۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۲/۸ پ ۱۱/۸ پ ۲۳/۱۲ پ ۲۷/۱۹ پ ۲۸/۱۶

اَصَابَتْ۔ وہ جالگی۔ اِصَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۳/۴

اَصَابَتْکُمْ۔ وہ تم کو پہنچی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۴/۸ پ ۵/۷ پ ۷/۴

اَصَابَتْہُ۔ اس کو پہنچ گئی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۹

اَصَابَتْھُمْ۔ اُن کو پہنچی۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲/۳ پ ۵/۶

اَصَابِعَھُمْ۔ اُن کی انگلیاں۔ اِصْبَعٌ کی جمع جس کے معنی انگلی کے ہیں۔ اَصَابِعَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۲ پ ۲۹/۹

اَصَابَکَ۔ تجھ کو پہنچا۔ اَصَابَ صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۵/۸ پ ۲۱/۱۱

اَصَابَکُمْ۔ تم کو پیش آیا۔ تم کو پہنچا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ۴/۶،۸ پ ۵/۷ پ ۲۵/۵

اَصَابَہٗ۔ اُس کو پہنچا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۳/۴ پ ۱/۹

اَصَابَھَا۔ اُس پر آپڑا۔ اس پر پہنچا۔ اُس کو آلیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ ۳/۴

اَصَابَھُمْ۔ ان کو پہنچا، ان پر پڑا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۴/۶،۹ پ ۱۲/۷ پ ۱۴/۱۰ پ ۱۷/۱۲ پ ۲۴/۲ پ ۲۵/۵

اَصَالِ۔ شام، شام کے وقت۔ زجاج، اخفش، جوہری، مجالدین فیروز آبادی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ اَصِیْلٌ

کی جمع ہے۔ فراء، ازہری، ابوبکر سجستانی کے خیال میں یہ
اُصُلٌ کی اور اُصُلٌ اَصِیْلٌ کی جمع ہے۔ اَصِیْلٌ کے
متعلق جوہری کا بیان ہے کہ عصر کے بعد سے لے کر
مغرب کے وقت تک کو کہتے ہیں پس اس اعتبار سے
یہ جمع الجمع ہے نہ کہ جمع قلت۔ اور ازہری نے تصریح
کی ہے کہ یہ اَصِیْلٌ کی جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ فَعِیْلٌ
کی جمع اَفْعَالٌ کے وزن پر نہیں آتی لیکن یہ صحیح
نہیں کیونکہ یَمِیْنٌ کی جمع اَیْمَانٌ موجود ہے۔ علامہ
ابوحیان اندلسی تفسیر البحر المحیط میں سورۂ اعراف میں
لکھتے ہیں کہ اٰصَالٌ کے متعلق اس دعوے کی کوئی
ضرورت نہیں کہ جمع الجمع ہے کیونکہ اُصُلٌ کو
اَصِیْلٌ کی جمع ہو سکتی ہے جیسے کَثِیْبٌ کی جمع کُثُبٌ
مگر ثابت یہی ہے کہ اُصُلٌ مفرد ہے۔ ان کے خیال
میں اٰصَالٌ یا تو اُصُلٌ کی جمع ہے جس کے معنی
شام کے وقت کے ہیں جیسے عُنُقٌ اور اَعْنَاقٌ۔
(علامہ زمخشری نے بھی کشاف میں سورۂ نور کی تفسیر
میں یہی خیال ظاہر کیا ہے) یا "اَصِیْلٌ" کی جمع ہے جیسے
یَمِیْنٌ اور اَیْمَانٌ۔ پ۹ع۱۴، پ۱۳ع۸، پ۱۵ع۱۱

اَصْبُ - میں مائل ہو جاؤں گا۔ (نَصَرَ) صَبْوَۃٌ سے
جس کے معنی مائل ہونے اور مشتاق ہونے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَصْبُ اصل میں اَصْبُوُ
تھا و عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ پ۱۲ع۱۴

اِصْبَاحٌ صبح کی روشنی۔ اصل میں مصدر ہے بروزن
اِفْعَالٌ جس کے معنی صبح کرنے کے آتے ہیں اور
صبح کا نام بھی ہے یہاں نام ہی مراد ہے پ۷ع۱۸

اَصَبْتُمْ - تم پہنچ چکے۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی
پہنچنے یا لینے۔ اور پہنچا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ پ۴ع۸

اَصْبَحَ - لگا۔ ہو گیا۔ اس نے صبح کی۔ اس کو صبح
ہوئی۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے جس
کے معنی صبح کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب پ۶ع۹ پ۱۵ع۱۷و۱۸ پ۲۰ع۴و۵و۱۱ پ۲۹ع۲

اَصْبَحَتْ - وہ ہو گئی۔ اس نے صبح کی۔ افعال ناقصہ
میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث

---

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ قاموس، البحر المحیط ج ۴ ص ۴۳۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ روح المعانی ج ۹ ص ۱۳۷ طبع مصر۔ نزہۃ القلوب فی غریب القرآن للسجستانی ج ۱ ص ۱۴ طبع مصر برحاشیہ تبصیر الرحمٰن للمہایمی۔ تفسیر کشاف ج ۳ ص ۸۰ طبع مصر ۱۳۵۴ھ۔

Marfat.com

غائب پ ۲۹/۳

اَصْبَحْتُم۔ تم ہوگئے، تم نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴/۲ پ ۲۲/۱۷

اَصْبَحُوا۔ وہ ہوگئے۔ انہوں نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶/۱۲ پ ۷/۴ پ ۸/۱۴ پ ۹/۱ پ ۱۲/۶و۸ پ ۱۹/۱۲ پ ۲۰/۱۶ پ ۲۶/۳ پ ۲۸/۱۰

اِصْبِرْ۔ تو صبر کر۔ استقلال سے رہ اپنے آپ کو روکے رکھو (ضَرَبَ) صَبْرٌ سے جس کے معنی نفس کو عقل و شرع کے مطابق روکے رکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱/۶ پ ۱۲/۴و۱۰ پ ۱۴/۲۲ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۶/۱۴ پ ۲۱/۹و۱۱ پ ۲۳/۱۱ پ ۲۴/۱۱و۱۲ پ ۲۶/۴و۱۷ پ ۲۷/۴ پ ۲۹/۴، ۷و۱۳، ۱۵، ۲۰

اِصْبِرُوا۔ تم صبر کرو۔ صَبْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴/۱۱ پ ۸/۱۸ پ ۹/۵ پ ۱۰/۲ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۷/۳

اَصْبَرَهُمْ۔ وہ کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔ آیت میں فَمَا اَصْبَرَهُمْ ہے جو افعالِ تعجب میں سے ہے۔ پ ۲/۵

اَصَبْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آلیا۔ اَصَبْنَا اِصَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۹/۳

اَصْحٰبٌ۔ ساتھی۔ رفیق۔ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی ساتھی اور کبھی مالک کے بھی آتے ہیں پ ۱۷/۱۵

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ کھائیاں کھودنے والے اصحاب الاخدود (کھائیوں والوں) سے خدا کے وہ دشمن مراد ہیں جنہوں نے گڑھوں اور کھائیوں میں آگ دہکا کر اللہ کے پرستاروں کو نذرِ آتش کیا تھا۔ تاریخِ عالم میں اس قسم کے واقعات بارہا رونما ہو چکے ہیں۔ اسی بنا پر اصحاب الاخدود کی تعیین میں مفسرین و اربابِ تاریخ نے مختلف واقعات نقل کیے ہیں قدما میں عبدالرحمٰن بن جبیر۔ سدی اور مقاتل بھی اس سلسلہ میں تعدد واقعات ہی کے قائل ہیں[1]۔ متاخرین میں ملا عصام الدین نے تصریح کی ہے کہ لعل جمیع ما روی فی ذٰلك واقع والقراٰن شامل له (غالباً اس سلسلہ میں جتنے واقعات بیان کیے گئے وہ سب واقع ہوئے۔ اور قرآنِ عظیم میں (اصحاب الاخدود کے الفاظ) ان سب پر مشتمل ہیں[2]) لیکن عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید۔ مسلم

---

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۱۹۹ طبع مصر ۱۳۰۱ھ برحاشیہ فتح البیان [2] روح المعانی محمود آلوسی ج ۳۰ ص ۹۸ طبع مصر

نسائی، ترمذی اور طبرانی نے جو روایت اس سلسلہ میں الفاظ کے معمولی تغیر اور خفیف سی کمی بیشی کے ساتھ حضرت صہیب سے مرفوعاً نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ اگلے وقتوں میں ایک کافر بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا جب جادوگر کا آخری وقت ہوا تو اُس نے بادشاہ سے کہا کہ اگر کوئی ہوشیار اور ہونہار لڑکا میرے سپرد کیا جائے تو اچھا ہو کہ میں اس کو اپنا علم سکھلا دوں چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکا اس کام کے لیے اس کے پاس بھیجا۔ راستہ میں ایک راہب رہتا تھا لڑکا اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سُن کر پسند کرتا۔ اسی زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر یا اژدہے) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ آج معلوم ہو جائیگا کہ راہب افضل ہے یا جادوگر۔ چنانچہ اُس نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر دعا کی کہ یا اللہ اگر بجائے جادوگر کے راہب کا دین تجھے پسند ہو تو اس جانور کا کام تمام کر دے تاکہ لوگ اپنا اپنا راستہ لیں یہ کہہ کر پتھر پھینکا، خدا نے اُس جانور کا کام تمام کر دیا اور سب لوگ اپنے اپنے راستے چل نکلے۔ لڑکے نے سارا واقعہ راہب سے کہہ سنایا۔ راہب نے سُن کر کہا، بیٹا اب تم مجھ سے بھی افضل ہو گئے تمہارا معاملہ اس درجہ پہنچ گیا ہے میرا خیال ہے کہ اب اللہ تعالیٰ تم کو ابتلا اور آزمائش میں ڈالیگا۔ اب لڑکے کی دعا سے نابینا کوڑھی اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین نابینا تھا اُس نے جو سُنا تو بہت سے تحفہ تحائف لیکر لڑکے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے تو یہ سب تیرا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا۔ شفا دینے والا تو اللہ ہے اگر تو ایمان لے آئے تو میں اللہ سے دعا کروں وہ تجھے شفا دیدے چنانچہ وہ ایمان لے آیا اور اُسے شفا ہو گئی۔ وہ جب بادشاہ کے پاس آکر بیٹھا تو اُس نے دریافت کیا کہ تجھے دوبارہ بینائی کس نے دی۔ اُس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ کہنے لگا کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اُس نے جواب دیا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ اس پر وہ بہت برہم ہوا اور اس شخص کو گرفتار کر کے طرح طرح کی اذیتیں دینے لگا۔ آخر کار اس نے لڑکے کا پتہ دیا چنانچہ لڑکا لایا گیا۔ بادشاہ اس سے کہنے لگا

کہ اب تو تیرا جادو اس درجہ چلنے لگا کہ اس سے کوڑھی اور نابینا تک اچھے ہونے لگے، لڑکے نے جواب میں کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اللہ شفا دیتا ہے، اس پر اُس نے لڑکے کو بھی پکڑ کے ستانا شروع کیا۔ اس نے راہب کا واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر راہب طلب کیا گیا۔ بادشاہ نے راہب سے کہا کہ تو اپنا مذہب چھوڑ دے راہب کے انکار پر بادشاہ نے اس کو آرہ سے چروا دیا، اور یہی حال اپنے اس ہم نشین کا کیا۔ اب لڑکے کی باری آئی اور جب اُس نے بھی مذہب کے چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو کسی اونچے پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے مگر خدا کی قدرت جو لوگ اس کو لے کر گئے تھے سب پہاڑ سے گر کر ہلاک ہوئے اور لڑکا صحیح و سالم بچ کر نکل آیا پھر بادشاہ نے اُس کو دریا میں ڈبونے کا حکم دیا وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور جو لے کر گئے تھے وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتاتا ہوں تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اُن کے سامنے مجھے سولی پر لٹکا اور یہ لفظ کہہ کر مجھ پر تیر چلا بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَامِ (اس اللہ کے نام پر جو لڑکے کا رب ہے) چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا، تیر لڑکے کی کنپٹی پر بیٹھا لڑکے نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ لوگوں نے جو یہ دیکھا تو بیساختہ پکار اُٹھے اٰمنا برب الغلام اٰمنا برب الغلام (ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے) مصاحبوں نے بادشاہ کے کان بھرے کہ لیجیے جس کا آپ کو کھٹکا تھا وہی ہوا، اب تو سب ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے برافروختہ ہو کر سر راہ خندقیں کھدوائیں اور اُن کو آگ سے دہکا کر اعلان کیا کہ جو شخص دین اسلام سے نہ پھریگا اُس کو ان خندقوں میں جھونک دیا جائیگا مومنین نے اس حکم کے ماننے سے صاف انکار کر دیا اور اس بدبخت بادشاہ نے ان نیک بختوں کو آگ میں جھونک دیا۔ ایک ایماندار عورت جس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا جب لائی گئی تو آگ میں گرتے دیکھ کر ذرا گھبرائی مگر بچہ نے فوراً خدا کے حکم سے آواز بلند کی کہ اماں جان صبر کر تو حق پر ہے

ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نجران میں ایک ویرانے کو ایک شخص نے کسی ضرورت

Marfat.com

سے کھودا تو اس لڑکے کی لاش کو اس حال میں پایا کہ ہاتھ اُسی طرح کنپٹی پر رکھا تھا، جب ہاتھ وہاں سے ہٹایا جاتا تو خون بہہ نکلتا اور جب چھوڑ دیا جاتا تو اسی زخم پر جا کر ٹک جاتا[۱] (ملاحظہ ہو لفظ أُخْدُودٍ) پ ۳۰

أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ - اعراف والے - اصحابِ اعراف کون ہیں؟ ان کے متعلق مفسرین میں اختلاف ہے۔ قرطبی وغیرہ نے اس بارے میں بارہ اقوال نقل کئے ہیں ان اقوال کی قدرِ مشترک کے اعتبار سے تین قسمیں قرار دی جاسکتی ہیں۔

(۱) اصحابِ اعراف سے خدا کے بعض ممتاز اور برگزیدہ بندے مراد ہیں، اس خیال کے مویدین کے بھی مختلف اقوال ہیں (۱) امام ابن جریر طبری نے بسند صحیح مشہور تابعی ابو مجلز سے روایت کی ہے کہ یہ فرشتے ہیں جو اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کو پہچانتے ہیں حافظ ابنِ کثیر نے تفسیر سورۂ اعراف میں ان کے اس قول کو غریب اور قرآن مجید کے ظاہر سیاق کے خلاف بتلایا ہے[۲]۔ اور اس کی غرابت کی وجہ صاف ظاہر بھی ہے کہ علاوہ جمہور کی رائے کی مخالف ہونے کے قرآنِ مجید میں اصحاب اعراف کے لیے رجال کا لفظ مستعمل ہوا ہے ارشاد ہے وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ (اور اعراف کے اوپر مرد ہونگے کہ پہچان لینگے ہر ایک کو اس کی نشانی سے) اور فرشتوں کو نہ مرد کہا جاتا ہے نہ عورت مشہور معتزلی علامہ ابو مسلم اصفہانی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ وہ اس وقت مردوں کی صورت میں ہونگے اس لیے قرآن مجید نے ان کو رجال (مرد) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے[۳] لیکن جواب تکلف سے خالی نہیں۔ (۲) زجاج کا خیال ہے کہ ان سے مراد انبیاء ہیں[۴]۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اظہارِ شرف و علوِ مرتبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو تمام اہلِ قیامت سے ممتاز کرنے کے لیے ایسے بلند مقام پر متمکن فرمائیگا جہاں سے وہ تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ملاحظہ کرسکینگے اور ان کے حالات

---

[۱] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰۴ و ۴۰۵ طبع مصر و روح المعانی ج ۳ ص ۸۸۔ [۲] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ طبع مصر ۱۳۷۱ھ [۳] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸ [۴] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸

اور عذاب و ثواب کی کیفیت اور مقدار کو بخوبی دیکھ سکینگے۔ (۳) زہری کا بیان ہے کہ یہ ہر امت کے وہ نیک لوگ ہیں جو قیامت کے روز لوگوں کے متعلق شہادت دینگے۔ نحاس[۱] نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[۲] (۴) علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب اعراف حضرت عباس، حمزہ، علی، جعفر ذوالجناحین رضی اللہ عنہم ہیں یہ پل صراط پر ایک مقام پر بیٹھے ہونگے اور اپنے سے محبت رکھنے والوں کو ان کے چہروں کی درخشندگی اور بغض رکھنے والوں کو ان کی روسیاہی کی بنا پر شناخت کرینگے۔ علامہ رشید رضا تفسیر المنار میں روح المعانی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ولو نرہ فی شیء من کتب التفسیر الماثور والظاهر انہ نقلہ عن تفاسیر الشیعۃ (ہم نے اس روایت کو تفسیر ماثور کی کسی کتاب میں نہیں پایا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آلوسی نے اس کو تفاسیر شیعہ سے نقل کیا ہے) علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اصحاب اعراف تو تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانینگے اور ان میں باہم تمیز کرینگے یا ان کے متعلق شہادت دینگے اور ان بزرگوں کے پل صراط پر بیٹھ کر اپنے سے بغض رکھنے والے بنی امیہ یا حضرت علیؓ سے عداوت رکھنے والے منافق اور خارجیوں کی شناخت کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر کہاں پل صراط اور کہاں اعراف غرض یہ قول نظم و سیاق کلام اللہ سے سراسر بعید ہے[۳] پھر خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح اس کے خلاف تمام تفاسیر میں موجود ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں دونوں برابر ہیں (۵) مشہور تابعی اور مفسر مجاہد کا بیان ہے کہ صلحاء امت میں سے فقہاء اور علماء کی جماعت مراد ہے۔ اس خیال کا منشاء بھی درحقیقت وہی ہے

---

[۱] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸ طبع مصر [۲] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

[۳] ملاحظہ ہو تفسیر المنار ج ۸ ص ۴۲۳۔ واضح رہے کہ اس روایت کو صرف آلوسی ہی نقل نہیں کرتے بلکہ اور علماء بھی بیان کرتے ہیں چنانچہ ابو حیان اندلسی نے البحر المحیط میں اور شوکانی نے فتح القدیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس روایت کے متعلق ثعلبی کا حوالہ دیا ہے جو موضوعات کا انبار ہے۔ ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۴ ص ۳۰۴۔ فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸ حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۲ ص ۱۴۶ طبع مصر ۱۳۵۲ھ

Marfat.com

جو تیسرے قول کا ہے۔ چونکہ اس قول کی بظاہر کوئی دلیل نہیں اس لیے حافظ ابن کثیر نے اس کے متعلق تصریح کی ہے کہ یہ قول غرابت سے خالی نہیں[۱]۔

(۳) ایک خاص صفت کے لوگ جو نہ اہلِ جنت میں سے ہیں نہ اہلِ دوزخ میں سے بلکہ ان دونوں کے درمیانی مقام اعراف میں ہیں۔ رہا یہ کہ وہ خاص صفت کے لوگ کون ہیں، ان کے تعین میں بھی مختلف اقوال ہیں (۱) عبدالعزیز بن یحیی الکنانی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اہلِ فترت[۲] ہیں جنہوں نے اپنے دین کو نہیں بدلا۔ علامہ خازن اس قول کو بیان کر کے لکھتے ہیں۔ وفیہ بعد لان اخرام اصحاب الاعراف الی الجنۃ وھؤلاء الذین ماتوا علی الفترۃ اللہ اعلم بحالھم (اس قول میں بعد ہے کیونکہ اصحاب اعراف آخر کار جنت ہی میں ہونگے اور جو لوگ فترت پر مرے ان کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے[۳]) (۲) بعض علماء کا خیال ہے کہ اصحابِ اعراف مومنین جن ہیں۔ ابنِ عساکر، بیہقی، ابوسعید الکنجرودی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے[۴] لیکن حافظ ذہبی کی اس روایت کے متعلق تصریح ہے ھٰذا حدیث منکر جداً (یہ روایت سخت منکر ہے[۵])

(۳) بعض کے نزدیک مشرکین کی وہ اولاد مراد ہے جو سنِ طفولیت ہی میں انتقال کر گئی لیکن اطفالِ مشرکین کے متعلق بخاری کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنت میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ دیکھا ہے[۶]۔ (۴) بعض ان کو اولاد زنا بتاتے ہیں (۵) بعض کے خیال میں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس پر اتراتے اور غرور کرتے ہیں۔ علّامہ رشید رضا لکھتے ہیں کہ ان دونوں اقوال کی قطعی کوئی وجہ نہیں ہے[۷]

(۶) عمرو بن جریر کی مرسل حدیث میں بسند حسن مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابِ اعراف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۰ [۲] فترت کی تشریح کے لیے ملاحظہ ہو فترۃ ۱۲ [۳] لباب التاویل للخازن ج ۲ ص ۱۹۲ طبع مصر [۴] ابن عساکر اور بیہقی سے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۰ میں یہ روایت منقول ہے اور ابوسعید الکنجرودی سے علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل کی ہے [۵] ذہبی کی تصریح بھی عینی ہی میں مذکور ہے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۸ طبع مصر باب ذکر الجن وثوابہم وعقابہم [۶] صحیح بخاری باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح [۷] تفسیر المنار ج ۸ ص ۴۳۲

Marfat.com

وہ لوگ ہیں جن کا فیصلہ بندوں میں سب سے اخیر میں ہوگا جب اللہ رب العٰلمین دوسرے بندوں کا فیصلہ کرچکے گا تو ان سے مخاطب ہوگا کہ تمہاری نیکیوں نے تم لوگوں کو آگ سے تو نکالا مگر تم جنت میں داخل نہ ہو سکے اس لیے اب تم میرے آزاد کردہ ہو لہٰذا جنت میں جہاں چاہو کھاؤ پیو [1]. مگر یہ صحیحین کی اس حدیث کے معارض ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سب سے اخیر میں جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو آگ میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا اہلِ جنت ان لوگوں کے متعلق کہیں گے یہ عتقاء الرحمٰن (اللہ کے آزاد کردہ) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جنت میں داخل کیا ہے[2].

(۳) وزنِ اعمال کے بعد جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جن کی برائیاں زیادہ ہوں گی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جن کی نیکیاں اور بدیاں بالکل برابر رہیں گی وہ اصحابِ اعراف ہیں۔ حافظ ابو بکر بن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت مرفوعاً نقل کی ہے اس میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اسی طرح سعید بن منصور، ابنِ جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الرحمٰن مزنی رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں جو مرفوع روایتیں نقل کی ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اصحابِ اعراف اور ان لوگوں کے متعلق جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ان روایات سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ درحقیقت یہ شہداء بھی اس کلیہ میں داخل ہیں کہ ان کی نیکی بدی برابر ہے۔ جمہور نے کثرتِ روایات کی بنا پر اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی حضرت ابن مسعود، حذیفہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اکثر سلف و خلف سے منقول ہے۔ [3]

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ [2] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعہ [3] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۵

قرآن مجید کی آیت شریفہ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۔ (اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو (جنتیوں اور دوزخیوں میں سے) ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنتیوں کو پکار کر سلام علیکم کہیں گے (اعراف والے) خود ابھی جنت میں نہیں گئے مگر وہ جنت میں جانے کی توقع کر رہے ہیں) اس سے پتہ چلتا ہے کہ انجام کار اصحاب اعراف بھی جنت میں چلے جائیں گے۔ بعض روایات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے اور یہ ویسے بھی ظاہر ہے کہ جب گنہ گار مومن بندے جن کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں یا سرے سے جن کے گناہ ہی گناہ سرزد ہوئے اور بجز ایمان کے ان کے پاس کوئی نیکی نہیں جہنم سے نکل کر آخر کار جنت میں داخل ہوں گے تو اصحاب اعراف جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں ان سے پہلے داخل ہونے چاہئیں۔ یہ لوگ اہل جہنم اور اہل جنت کے درمیان ہونے کی وجہ سے دونوں طبقے کے لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے اچھی طرح پہچانتے ہوں گے جنتیوں کو ان کے روشن اور تابناک چہروں سے اور دوزخیوں کو ان کی روسیاہی اور بدہیئت ہونے سے اہل جنت کو دیکھ کر سلام کریں گے جو بطور مبارکباد ہوگا اور چونکہ خود ابھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے اس لیے اس کی طمع اور آرزو کریں گے جو بالآخر پوری کر دی جائے گی۔ غرض جنت و دوزخ کے بیچ میں ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت امید و بیم کے درمیان ہوگی ادھر دیکھیں گے تو اللہ کی رحمت سے امیدوار ہو کر اس کے داخلہ کی طمع کریں گے اور ادھر نظر پڑے گی تو اس کے عذاب سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں ان گنہ گار لوگوں کے زمرہ میں داخل نہ کرنا۔ ۳۳

اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ[1] بن کے رہنے والے، ایکہ کے لوگ۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْاَیْکَۃِ مضاف الیہ ان لوگوں میں شرک اور بت پرستی کے علاوہ ڈنڈی مارنا، کم تولنا، اس کا بڑا رواج تھا ان ہی خرابیوں کی اصلاح کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے

[1] ایک کے لیے دیکھو ایکہ

Marfat.com

گئے لیکن انہوں نے ان کی ایک نہ سنی اور بالآخر عذاب الٰہی سے ہلاک ہو کر رہے۔ ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدین اور اصحاب ایکہ دو امتیں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا[1] مفسرین سلف و خلف کی اکثریت اسی جانب مائل ہے کہ مدین اور اصحاب ایکہ دو جداگانہ قومیں تھیں۔ تاریخ طبری اور مستدرک حاکم میں قتادہ سے جو مشہور تابعی و مفسر ہیں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو دو قوموں کی طرف مبعوث فرمایا تھا ایک اہل مدین کی طرف[2] جو خود ان کی قوم تھی دوسرے اصحاب الایکہ یہ ایکہ (بن جنگل) گھنے درختوں کا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عذاب دینا چاہا تو ان پر سخت گرمی مسلط کر دی اور عذاب بادل کی شکل میں لایا گیا جیسے ہی بدلی قریب ہوئی لوگ اس کی طرف چل پڑے کہ شاید کچھ ٹھنڈک ملے جب اس کے نیچے پہنچے تو اس میں سے آگ برسنے لگی فرمان الٰہی فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (پھر ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا) میں اسی کا بیان[3] ہے۔ ابن اسحٰق اور ابن عساکر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا اور کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ مبعوث نہیں کیا۔ یہ ایک دفعہ مدین کی طرف مبعوث ہوئے جن پر عذاب الٰہی چیخ کی شکل میں آیا اور دوسری دفعہ اصحاب الایکہ کی طرف[4] جن کو اللہ تعالیٰ نے سائبان والے دن کے عذاب[5] میں پکڑا[6] بعد کے علماء میں بغوی،[7] خازن،[8] بیضاوی[9] زمخشری،[10] ابوحیان اندلسی،[11] عینی،[12] شوکانی،[13] محمود آلوسی[14] فخرالدین رازی،[15] رشید رضا مصری[16] وغیرہ کی یہی تصریح ہے قرآن مجید کے مطالعہ سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ دو علیحدہ

[1] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۳ [2] تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۸ طبع مصر و مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۶۹ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن [3] فتح القدیر ج ۲ ص ۲۱۵ [4] لباب التاویل مع معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۳ طبع مصر [5] انوار التنزیل و اسرار التاویل للبیضاوی ج ۴ ص ۱۰۹ طبع مصر [6] تفسیر کشاف ج ۳ ص ۱۲۶ [7] البحر المحیط ج ۷ ص ۲۸ [8] عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۴۱۶ [9] فتح القدیر ج ۴ ص ۱۱۱ [10] روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۳ و ج ۱۹ ص ۱۰۶ [11] تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۸۸ [12] تفسیر المنار ج ۹ ص

علیحدہ قومیں ہیں کیونکہ ان دونوں قوموں سے
حضرت شعیب علیہ السلام سے سوالات وجوابات
ان کا طرز خطاب اور پھر انجام کار عذاب اور طریقہ
عذاب بالکل مختلف ہے نیز یہ امر بھی قابلِ غور
ہے کہ اصحابِ مدین کے ذکر میں قرآن مجید کی
تصریح ہے وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (اور مدین
کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) لیکن اصحاب
الایکہ کے متعلق ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا
تَتَّقُوْنَ (جب شعیب نے ان سے کہا کیا تم نہیں
ڈرتے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شعیب
علیہ السلام مدین کے تھے اور اصحاب الایکہ میں
سے نہ تھے۔ امام بغوی معالم التنزیل میں آیہ اِذْ قَالَ
لَھُمْ شُعَیْبٌ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ولم یقل
اخوھم لانہ لم یکن من اصحاب الایکۃ فی النسب
فلما ذکر مدین قال اخاھم شعیبا لانہ کان منھم
وکان اللہ تعالی بعثہ الی قومہ اھل مدین
والی اصحاب الایکۃ (یہاں اَخُوْھُمْ (ان کا بھائی)
نہیں کہا کیونکہ وہ نسب میں اصحاب الایکہ میں سے
نہ تھے اور مدین کے ذکر میں فرمایا اَخَاھُمْ شُعَیْبًا
(ان کے بھائی شعیب) کیونکہ وہ مدین ہی میں سے
تھے ان کو اللہ تعالی نے ان کی قوم اہلِ مدین اور
اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث فرمایا تھا)[1]

ایک جماعت کا خیال ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ
دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں بلکہ یہ دونوں ایک ہی قوم
کے دو نام ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب الایکہ اہلِ مدین
ہی ہیں[2] مگر حافظ ابوحیان اندلسی اور علامہ محمود آلوسی
اس روایت کو غریب النقل کہتے ہیں[3]۔ مستدرک حاکم
میں وہب بن منبہ سے[4] اور تاریخ طبری میں سفیان سے[5]
مروی ہے کہ اہلِ مدین ہی اصحاب الایکہ ہیں۔ متاخرین
میں سے حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر بھی اسی خیال
پر مصر ہیں[6]۔ ابن کثیر سورہ شعراء کی تفسیر میں لکھتے ہیں

[1] معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۳ طبع مصر [2] فتح القدیر ج ۴ ص ۱۳۵ [3] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸ اور روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۰۶ [4] مستدرک ج ۲ ص ۵۶۸ [5] تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۷
[6] فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ طبع مصر سنہ ۱۳۰۰ھ

Marfat.com

کہ صحیح قول کے مطابق اصحاب الایکہ اور مدین ایک ہی ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام ان ہی میں سے تھے" وہ بغوی کے استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ایکہ ایک درخت تھا جس کی یہ لوگ پرستش کرتے تھے اس لیے اسی کی عبادت کی طرف منسوب ہوئے پس جب قرآن مجید نے اصحاب الایکہ کے نام سے ان کا ذکر کیا تو حضرت شعیب کو اَخُوْهُمْ سے تعبیر نہیں فرمایا بلکہ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ کہکر عبادت شجر کے سلسلہ میں ان کے رشتۂ اخوت کو منقطع کر دیا گویا وہ نسباً ان کے بھائی ہی ہوتے تھے فرماتے ہیں" مگر چونکہ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اس لیے وہ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین کو الگ الگ خیال کرنے لگے[۱]" مگر ابن کثیر کے اس نکتہ کا پتہ نہ متقدمین کے اقوال میں ملتا ہے نہ کسی صحابی کے قول میں نہ کسی حدیث صحیح مرفوع سے اس کی تائید ہوتی ہے بلکہ اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کی تفسیر میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ، وقال كانوا اصحاب غيضة من ساحل البحر الى مدين، اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ، ولم يقل اخوهم شعيب لانه لم يكن من جنسهم، اَلَا تَتَّقُوْنَ، كيف لا تتقون وقد علمتم انى رسول امين لا تعتبرون من هلاك مدين قد اهلكوا فيما ياتون وكان اصحاب الايكة مع ما كانوا فيه من الشرك استنوا بسنة اصحاب مدين[۲]

(اصحاب الایکہ نے رسولوں کی تکذیب کی، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یہ لوگ بن کے رہنے والے تھے جو ساحل سمندر سے لیکر مدین تک پھیلا ہوا ہے جب ان سے شعیب نے کہا، اخوہم شعیب نہیں کہا کیونکہ وہ ان کی قوم کے نہ تھے کیا تم نہیں ڈرتے، یعنی کیوں نہیں ڈرتے حالانکہ تم کو علم ہے کہ میں معتبر رسول ہوں تم مدین کی ہلاکت سے بھی عبرت نہیں پکڑتے حالانکہ وہ اپنی حرکتوں کی پاداش میں ہلاک کر دیے گئے، اصحاب الایکہ نے شرک میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ اصحاب مدین کی روش اختیار کر رکھی تھی۔

اس روایت میں ابن کثیر کی اس نکتہ سنجی کے برخلاف صاف تصریح موجود ہے۔ یہ چیز کہ اصحاب الایکہ شجر پرست تھے خدا جانے کہاں سے اخذ کی

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ج ۳، ص ۱۰۳ طبع مصر ۱۳۰۱ھ

[۲] فتح القدیر ج ۴ ص ۱۱۴

گئی ہے۔ عربی زبان میں ایکہ کے معنی بن اور جنگل کے ہیں
چونکہ ان کا مسکن جنگل تھا اس لیے ان کو اصحاب
الایکہ (جنگل والے) کہا گیا۔ عرب کے قدیم جغرافیہ میں جو
شاہراہ یمن سے سواحلِ بحرِ احمر کے کنارے کنارے حجاز د
مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکل کر تیمار
وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی گذرتی ہے جو اگلے زمانہ میں ہندوستان
یمن اور مصر و شام کے تجارتی قافلوں کی نہایت ہی
قدیم اور مشہور شاہراہ ہے اسی شاہراہ پر اصحاب
الایکہ آباد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے سو
برس پہلے بھی یہاں جنگل موجود تھا۔ اصحاب الایکہ اسی
جنگل میں اسی شاہراہ پر بستے تھے۔ قرآن مجید میں قوم لوط
کے ذکر کے بعد ارشاد ہے وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ
اور بن کے رہنے والے یقیناً گنہگار تھے سو ہم نے ان
سے بدلہ لیا اور یہ دونوں (قوم لوط اور اصحاب الایکہ)
کھلے راستہ پر واقع ہیں (کھلا راستہ اسی قدیم شاہراہ
کو فرمایا کیونکہ صیف (موسم گرما) اور شتاء (موسم سرما)
دونوں زمانوں میں قریش کے تجارتی کاروانوں

کا یہی تنہا اور کھلا راستہ تھا حجاز و شام کے درمیان
اس راستہ پر جہاں قوم لوط کی بستیاں تھیں وہیں ذرا
نیچے اتر کر اصحاب الایکہ کا مسکن تھا دونوں کے آثار
رستہ چلنے والوں کو نظر آتے ہیں۔

ابن کثیر کہتے ہیں صحیح یہی ہے کہ یہ ایک قوم ہیں
جن کے متعلق ہر جگہ ایک ہی خبر بیان کی گئی ہے اسی لیے
جیسا کہ ٹھیک ٹھیک مدین کے قصہ میں مذکور ہے۔ ان
لوگوں کو بھی حضرت شعیب علیہ السلام نے یہی نصیحت
کی تھی اور یہی حکم دیا تھا کہ ناپ تول پوری کرو یہی
اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔

علامہ محمود آلوسی ابن کثیر کی اس عبارت کو نقل کر کے
فرماتے ہیں ما لا یخفی[1] (اس توجیہ میں جو کمزوری
ہے ظاہر ہے) جو علماء کہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ
قومیں اور جدا جدا قبیلے مانتے ہیں وہ ابن کثیر کے استدلال
کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ ان دونوں کی آبادیوں کے
ڈانڈے اور ان کے ملک کے سرے ایک دوسرے
سے ملے جلے تھے ان کا عہد اور زمانہ بھی ایک تھا۔ تمدن اور
معاشرت میں اشتراک تھا دونوں ایشیا اور ہم مذہب تھے

[1] روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۴

اسی لیے دونوں کی حالت مذہبًا اور اخلاقًا بالکل ایک تھی جس کی بنا پر دونوں آبادیوں کے لیے ایک ہی پیغمبر کی بعثت عمل میں آئی اور قرآن مجید نے دونوں قوموں کے اخلاق کا نقشہ ایک ہی کھینچا ورنہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں جس طرح ان دونوں قوموں کا جدا جدا مذکور ہے حضرت شعیب علیہ السلام سے سوال و جواب باہمی گفتگو اور طرزِ تکلم کا جس طرح بیان ہے عذاب اور طریقِ عذاب جس طرح بالکل الگ الگ مرقوم ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دو جدا جدا قومیں ہیں۔

لیکن حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ جس طرح یہ لوگ مختلف صفاتِ قبیحہ سے متصف تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے عذاب، کئی طرح کی سزائیں اور کئی شکل کی بلائیں ان کے لیے جمع کر دیں عذابِ الٰہی زلزلہ، ہولناک چیخ، اور سائبانِ ابر کی شکل میں ان پر مسلط کیا گیا کہ زلزلہ نے ان کی حرکت ختم کی چیخ نے ان کی آوازوں کو گم کر دیا اور ابر چار طرف سے آگ برسانے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر سورت میں اسی سورت کے سیاق و سباق کے مطابق عذاب اور طریقِ عذاب کا ذکر کیا ہے غرض ہر جگہ طرزِ خطاب کے مطابق انواعِ عذاب کا مذکور ہوا"[1]

اور عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث کے متعلق کتاب مذکور میں رقمطراز ہیں فانہ حدیث غریب فی رجالہ من تکلم فیہ ولا شبہ انہ من کلامہم عبداللہ بن عمرو مما اصابہ یوم الیرموک من تلک الزاملتین من اخبار بنی اسرائیل واللہ اعلم (یہ حدیث غریب ہے اس کے بعض رجال پر کلام کیا گیا ہے، اشبہ (زیادہ قرینِ صحت) یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے جو ان کو جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ سے بنی اسرائیل کے واقعات کے سلسلہ میں پہنچا ہے) واللہ اعلم[1] اور حافظ ذہبی نے بھی میزان الاعتدال میں اس حدیث کے راوی معاویہ بن ہشام کے ترجمہ میں اس حدیث کو ذکر کرکے تصریح کی کہ یہ خطا ہے۔[2]

١٣/٥ ١٩/١٢ ٢٣/١٠ ٢٦

أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (دوزخ میں رہنے والے دوزخی لوگ، اَصْحٰبُ مضاف اَلْجَحِيْمِ مضاف الیہ۔

(دیکھو جحیم ١/١٢ ٦/٦ ١١/٣ ١٧/١٤ ٢٧/١٨)

[1] البدایہ والنہایہ ج ١ ص ١٨٩، ١٩٠ طبع مصر ١٣٤٨ھ

[2] میزان الاعتدال ج ٣ ص ١٨١ طبع مصر ١٣٢٥ھ

Marfat.com

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ جنت کے رہنے والے، جنتی لوگ، اَصۡحٰبُ مضاف، اَلۡجَنَّۃِ مضاف الیہ۔

(دیکھو جنّۃ) پ ۱/۵ ، پ ۳/۱۲،۱۵ ، پ ۸/۱۱ ، پ ۹/۱۹ ، پ ۲۳/۳ ، پ ۲۶/۴

پ ۲۹

اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ باغ والے، اَصۡحٰبَ مضاف الجنۃ مضاف الیہ۔ یہ باغ والے کئی بھائی تھے۔ ان کے باپ کے پاس ایک باغ تھا اس میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور درختہائے ثمر دار بھی تھے۔ سارے خاندان کی گذر اوقات بس اسی پر تھی۔ باپ کا دستور تھا کہ جس دن کھیتی کٹتی یا میوہ توڑا جاتا شہر کے سب فقیر اور محتاج جمع ہو جاتے یہ اپنے سال بھر کے گذارہ کے لیے نکال کر جو باقی بچتا سب فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ کر دیتا۔ اس کار خیر سے بڑی برکت تھی اور گھر کا گھر باغ کی پیداوار سے آسودہ تھا بیٹے ہرچند باپ کی زندگی میں اسے اس کار خیر سے روکتے مگر وہ ان کی ایک نہ سنتا آخر جب اس نے وفات پائی تو انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ ابا جان کی حماقت تو دیکھو خواہ مخواہ اپنا پیٹ کاٹ کر مسکینوں کو باغ کی پیداوار کھلا دیتے تھے اب ہم ٹھہرے سب بال بچے دار آدمی۔ باپ کی طرح کرنے لگیں تو بڑی تنگی سے گذر اوقات ہو لہٰذا ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ فقیروں کو کچھ دینا دلانا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر کی گھر ہی میں رہے آخر صلاح مشورہ ہو کر آپس میں اس بات پر قسما قسمی ہو گئی کہ صبح سویرے کھیت پر چل کر سب کچھ توڑ لائیں۔ فقیر بعد میں آئیں گے تو کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسے پھولے کہ قسم کھاتے وقت انشاء اللہ تک نہ بات سے نہ کہا مگر ادھر تو یہ صلاح مشورہ کر کے رات کو پڑ کے سوئے ادھر باغ میں عذاب الٰہی آیا، بگولا اٹھا، آگ لگی یا اور کوئی آفت آئی۔ غرض سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا۔ صبح ہوتے ہی ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ توڑنا ہے تو سویرے ہی کھیت پر پہنچو ایسا نہ ہو کہیں دیر کرنے میں کوئی مسکین باغ میں آ جائے بعض نے کچھ آواز دی کے ساتھ ہی تیار ہو کر تیزی سے لپکتے ہوئے چل دئے۔ وہاں سارا زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہو گئی تھی کہ یہ پہنچے تو پہچان بھی نہ سکے۔ سمجھے راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہی ہے۔ اب خیال ہوا کہ قسمت پھوٹ گئی اور درگاہ الٰہی سے

حرماں نصیبی مقدر ہوئی۔ منجھلا بھائی ان میں زیادہ نیک تھا اس نے ان کو پہلے ہی کہا تھا کہ دیکھو خدا کو مت بھولو اب جو یہ تباہی دیکھی تو اس نے وہی پہلی بات یاد دلائی آخر سب نے اپنی تقصیر کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح میں مشغول ہو گئے پھر جیسا کہ ایسے موقع پر عام دستور ہے لگے ایک دوسرے کو الاہنا دینے اور اپنی تباہی و بربادی کا الزام دوسرے کے سر تھوپنا الآخر سب نے مل کر اقرار کیا کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی ہم نے فقیروں اور محتاجوں کو محروم کیا تھا۔ اللہ نے ہم کو محروم کر دیا بے شک ہم حد سے بڑھ گئے تھے۔ اب ہمیں اللہ سے لو لگانی چاہیے کیا عجب کہ وہ اس باغ سے اچھا باغ عطا فرما دے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ لوگ حبشی تھے[1] قرآن مجید میں سورہ ن میں ان لوگوں کا تذکرہ تفصیل سے مذکور ہے پ ۲۹

أَصْحٰبُ الْحِجْرِ: حجر والے، حجر کے رہنے والے، أَصْحٰبُ مضاف، الحجر مضاف الیہ۔ تمام مفسرین اور مورخین سلفاً و خلفاً اس پر متفق ہیں، کہ اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے۔ لیکن ہمارے مشہور اور محترم معاصر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے نزدیک اصحاب الحجر ثمود نہیں بلکہ وہ انباط ہیں جنہوں نے حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود میں واقع تھا اسی لیے قرآن مجید نے ان کو اصحاب الحجر کے نام سے یاد کیا ہے" چنانچہ ارض القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"تمام مفسرین نے اصحاب الحجر سے ثمود مراد لیا ہے، اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہے کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ ان کے بعد کی آبادی مراد ہے۔ قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے لیکن ہر جگہ ان کا نام لیا ہے۔ اس اجمال کے ساتھ یعنی "حجر والے" کہہ کر کہیں نہیں بیان کیا ہے۔ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے، ثمود کی تعمیر و سنگ تراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القری وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ثمود جنہوں نے وادی القری

ل تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۶۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

میں پتھر تراشے۔ یہاں حجر والے کہہ کر ان کی تعمیر و سنگتراشی

کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر

میں واقع تھیں، ان کے نشان اور آثار اب تک موجود

ہیں، ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو

بتاتے ہیں جس کو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھ کر

تصدیق کر سکتا ہے اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے

کہ اصحاب الحجر ان ہی انباط کا لقب تھا۔ صحیح بخاری اور

احادیث و سیر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام

حجر سے گذرے تھے اس موقع پر بھی اکثر روایتوں میں ثمود

کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا لا تدخلوا

مساکن الذین ظلموا انفسہم الا ان تکونوا باکین

ان یصیبکم مثل ما اصابکم۔ ان اپنی جان پر

آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے چلو ایسا

نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے یہ روایت

امام بخاری نے باب غزوۂ تبوک، تفسیر سورۂ حجر اور ثمود

کے ذکر میں درج کی ہے۔ اس میں ثمود کا مطلق نام

نہیں، ایک روایت میں یہی حدیث بزیادت

الفاظ اس طرح مروی ہے ان الناس مع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نزلوا ارض ثمود الحجر اس سے صرف

اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر و ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے

ہم کو انکار نہیں"۔ [1]

جس طرح قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے مگر

صرف ایک جگہ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ

کہہ کر ان کا تعارف کرایا ہے اسی طرح ایک مقام پر

اصحاب الحجر کے الفاظ بھی ان کے متعلق استعمال کیے

ہیں ورنہ قرآن مجید کی رو سے صاف ظاہر ہے کہ ثمود

اور اصحاب الحجر دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں کیونکہ دونوں

جگہ ان کے حالات کے بیان کرنے میں طرز کلام ایک

ہی ہے۔ دونوں مقام پر ان کی تعمیر اور طرز تعمیر، عذاب

اور طریقۂ عذاب ایک ہی بیان کیا گیا ہے حضرت

صالح علیہ السلام ثمود کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ — اور تراشتے ہو پہاڑوں

بُیُوْتًا (اعراف۔ شعراء) — کے گھر۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق ارشاد ہے۔

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ — اور وہ تراشتے تھے

[1] ملاحظہ ہو ارض القرآن ص ۷۷، و ۷۸، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۴۲ھ

بُیُوتًا (حجر)

ثمود کے عذاب کے متعلق فرمایا جاتا ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا
الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا ان کو ہولناک آواز نے آلیا
فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ تو صبح سب اپنے گھروں
(ہود) میں اوندھے پڑے تھے۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق بیان ہوتا ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ پھر صبح ہوتے ان کو ہولناک
مُصْبِحِیْنَ (حجر) آواز نے آلیا۔

غرض اس بنا پر کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ ثمود اور اصحاب الحجر دو جداگانہ قومیں ہیں۔ رہی یہ نکتہ سنجی کہ ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتادیا ہے یعنی وادی القریٰ یہاں حجر والے " کہ کر ان کی تعمیر و سنگ تراشی کا ذکر کیا ہے اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں "۔ سو محض فضول ہے کیونکہ حجر اور وادی القریٰ دو جداگانہ مقامات کے نام نہیں۔

علامہ علی بن محمد خازن لکھتے ہیں۔

قال المفسرون الحجر اسم مفسرین کا بیان ہے کہ حجر اس وادی کا
واد کان یسکنہ ثمود و نام ہے جس میں ثمود رہتے تھے
هو معروف بین المدینة یہ وادی مدینہ منورہ اور شام کے
النبی و الشام و اثار درمیان مشہور ہے اور اس کے
موجودة باقیة یمر علیها آثار موجود اور باقی ہیں۔ شام کا
رکب الشام الی الحجاز و کاروان حجاز کی طرف اور اہل حجاز
اهل الحجاز الی الشام[1] شام کی طرف اس پر سے گزرتے ہیں

پھر حجر کے متعلق سید صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دارالحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا۔ اب اگر ثمود اور اصحاب الحجر کو دو جداگانہ قومیں مانا جائے تو کتنی بوالعجبی ہوگی کہ جس قوم نے اپنے دارالحکومت کے تمام اکناف و اطراف میں اپنی بہترین تعمیرکاری کے نمونے چھوڑے ہوں خود اس کا دارالحکومت اس سے خالی ہو۔

درحقیقت سید صاحب کے اشتباہ کا اصل منشا یہ ہے کہ حجر میں جو سنگی عمارتوں کے آثار اب تک موجود ہیں ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو بتاتے ہیں۔ لیکن اس سے صرف اس قدر معلوم

[1] لباب التاویل تفسیر سورۂ حجر ج ۴ ص ۵۹ طبع مصر

Marfat.com

ہوتا ہے کہ زمانہ قبل مسیح میں حجر پر نبطیوں کا قبضہ ہو گیا تھا اور انہوں نے بھی اپنے وہاں کچھ آثار چھوڑے ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ اس سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے انباط مراد ہیں پھر اب تک جن آثار کے کتبات پڑھے گئے ہیں وہ صرف چار مقامات ہیں۔ قصر بنت۔ قبر باشا، قلعہ اور برج آثار کی کھدائی کا کام ہنوز باقی ہے ایسی صورت میں صرف تین چار مقامات کے کتبات کے پڑھ لینے سے اتنے بڑے عظیم الشان مسئلہ کا فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ قرآن مجید کے مخاطب اول عرب ہیں اور اسی لیے عرب اور حوالی عرب کی قوموں اور ان کے پیغمبروں کا ذکر قرآن مجید نے خصوصیت کے ساتھ بار بار کیا ہے۔ حجر کا علاقہ شام و حجاز کے درمیان مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال واقع ہے۔ اصحاب الحجر سے اگر ثمود کی بجائے کوئی قوم مراد ہوتی کہ جس میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے اور جو عذاب الٰہی میں بھی گرفتار ہوئی تو ناممکن تھا کہ اس کا ذکر قرآن مجید ایسے مشتبہ اور مبہم انداز میں کرتا کہ آج تک امت اس قوم کو صحیح طور پر تعین ہی نہ کر سکی اور ہنوز انباط کی بجائے غلطی سے ثمود ہی کو اس کا مصداق سمجھتی رہی غور فرمائیے اصحاب الحجر سے انباط مراد ہیں۔ ان میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے۔ عذاب الٰہی بھی آیا مگر عرب میں ہوتے ہوئے بھی نہ ان کے پیغمبر کا نام مذکور ہے اور نہ قرآن مجید میں ان کا کہیں دوبارہ ذکر ہے۔ ایک جگہ اور صرف ایک جگہ ان کا تذکرہ آیا بھی تو اس طرح کہ جو حالات ثمود کے متعلق بیان کیے گئے تھے وہی ان کے متعلق بیان کیے گئے اور پھر عہد نبوی سے آج تک امت ان کے تعین میں غلطی ہی کرتی رہی۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عاد و ثمود کے متعلق قرآن مجید کی تصریح ہے وَعَادًا وَّثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (اور ہم نے قوم) عاد اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور تم کو ان کے گھر بھی دکھائی دیتے ہیں) عہد نبوی سے لے کر آج تک مسلمان مساکن ثمود ہی کو اصحاب الحجر کے مساکن سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اگر اصحاب حجر کے مساکن ثمود کے مساکن نہیں ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں نے جو کچھ سمجھا غلط سمجھا اور قرآن مجید نے ان کی اس غلطی کو برقرار رکھا۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث[1] کے الفاظ ہیں ان الناس نزلوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارض ثمود الحجر (لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرزمینِ ثمود حجر میں فروکش ہوئے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ اصحاب الحجر سے صرف ثمود ہی کو مراد لیتے تھے اسی لیے حجر کے ساتھ ارض ثمود کے الفاظ بیان کیے گئے ورنہ یوں کہتے ارض النبط الحجر یا صرف حجر ہی کا تعین کرنا ہوتا تو کہتے ارض ثمود والنبط الحجر۔ سید صاحب نے اس میں یہ نکتہ سنجی کی ہے کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے ہم کو انکار نہیں" حالانکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کا ذہن حجر سے فوراً ثمود کی طرف منتقل ہو جاتا تھا نبطیوں کا کسی کو خیال بھی نہ گذرتا تھا۔ اگر سید صاحب اسی حدیث پر پورے طور پر غور کر لیتے تو ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت نہ پیش آتی اسی حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ نے حجر کے کنوؤں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کنووں سے جو کچھ پانی کھینچا گیا ہے وہ بہا دیا جائے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اسی کا آخری فقرہ ہے وامرھم ان یستقوا من البئر التی کان تردھا الناقۃ (اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس کنوئیں سے پانی لیں جہاں ناقہ آکر پیتی تھی) غور فرمائیے کہ اصحاب الحجر سے اگر انباط مراد ہیں تو کیا ان میں بھی کوئی خاص ناقہ تھی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اور مستدرک حاکم میں اس سلسلہ میں جو حدیث مروی ہے اس سے تو بحث کا تمام تر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اتی علی الحجر حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فلا تسئلوا رسولکم الایات ھذا قوم صالح سألوا رسولھم الآیۃ فبعث اللہ لھم الناقۃ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر پر آئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا لوگو اپنے پیغمبر سے نشانی مت مانگو۔ یہ صالحؑ کی قوم ہے جس نے اپنے پیغمبر سے نشانی مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلیے ایک ناقہ بھیجی جو اس

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری ج۶ ص ۲۹۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

فکانت ترد من هذا الفج | راہ سے آتی تھی اور اسی لکھاتی
تصدر من هذا الفج فتشرب | تھی۔ اور اپنی باری کے دن ان
ماءهم يوم وردها | سب کا پانی پی جاتی تھی۔

حاکم نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کو مسلم کی شرط پر صحیح مانا ہے[1] اگر اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہوتی تو اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ذکر کبھی نظر انداز نہ فرماتے۔

سید صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ اکثر روایتوں میں ثمود کا نام نہیں ہے یہ فقرہ مذکور ہے کہ لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم الا ان تكونوا باكين ان يصيبكم مثل ما اصابكم | اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے چلو ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے" اس سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے ان کے بعد کی آبادی مراد ہے بلکہ چونکہ خود قرآن مجید میں ان کو ظالم کہا گیا تھا اس لیے حدیث میں بھی ان کے اس وصف کو برقرار رکھا گیا۔ ارشاد ہے

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ | اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ہولناک آواز نے آلیا۔

(ملاحظہ ہو ثمود ح ۱۴۲)

اَصْحٰبُ الرَّسِّ

کنویں والے، اصحب مضاف الرس مضاف الیہ۔ یہ کون تھے کہاں تھے ان کے تعین میں مفسرین اور مورخین سخت مشکوک ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بنا پر اس بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کیا جا سکے قرآن مجید میں اصحاب الرس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے لیکن کوئی حال نہیں بیان کیا گیا بلکہ صرف گنہگار اور معذب قوموں کی فہرست میں ان کا بھی شمار کیا گیا ہے محققین اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بیان سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ان کے متعلق آٹھ اقوال نقل کیے ہیں مگر آخر میں فیصلہ یہی کرنا پڑا۔

واعلم ان القول ماقاله | اس کا علم رہے کہ بات وہی ہے جو
ابو مسلم وهو ان شيئا | ابو مسلم نے بیان کی ہے کہ ان
من هذه الروايات غير | روایات میں سے کسی چیز کا کوئی

[1] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۵۶۷، ۵۶۸ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ھ

معلوم بالقرآن ولا اعتبار — نہ قرآن میں پتہ ہے اور نہ کسی قوی
قوی الاسناد ولکنھم کیف — الاسناد حدیث میں۔ رہی یہ بات کہ
کانوا فقد اخبر اللہ تعالیٰ — ان کے کوائف کیا تھے تو اللہ تعالیٰ نے
عنھم انھم اھلکوا — ان کے متعلق یہ اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے
بسبب کفرھم[1] — کفر کی بدولت ہلاک ہوئے۔

اور حافظ ابو حیان اندلسی البحر المحیط میں تفسیر سورۂ فرقان میں بہت سے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وملخص ھذہ الاقوال — ان سب اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ
انھم قوم اھلکھم اللہ — کوئی قوم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے انکے
بتکذیب من ارسل — پیغمبر کی تکذیب کی پاداش میں
الیھم[2] — ہلاک کیا۔

پ ۱۹/۲ ۲۶/۱۵

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ہفتہ کے دن والے

اَصْحٰبَ مضاف، اَلسَّبْتِ مضاف الیہ۔ مستدرک حاکم میں بسند صحیح حضرت عکرمہ سے جو مشہور تابعی اور مفسر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خادم خاص ہیں مروی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس داخل ہوا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ ان کی بینائی ابھی نہیں گئی تھی وہ مصحف (قرآن مجید) میں پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمانے لگے تم ایلہ کو جانتے ہو میں نے کہا ایلہ[3] کیا ہے۔ فرمایا یہ وہ بستی ہے جہاں یہودیوں کی ایک قوم رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن ان پر مچھلیوں کو حرام کر دیا تھا۔ اور ہفتہ ہی کے دن سفید سفید مچھلیاں حاملہ اونٹنیوں کے برابر موٹی تازی ان کے صحنوں اور مکانات میں پانی کی سطح پر آتیں اور جو ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو بغیر سخت محنت و مشقت کے نہ وہ ان کو پاتے اور نہ ان کے ہاتھ لگتیں پس آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ ہفتہ کے دن ان کو پکڑیں اور دوسرے دنوں میں کھائیں چنانچہ ایک گھر کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اور مچھلیاں پکڑ کر بھونیں۔ بھوننے کی خوشبو جب پڑوسیوں نے پائی تو کہنے لگے خدا کی قسم فلانے کے خاندان کو کوئی نہ کوئی بات

---

[1] تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۳۸ طبع مصر ۱۳۲۴ھ [2] البحر المحیط ج ۶ ص ۴۹۹ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [3] یہ بحر قلزم کے کنارہ پر جہاں حجاز و شام کی سرحدیں ملتی ہیں ایک مشہور شہر ہے اس کا شمار ملک شام میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہاتھ لگی ہے چنانچہ اوروں نے بھی یہی کیا یہاں تک کہ
یہ طریقہ ان میں پھیلا اور بڑھ گیا۔ اس پر ان میں تین جماعتیں
بن گئیں۔ ایک جماعت مچھلیاں کھانے لگی۔ دوسری منع
کرتی رہی۔ تیسری کہنے لگی تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت
کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ یا ہلاک کرکے چھوڑے گا یا
سخت عذاب دے گا، منع کرنے والے فرقہ نے کہا کہ ہم
تم کو اللہ کے غضب اور اس کی سزا سے ڈراتے ہیں، ایسا
نہ ہو کہ اس کی سزا خسف (زمین میں دھنسنا) یا قذف
(کسی چیز کو قوت سے اٹھا کر پھینک مارنا) کی صورت
میں تم کو پہنچ جائے یا اور کوئی عذاب اللہ کی طرف سے
نازل ہو۔ اللہ کی قسم ہم تو اس جگہ رات نہیں گزاریں گے
جہاں تم ہو، چنانچہ وہ شہر پناہ سے نکل گئے۔ صبح
جب شہر پناہ پر پہنچے دروازہ پر دستک دی کسی نے جواب
نہیں دیا۔ آخر سیڑھی لے کر شہر پناہ پر قائم کی، اور ایک شخص
اس پر چڑھا اس نے چڑھتے ہی آواز لگائی اللہ کے بندو،
اللہ کی قسم دم والے بندر ہیں جو تین دفعہ چیختے ہیں پھر
اس شخص نے شہر پناہ سے اتر کر دروازہ کھولا اور یہ لوگ
اندر داخل ہوئے بندروں نے اپنے رشتہ دار
انسانوں کو پہچانا مگر انسان اپنے رشتہ دار بندروں کو نہ
پہچان سکے۔ اب تو یہ حالت ہوئی کہ بندر اپنے قرابتدار
اور ہم نسب شخص کے پاس آتا اس کے قدم بقدم چلتا
اور چپٹنے لگتا اور جب وہ کہتا کہ تو فلاں ہے تو یہ اپنے سر
سے اشارہ کرتا جاتا کہ ہاں اور روتا جاتا اسی طرح
بندریا اپنے ہم نسل اور قرابتدار انسان کے پاس آتی
اور وہ اس سے کہتا کہ تو فلاں ہے تو وہ سر کا اشارہ
کرتی کہ ہاں اور روتی جاتی۔ یہ لوگ ان سے کہتے کہ
کیوں کیا ہم نے تم کو اللہ کے غضب اور اس کی سزا سے
نہیں ڈرایا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو تم زمین میں دھنس جاؤ
یا مسخ ہو جاؤ یا اللہ کے اور کسی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنو اللہ فرماتا ہے
وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ
ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (ہم
ان لوگوں کو تو نجات دی جو برے کام سے منع کرتے
تھے اور گنہگاروں کو نافرمانی کی پاداش میں برے عذاب
میں پکڑا) اب مجھے نہیں معلوم کہ تیسرے نے کیا کیا
(یعنی آیا انہوں نے بھی اس برے کام سے منع کر
نجات پائی یا نہیں، ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم نے جو
سی بری باتیں دیکھیں مگر ان سے منع نہ کرسکے

کہتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کی کیا رائے ہے بلاشبہ انہوں نے لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اِۨللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا (کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے کہ ہلاک کرے یا ان کو سخت عذاب دے) کہہ کر اس فعل پر انکار بھی کیا اور اسے ناپسند بھی سمجھا۔ میری یہ بات ان کو پسند آئی اور انہوں نے میرے لیے دو گاڑھی چادروں کا حکم دیا اور وہ مجھے پہنا دیں[1]

ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے آیت لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ (بنی اسرائیل کے کافر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسےٰ کی زبان پر ملعون ہوئے یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گذر گئے تھے) کے سلسلہ میں حضرت ابو مالک غفاری سے جو صحابی ہیں روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر ملعون ہوئے تو بندر کر دیے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کیے گئے تو سور بنائے گئے[2]۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غالباً یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں واقع ہوا ہے۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں تفسیر سورہ بقرہ میں اس کی تصریح بھی کی ہے[3]۔ قرآن مجید میں سورہ اعراف پ۹ میں اصحاب السبت کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں الفاظ حاضرۃ البحر، سبت، قردۃ، قریۃ)

پ۲۹ ش۱۳

اَصْحٰبُ السَّعِیْرِ دوزخ والے، اَصحٰب مضاف السعیر مضاف الیہ (دیکھو سَعِیْر) پ۲۹ ۱۳/۱

اَصْحٰبُ السَّفِیْنَةِ کشتی والے۔ جہاز والے اَصحٰب مضاف، السفینۃ مضاف الیہ۔ اصحاب السفینہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور طوفان کے وقت حضرت کی معیت میں جہاز پر سوار ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے

---

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۲۴ و ۳۲۳ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۳۴ھ [2] فتح القدیر للشوکانی ج ۲ ص ۶۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[3] روح المعانی ج ۱ ص ۲۵۶ طبع مصر

عذاب سے نجات دے کر سرفراز فرمایا تھا [۳۰/۱۲]

اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ بائیں والے، اَصۡحٰبُ مضاف
الشمال مضاف الیہ۔ ان سے مراد وہ بدبخت انسان
ہیں جو روز الست میں اخذ میثاق کے لیے حضرت آدم
علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے حشر کے دن
یہ عرش کے بائیں جانب کھڑے کیے جائیں گے ان کا
صحیفۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے
ان کو بائیں طرف سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔
شب معراج میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت
آدم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کو دیکھا تھا کہ وہ جب بائیں
طرف نظر کرتے ہیں تو رو دیتے ہیں سو حضرت آدم علیہ السلام
ان ہی اصحاب الشمال کو دیکھ کر روتے تھے [۲۶/۱۳]

اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ سیدھی راہ والے
اَصۡحٰبُ مضاف الصراط السوی مضاف الیہ
(دیکھو صراط اور سوی) [۱۶/۱۷]

اَصۡحٰبُ الۡفِيۡلِ ہاتھی والے، اَصۡحٰبُ مضاف
الفیل مضاف الیہ۔ ۵۷۰ء میں ابرہہ نے جو یمن کا
حاکم تھا بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے مکہ مکرمہ پر
فوج کشی کی اس مہم میں چونکہ ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ لیکر
یورش کی تھی اس لیے عرب اس مہم کو واقعۃ الفیل اور
اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے
قرآن مجید میں ان کے واقعات کو سورۃ الفیل میں
اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی سال واقع ہوئی۔
ابرہہ لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے چونکہ ایک
جنگ میں اس کی ناک کٹ گئی تھی اس لیے اشرم یعنی
نکٹا کہلاتا تھا۔ یہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا حاکم
تھا عیسائیت کی ترویج واشاعت کے لیے اس نے
صنعا میں جو یمن کا پایۂ تخت تھا ایک نہایت عظیم الشان
گرجا تعمیر کرایا اور اس کو پورے طور پر مرصع اور طرح طرح
ہر طرح آراستہ و پیراستہ کرکے کعبہ کے نام سے موسوم کیا
مقصد یہ تھا کہ عرب اصلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر رجوع ہونے
لگیں اور مکہ کا حج چھوٹ جائے۔ عربوں میں چونکہ کعبہ
کی ہمیشہ سے بڑی عظمت تھی اور وہ ان کے ہر قبیلہ اور
ہر جماعت کے نزدیک محترم سمجھا جاتا تھا اس لیے سارے
عرب لوگوں میں کیا عدنانی اور کیا قحطانی اس نئے کعبہ کے
خلاف نفرت کا جذبہ پھیل گیا قریش نے سخت
برہم ہوئے۔ ایک عرب نے رات کو چھپ کر اس گرجا میں

پاخانہ پھیر دیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو غصہ سے آگ بگولا ہوگیا اور اپنے مقدس معبد کی بے حرمتی کا بدلہ لینے کے لیے ایک فوج جرار اور ہاتھیوں کا دستہ ساتھ لے کر مکہ مکرمہ کا رخ کیا کہ کعبہ ابراہیمی کو منہدم کر کے اپنے غصہ کی آگ ٹھنڈی کرے۔ درمیان میں عرب کے متعدد قبائل سد راہ ہوئے خوب جی داری کر کے لڑے اور بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہوئے لیکن ابرہہ کے کوہ پیکر ہاتھیوں کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہ گئی اور بالآخر ہزیمت اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

عبد ابن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واقعہ کے سلسلہ میں ان کے تفصیلی بیان سے جو مختلف ٹکڑے مختلف راویوں سے علیحدہ علیحدہ نقل کیے ہیں ان سب کا یکجائی ترجمہ یہ ہے

"اصحاب الفیل جب مقام صفاح (یہ مکہ کے قریب ایک مقام ہے) میں آ کر فروکش ہوئے تو حضرت عبد المطلب نے ان کے بادشاہ سے جا کر کہا کہ آپ کو یہاں تک آنے کی کیا ضرورت تھی آپ کو کچھ چاہیے تھا تو کسی کو بھیج دیا ہوتا ہم خود لے کر حاضر ہو جاتے۔ ابرہہ کہنے لگا مجھے خبر ملی ہے کہ

اس گھر میں جو داخل ہوتا ہے وہ امن میں رہتا ہے اس لیے میں اہل بیت اللہ کو خائف کرنے کے لیے آیا ہوں حضرت عبد المطلب نے پھر بھی کہا کہ آپ جس چیز کی خواہش ظاہر کریں گے ہم لا کر حاضر کر دیں گے۔ آپ واپس لوٹ جائیے۔ اس نے ماننے سے انکار کر دیا تو عبد المطلب نے کہا یہ مقام بیت اللہ ہے اللہ نے اس پر کسی کو مسلط نہیں کیا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم بغیر کعبہ کو منہدم کیے واپس نہیں ہوں گے۔ یہ سن کر عبد المطلب ہٹ کر پہاڑ پر آ کھڑے ہو گئے کہنے لگے میں تو اپنی آنکھوں سے بیت اللہ اور اہل بیت اللہ کی بربادی نہ دیکھوں گا ادھر ان لوگوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس پر ہاتھی ہونا چاہا مگر وہ پیچھے پلٹ پلٹ گیا کہ اتنے میں سمندر کی طرف سے آسمان پر دل بادل نمودار ہوا اور پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ اڑتے ہوئے آئے ان کے منہ اور پنجوں میں کنکریاں تھیں انہوں نے آتے ہی اس لشکر کو گھیر لیا اور کنکریوں کی بارش شروع کر دی وہ کنکریاں پتھریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرنے لگیں جس کے سر پر پڑی خارش نے آ گھیرا جوں ہی کھجلایا خون جاری ہو گیا اور گوشت گل گل کر گرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے بغیر

خون اور بے گوشت و پوست کے خالی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوگیا۔ فوج کو واپسی نصیب نہ ہوسکی۔ اور یوں چند منٹوں میں سارا لشکر تہ و بالا ہو کر رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے سیرۃ میں اور واقدی، ابن مردویہ ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہاتھی کے ہونے والے اور اس کے سائیس کو مکہ میں اس حال میں دیکھا تھا کہ وہ دونوں آنکھوں سے اندھے اور پیروں سے بالکل معذور ہو گئے تھے۔ لوگوں سے کھانے کا سوال کیا کرتے تھے۔ واقدی نے حضرت اسماء سے بھی جو حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں اسی قسم کی شہادت نقل کی ہے [1]

سورۃ الفیل کی ہے جو زیادہ سے زیادہ اس واقعہ کے پچاس برس بعد نازل ہوئی ہے اس وقت بہت سے ایسے اشخاص زندہ ہوں گے جنہوں نے اس واقعہ کو خود اپنی آنکھوں دیکھا ہوگا اور جنہوں نے نہ دیکھا ہوگا انہوں نے ان لوگوں سے جو اس کے چشم دید گواہ ہوں گے سنا ہوگا۔ تاہم کسی نے اس وحی الٰہی کی تکذیب نہیں کی اس سے بڑھ کر اس واقعہ کی صحت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

عرب میں چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی اس سے یورپ کے تاریخ نگاروں نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ ابرہہ کی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہوئی۔ لیکن یاد رہے پرندوں کا پتھر اؤ کرنا اور اس سے ایک بڑے لشکر کا دم بھر میں تباہ و برباد ہو جانا حیرت انگیز کہا جا سکتا ہے مگر محال نہیں جو قادر مطلق چیچک کے ذرا سے دانوں میں زہریلا مادہ پیدا کر کے انسان کو ہلاک کر سکتا ہے وہ اگر کنکریوں میں ہلاکت آفرینی کا سامان پیدا کر دے تو کیا بعید ہے۔ اسی طرح سر سید نے تہذیب الاخلاق میں جو اس سورت کی تفسیر کی ہے وہ بھی سر تا سر لغو اور غلط ہے کہ جس کا نہ عربی زبان ساتھ دے سکتی ہے اور نہ وہ اصول روایت پر صحیح کہی جا سکتی ہے۔ پ ۳۰

اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ قبر والے۔ مردے۔

اَصۡحٰب مضاف القبور مضاف الیہ پ ۲۸

اَصۡحٰبَ الۡقَرۡیَۃِ گاؤں کے لوگ، گاؤں والے

اصحٰب مضاف القریۃ مضاف الیہ۔ اصحاب القریہ

---

[1] ان تمام حوالوں کے لیے دیکھیو فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۴۸۳ طبع مصر

کا قصہ قرآن مجید میں سورۂ یٰسین میں تفصیل سے مذکور ہے لیکن نہ تو قریہ کے نام کی صراحت ہے نہ ان تین پیغمبروں کے نام بیان کیے گئے ہیں جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے نہ اس شخص کا نام ہے جو شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا تھا اور نہ اس کے شہید کیے جانے کا ذکر ہے۔

قرطبی نے تصریح کی ہے کہ سب مفسرین کے قول میں اس قریہ سے انطاکیہ مراد ہے[1] حافظ ابنِ حجر عسقلانی کا خیال ہے کہ غالباً یہ انطاکیہ کے قریب کوئی شہر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ اس قریہ کے لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا مگر اس شہر انطاکیہ میں جواب موجود ہے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا[2] حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اگر یہ تینوں پیغمبر عہد عتیق میں اہلِ انطاکیہ کی طرف بھیجے گئے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے وہاں کے لوگوں کو پیغمبروں کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک کر دیا ہو اور انطاکیہ دوبارہ آباد ہونے پر جب مسیح علیہ السلام نے اپنے عہد میں ان کی طرف اپنے تینوں حواریوں کو بھیجا اور یہ ایمان لے آئے تو ایسا ہونے سے کوئی مانع نہیں[3]

ابن اسحٰق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار اور وہب بن منبہ سے بلاغاً نقل کیا ہے کہ یہ شہر انطاکیہ تھا۔ یہاں کے بادشاہ کا نام انطیخس بن انطیخس تھا جو بت پرست تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف تین رسول بھیجے جن کا نام صادق، صدوق اور شلوم ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو جھٹلایا قتادہ کا خیال ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے تین حواری تھے جو ان کا پیغام پہنچانے گئے تھے شعیب جبائی نے ان کے نام شمعون، یوحنا اور بولص بتلائے ہیں[4] حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ متاخرین مفسرین میں سے کسی نے اس کے سوا ذکر نہیں مگر یہ چیز متعدد وجوہ سے محلِ نظر ہے۔

(۱) بظاہر اس قصہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں بزرگ اللہ کے رسول تھے نہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر۔ ارشاد ہے۔

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۵۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[2] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۳۰

[3] فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

[4] ایضاً ج ۱ ص ۲۲۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

إِذْ أَرْسَلْنَا — جب ہم نے ان کی طرف دو پیغمبر بھیجے

إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ — تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا۔

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا — اس پر ہم نے تیسرے پیغمبر سے ان کی

بِثَالِثٍ فَقَالُوا — (اور مدد کی) تو ان تینوں نے (ان سے) کہا کہ

إِنَّا إِلَيْكُمْ — کہ ہم تمہارے پاس (خدا کے) بھیجے ہوئے

مُرْسَلُونَ ۔ — آئے ہیں۔

پھر جب ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا تو کہتے ہیں

رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا — ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم بے شک

إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ — تمہاری طرف بھیجے ہوئے تمہارے پاس آئے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا — ہیں اور ہمارا کام تو خدا کا حکم صاف صاف

الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۔ — پہنچا دینا ہے اور بس۔

حالانکہ اگر وہ حواری تھے تو ان کو ایسی عبارت استعمال کرنی مناسب تھی جس سے پتہ چلتا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیامبر ہیں۔ یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اگر وہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر تھے تو اہلِ انطاکیہ کا ان کو یہ کہنا کیا معنی رکھتا

مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا — بس تم ہماری ہی طرح کے آدمی ہو اور

وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ — خدائے رحمن نے تو کچھ نہیں

شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ — اتارا تم سراسر جھوٹ کہتے ہو۔

(۲) اہلِ انطاکیہ پیامبرانِ مسیح پر ایمان لا چکے تھے بلکہ یہ پہلا شہر ہے جو حضرت پر ایمان لایا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کے رسولوں کو جھٹلایا اور عذابِ الٰہی نے ایک چنگھاڑ کی شکل میں ظاہر ہو کر ان کی زندگی کا چراغ بجھا کر رکھ دیا۔

(۳) حوارئین مسیح علیہ السلام کے ساتھ اہلِ انطا[کیہ] کا واقعہ نزولِ تورات کے بعد کا واقعہ ہے۔ ابو سعید خدر[ی] اور سلف میں بہت سے لوگوں سے منقول ہے ک[ہ] اللہ تعالیٰ نے نزولِ تورات کے بعد کسی قوم کو عذاب بھیج کر ہلاک نہیں کیا بلکہ اس کے بعد مومنین کو حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین سے قتال جاری رکھیں

پس ایسی صورت میں جب قریہ کا قرآن مجید میں ذ[کر ہے] وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور قریہ ہوگا یا اس قصہ میں انطاکیہ کا لفظ محفوظ ہے تو یہ اس نام کا کوئی اور ش[ہر] مشہور و معروف انطاکیہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ موجود[ہ] شہر کے متعلق یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ زمانِ نصرانیت یا اس سے پہلے کبھی تباہ ہوا ہو۔ [1]

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۹۰ طبع مصر سنہ ۱۳۲۱ھ۔

تیسری وجہ کے سلسلہ میں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ اس میں صرف ایک استثنا ہے یعنی اصحاب السبت کا اس بارے میں جو حدیث مرفوعاً روایت کی گئی ہے اس میں بھی یہ استثنا موجود ہے چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جب سے توراۃ نازل فرمائی ہے، روئے زمین پر کسی قوم کسی قرن کسی امت کسی بستی کو سوائے اس بستی کے جس کو بندر کی شکل میں مسخ کیا گیا، آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا۔ کیا تم اس آیت پر خیال نہیں کرتے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۔ اور اگلی امتوں کے ہلاک کیے پیچھے ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی جس سے لوگوں کی آنکھیں کھلتی تھیں اور (ان کے لیے) ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔[1]

یہ بھی یاد رہے کہ گو ابن کثیر انطاکیہ کے تعین میں متذبذب ہیں لیکن البدایہ والنہایہ سے ہم سابق میں نقل کر چکے ہیں کہ انطاکیہ تباہ ہونے کے بعد دوبارہ آباد ہو گیا ہو تو کوئی مانع نہیں۔

جو شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اس کے متعلق ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ حبیب نجار تھا، نجار بڑھئی کو کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی نقل کیا ہے کہ صاحب یٰسین کا نام حبیب تھا اور یہ سخت جذام میں مبتلا تھے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب صاحب یٰسین نے یہ کہا کہ لوگو رسولوں کی پیروی کرو تو وہ لوگ ان کا گلا گھونٹنے لگے کہ دم نکل جائے اس وقت انہوں نے انبیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا تم گواہ رہنا۔ حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تلخیص میں تصریح کی ہے کہ اس روایت کا ایک راوی

[1] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۴۰۵۔

عبدالرحمن بن اسحاق ضعیف ہے[1] ۲۲/۱۹

اَصْحٰبُ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

غار اور رقیم والے ، اصحب مضاف الکہف مضاف الیہ

ان لوگوں کا قصہ قرآن مجید سورہ کہف پ۱۵ میں تفصیل سے مذکور ہے ۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اصحاب الکہف اور لوگ ہیں اور اصحاب الرقیم اور لوگ ۔ ان علماء کے خیال میں اصحاب الرقیم کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں بلکہ محض عجیب ہونے کے لحاظ سے اصحاب الکہف کے تذکرہ میں ان کا حوالہ دیدیا گیا ۔ پھر اس خیال کے قائلین کے بھی دو فریق ہیں ۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ چونکہ ان کا قصہ بھی اصحاب الکہف سے ملتا جلتا تھا اس لیے صرف اصحاب الکہف کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا چنانچہ سعید بن المسیب سے مروی ہے[2] کہ اس جماعت کا حال بھی اصحاب الکہف کا سا ہوا ضحاک کہتے ہیں کہ رقیم روم کا ایک شہر ہے جہاں اصحاب الکہف کی طرح ایک غار کے اندر اکیس انسان مردہ پڑے ہوئے سوتے ہیں[3] دوسرے فریق کی رائے میں اصحاب الرقیم وہی اصحاب الغار ہیں جن کا قصہ صحیحین میں مذکور ہے کہ اگلے زمانہ میں تین شخص چلے جارہے تھے کہ بارش نے ان کو آلیا اور یہ بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اوپر سے ایک بڑا پتھر آپڑا جس سے غار کا منہ بند ہوگیا اس وقت ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر بھر کے بہترین عمل کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ہر ایک کی دعا سے پتھر کا ایک تہائی حصہ غار کے منہ سے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ادھر تیسرے کی دعا ختم ہوئی اور اُدھر غار کا دہانہ بالکل وا ہو چکا تھا ۔

بزار اور طبرانی نے باسناد حسن نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیم کا ذکر فرماتے ہوئے اس قصہ کو سنا تھا[3] لیکن اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رقیم کا ذکر کرتے ہوئے اصحاب الغار کے قصہ کو بھی بیان فرمایا اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رقیم سے مراد غار ہی ہے قرآن مجید سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ

۱ مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۴۲۹ ۲ البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۸ ۳ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۶۶۴

Marfat.com

اصحاب الکہف و الرقیم سے ایک ہی جماعت مراد ہے
اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ الرقیم
فی الحقیقت ایک شہر کا نام تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا
یاقوت حموی معجم البلدان میں رقم طراز ہیں
وقیل بالبلقاء من اطراف — اطراف شام میں بلقاء کے قریب
الشام موضع یقال لہ — ایک مقام ہے جس کو رقیم کہا جاتا
الرقیم یزعم بعضھم — ہے بعض علماء کا خیال ہے کہ
ان بہ اھل الکہف[1] — وہیں اصحاب کہف ہیں۔
چونکہ کہف یعنی غار اسی رقیم میں واقع تھا اس لیے
قرآن مجید نے ان کو اصحاب الکہف والرقیم کے نام
سے ذکر کیا مصنف عبد الرزاق میں بسند صحیح حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کعب سے
موجود ہے کہ وہ اس کو ایک شہر کا نام بتاتے تھے[2] خود
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت
میں یہی مروی ہے[3] وہب اور سدی کی بھی یہی تصریح ہے[4]

عیسائیت کی ابتدائی چند صدیوں میں بارہا
ایسا ہوا ہے کہ بہت سے راسخ الاعتقاد عیسائی مخالفوں
کے ظلم وستم سے تنگ آکر پہاڑوں کے غاروں میں
پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور آبادیوں کے روپوش ہو کر
انہوں نے اپنی زندگی کے بقیہ دن وہیں گذار دیے
اور پھر ایک عرصہ کے بعد ان کی نعشیں برآمد ہوئیں۔
چنانچہ ایک واقعہ اطراف اندلس میں گذرا ہے ایک
روم کی طرف منسوب ہے اور ایک افسوس یا طرسوس
کا بیان کیا جاتا ہے۔ اصحاب الکہف کے شہر کے تعین
میں بھی مفسرین نے متعدد نام لیے ہیں۔ یاقوت حموی
نے معجم البلدان میں تصریح کی ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ
بلاد روم کا واقعہ ہے[5] ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ
میں اسی طرف رجحان ظاہر کیا ہے[6]۔ ابوحیان اندلسی
کے نزدیک اصحاب الکہف کا اندلس میں ہونا زیادہ
راجح ہے[7]۔ لیکن قرآن مجید نے "الکہف" کے ساتھ

[1] معجم البلدان لیاقوت ج ۴ ص ۴ ، ۲ طبع مصر ۱۳۲۳ھ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۳ طبع مصر ۱۳۵۶ھ

[3] حضرت ابن عباس اور وہب کی تصریح حافظ ابوحیان اندلسی نے البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ میں ذکر کی ہے۔

[4] سدی کا قول تفسیر کبیر امام رازی ج ۵ ص ۶۲۴ اور تفسیر فتح القدیر شوکانی ج ۳ ص ۲۶۳ میں مذکور ہے۔

[5] معجم البلدان ج ۴ ص ۲۴۷ [6] البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۱۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [7] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۲

"الرقیم" کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ جو اس امر کی صاف تصریح ہے کہ یہ واقعہ نہ روم کا ہے نہ اندلس کا، نہ افسوس کا نہ طرسوس کا بلکہ الرقیم کا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار، وہب بن منبہ اور سدی کی تصریح آپ کی نظر سے گذری کہ وہ اس کو ایک شہر کا ہی نام بتاتے ہیں۔ عطیہ عوفی، قتادہ، ضحاک اس کو اس وادی کا نام بتاتے ہیں جس میں یہ کہف (غار) تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں یہی تصریح منقول ہے[1]۔ ظاہر ہے کہ شہر اور اس کے اطراف واکناف کی وادی ایک ہی نام سے موسوم ہوں گے اس لیے ان دونوں بیانات میں کوئی تعارض نہیں۔ شہر اور اس شہر کی مناسبت سے اس کی وادی کو بھی الرقیم ہی کہا گیا کیونکہ اس نام کا کوئی شہر عام طور پر مشہور نہ تھا اور جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی نصرانیت نے اپنے ابتدائی قرنوں ہی میں سیاحت اور گوشہ نشینی کی ایک خاص زندگی پیدا کر دی تھی جس نے آگے چل کر رہبانیت کی شکل اختیار کی۔ اس زندگی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ لوگ دنیا کے تمام تعلقات سے منہ موڑ کر کسی پہاڑ کے غار میں یا کسی غیر آباد مقام پر گوشہ گیر ہو جاتے اور پھر ان پر استغراق عبادت کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ وضع نشست کی جو ہیئت اختیار کر لیتے زندگی کے آخری سانس تک اسی ہیئت پر قائم رہتے اور مرنے کے بعد بھی اسی حالت پر نظر آتے۔ نہ زندگی میں کوئی ان کو چھیڑتا اور نہ مرنے کے بعد کوئی ہاتھ لگانے کی جرأت کرتا اس لیے اگر موسم موافق ہوتا اور درندوں سے حفاظت حاصل ہوتی تو مدت تک ان کی نعشیں اسی حالت پر باقی رہتی تھیں جس حالت میں کہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سانس لیے تھے اور صدیوں تک ان کے ڈھانچے اسی وضع و ہیئت پر محفوظ رہتے کہ دور سے دیکھنے والا ان کو زندہ انسان ہی تصور کرتا چونکہ اس قسم کی نعشیں متعدد جگہ برآمد ہوئیں اس لیے ان علماء کو اصحاب الکہف کے شہر اور مقام کے تعین میں سخت دھوکہ ہوا۔

اصحاب الکہف کا زمانہ قبل مسیح تھا یا بعد مسیح اس کے متعلق حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۳

Marfat.com

"بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب الکہف حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے مذہب پر تھے یوں تو خدا ہی بہتر جانتا ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ بالکلیہ ملت نصرانیت سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ اگر وہ دین نصرانیت پہ ہوتے تو احبار یہود اپنی اس مخالفت کی بنا پر جو ان کو عیسائیوں سے تھی اصحاب الکہف کی خبر اور ان کے حالات کے محفوظ رکھنے کی طرف اعتنا نہ کرتے، حالانکہ سابق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت گذر چکی کہ قریش نے مدینہ میں احبار یہود کے پاس اپنے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے تھے کہ وہ ان سے چند ایسی باتیں معلوم کر لیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ امتحان لے سکیں احبار نے یہ کہلا بھیجا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب الکہف کے حالات، ذوالقرنین کی خبر اور روح کے متعلق سوال کریں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اصحاب الکہف کا حال کتب اہل کتاب میں محفوظ تھا اور نیز یہ کہ ان کا واقعہ مذہب نصرانیت سے پہلے ہوا ہے۔ واللہ اعلم" [1]

اصحاب الکہف کی تعداد کیا تھی اور وہ کتنے تھے اس کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ — کچھ لوگ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان
كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ — کا کتا اور کچھ کہیں گے وہ پانچ ہیں
سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا — چھٹا ان کا کتا یہ سب اندھیرے
بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ — میں تیر چلاتے ہیں جس کہتے ہیں وہ
سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ — سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا
قُلْ رَّبِّيْ أَعْلَمُ — اے پیغمبر کہہ دے ان کی گنتی
بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ — میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے
إِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ — ان کا حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے
فِيْهِمْ إِلَّا مِرَآءً — تو اس بارے میں بحث و نزاع نہ کر
ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ — مگر اس حد تک کہ صاف صاف
فِيْهِمْ مِّنْهُمْ — بات ہو اور نہ ان لوگوں میں سے
أَحَدًا ۝ — کسی سے اس بارے میں کچھ دریافت کر

اصحاب الکہف کی تعداد کے سلسلہ میں لوگوں کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تین اقوال نقل فرمائے ہیں اس سے پتہ چلا کہ ان تین اقوال کے علاوہ اور کوئی چوتھا قول نہیں پہلے دو اقوال کو "رجماً بالغیب" (اٹکل پچو) فرمایا تیسرے کے متعلق

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۴، طبع مصر ۱۳۵۶ھ۔

سکوت اختیار کیا۔ پہلے دونوں جملوں میں واو "عطف" نہ تھا تیسرے جملہ میں وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ عطف کے ساتھ کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہی تعداد حقیقت میں صحیح ہے۔ اور یہ جو فرمایا قُلْ رَّبِّيْ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ (کہہ دے ان کی گنتی میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے) سو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ایسے مقامات پر علم کو اللہ ہی کے حوالہ کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ بغیر علم اس قسم کی باتوں میں غور خوض کرنا فضول ہے ہاں جب کسی چیز کے متعلق پوری اطلاع ہو تو اس کو زبان سے نکالنا چاہیے ورنہ توقف کرنا بہتر ہے خود قرآن مجید کی تصریح ہے مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ (ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ) طبرانی نے معجم اوسط میں[1] اور ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں باسانید صحیحہ[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں بھی ان ہی تھوڑے لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اصحاب الکہف کی تعداد سات تھی ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بعینہٖ یہی بیان نقل کیا ہے[3]۔

اصحاب الکہف کے نام کیا تھے اس کے متعلق حافظ ابو حیان اندلسی رقم طراز ہیں۔

واما اسماء فتية اهل الکهف فاعجمية لا تنضبط بشکل ولا نقط والسند فی معرفتها ضعیف[4]

نوجوانان اصحاب الکہف کے نام عجمی ہیں نہ وہ اعراب کے ذریعہ منضبط ہوتے ہیں نہ نقطوں کے ذریعہ نیز ان کی معرفت کی سند بھی ضعیف ہے۔

حافظ ابن کثیر کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

وفی تسمیتهم بهذه الاسماء واسم کلبهم نظر فی صحته[5]

اصحاب الکہف کے جو نام بتائے جاتے ہیں اور ان کے کتے کا جو نام بتایا جاتا ہے نیز ان کے نام کی صحت میں بحث ہے۔

اصحاب الکہف غار میں کتنی مدت تک رہے اس کے متعلق قرآن مجید میں یہ مرقوم ہے۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [2] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱ طبع مصر ۱۳۰۱ھ

[3] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [4] البحر المحیط ج ۲ ص ۱۰۱ [5] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱

ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ — میں تین سو برس اور ان کے اوپر

وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ قُلِ — نو۔ تو کہہ کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے

اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَہٗ — کہ وہ کتنی مدت تک رہے وہ

غَیْبُ السَّمٰوٰتِ — آسمان و زمین کی ساری پوشیدہ

وَالْاَرْضِ — باتیں جانتا ہے۔

لیکن اس کے متعلق بعض علماء کی رائے ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے پہلے اصحاب الکہف کی تعداد کے بارے میں لوگوں کے متعدد اقوال نقل کیے تھے۔ اسی طرح یہاں بھی مدت بقاء کے بارے میں لوگوں کا قول نقل کیا ہے یعنی لوگ کہتے ہیں غار میں تین سو برس تک رہے اور بعضوں نے اس پر نو برس اور بڑھا دیے تم کہہ دو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ فی الحقیقت کتنی مدت گذر چکی ہے۔ پس ان علماء کے خیال میں یہ قرآن کی تصریح نہیں بلکہ لوگوں کا قول ہے اور "سیقولون" سے نقل اقوال کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اسی سلسلہ کی یہ آخری کڑی ہے۔ سلف میں قتادہ اور مطرف بن عبداللہ کی یہی رائے ہے[1]۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انسان کسی آیت کی تفسیر یہ سمجھ کر کرنے لگتا ہے کہ وہ ٹھیک ہوگی حالانکہ وہ زمین و آسمان کے درمیان نہایت دور جا کے گرتا ہے اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ الآیہ پھر دریافت کرنے لگے کہ یہ لوگ کتنے عرصہ رہے۔ لوگوں نے جواب دیا تین سو نو برس آپ نے فرمایا اگر اتنی مدت تک رہے ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا مقولہ نقل کیا ہے چنانچہ سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَۃٌ سے رَجْمًا بِالْغَیْبِ تک فرما کر ان کی لاعلمی کی خبر دی، اور پھر فرمایا کہ وہ یہ بھی کہیں گے وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا

علامہ محمود آلوسی اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ولعل ھذا لا یصح عن الحبر — غالباً حضرت عبداللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقد — بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

صح عنہ القول بان — یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ ان سے یہ بسند

عدۃ اصحاب الکہف — صحیح اصحاب الکہف کی تعداد

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۳۔

سبعة وثامنهم كلبهم مع انه سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا
تعالى عقب القول بذلك حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کو
بقوله سبحانه قل ربی اعلم بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا قل
بعدتهم ولا فرق بينه ربی اعلم بعدتهم اور اس میں
وبين قوله تعالى قل الله اعلم اور قل اللہ اعلم بما لبثوا کے
بما لبثوا فلم يدل على انه فرماتے ہیں کوئی فرق نہیں جو قول
المردود لهم بعد قاله اعلم بما لبثوا سے تردید کیونکر ثابت
لـه ہوئی اور اس کیوں ثابت نہیں ہوئی

عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر وابن ابی
حاتم نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن
مسعود کی قرأت میں قالوا کا لفظ آیا ہے یعنی انہوں
نے اس آیت کی قرأت اس طرح کی ہے وقالوا
لبثوا فی کهفهم اس سے صاف یہ معنی ہیں کہ یہ لوگوں کا
مقولہ ہے۔ قتادہ کہتے ہیں تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ
نے اس کے ساتھ ہی فرمایا قل اللہ اعلم بما
لبثوا ۔ حافظ ابن کثیر اس روایت کے بارے میں
فرماتے ہیں۔

وحكاية قتادة قراءة ابن ابن مسعود کی قرأت کے متعلق
مسعود منقطعة ثم هي شاذة قتادہ کی روایت منقطع ہے نیز قرأت
بالنسبة الى قراءة جمہور کے اعتبار سے شاذ بھی ہے لہٰذا
الجمهور فلا يحتج بها ـه اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ ابن مسعود کی قرأت
سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا قول ہے جو
اصحاب الکہف کے معاملہ میں بحث کر رہے تھے۔ رہا
اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمانا قل اللہ اعلم بما
لبثوا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اصحاب الکہف کی
تعداد کے بارے میں تیسرے قول کو بیان کرکے فرمایا اس
اس قول کی تردید کا پتہ نہیں چلتا۔ لـه

غرض اکثر مفسرین اسی کے قائل ہیں کہ اصحاب الکہف
کے غار میں رہنے کی یہ تین سو نو برس کی مدت خود اللہ تعالیٰ
کی بیان کی ہوئی ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں۔
هذا اخبار من الله تعالى کہف میں ان لوگوں کے ٹھہرے
عن قدر لبثهم في الكهف رہنے کے متعلق یہ اللہ تعالیٰ نے
وهو الاصح شه خبر دی ہے اور یہی اصح ہے۔

لـه روح المعانی ج ۱۵ ص ۲۴۳ طبع مصر — لـه تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰

ـه تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۳۷ طبع مصر — شه معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۶۹ طبع مصر

Marfat.com

امام ابن جریر طبری اور حافظ ابن کثیر نے بھی اسی
کو اختیار کیا ہے۔ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔
وهذا الذي قلناه عليه ہم جس بات کے قائل ہیں
غير واحد من علماء التفسير اسی پر اکثر علماء تفسیر جیسے
كمجاهد وغير واحد من علماء مجاہد اور اکثر علماء سلف
السلف والخلف[1] خلف ہیں

خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس
آیت کے شان نزول میں جو روایت مروی ہے اس سے
بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ نے بروایت
ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا
ہے کہ جب یہ آیت اتری ولبثوا فی کہفہم
ثلث مائة تو کہا گیا یا رسول اللہ یہ سو دن ہیں یا
مہینے یا برس۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سنین
وازدادوا تسعا ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر،
ابن ابی حاتم نے خود ضحاک سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ

اصحاب الکہف کس طرح ایک دوسرے سے
آگاہ ہوئے اور اکٹھے ہوئے اور پھر کس طرح وہ شہر سے باہر
نکلے اس بارے میں مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

حافظ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں۔
والرواة مختلفون في ان کے قصوں کے بیان کرنے میں
قصصهم وكيف كان راوی مختلف ہیں کہ ان کا اجتماع
اجتماعهم وخروجهم کیونکر ہوا وہ کس طرح شہر سے باہر
ولم يأت في الحديث نکلے اس کی کیفیت نہ تو کسی صحیح
الصحيح كيفية ذلك حدیث میں آئی ہے اور نہ قرآن
ولا في القرآن الا ما میں بجز ان واقعات کے جن کو
قص تعالى علينا من اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور
قصصهم[2] جو مذکور ہے۔

اسی طرح اصحاب الکہف کے دائیں بائیں کروٹ
بدلوانے کی مدت میں بھی مختلف اقوال مذکور ہیں بعض چھ
ماہ بعض ایک سال بعض نو برس بتاتے ہیں مگر امام
رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔
وهذا التقدير لا سبيل یہ تقادیر یا عقل سے نہیں معلوم کی
للعقل اليها ولفظ القرآن جا سکتیں نہ قرآن کے الفاظ ان
لا يدل عليه وما جاء پر دلالت کرتے ہیں اور نہ کوئی صحیح
خبر صحيح فكيف يعرف حدیث اس کے متعلق موجود ہیں
[3] اس کا کیوں کر پتہ چل سکتا ہے۔

۱ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۱ ۲ فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۱ ۳ بحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۷ ۴ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۶۴۳ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

اصحاب الکہف کے اس مرتبہ جاگنے کے بعد یہ پتہ نہیں کہ اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی یا زندہ رہے وفات ہوئی تو کب ہوئی۔ زندہ رہے تو کب تک رہے یا کب تک رہیں گے۔ حافظ ابن کثیر علامہ محمود آلوسی اور دیگر علما کی بڑی جماعت کا رجحان اسی طرف ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دیدی۔ واللہ اعلم پ۱۵ ع۱۲

اَصْحٰبُ مَدْیَنَ

مدین والے، مدین کے لوگ اَصْحٰبُ مضاف، مَدْیَنَ مضاف الیہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سارہ، ہاجرہ، قطورا، مدین قطورا کے بطن سے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا تھا۔ سامی قوموں کا عام قاعدہ ہے کہ وہ اپنی آبادی اور قبیلہ کو بانی و مورثِ خاندان کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ اسی لحاظ سے مدین کا سارا خاندان جو آگے چل کر ایک بہت بڑا قبیلہ بن گیا تھا۔ جو قبیلہ مدین بن ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہوا اور جہاں یہ قبیلہ آباد ہوا وہ ملک مدین کہلایا حضرت شعیب علیہ السلام اول ان کی ہی طرف مبعوث ہوئے تھے اور اسی نسل اور اسی قبیلہ سے تھے چنانچہ قرآن مجید نے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (اور مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) کہہ کر ان کے اسی نسلی رشتہ کو واضح کیا ہے۔ اصحاب مدین کا ذکر قرآن مجید میں سورہ اعراف پ۸ ع۹ اور سورہ ہود پ۱۲ ع۷ و ۸ اور سورہ عنکبوت پ۲۰ ع۱۶ میں قدرے تفصیل سے آیا ہے اور سورہ توبہ پ۱۰ ع۱۵ اور سورہ حج پ۱۷ ع۱۲ میں صرف معذب اور گنہگار قوموں کی فہرست میں ان کا نام بتانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ آیا ایک ہی قوم ہیں یا دو جداگانہ قومیں اس کے متعلق اصحاب الایکہ کے ضمن میں تفصیلی بحث سپرد قلم کی جا چکی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اصحاب الایکہ، شعیب، مدین) پ۱۰ ع۱۵ پ۱۷ ع۱۲

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ

نحوست والے، بائیں والے، اَصْحٰبُ مضاف، الْمَشْئَمَۃِ مضاف الیہ، یہی لوگ ہیں جن کو دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب الشمال کہا گیا ہے (تفصیل کے لیے دیکھو اصحاب الشمال اور مشئمہ) پ۲۷ ع۱۴ پ۳۰ ع۱۵

اَصْحٰبُ مُوْسٰی

موسیٰ کے لوگ اَصْحٰبُ مضاف مُوْسٰی مضاف الیہ۔ یہ وہی بنی اسرائیل

ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے
نکل کر چلے تھے اور بحر قلزم کے کنارے پہنچ کر اس کو پار
کرنے کی فکر کر رہے تھے کہ دور سے فرعون لشکر لے کر
آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وحی
الٰہی کے مطابق عصا کو دریا پر مارا۔ پانی تھا بہت
گہرا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے
جن میں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے الگ الگ
گزرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ عبد
بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اصحاب موسیٰ جنہوں نے سمندر کو پار
کیا بارہ اسباط تھے اور ہر راستے میں بارہ ہزار انسان
تھے جو سب کے سب اولاد یعقوب علیہ السلام ہی تھے۔[ل]

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ - داہنے والے۔ بڑے نصیب
والے۔ اصحٰب مضاف اَلْمَيْمَنَةِ مضاف الیہ۔
یہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو عہد الست
کے دن حضرت آدم علیہ السلام کے داہنی پہلو سے
نکالا گیا تھا۔ جو روز حشر عرش الٰہی کے داہنی جانب
ہونگے۔ ان کا اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں
دیا جائیگا اور فرشتے ان کو داہنی طرف سے لینگے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں
دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف
دیکھ کر ہنستے ہیں۔ سو حضرت آدم علیہ السلام ان ہی
خوش نصیب اور مبارک لوگوں کو دیکھ کر خوش
ہوتے تھے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں انہیں کو
اصحاب الیمین کہا گیا ہے۔ پ ۲۷ ع ۱۴ ر ۳ ۱۵

اَصْحٰبُ النَّارِ - دوزخ کے رہنے والے۔ دوزخ
والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلنَّارِ مضاف الیہ آیت
شریفہ وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً میں
اصحاب النار سے دوزخ کے داروغہ مراد ہیں اس لیے
یہاں اصحاب النار کا ترجمہ دوزخ پر داروغہ کرنا چاہیے
اصل میں اصحاب النار کے لفظی معنی ہیں "دوزخ والے"
دوزخیوں کو دوزخ میں رہنے کی وجہ سے اور دوزخ
کے فرشتوں کو دوزخ کے داروغہ ہونے کی وجہ سے
دوزخ والے کہا گیا۔ قرآن مجید میں ان فرشتوں کی
تعداد جو دوزخ پر مقرر ہونگے انیس مذکور ہے۔

ل تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۹۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

پ۱/۴و۹ پ۲/۱۱ پ۳/۲و۶ پ۴/۳ پ۶/۹ پ۷/۱ پ۸/۱۱و۱۲و۱۳ پ۱۱/۸ پ۱۳/۷

پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۶و۱۰ پ۲۸/۳،۶و۱۵ پ۲۹/۱۵

اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ - داہنی طرف والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْیَمِیْنِ مضاف الیہ۔ ان کو ہی دوسری جگہ قرآن مجید میں اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ کہا گیا ہے (دیکھو اصحاب المیمنہ) پ۲۷/۱۴و۱۶ پ۲۹/۱۶

اَصْحٰبِہِمْ - ان کے ساتھی۔ اَصْحٰبُ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی رفیق اور ساتھی کے ہیں مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۷/۲

اِصْدَعْ - تو کھول کر سنا دے (فَتَحَ) صَدْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں صَدْعٌ کے معنی کسی ٹھوس جسم مثلاً لوہا یا شیشہ وغیرہ میں شگاف پڑ جانے اور اس کے شق ہو جانے کے ہیں۔ گویا کھل جانا اس کے مفہوم میں داخل ہے اسی اعتبار سے کسی بات کے کھلم کھلا کہنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ پ۱۴/۶

اَصْدَقُ - زیادہ سچا۔ صِدْقٌ سے جس کے معنی سچ بولنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۵/۸و۱۵

اَصَّدَّقُ - میں خیرات کروں۔ تَصَدَّقٌ سے کہ جس کے معنی صدقہ دینے اور خیرات کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۸/۱۴

اِصْرًا - بھاری بوجھ۔ اصل میں اِصْرٌ کے معنی اس بوجھ کے ہیں جو اپنے اٹھانے والے کو چلنے سے روک رکھے یہاں مراد تکلیفِ شاقہ اور سخت دشوار امور ہیں۔ پ۳/۷

اَصْرِفُ - میں پھیر دونگا۔ (ضَرَبَ) صَرْفٌ سے جس کے معنی کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینے یا ایک شے کو کسی دوسری شے سے بدل دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۹/۷

اِصْرِفْ - ہٹادے، پھیر دے۔ صَرْفٌ سے۔ امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر۔ پ۱۹/۴

اَصَرُّوْا - انہوں نے ضد کی۔ انہوں نے اصرار کیا اِصْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر سختی کے ساتھ جمے رہنے اور مصر ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۹/۹

اِصْرَهُمْ - ان کے بوجھ۔ اِصْرُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں مراد ان سخت احکام سے ہے جو یہودیوں پر تھے۔ پ۹/۹

اِصْرِیْ - میرا عہد۔ اِصْرِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم

Marfat.com

مضاف الیہ۔ چونکہ عہد کی ذمہ داری کا بھی انسان پر بوجھ ہوتا ہے اس لیے اِصْر کا استعمال عہد کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ پ۳/۱۷

اِصْطَادُوْا۔ تم شکار کر لو۔ اِصْطِیَادٌ سے جس کے معنی شکار کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶/۵

اِصْطَبِرْ۔ تو قائم رہ۔ سہارہ صبر کر۔ اِصْطِبَارٌ سے جس کے معنی صبر کے ساتھ قائم رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱، پ۲۷/۹

اِصْطَفٰی۔ اُس نے چن لیا۔ اس نے پسند کر لیا۔ اِصْطِفَاءٌ سے جس کے معنی چن لینے اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۱۶ پ۳/۱۲ پ۹/۲۰ پ۲۳/۹ و ۱۵۔

اِصْطَفَیْتُكَ۔ میں نے تجھ کو امتیاز دیا میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اِصْطَفَیْتُ اِصْطِفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۹/۷

اِصْطَفٰكِ۔ تجھ کو پسند کیا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی كِ ضمیر واحد مونث حاضر پ۳/۱۳

اِصْطَفَیْنَا۔ ہم نے چن لیا۔ برگزیدہ کیا۔ اِصْطِفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۲۲/۱۶

اِصْطَفٰىهُ۔ ہم نے اُس کو منتخب کیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱/۱۶

اِصْطَفٰىهُ۔ اس کو پسند فرمایا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۲/۱۶

اِصْطَنَعْتُكَ۔ میں نے تجھ کو بنایا۔ اِصْطَنَعْتُ اِصْطِنَاعٌ سے جس کے معنی کسی شے کی درستگی اور بنانے میں مبالغہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

اَصْغَرُ۔ زیادہ چھوٹا۔ صِغَرٌ سے جس کے معنی چھوٹے ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۱/۱۲ پ۲۲/۷

اَصْفَادٌ۔ زنجیریں بیڑیاں۔ صَفَدٌ اور صِفَادٌ کی جمع جس کے معنی بیڑی اور زنجیر کے ہیں پ۱۳/۱۹ پ۲۳/۱۲

اِصْفَحْ۔ تو درگزر کر (فَتْحٌ) صَفْحٌ سے جس کے معنی درگزر کرنے اور اعراض کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۶/۷ پ۱۴/۶ پ۲۵/۱۳

اِصْفَحُوْا۔ درگزر کرو۔ صَفْحٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱/۱۳

اَصْفٰكُمْ۔ تم کو چن لیا۔ تم کو انتخاب کر لیا اَصْفٰی اِصْفَاءٌ سے جس کے معنی برگزیدہ کرنے اور منتخب کرنے

Marfat.com

کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع
مذکر حاضر ث۱۴/۸ پ۲۵

اَصْلٍ - جڑ۔ اُصُوْلٌ جمع پ۲۳/۲

اَصْلَابِكُمْ - تمہاری پشتیں۔ اَصْلَابٌ صُلْبٌ
کی جمع جس کے معنی پشت کی ہڈی کے ہیں مضاف
ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۴/۵

اِصْلَاحٌ - سنوارنا۔ صلح کرانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر
ہے پ۲/۱۱ ث۵/۱۴ پ۱۲/۸ **اِصْلَاحًا** پ۲/۱۲ ث۵/۳

اِصْلَاحِهَا - اس کی اصلاح۔ اِصْلَاحٌ مضاف
ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ث۸/۱۴، ۱۸

اُصَلِّبَنَّكُمْ - میں تم کو سولی پر چڑھاؤنگا اُصَلِّبَنَّ
تَصْلِيْبٌ سے جس کے معنی سولی دینے کے ہیں مضارع
بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
پ۹/۱۴ پ۱۶/۱۳ پ۱۹/۷

اَصْلَحَ - اس نے صلح کرادی۔ اس نے اصلاح کی۔
وہ سنور گیا، نیک ہوگیا۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ۲/۲ پ۶/۱۰ ث۸/۱۱ ث۱۲/۱۱ پ۲۵/۵ پ۲۶/۵

اَصْلِحْ - تو اصلاح کر۔ تو نیک بنادے۔ اِصْلَاحٌ
سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۹/۲ پ۲۶/۳

اَصْلَحَا - ان دونوں نے اپنی اصلاح کر لی۔ اِصْلَاحٌ
سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۴/۱۴

اَصْلَحْنَا - ہم نے اچھا کردیا ہم نے درست کردیا۔
اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۷/۶

اَصْلَحُوْا - اُنہوں نے اپنے کام کو درست کیا۔
اُنہوں نے نیک کام کیے۔ انہوں نے اپنی اصلاح
کی۔ وہ سنور گئے۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب پ۲/۳ پ۳/۱۷ ث۵/۱۸ پ۱۴/۲۱ پ۱۸/۷

اَصْلِحُوْا - تم صلح کرو۔ تم صلح کرادو۔ تم ملاپ کرادو
اِصْلَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۵/۱۵ پ۲۶/۱۳

اِصْلَوْهَا - اس میں جا پڑو۔ اس کے اندر چلے
جاؤ (سمیع)۔ اِصْلَوْا صَلْیٌ سے جس کے معنی آگ
میں جلنے اور اس میں جا پڑنے کے ہیں امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ۲۳/۳

اَصْلُهَا - اس کی جڑ۔ اَصْلُ مضاف ھَا ضمیر
واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۱۳/۱۶

اُصْلِيْهِ - میں اس کو آگ میں ڈالونگا۔ اُصْلِيْ اِصْلَاءٌ
سے جس کے معنی آگ میں ڈالنے کے ہیں مضارع کا
واحد متکلم ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۹/۱۵

Marfat.com

اَصَمَّ ۔ بہرا۔ صَمَمٌ سے جس کے معنی بہرا ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ۔ پ۲/۱۲

اَصَمَّھُمْ ۔ ان کو بہرا کر دیا۔ اَصَمَّ، اِصْمَامٌ سے جس کے معنی بہرا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔ پ۲۶/۷

اَصْنَام ۔ بت۔ مورت۔ ہر وہ چیز جس کو خدا کے سوا پوجا جائے صَنَمٌ کی جمع پ۹/۹ پ۱۳/۱۸

اَصْنَامًا پ۷/۱۵ پ۱۹/۹

اَصْنَامَکُمْ ۔ تمہارے بت۔ اَصْنَامٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۷/۵

اِصْنَعْ ۔ تو بنا۔ تو درست کر (فتحہ) صَنْعٌ سے جس کے معنی کسی کام کے درست کرنے اور بنانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۲/۳ پ۱۸/۲

اَصْوَات ۔ آوازیں ۔ صَوْتٌ کی جمع جس کے معنی آواز کے ہیں پ۱۶/۱۵ پ۲۱/۱۱

اَصْوَاتَکُمْ ۔ تمہاری آوازیں ۔ اَصْوَاتَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۶/۱۳

اَصْوَاتُھُمْ ۔ ان کی آوازیں ۔ اَصْوَاتُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶/۱۳

اَصْوَافِھَا ۔ ان کی اون ۔ اَصْوَافٌ ۔ صُوْفٌ کی جمع جس کے معنی اُون کے ہیں اَصْوَافَ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ جس کا ترجمہ انعام کی طرف راجع ہونے کے سبب سے (ان) سے کیا گیا ہے ۔ پ۱۴/۱۷

اُصُوْلِھَا ۔ اس کی جڑیں ۔ اصول اَصْلٌ کی جمع ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۲۸/۴

اُصِیْبُ ۔ میں پہنچاتا ہوں ۔ ڈالتا ہوں اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی پہنچانے اور لا ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۹/۹

اَصِیْلًا ۔ شام عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں پ۱۸/۱۶ پ۲۲/۳ پ۲۶/۹ پ۲۹/۲۰

فصل الضاد المعجمۃ

اَضَاءَ ۔ اس نے روشن کیا ۔ اِضَاءَۃٌ سے جس کے معنی روشن کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۲

اَضَاءَتْ ۔ اُس نے روشن کر دیا ۔ اِضَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱/۲

اَضَاعُوْا ۔ وہ کھو بیٹھے ۔ اُنہوں نے ضائع کر دیا ۔ اِضَاعَۃٌ سے جس کے معنی کھو دینے اور ضائع کر دینے

Marfat.com

ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۶/۷

اَضْحَكَ - اس نے ہنسایا - اِضْحَاکٌ سے جس کے معنی ہنسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷/۷

اِضْرِبْ - تو مار، تو بنا دے تو بیان کر ضَرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر - اصل میں ضَرْبٌ کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں چونکہ اس کی صورتیں مختلف ہیں اس لیے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی آتے ہیں کہیں مارنے کے کہیں ڈال دینے کے، کہیں چلنے کے، کہیں بیان کرنے کے اور کہیں تھپک دینے کے غرض ہر موقع اور محل پر اس کے مناسب ترجمہ ہونا چاہیے بشرطیکہ اصل معنی ملحوظ رہیں چونکہ چلنے میں زمین پر پیر پڑتے ہیں اس لیے ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ میں ضَرْبٌ کے معنی زمین پر چلنے کے ہونگے کسی چیز کا اس طرح ذکر کرنا کہ اس کا اثر دوسری چیز پر پڑے اس کا نام ضَرْبُ المثل ہے اس لیے جب مَثَل کے ساتھ ضَرْبٌ کا استعمال ہو تو اس کے معنی بیان کرنے کے آئینگے - آیتِ شریفہ فَاضْرِبْ لَھُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا (تو ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بنا دے) میں چونکہ طَرِیْقٌ (راستہ) کو بَحْرٌ (سمندر) پر واقع کیا جارہا ہے اس لیے یہاں اِضْرِبْ کا ترجمہ بنا دے، تیار کر دے یا ڈال دے کرنا چاہیے -

پ/۷ پ۹/۱۰ پ۱۵/۱۷ و ۱۸ پ۱۶/۱۳ پ۱۹/۸ پ۲۲/۱۹ پ۲۳/۱۳

اِضْرِبُوْا - تم مارو - تم کاٹو - ضَرْبٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹/۱۴

اِضْرِبُوْہُ - اس پر مارو - اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے - پ۱/۹

اِضْرِبُوْھُنَّ - ان (عورتوں) کو مارو - اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے جو عورتوں کی ط[رف] راجع ہے اگر بیویوں سے سرکشی اور بدخوئی کا ڈر[یا] اندیشہ ہو تو یہ نہ چاہیے کہ فوراً دل برداشتہ ہو کر [قطع] تعلق کر لیا جائے بلکہ پہلے ان کو نرمی اور محبت [سے] سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے اگر اس پر بھی سرکشی سے باز نہ آئیں تو خوابگاہیں ان سے الگ [کر لینی] چاہیے اور اگر اب بھی نہ مانیں تو بطور تنبیہ کے م[ارنے] کا بھی حکم ہے لیکن نہ اس قدر کہ اس کا نشان باقی رہے [یا] ہڈی ٹوٹ جائے - یاد رہے مارنا پیٹنا آخری درجہ [ہے] جب وہ نافرمانی اور بدخوئی سے باز آجائیں اور [تمہاری] مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان کو ملزم بنانے کے [لیے]

راہیں نہیں ڈھونڈھنی چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ ش ۵/۳

اُضْطُرَّ۔ وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاچار کیا گیا۔ اِضْطِرَارٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِضْطِرَارٌ کے معنی اصل میں انسان کو کسی ضرر رساں چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ عام طور پر اس کا استعمال انسان کو کسی ایسے امر پر مجبور کرنے کے لیے ہوتا ہے کہ جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اضطرار کی دو شکلیں ہیں ایک یہ کہ کسی خارجی سبب کی بنا پر ہو پھر اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ انسان کو کسی امر پر اس طور سے مجبور کیا جائے کہ اس امر کے نہ ہونے کی صورت میں اس کو قتل کیا جائے یا قتل کی دھمکی دی جائے یا اس کا کوئی عضو بیکار کر دیا جائے یا بیکار کرنے کی دھمکی دی جائے۔ دوم یہ کہ زبردستی پکڑ کر اس سے کام لیا جائے آیہ شریفہ ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ (پھر اس کو دوزخ کے عذاب میں جبرًا بلاؤنگا) میں اضطرار کی یہی آخری صورت مراد ہے دوسری شکل یہ ہے کہ اضطرار کسی داخلی سبب کی بنا پر ہو یعنی ایسی قوت کے غلبہ کی وجہ سے کہ اگر اس کی مدافعت کی جائے تو ہلاکت واقع ہو۔ جیسے بھوک سے بیتاب ہو کر کسی حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہونا۔ آیت شریفہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ (پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں) اس میں دونوں طرح کا اضطرار داخل ہے یعنی یہ کہ انسان کسی ایسی جگہ ہو جہاں اس کو بجز کسی حرام چیز کے اور کچھ کھانے پینے کو نہ مل سکے اور وہ بھوک یا پیاس کی شدت سے قریبِ ہلاکت ہو یا یہ کہ رزق حلال موجود ہے مگر وہ حرام چیز کے کھانے یا پینے پر اس لیے مجبور ہے کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کو ہلاک کر دیا جائیگا، یا اس کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائیگا۔ ۲/۵ ۶/۵

ش ۵ ۱۴/۲۱

اُضْطُرِرْتُمْ۔ تم مجبور کیے گئے۔ اِضْطِرَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۸/۱

اَضْطَرُّهٗ۔ میں اس کو مجبور کرونگا۔ اَضْطَرُّ اِضْطِرَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اُضْطُرَّ) ۱/۱۵

اَضْعَافًا۔ کئی گنا۔ دونے پر دونا ضِعْفٌ کی جمع

جس کے معنی دگنے کے آتے ہیں۔ یہ بھی نِصۡفٌ اور زَوۡجٌ کی طرح سے الفاظِ متضائفہ میں سے ہے کہ جن میں سے کسی ایک کا وجود دوسرے کے وجود کا مقتضی ہوتا ہے۔ پ۲۱ ع۵

اَضۡعَفُ - زیادہ کمزور۔ ضُعۡفٌ سے جس کے معنی کمزور ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۶ ع۸، پ۲۹ ع۱۲

اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ - خیالی خواب، پریشان خواب اَضۡغَاثُ ضِغۡثٌ کی جمع جس کے معنی سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھے کے آتے ہیں۔ اور اَحۡلَامٌ حُلۡمٌ کی جمع ہے جس کے معنی خواب دیکھنے کے ہیں۔ چونکہ سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھے میں بری بھلی ہر طرح کی سینکیں یا لکڑیاں ملی جلی ہوتی ہیں اس لیے خوابہائے پریشاں یا طرح طرح کے خیالی خواب کو اضغاث احلام کہتے ہیں اَضۡغَاثُ مضاف اَحۡلَامٌ مضاف الیہ پ۱۲ ع۱۲، پ۱۷ ع۱

اَضۡغَانَکُمۡ - تمہارے دل کی خفگیاں۔ اَضۡغَانِ ضِغۡنٌ کی جمع جس کے معنی سخت کینہ اور دل کی خفگی کے آتے ہیں اَضۡغَانَ مضاف کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۶ ع۸

اَضۡغَانَهُمۡ - ان کے کینے۔ اَضۡغَانِ مضاف هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۸

اَضَلَّ - اس نے گمراہ کیا۔ اس نے بہکایا۔ اس نے بھٹکایا۔ اس نے کھو دیا۔ اِضۡلَالٌ سے جس کے معنی گمراہ کرنے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یاد رہے اس لفظ کا استعمال جب اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا تو اس کی دو صورتیں ہونگی۔ ایک یہ کہ اس اضلال کا سبب ضلال بنا۔ بایں طور کہ کسی شخص نے گمراہی اختیار کی بدیں وجہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس پر گمراہی اور ضلالت کا حکم لگایا اور آخرت میں جنت کے راستے سے دوزخ کے راستے کی طرف اس کو ہٹا دیا۔ دوسری صورت اضلالِ الٰہی کی یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے جبلتِ انسانی ایک خاص ہیئت اور وضع کی بنائی ہے جب انسان کسی اچھے یا برے راستے کو اختیار کر لیتا ہے تو پھر وہی راستہ اس کو مرغوب و محبوب ہوتا ہے جس کو وہ کسی طرح نہیں چھوڑتا بلکہ وہ اس کی طبیعت ثانیہ بن جاتا ہے۔ اسی اعتبار سے کہا گیا ہے "العادۃ طبع ثانی" چونکہ انسان میں

یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کی گئی ہے اس لیے اس لحاظ سے بھی اضلال کی نسبت اللہ تعالیٰ کے لیے صحیح ہے اور اسی وجہ سے اس اضلال کی مومنین سے نفی کی گئی اور کافروں اور فاسقوں کے لیے اس کا اثبات کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جبکہ ان کو راہ پر لا چکا) فاسقوں کے حق میں ارشاد ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (اور گمراہ نہیں کرتا اس سے مگر بدکاروں کو) کافروں کے متعلق فرمایا جاتا ہے كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (اسی طرح بھٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہو بیباک شک کرنیوالا) پ ۲۴/۵

پ ۱۶/۱۳ پ ۲۱/۴ پ ۲۳/۳ پ ۲۶/۵

اَضَلُّ - بہت بھٹکا ہوا - زیادہ بیراہ - زیادہ گمراہ ضَلَالٌ سے جس کے معنی سیدھے راستے سے ہٹنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ ۶/۱۳ پ ۹/۱۲ پ ۱۵/۸

پ ۱۹/۱ اور ۲ پ ۲۰/۸ پ ۲۵/۱ پ ۲۶/۱

اَضِلُّ - میں بھٹکوں گا - (ضَرَبَ - يَضْرِبُ) ضَلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۲/۱۲ (مزید تفصیل کے لیے دیکھو ضَلَالٌ)

اَضَلَّانَا - ان دونوں نے ہم کو بھٹکایا - گمراہ کیا۔ اَضَلَّا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ ۲۴/۱۸

اَضْلَلْتُمْ - تم نے بھٹکایا - تم نے گمراہ کیا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۸/۱۵

اَضْلَلْنَ - انہوں نے بھٹکایا - انہوں نے گمراہ کیا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۱۳/۱۷

اَضَلَّنَا - اس نے ہم کو بھٹکایا - اس نے ہم کو گمراہ کیا اَضَلَّ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۹/۱

اُضِلَّنَّهُمْ - میں ان کو ضرور بھٹکاؤں گا۔ اُضِلَّنَّ اِضْلَالٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۵/۱۵

اَضَلَّنِيْ - اس نے مجھ کو بھٹکایا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۹/۱

اَضَلُّوْا - انہوں نے گمراہ کردیا۔ انہوں نے بھٹکایا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶/۱۲ پ ۲۹/۱۰

اَضَلُّوْنَا - انہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔ پ ۸/۱۱ پ ۲۲/۵

اَضَلَّہٗ - اس کو بے راہ کر دیا - اَضَلَّ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۵/۱۹

اَضَلَّهُمْ - ان کو بہکایا - اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۱۶/۱۳

اُضْمُمْ تو ملا لے (نَصَرَ) ضَمٌّ سے جس کے معنی ملانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۶ ب ۲۰/۷

اُضِيْعُ - میں ضائع کرتا ہوں - میں ضائع کر دونگا اِضَاعَۃٌ سے جس کے معنی ضائع کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۴/۱۱

فَصْلُ الطَّاءِ الْمُهْمَلَة

اَطَاعَ - اس نے حکم مانا - اِطَاعَۃٌ سے جس کے معنی حکم ماننے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - فرمانبرداری خواہ زندہ کی ہو یا مردہ کی - عربی لغت میں دونوں اطاعت کے معنی میں داخل ہیں ۵/۸

اَطَاعُوْنَا - انہوں نے ہماری اطاعت کی - انہوں نے ہمارا حکم مانا - اَطَاعُوْا اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم ۴/۸

اَطَاعُوْهُ - انہوں نے اس کا کہا مانا - انہوں نے اس کی اطاعت کی - اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲۵/۱۱

اَطْرَافَ - حصے - طَرْفٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے کے حصہ اور اس کی جانب اور کنارے کے آتے ہیں ۱۶/۱۷

اَطْرَافِهَا - اس کے کنارے - اَطْرَافِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۱۳/۱۲ ۱۷/۴

اِطْرَحُوْهُ - اس کو پھینک دو (فَتَحَ) اِطْرَحُوْا طَرْحٌ سے جس کے معنی پھینک دینے اور دور ڈال دینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲/۱۲

اِطْعَامٌ - کھانا دینا - کھانا کھلانا - بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے ۷/۲ ۸/۱ ۲۸/۴ ۳۰/۱۵

اَطَعْتُمْ - تم نے حکم مانا - تم نے اطاعت کی اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر - ۸/۳

اَطَعْتُمُوْهُمْ - تم نے ان کا کہا مانا - تم نے ان کی اطاعت کی - اَطَعْتُمُوْا اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر - اصل صیغہ اَطَعْتُمْ ہی ہے اس میں واشباع کا ہے - هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۸/۱

اَطْعِمُوْا - تم کھلاؤ - اِطْعَامٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۷/۱۱و۱۲

اَطْعَمَہٗ اس کو کھلایا، اَطْعَمَ اِطْعَامٌ سے ماضی کا

Marfat.com

صیغہ واحد مذکر غائب ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۳/۲

اَطْعَمَهُمْ ۔ ان کو کھانا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۳۰/۱۳

اَطِعْنَ ۔ تم اطاعت میں رہو تم حکم مانو اِطَاعَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر پ ۲۲/۱

اَطَعْنَا ۔ ہم نے حکم مانا۔ ہم نے اطاعت کی۔ اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۳/۸ پ ۵/۲ پ ۶/۹ پ ۱۸/۱۲، ۱۳ پ ۲۲/۵

اَطَعْنَكُمْ ۔ ان (عورتوں) نے تمہارا کہا مانا۔ اَطَعْنَ اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب کُمْ ضمیر مذکر حاضر پ ۵/۳

اَطْغٰى ۔ زیادہ شریر۔ بہت سرکش۔ طُغْیَانٌ سے جس کے معنی نافرمانی میں حد سے زیادہ بڑھ جانے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۲۷/۷

اَطْغَیْتُهٗ ۔ میں نے اس کو شرارت میں ڈالا۔ اَطْغَیْتُ اِطْغَاءٌ سے جس کے معنی شرارت اور سرکشی میں ڈالنے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۶/۱۶

اَطْفَالُ ۔ لڑکے۔ طِفْلٌ کی جمع بچے ہیں جب تک نعومت (نازگی) موجود رہیگی وہ طفل ہی کہلائیگا پ ۱۸/۱۴

اَطْفَاهَا ۔ اس کو بجھا دیا اَطْفَا اِطْفَاءٌ سے جس کے معنی بجھا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ ۶/۱۳

اِطَّلَعَ ۔ اس نے جھانکا، وہ مطلع ہوا۔ اِطِّلَاعٌ سے جس کے معنی جھانکنے اور مطلع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۶/۸ پ ۲۳/۶

اَطَّلِعُ ۔ میں جھانکوں۔ میں مطلع ہوں۔ اِطِّلَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۰/۲ پ ۲۴/۹

اِطَّلَعْتَ ۔ تو نے جھانکا۔ اِطِّلَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۱۵

اِطْمَاَنَّ ۔ وہ قائم ہوگیا، وہ مطمئن ہوگیا۔ اِطْمِیْنَانٌ سے جس کے معنی سکون حاصل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۷/۹

اِطْمَاْنَنْتُمْ ۔ تم مطمئن ہوئے۔ اطمینان سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۱۳

اِطْمَاَنُّوْا ۔ وہ مطمئن ہوگئے اِطْمِیْنَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱/۹

اِطْمِسْ ۔ تو مٹا دے۔ طَمْسٌ سے جس کے معنی محو کرنے اور مٹا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱/۱۴

Marfat.com

اَطْمَعُ۔ میں توقع رکھتا ہوں۔ طَمَعٌ سے جس کے معنی کسی چیز کی طرف جی چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ١٩/٩

اَطْوَارًا۔ طرح طرح۔ طَوْرٌ کی جمع جس کے معنی حد اور اندازہ کے آتے ہیں۔ اَطْوَارٌ کے معنی طرح طرح کی شکل و صورت کے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں جو طرح طرح کے رنگ بدلے ہیں یعنی نطفہ، علقہ، مضغہ پھر جیتا جاگتا انسان اور پھر پیدائش سے لے کر موت تک آدمی جن جن ادوار اور اطوار سے گزرتا ہے پ ٢٩/٩

اَطْهَرُ۔ بہت پاکیزہ۔ زیادہ پاک۔ طَهَارَةٌ سے جس کے معنی پاک ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک طہارتِ جسم دوسرے طہارتِ نفس پ ٢/١٤، پ ١٢/٧، پ ٢٢/٤، پ ٢٨/٢

اِطَّهَّرُوْا۔ خوب پاک ہو۔ تَطَهُّرٌ سے جس کے معنی خوب پاک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِطَّهَّرُوْا اصل میں تَطَهَّرُوْا تھا۔ تا اور طا دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تا کا طا میں ادغام کر دیا گیا اور ابتدا میں ہمزہ وصل لائی گئی تو اِطَّهَّرُوْا بن گیا۔ تَطَهُّرٌ میں چونکہ طہارت میں تکلف یعنی اہتمام کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لیے سطح بدن کے جس حصہ تک پانی بغیر ضرر کے پہنچ سکتا ہو پہنچانا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر ناخن میں آٹا لگا رہ گیا اور خشکی باقی رہ گئی تو غسل نہیں ہوا۔ اسی بنا پر امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد، زفر، لیث بن سعد، سفیان ثوری غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو بھی فرض کہتے ہیں پ ٦

اِطَّيَّرْنَا۔ ہم نے بدفالی لی۔ ہم نے منحوس سمجھا۔ اِطَّيَّرَ تَطَيُّرٌ سے جس کے معنی اصل میں تو پرندوں سے بدفالی لینے کے ہیں مگر پھر اس کا استعمال ہر بدفالی کے لیے ہونے لگا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نا ضمیر جمع متکلم اِطَّيَّرْنَا اصل میں تَطَيَّرْنَا تھا تا کا طا میں ادغام کیا اور ہمزہ وصل شروع میں لائی گئی پ ١٩/٩

اَطِيْعُوْا۔ تم اطاعت کرو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ٣/١٢، پ ٥/٥، پ ٥/٥، پ ٧/٢، پ ٩/١٥ و ١٧، پ ١٠/٢، پ ١١/١٤، پ ١٨/١٣، پ ٢٦/٨، پ ٢٨/٢ و ١٦

اَطِيْعُوْنِ۔ میری اطاعت کرو۔ میرا کہا مانو۔ اس میں ن وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ ٣/١٣، پ ١٩/١٠، ١١، ١٢، ١٣، ١٤، پ ٢٥/١٢، پ ٢٩/٩

Marfat.com

فصل الظاء المعجمة

اَظْفَرَكُمْ۔ اس نے تم کو کامیاب کیا۔ اَظْفَرَ اِظْفَارٌ سے جس کے معنی کامیاب بنانے اور فیروز مند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲۶/۱۱

اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم۔ ظُلْمٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ (مزید تفصیل کے لیے دیکھو ظُلْم) پ ۱/۱۴و۱۶ پ ۷/۹و۱۶

پ ۸/۴و۱۱و۱۱ پ ۱۱/۷ پ ۱۲/۴ پ ۱۵/۱۴و۳ پ ۲۱/۴و۱۵ پ ۲۲/۱ پ ۲۶/۷ پ ۲۸/۹

اَظْلَمَ۔ اس نے اندھیرا کیا، وہ اندھیرے میں ہو گیا اِظْلَامٌ سے جس کے معنی اندھیرا کرنے اور اندھیرے میں پھنس جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱/۲

اَظُنُّ۔ میں خیال کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں (نَصَرَ) ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ظَنٌّ کے معنی اس اعتقاد راجح کے ہیں جس میں اس کے خلاف ظہور پذیر ہونے کا بھی احتمال موجود ہو یہ کبھی شک اور کبھی یقین کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے پ ۱۵/۱۲ پ ۲۵/۱

اَظُنُّكَ۔ میں تجھ کو سمجھتا ہوں میں تجھ کو خیال کرتا ہوں اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ ۱۵/۱۲

اَظُنُّهٗ۔ میں اس کو خیال کرتا ہوں۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۲۴/۹

اَظْهَرَهٗ۔ اس کو ظاہر کر دیا۔ اَظْهَرَ اِظْهَارٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۸/۱۹

فصل العين المهملة

اَعَانَهٗ۔ اس کی مدد کی۔ اس کا ساتھ دیا۔ اَعَانَ اِعَانَةٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۸/۱۶

اَعْبُدُ۔ میں بندگی کروں۔ میں عبادت کرتا ہوں (نَصَرَ) عِبَادَةٌ اور عُبُوْدِيَّةٌ سے جس کے معنی بندگی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ واضح ہو کہ عِبَادَةٌ میں عُبُوْدِيَّةٌ سے زیادہ بلاغت ہے

پ ۱/۱۳ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۳/۱۱ پ ۲۰/۳ پ ۲۳/۱و۱۶ پ ۲۴/۱۲ پ ۳۰/۳۴

اُعْبُدْ۔ تو بندگی کیے جا۔ عِبَادَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۴/۲ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۱۴

Marfat.com

اُعْبُدْنِیْ - میری بندگی کر۔ اس میں ن وقایہ اور ی ضمیر واحد متکلم ہے ۱۶/۲۰

اُعْبُدُوْا - تم بندگی کرو۔ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۳ ۵/۳ ۶/۱۴ ۷/۶ ۸/۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ ۱۲/۵و۶و۸ ۱۴/۱۱ ۱۷/۱۷ ۱۸/۲ ۱۹/۱۹ ۲۰/۱۴و۱۶ ۲۳/۱۶ ۲۷/۷ ۲۹/۹

اُعْبُدُوْنِ - میری بندگی کرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ ۱۷/۲و۶ ۲۱/۲ ۲۳/۳

اُعْبُدُوْہُ - تم اُسی کی بندگی کرو اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۳/۱۳ ۷/۱۹ ۱۱/۶ ۱۶/۵ ۲۰/۱۴ ۲۵/۱۲

اُعْبُدْہُ - تو اسی کی عبادت کر۔ اُعْبُدْ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲/۱۰ ۱۶/۷

اِعْتَبِرُوْا - تم عبرت پکڑو۔ اِعْتِبَارٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر کسی حالت سے اس طرح عبرت پکڑنا کہ مشاہَد چیز کی معرفت سے غیر مشاہد تک رسائی حاصل ہو جائے اعتبار کہلاتا ہے۔ چونکہ قیاس بھی اعتبار کی ایک صنف ہے اس لیے ظاہر آیت سے ضرورت کے وقت احکامِ حوادث میں قیاس کے استعمال کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے قیاسِ شرعی کی حجیت علماء نے اسی آیت سے استنباط کی ہے۔ ۲۸/۴

اَعْتَدَتْ - اس (عورت) نے تیار کی۔ اِعْتَادٌ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۲/۱۴

اَعْتَدْنَا - ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ اِعْتَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۴/۱۴ ۵/۳ ۶/۱و۲ ۱۵/۱و۱۹ ۱۶/۳ ۱۸/۱۷ ۱۹/۲ ۲۲/۱ ۲۶/۱۰ ۲۹/۱و۱۹

اِعْتَدَوْا - اُنہوں نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱/۸

اِعْتَدُوْا - تم زیادتی کرو۔ اِعْتِدَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۸

اِعْتَدٰی - اس نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲/۶و۸ ۶/۳

اِعْتَدَیْنَا - ہم نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۶/۴

اِعْتَرَفْنَا - ہم قائل ہوگئے۔ ہم نے اقرار کرلیا۔ اِعْتِرَافٌ سے جس کے معنی اقرار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم اصل میں اعترافِ گناہ کی معرفت کے اظہار کا نام ہے ۲۴/۴

اِعْتَرَفُوْا - اُنہوں نے اقرار کیا۔ وہ قائل ہوگئے

Marfat.com

اِعْتَرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۱/۲ پ ۲۹/۱

اِعْتَرٰىكَ - تجھ کو آسیب پہنچایا ہے - اِعْتَرٰی

اِعْتِرَاءٌ سے جس کے معنی کسی شئ کی طرف قصد کرنے

اور اس پر چھا جانے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد

مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۲/۵ پ

اِعْتَزَلْتُمُوْهُمْ - تم نے ان سے انکار کرلیا اِعْتَزَلْتُمُوْا

اِعْتِزَالٌ سے جس کے معنی کنارہ کرنے کے ہیں ماضی

کا صیغہ جمع مذکر حاضر 'و' اشباع کا ہے - هُمْ ضمیر

جمع مذکر غائب ۱۵/۱۴ پ

اَعْتَزِلُكُمْ - میں تم کو چھوڑتا ہوں اَعْتَزِلُ اِعْتِزَالٌ

سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم كُمْ ضمیر جمع مذکر

حاضر ۱۶/۶ پ

اِعْتَزِلُوْا - تم الگ رہو - تم چھوڑ دو - اِعْتِزَالٌ

سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - ۲/۱۲ پ

اِعْتَزَلُوْكُمْ - وہ تم سے الگ رہے - انہوں نے تم کو

چھوڑ دیا - اِعْتَزَلُوْا اِعْتِزَالٌ سے ماضی کا صیغہ

جمع مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۵/۹ پ

اِعْتَزِلُوْنِ - تم مجھ سے پرے ہو جاؤ - مجھ کو چھوڑ دو

اِعْتَزِلُوْا اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن

وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے، یہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے قوم فرعون کو خطاب کر کے کہا تھا

یعنی میں اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ روکو ۲۵/۱۴ پ

اِعْتَزَلَهُمْ - وہ ان سے جدا ہوا - اس نے ان کو

چھوڑ دیا - اِعْتَزَلَ اِعْتِزَالٌ سے - ماضی کا صیغہ

واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۶/۶ پ

اِعْتَصِمُوْا - تم مضبوط پکڑو، اِعْتِصَامٌ سے جس کے

معنی کسی شے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے ہیں

امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۱/۲ پ ۴/۱۷

اِعْتَصَمُوْا - انہوں نے مضبوط پکڑا - اِعْتِصَامٌ

سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵/۸ پ ۶/۴

اِعْتِلُوْهُ - اس کو دھکیل کر لیجاؤ (ضَرَبَ یَنْصُرُ)

اِعْتِلُوْا عَتْلٌ سے جس کے معنی چہار طرف سے

پکڑ کر زبردستی کھینچنے اور دھکیلنے کے ہیں امر کا صیغہ

جمع مذکر حاضر هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۵/۶ پ

اِعْتَمَرَ - اس نے عمرہ کیا - اِعْتِمَارٌ سے - جس کے معنی

عمرہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب -

(عمرہ کے لیے دیکھو عُمْرَةٌ) ۲/۳ پ

اَعْثَرْنَا - ہم نے بتلا دیا - ہم نے مطلع کر دیا اِعْثَارٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی بلا طلب مطلع کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵/۱۵

اَعۡجَازُ - جڑیں۔ تنے۔ عَجُزٌ کی جمع۔ جس کے معنی جسم کے پچھلے حصہ کے آتے ہیں اور درختوں کا چونکہ پچھلا حصہ جڑ ہی ہے اس اعتبار سے اَعۡجَازُ نَخۡلٍ کے معنی درختوں کی جڑوں کے ہیں پ ۲۷/۸ پ ۲۹/۵

اَعۡجَبَ - اس کو خوش لگا۔ اس کو بھایا۔ اِعۡجَابٌ سے جس کے اصلی معنی اچنبھے میں ڈالنے کے ہیں اور مجازاً بھلانے اور خوش لگنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۷/۱۹

اَعۡجَبَتۡكُمۡ - وہ تم کو بھائی۔ وہ تم کو بھلی لگی اَعۡجَبَتۡ اِعۡجَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۱

اَعۡجَبَكَ - وہ تجھ کو بھایا۔ تجھے بھلا معلوم ہوا۔ اَعۡجَبَ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲۲/۳

اَعۡجَبَكُمۡ - وہ تم کو بھایا۔ وہ تم کو بھلا لگا۔ اس میں کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ۲/۱۱

اَعۡجَلَكَ - اس نے تجھ سے جلدی کرائی اَعۡجَلَ اِعۡجَالٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶

اَعۡجَمِیٌّ - عجمی۔ اوپری زبان والا۔ اَعۡجَمُ اس کو کہتے ہیں جس کی زبان میں عجمیت اور اوپرا پن ہو، ی اس میں نسبت کی ہے پ ۱۴/۲۱ پ ۲۴/۱۹ اَعۡجَمِیًّا پ ۲۴/۱۹

اَعۡجَمِیۡنَ - اوپری زبان والے عجمی لوگ۔ اَعۡجَمُ کی جمع پ ۱۹/۱۵

اَعَدَّ - اس نے تیار کیا۔ اِعۡدَادٌ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِعۡدَادٌ عَدٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں اس اعتبار سے اِعۡدَادٌ کے معنی کسی چیز کے اس طرح تیار کرنے کے ہوئے کہ وہ شمار کی جاسکے پ ۱۵/۱۲،۱۰ پ ۱۱/۱۷ پ ۲۱/۲ پ ۲۲/۱۷،۲۰ پ ۲۲/۲،۳،۴،۵ پ ۲۶/۹ پ ۲۸/۳،۱۸ پ ۲۹/۲۰

اَعۡدَآءَ - دشمن۔ عَدُوٌّ کی جمع جس کے معنی دشمن کے ہیں (تفصیل کے لیے دیکھو عَدُوٌّ) پ ۴/۲ پ ۹/۸ پ ۲۴/۱۷،۱۸ پ ۲۸/۱ پ ۲۸/۱۷

اَعۡدَآئِكُمۡ - تمہارے دشمن، اَعۡدَآءُ جمع ہے عَدُوٌّ کی اَعۡدَآءُ مضاف کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۸

اُعِدَّتۡ - وہ تیار کی گئی۔ اِعۡدَادٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد مونث غائب پ۳ ع۵ پ۲۸ ع۱۹

اَعْدِلَ - میں انصاف کروں (ضَرَبَ) عَدْلٌ سے، جس کے معنی انصاف کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم، عدل کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدوں افراط و تفریط کے وہ معاملہ کرنا جس کا وہ مستحق ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق عدل کہ جس میں حسن و خوبی کا پایا جانا عقلِ صحیح کا اقتضا ہے جیسے محسن کے ساتھ احسان سے پیش آنا اور جو اذیت نہ دے اس کو ستانے سے باز رہنا۔ یہ عدل ہر زمانے میں واجب التعمیل ہے اور کسی وقت اس کا چھوڑنا روا نہیں۔ عدل کی دوسری قسم عدلِ شرعی ہے جس کا ترک بھی بعض اوقات روا ہو جاتا ہے جیسے قصاص اور دیات کہ اگر صاحبِ حق معاف کر دے تو ان کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ پ۲۵

اِعْدِلُوْا - تم انصاف کرو۔ عَدْلٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶ پ۶

اَعِدُّوْا - تم تیار کر رکھو۔ اِعْدَادٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۰ ع۳

اُعَذِّبَنَّهٗ - میں اس کو ضرور سزا دوں گا۔ اُعَذِّبَنَّ تَعْذِیْبٌ سے جس کے معنی عذاب دینے اور سزا دینے کے ہیں۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۹

اُعَذِّبُهٗ - میں اس کو عذاب دوں گا۔ اُعَذِّبُ تَعْذِیْبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۵

اُعَذِّبُهُمْ - میں ان کو عذاب دوں گا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۳ ع۱۴

اَعْرَاب - گنوار، بدو۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہے اور اعراب دراصل اسی کی جمع ہے جو صحرانشینوں کا علم قرار پا گیا ہے لیکن مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ اعراب بادیہ نشین عربوں کو کہتے ہیں اس کا واحد نہیں ہے جمع اعاریب آتی ہے۔ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورۂ براۃ میں رقمطراز ہیں اعراب وہ ہیں جو صحراؤں میں سکونت گزیں ہوں۔ اس کے برخلاف لفظ "عرب" کے مفہوم میں وسعت ہے کیونکہ اس کا استعمال ان تمام انسانوں کے لیے عام ہے جو ریگستانِ عرب کے باشندے ہوں

Marfat.com

خواہ وہ صحراؤں میں بستے ہوں یا آبادیوں میں رہتے ہوں
اہل لغت کا بیان یہی ہے اور اسی بنا پر سیبویہ نے
کہا ہے کہ اعراب صیغہ جمع تو ہے مگر لفظ "عرب" کی
جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ نیشاپوری کا بیان ہے کہ اہل
لغت رجل عرابی اُسی شخص کو کہتے ہیں جس کا
نسب عرب کی طرف ثابت ہوتا ہے اور جس طرح
مَجُوْسٌ مَجُوْسِیٌّ کی اور یَهُوْدٌ یَهُوْدِیٌّ کی جمع ہے اسی
طرح عَرَبٌ، عَرَبِیٌّ کی جمع ہے، جب کسی اعرابی سے
یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا
لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی کہہ دیا جائے تو
وہ طیش میں آجاتا ہے، ایسا کیوں؟ اس لیے کہ جو
عرب کے شہروں میں متوطن ہو وہ عربی ہے اور جو
بادیہ نشین ہو وہ اعرابی، مہاجرین وانصار چونکہ
سب کے سب عرب ہیں اس لیے ان کو اعراب کہنا
جائز نہیں[1] - پ۱۰ ع۸ پ۱۱ ع۱و۲و۳ پ۲۱ ع۱۸ پ۲۶ ع۱۰و۱۳

اِعْرَاضًا - روگردانی کرنا۔ رُخ پھیر لینا۔ بروزن
اِفْعَالٌ مصدر ہے پ۵ ع۱۶

اِعْرَاضُهُمْ - ان کا منہ پھیر لینا۔ اِعْرَاضُ مضاف
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اَعْرَافُ - اعراف عُرْفٌ کی جمع ہے جس کے معنی
مکانِ مرتفع یعنی اونچی جگہ کے ہیں۔ یہاں اس
دیوار کے بالائی حصے مراد ہیں جو قیامت میں جنت
و دوزخ کے درمیان حائل ہوگی۔ سعید بن منصور
اور ابن المنذر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور
فریابی عبد بن حمید ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا ہے[2] اور
یہی اکثر مفسرین سلف کا قول ہے (ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ
الْاَعْرَافِ) پ۸ ع۱۲و۱۳

اَعْرَجُ - لنگڑا۔ عَرَجٌ سے جس کے معنی لنگڑا کر چلنے
کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ۱۸ ع۱۴ پ۲۶ ع۱۰

اَعْرِضْ - تو منہ پھیر لے تو کنارہ کر۔ اِعْرَاضٌ سے
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۵ ع۶و۸ پ۶ ع۱۰ پ۷ ع۱۴و۱۹ پ۹ ع۱۴
پ۱۲ ع۷و۱۳ پ۱۴ ع۶ پ۲۱ ع۱۶ پ۲۷ ع۶

اَعْرَضَ - اُس نے منہ پھیر لیا۔ اُس نے کنارہ کیا
اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
پ۱۵ ع۹و۲ پ۱۶ ع۱۴و۱۶ پ۲۱ ع۱۵ پ۲۴ ع۱۵ پ۲۵ ع۱ پ۲۸ ع۱۹

---

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۳۷۷ طبع مصر ۱۳۵۹ھ [2] البمنار ج ۲ ص ۱۹۹

اَعْرَضْتُمْ - تم نے کنارہ کرلیا۔ تم نے رُخ پھیرلیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۵/۷

اَعْرِضُوْا - تم درگزر کرو۔ تم کنارہ کرلو۔ اِعْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴/۱۴ پ۵/۱

اَعْرَضُوْا - اُنہوں نے کنارہ کرلیا۔ اُنہوں نے مُنہ پھیرلیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۰/۹ پ۲۲/۸ پ۲۴/۱۶ پ۲۵/۶

اَعَزُّ - زیادہ زور والا، زیادہ عزت والا۔ عِزٌّ سے جس کے معنی عزت کے ہیں اَفْعَلُ التفضیل کا صیغہ پ۱۲/۸ پ۱۵/۱۷ پ۲۸/۱۳

اَعِزَّةٌ - زبردست۔ عزت والے۔ عَزِیْزٌ کی جمع جس کے معنی زبردست اور باعزت کے ہیں پ۶/۱۲ پ۱۹/۱۸

اِعْصَارٌ - بگولا۔ اَعَاصِیْرُ اور اَعَاصِیْرٌ جمع پ۳/۴

اَعْصِرُ - میں نچوڑتا ہوں (ضَرَبَ) عَصْرٌ سے جس کے معنی نچوڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲/۱۵

اَعْصِیْ - میں نافرمانی کرونگا (ضَرَبَ) مَعْصِیَةٌ سے جس کے معنی نافرمانی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵/۲۱

اُعْطُوْا - اُن کو دیا گیا۔ اُن کو ملا۔ اِعْطَاءٌ سے جس کے معنی عطا کرنے اور دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰/۱۳

اَعْطٰی - اس نے دیا۔ اِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۶/۱۱ پ۲۷/۷ پ۳۰/۱۷

اَعْطَیْنٰكَ - ہم نے تجھ کو دیا۔ اَعْطَیْنَا اِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۳۰/۳۳

اَعِظُكَ - میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں (ضَرَبَ) اَعِظُ وَعْظٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۲/۴

اَعِظُكُمْ - میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۲۲/۱۲

اَعْظَمُ - بہت بڑا۔ عَظَامَةٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں اَفْعَلُ التفضیل کا صیغہ پ۱۰/۹ پ۲۷/۱۷ پ۲۹/۱۴

اُعْفُ - تو درگزر کر، معاف کر (نَصَرَ) عَفْوٌ سے جس کے معنی معاف کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳/۸ پ۵/۱۶ پ۶/۶

اُعْفُوْا - تم معاف کرو۔ عَفْوٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱/۱۳

Marfat.com

أَعْقَابِكُمْ۔ تمہاری ایڑیاں۔ أَعْقَابٌ کی جمع جس کے معنی ایڑی کے ہیں۔ أَعْقَابِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۴/۶و۷ ۱۸/۴

أَعْقَابِنَا۔ ہماری ایڑیاں۔ اعقابِ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۷/۱۵

أَعْقَبَهُمْ۔ ان میں اثر رکھ دیا۔ ان کو وارث بنا دیا أَعْقَبَ إِعْقَابٌ سے جس کے معنی اثر چھوڑنے اور وارث بنانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۰/۱۶

أَعْلَامِ۔ پہاڑ۔ عَلَمٌ کی جمع عَلَمٌ اصل میں تو اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی شیٔ کا علم ہو سکے جیسے نشان راہ کے پتھر اور فوج کا علم اسی اعتبار سے پہاڑوں کا بھی نام عَلَم ہو گیا ۲۵/۵ ۲۷/۱۱

أَعْلَمُ۔ میں جانتا ہوں۔ مجھ کو معلوم ہے (سَمِعَ) عِلْمٌ سے جس کے معنی کسی شئے کو اس کی حقیقت کے ساتھ جاننے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم علم کی دو قسمیں ہیں ایک کسی شئے کی ذات کا ادراک دوسرے کسی شئے میں ایسی شئے کے پائے جانے کا حکم لگانا جو اس میں موجود ہے یا کسی شئے کے متعلق شئے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں پہلی صورت میں یہ متعدی بیک مفعول ہو گا جیسے آیہ شریفہ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے) اور دوسری صورت میں متعدی بدو مفعول جیسے آیہ شریفہ فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ (پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں) ۲/۴ ۳/۳ ۷/۱۱و۲ ۸/۱۵ ۹/۱۳ ۱۲/۳ ۱۳/۴و۵

أَعْلَمُ۔ خوب جاننے والا۔ عِلْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ ۱/۱۶ ۳/۱۲ ۴/۸ ۵/۱و۴ ۶/۱۳ ۷/۱۲و۱۴ ۸/۱و۲ ۱۱/۹ ۱۳/۳ ۱۴/۲۰و۲۲ ۱۵/۳و۵و۶و۹و۱۵و۱۶ ۱۶/۸و۱۳ ۱۷/۱۶ ۱۸/۶ ۱۹/۱۴ ۲۰/۷و۹و۱۲و۱۳و۱۶ ۲۳/۲ ۲۶/۱و۱۷ ۲۷/۹ ۲۸/۷و۸ ۲۹/۳ ۳۰/۹

إِعْلَمْ۔ تو جان لے۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۶/۱۱ ۸/۸ ۲۶/۹

إِعْلَمُوْا۔ تم جان لو۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۸و۹و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶ ۳/۵ ۶/۹ ۷/۲و۳ ۹/۱۷و۱۹ ۱۰/۱و۷و۱۱ ۱۱/۵ ۱۲/۲ ۲۶/۱۳ ۲۷/۸و۱۹

أَعْلَنْتُ۔ میں نے کھلم کھلا کہا، میں نے اعلان کیا إِعْلَانٌ سے جس کے معنی کھول کر کہنے اور اعلان

کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۲۹/۹

اَعْلَنْتُمْ - تم نے ظاہر کیا۔ تم نے اعلان کیا۔ اِعْلَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۸/۷

اَعْلَوْنَ - غالب یا بلند مرتبہ۔ اَعْلٰی کی جمع اَعْلَوْنَ اصل میں اَعْلَیُوْنَ تھا ی متحرک ماقبل مفتوح لہٰذا ی کو الف سے بدلا گیا اب دو ساکن جمع ہوئے اُ اور و لہٰذا ا کو حذف کیا گیا اور فتحہ کو باقی رکھا گیا تاکہ وہ حذفِ الف پر دلالت کرے ۴/۵ ۲۶/۸

اَعْلٰی - سب سے اوپر، غالب، سب سے برتر۔ عُلُوٌّ سے جس کے معنی بلند و برتر ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۱۳/۱۴ ۱۶/۱۲ ۲۱/۶ ۲۳/۵و۱۴ ۲۷/۵ ۳۰/۳و۱۲و۱۷

اَعْمَالٌ - کام۔ عَمَلٌ کی جمع۔ عمل ہر اس فعل کو کہتے ہیں جو کسی حیوان سے بالقصد صادر ہو۔ اچھے اور برے دونوں طرح کے کاموں کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ عمل فعل سے اخص ہے۔ فعل کے مفہوم میں قصد وارادہ داخل نہیں۔ اس لیے فعل کا استعمال ان حیوانات کے لیے بھی ہوتا ہے جن سے بلا قصد وارادہ کوئی فعل سرزد ہو۔ اسی طرح جمادات کے متعلق بھی فعل کا لفظ بولتے ہیں ۱۸/۴ اَعْمَالًا ۱۶/۳

اَعْمَالَكُمْ - تمہارے اعمال۔ تمہارے کام۔ اَعْمَالَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱/۱۶ ۲/۹ ۲۲/۶ ۲۵/۳ ۲۶/۸و۱۳و۱۴

اَعْمَالُنَا - ہمارے اعمال۔ ہمارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۱/۱۶ ۲/۹ ۲۵/۳

اَعْمَالُهُمْ - ان کے اعمال، ان کے کام اَعْمَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۱۴و۱۱ ۳/۱۱ ۶/۱۲ ۹/۷ ۱۰/۲و۹و۱۱و۱۵ ۱۲/۲و۱۰ ۱۳/۱۵ ۱۴/۱۴ ۱۶/۳ ۱۸/۱۱ ۱۹/۱۶و۱۷ ۲۰/۱۶ ۲۱/۱۸ ۲۶/۲و۵و۷و۸ ۳۰/۲۴

اَعْمَامِكُمْ - تمہارے چچا۔ تمہارے تایا۔ اَعْمَام عَمٌّ کی جمع ہے جس کے معنی باپ کے بھائی کے ہیں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۸/۱۴

اَعْمَلُ - میں عمل کروں۔ میں عمل کرتا ہوں یا کروں گا۔ عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۸/۶ ۱۹/۱۷ ۲۲/۲

اِعْمَلْ - تو بنا، تو کام کر، تو عمل کر، عَمَلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۲/۸ ۲۳/۱۵

اِعْمَلُوْا - تم عمل کرو۔ تم کام کرو عَمَلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۱/۳ ۱۲/۸و۱۰ ۱۸/۴ ۲۲/۸ ۲۴/۱و۱۹

Marfat.com

اَعْمٰی۔ اندھا۔ عَمیٰ سے جس کے معنی بینائی کے مفقود ہو جانے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ۔ بینائی دل کی جاتی رہے یا آنکھوں کی، دونوں کے لیے عَمیٰ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نابینائی کی مذمت کی گئی ہے وہاں چشمِ بصیرت ہی کے جاتے رہنے کے معنی ہیں۔ آیت شریف لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ (اندھے پر کچھ تکلیف نہیں) اور عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی (تیوری چڑھائی اور مُنہ موڑا اس بات سے کہ اُس کے پاس ایک اندھا آیا) میں اَعْمٰی سے چشمِ ظاہر کا نابینا مراد ہے۔ دوسرے مواقع پر حسب مقتضائے کلام دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں۔ ۷/۱۱ ۱۲/۲ ۱۳/۸و۹ ۱۵/۸ ۱۶/۱۶ ۱۸/۱۴ ۲۲/۱۵ ۲۴/۱۱ ۲۶/۱۰ ۳۰/۵

اَعْمٰی۔ اس نے اندھا کر دیا۔ اِعْمَاءٌ سے جس کے معنی نابینا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں چشمِ بصیرت کا کھو دینا مراد ہے ۲۶/۷

اَعْنَابٌ۔ انگور۔ عِنَبٌ کی جمع جس کے معنی انگور کے ہیں۔ ۳/۴ ۷/۱۸ ۱۳/۷ ۱۴/۶و۱۵ ۱۵/۱۷ ۱۸/۱ ۲۳/۲

اَعْنَابًا ۳۰/۲

اَعْنَاقِ۔ گردنیں۔ عُنُقٌ کی جمع جس کے معنی گردن کے ہیں ۹/۱۶ ۲۳/۱۰ ۲۳/۱۲

اَعْنَاقِهِمْ۔ ان کی گردنیں۔ اَعْنَاقِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۳/۷ ۱۹/۹ ۲۲/۱۸ ۲۴/۱۳

اَعْنَتَكُمْ۔ اُس نے تم پر مشقت ڈال دی۔ اَعْنَتَ اِعْنَاتٌ سے جس کے معنی مشقت میں ڈالنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲/۱۱

اَعُوْذُ۔ میں پناہ چاہتا ہوں (نَصَرَ) عَوْذٌ سے جس کے معنی دوسرے سے التجا کرنے، اس سے متعلق ہونے اور پناہ مانگنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱/۸ ۱۲/۶ ۱۶/۵ ۱۸/۴ ۳۰/۳۸و۳۹

اَعْهَدْ۔ میں نے عہد لیا۔ عَهْدٌ سے جس کے معنی پیہم ایک حال کے بعد دوسرے حال میں کسی چیز کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے ہیں اور اسی بنا پر اس وعدہ کو جس کی پابندی ضروری ہو عہد کہا جاتا ہے۔ مضارع کا صیغہ واحدِ متکلم۔ قرآن مجید میں یہ لفظ یوں مذکور ہے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ کیا میں نے کہہ نہ رکھا تھا تم کو کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا) قاعدہ یہ ہے کہ لَمْ جب

Marfat.com

مضارع پر آتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اس لیے لَمْ اَعْهَدْ کے معنی ہوئے میں نے عہد نہ لیا۔ پ۲۳

اَعِيْبَهَا۔ میں اس میں عیب ڈال دوں (ضَرَبَ) اَعِيْبُ عَيْبٌ سے جس کے معنی عیبدار کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ۱۶

اُعِيْدُوْا۔ وہ لوٹا دیے گئے۔ اِعَادَةٌ سے جس کے معنی کسی شے سے واپس ہونے کے بعد اسی کی طرف لوٹا دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۷/۹ پ۲۱/۱۵

اُعِيْذُهَا۔ میں اس کو پناہ میں دیتی ہوں۔ اُعِيْذُ اِعَاذَةٌ سے جس کے معنی پناہ میں دینے کے ہیں، واحد متکلم کا صیغہ ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ۳/۱۲

اَعْيُنٌ۔ آنکھیں۔ عَيْنٌ کی جمع جس کے معنی آنکھ کے آتے ہیں پ۹ پ۱۰ پ۱۹/۴ پ۲۱/۱۵ پ۲۴/۲ پ۲۵/۱۲

اَعْيُنُكُمْ۔ تمہاری آنکھیں اَعْيُنٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۲/۳

اَعْيُنُنَا۔ ہماری آنکھیں اَعْيُنٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۲/۴ پ۱۸ پ۲۷

اَعِيْنُوْنِيْ۔ تم میری مدد کرو۔ اَعِيْنُوْا اِعَانَةٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۶/۲

اَعْيُنُهُمْ۔ ان کی آنکھیں، اَعْيُنٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۷ پ۱۰ پ۱۸ پ۲۱ پ۲۳ پ۲۷

اَعْيُنُهُنَّ۔ ان (عورتوں) کی آنکھیں اَعْيُنٌ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۲

فصل الغین المعجمۃ

اِغْتَرَفَ۔ اس نے ایک چلو بھرا۔ اِغْتِرَافٌ سے جس کے معنی چلو بھرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲

اُغْدُوْا۔ تم سویرے چلو (نَصَرَ) غُدُوٌّ سے جس کے معنی صبح سویرے چلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۹

اَغْرَقْنَا۔ ہم نے ڈبا دیا، ہم نے غرق کر دیا۔ اِغْرَاقٌ سے جس کے معنی ڈبا دینے اور غرق کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ

Marfat.com

جمع متکلم پ ۱/۶ پ ۱۰/۱۵ پ ۱۰/۳ پ ۱۱/۱۳ پ ۱۹/۸ و ۱۰ پ ۲۰/۱۶ پ ۲۳/۷

اَغْرَقْنٰهُ - ہم نے اُس کو ڈبا دیا۔ ہم نے اُس کو غرق کر دیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۵/۱۲

اَغْرَقْنٰهُمْ - ہم نے اُن کو غرق کر دیا۔ ہم نے اُن کو ڈبا دیا۔ اس میں ھُم ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۹/۶ پ ۱۷/۶ پ ۱۹/۲ پ ۲۵/۱۱

اُغْرِقُوْا - وہ ڈبوئے گئے، وہ غرق کیے گئے اِغراقٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۹/۱۰

اَغْرَيْنَا - ہم نے لگا دی۔ ہم نے ڈال دی۔ اِغراءٌ سے، جس کے معنی لگانے ڈالنے اور رغبت دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۶/۷

اِغْسِلُوْا - تم دھولو (ضَرَبَ) غَسْلٌ سے جس کے معنی دھونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶/۶

اُغْشِيَتْ - وہ ڈھانک دی گئی۔ اِغشاءٌ سے جس کے معنی ڈھانک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۱/۸

اَغْشَيْنٰهُمْ - ہم نے اُن کو اوپر سے ڈھانک دیا۔ اَغْشَيْنَا اِغْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۲/۱۸

اُغْضُضْ - تو نیچی کر۔ تو جھکا (نَصَرَ) غَضٌّ سے جس کے معنی جھکانے اور نیچا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۱/۱۱

اَغْطَشَ - اُس نے تاریک کر دیا۔ اِغطاشٌ سے جس کے معنی تاریک ہونے اور تاریک کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳۰/۴

اِغْفِرْ - تو بخش دے۔ تو معاف کر دے (ضَرَبَ) غَفْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں غفر ایسے لباس پہنا دینے کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی گندگی اور میل سے محفوظ رکھ سکے مغفرت الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے اسی اعتبار سے غفر کا استعمال معاف کرنے اور بخشنے کے معنی میں ہوتا ہے پ ۳/۸ و ۱۰ پ ۴/۱۰ و ۱۱ پ ۹/۸ و ۹ پ ۱۳/۱۸ پ ۱۸/۶ پ ۱۹/۱۵ پ ۲۰/۵ پ ۲۳/۲ پ ۲۴/۶ پ ۲۸/۴ و ۷ و ۲۰ پ ۲۹/۱۰

اَغْفَلْنَا - ہم نے غافل کر دیا۔ اِغفالٌ سے جس کے معنی غافل کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ (دیکھو غفلۃٌ) پ ۱۵/۱۶

اَغْلَالٌ - قیدیں۔ طوق ہتھکڑیاں۔ غُل کی جمع غُلٌّ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا

Marfat.com

جائے اور اس میں اعضاء باندھ دیے جائیں ۹/۷ ۱۳/۷

۱۲/۱۰ ۱۴/۱۵ أَغْلَالٌ ۲۲/۸ ۲۹/۱۹

أَغْلِبَنَّ - میں ضرور غالب ہونگا (ضرب) غَلَبَۃٌ سے جس کے معنی غالب ہونے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۲۸/۲۴

أُغْلُظْ - تو کڑا رہ - سختی کر (نصر - کرم) غِلْظَۃٌ سے جس کے معنی سختی برتنے کے ہیں - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۰/۱۶ ۲۸/۲۰

أَغْنَتْ - اس نے بے پرواہ کردیا - وہ کام آیا - إِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پرواہ بنا دینے اور دوسرے کے کام آنے اور اس کے لیے کافی ہونے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۲/۹

أَغْنٰی - وہ کام آیا - اُس نے غنی بنا دیا - اس نے دولت دی - إِغْنَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (دیکھو غَنِیٌّ) ۶/۱۴ ۱۰/۹ ۱۱/۱۵ ۱۹/۱۵ ۱۴/۲۲ ۲۶/۳ ۲۷/۷ ۲۹/۵ ۳۰/۱۸ ۳۶

أُغْنِیْ - میں کام آسکتا ہوں یا آسکونگا - إِغْنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۳/۳

أَغْنِیَاءُ - مالدار - دولتمند لوگ - غَنِیٌّ کی جمع جس کے معنی مالدار کے ہیں اور جو غِنَاءٌ کا صفت مشبہ ہے

(دیکھو غَنِیٌّ) ۳/۵ ۴/۴ ۱۰/۱۸ ۲۸/۲۴

أَغْنٰهُمْ - ان کو دولتمند کردیا - أَغْنٰی صیغہ ماضی ھم ضمیر جمع مذکر غائب ۱۰/۱۶

أَغْوَیْتَنِیْ - تو نے مجھے گمراہ کردیا - تو نے مجھے راہ سے کھو دیا - أَغْوَیْتَ إِغْوَاءٌ سے جس کے معنے بے راہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم - جب اغواء کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک گمراہی پر سزا دینا دوسرے اضلال یعنی بے راہ کرنا اس کے متعلق ہم أَضَلَّ میں بحث کرچکے ہیں - ۹/۳ ۱۴/۳

أَغْوَیْنَا - ہم نے بہکایا - إِغْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۰/۱۰

أَغْوَیْنٰكُمْ - ہم نے تم کو گمراہ کیا - اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۲۳/۵

أَغْوَیْنٰهُمْ ہم نے ان کو بہکایا - اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۲۰/۱۰

أُغْوِیَنَّهُمْ - میں ان کو ضرور گمراہ کردونگا - أُغْوِیَنَّ إِغْوَاءٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۴/۳ ۲۳/۱۴

Marfat.com

فصل الفاء

اُفٍّ - ہوں - اصل میں اف ہر قسم کے میل کچیل - (جیسے ناخن کا تراشہ وغیرہ) کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے کسی چیز کے متعلق گندگی اور نفرت کے اظہار کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ شیخ المشائخ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورۂ اسرا میں قمطراز ہیں -

اصمعی کا بیان ہے کہ اف کان کا میل ہے اور تف ناخن کا کسی چیز سے گھن ظاہر کرتے وقت اف کہا جاتا ہے چنانچہ اس معنی میں یہ اس کثرت سے بولا گیا کہ ہر اذیت رساں چیز کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے۔ ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ اُنُفٌ (جو اُفٌّ کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگ دل ہونے کے ہیں۔ قتیبی کا بیان ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ جب کسی شخص پر خاک وغیرہ آپڑتی ہے تو وہ اس کو پھونک مار کر صاف کرنے لگتا ہے۔ اس پھونک مارنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ یہی اف ہے پھر لوگوں نے اس کے معنی میں وسعت پیدا کی اور ہر قسم کی تکلیف کے پہنچنے پر اس کو بولنے لگے۔ زجاج نے اس کے معنی بدبو کے بتائے ہیں۔ ابو عمرو بن العلا کا قول ہے کہ اف ناخن کا میل ہے اور تف اس کا تراشہ بہر حال یہ یا تو اسم فعل ہے یا اسم صوت جو تنگدلی اور گرانی کو بتلاتا ہے[1]

اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمہ کے اظہار سے بھی منع کر دیا کہ جس سے ماں باپ کے متعلق ذرا سی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے۔ پ ۱۵/۳ ، ۱۷/۵ ، پ ۲۶/۲

آفَاءَ - اس نے لوٹایا۔ اس نے ہاتھ لگوا دیا۔ اس نے فے میں عطا فرمایا۔ اِفَاءَۃٌ سے جس کے معنی لوٹانے اور فے میں دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ فے کے معنی اصل میں کسی اچھی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں۔ اسی اعتبار سے لوٹنے والے سایہ کو بھی فے کہتے ہیں اور جو مال غنیمت بلا مشقت حاصل ہو وہ بھی فے کہلاتا ہے۔ علامہ ناصر بن عبد السید المطرزی المغرب میں قمطراز ہیں غنیمت وہ ہے جو بحالت جنگ کفار سے بزور شمشیر حاصل کی جائے اس کا پانچواں حصہ نکال کر بقیہ چار حصے

[1] فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۰ و ۲۱۱ طبع مصر سنہ ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

غانمین یعنی مجاہدین کا حق ہے۔ فیٔ وہ ہے جو کفار سے بعد جنگ کے حاصل ہو جیسے خراج یہ عام مسلمانوں کا حق ہے[1]"

اَفَآءَ کا لفظ قرآن مجید میں تین جگہ مذکور ہے اول سورۂ احزاب میں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ (اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فئے میں دلوا دی ہیں) فئے کے سلسلہ میں جو بیبیاں آپ کی ملک میں آئیں وہ چار تھیں حضرت صفیہ، حضرت جویریہ، حضرت ریحانہ، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہن اجمعین۔ اول الذکر دو بیبیوں کو آپ نے آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا تھا اور دوسری دو سے آپ نے تسری کی تھی[2]۔

دوسرے سورۂ حشر میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ (اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوایا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے) یہاں مَاۤ اَفَآءَ سے بنو نضیر کا مال و اسباب مراد ہے، یہ پہلا مال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فے میں دلوایا۔ یہ مال خالص آپ کی ملکیت تھا اور فی میں اس طرح کی ملکیت آپ ہی کی خصوصیت تھی آپ نے اموال بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو تقسیم فرمایا اور انصار میں سے صرف تین حضرات کو دیا اور بقیہ میں سے اپنے اہل و عیال کو سال بھر کا خرچ دے کر جو بچا وہ جہاد کی تیاری ہتھیار اور سواری کی خریداری میں صرف فرما دیتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا جو مال مسلمانوں کو بغیر لشکر کشی کیے بطور صلح حاصل ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائیگا اور خراج و جزیہ کے مصارف میں اس کو بھی صرف کیا جائیگا۔ کیونکہ ایسے مال کا حکم بنو نضیر کے مال کا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] الدر المختار ج ۳ ص ۳۱۵ برحاشیہ شامی۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۹۹ برحاشیہ فتح البیان۔

Marfat.com

کی ملکیت تھا اور آپ کے بعد بیت المال کی ملکیت ہوگا۔ تیسرے سورہ حشر میں اسی آیت کے بعد تیسری آیت میں مذکور ہے مَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی الخ (جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے دلوا دے) یہاں مَا اَفَآءَ سے قریظہ، فدک اور خیبر کی زمینیں مراد ہیں۔ پہلی آیت میں اس فیٔ کا حکم تھا جو بغیر لشکر کشی کے ہاتھ لگے اور اس آیت میں اس فیٔ کا حکم ہے جو لشکر کشی کے ذریعہ حاصل ہو۔ اس کے مصارف خود قرآن مجید میں مذکور ہیں ۲۸ ۴

اَفَاضَ - وہ پھرا۔ وہ منتشر ہوا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تَوْفِیْضٌ کے معنی پانی کے اوپر سے گر کر بہنے کے ہیں پھر بہنے کے مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے بطور استعارہ اس کا استعمال پھیلنے کے معنی میں ہونے لگا اور اسی اعتبار سے افاضہ کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے ہوئے ۲ ۹

اٰفَاقٌ - دنیا۔ اطراف اُفُقٌ اور اُفُقٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اُفُقٌ) ۲۵ ۱

اَفَاقَ - وہ ہوش میں آیا۔ اِفَاقَۃٌ سے جس کے معنی غشی یا نشہ کی مستی یا جنون سے ہوش میں آنے یا مرض کے بعد قوت پانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۹

اَفَّاكٌ جھوٹا۔ اِفْكٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فَعَّالٌ (ملاحظہ ہو اِفْكٌ) ۱۹ ۱۵ ۲۵ ۱۷

اِفْتَحْ - تو فیصلہ کر دے۔ اس باب کی ماضی اور مضارع دونوں پر فتحہ ہوتا ہے۔ فَتْحٌ سے جس کے معنی کشودگی کا کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ علامہ ابو حیان البحر المحیط تفسیر سورہ بقر میں لکھتے ہیں۔

یمنی زبان میں فتح کے معنی قضاء یعنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ ارشاد ہے وَھُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ (وہی ہے فیصلہ چکانیوالا سب کچھ جاننے والا) اذکار یعنی یاد دلانی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے فَتَحَ عَلَی الْاِمَامِ (اس نے امام کو یاد دلایا) ظفر و نصرت کے معنی بھی دیتا ہے جیسے فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ (پس تمہارے پاس فتح آچکی) بقول کلبی قصص یعنی بیان کرنے اور بقول کسائی تبیین یعنی ظاہر کرنے اور بقول اخفش مَنّ یعنی بمعنی احسان بھی آتا ہے۔ اصل میں فتح کے معنی خرق یعنی کھولنے کے ہیں جو سد کی ضد ہے جس کے معنی بند کرنے کے آتے ہیں۔" (ج ۱ ص ۹۶۲ طبع مطبع سعادت)

Marfat.com

راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

فتح کے معنی اغلاق و اشکال کے ازالے کے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو نظر آسکے جیسے فتح باب وغیرہ یعنی دروازے وغیرہ کا کھولنا اور جیسے قفل یا کسی بند چیز یا ساز و سامان کا فتح (کھولنا) جیسا کہ ارشاد ہے وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ (اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا) وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ (اور اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں) دوسرے وہ جو بہ نگاہِ بصیرت معلوم کیا جا سکے جیسے فتحِ ہم یعنی غم کا ازالہ یہ بھی کئی طرح پر ہے امور دنیویہ میں ہو مثلاً غم کو دور کر دیا جائے اور فقیری کو مال عطا کر کے زائل کر دیا جائے جیسے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے) یعنی ہم نے ان پر وسعت کر دی اور آیت وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بن جاتے تو ہم ان پر آسمان و زمین سے نعمتیں کھول دیتے) یعنی ان پر برکتیں آنی شروع ہو جاتیں تیسرے علوم مغلقہ کا حل جیسے عرب کا قول ہے فَتَحَ مِنَ الْعِلْمِ بَابًا مُّغْلَقًا (اس نے علم کا مغلق باب کھولا)[1] پ ۹/۱ پ ۱۹/۱۰

اِفْتَدَتْ - اس عورت نے اپنے چھڑانے کا فدیہ (بدلہ) دیا اِفْتِدَاءٌ سے جس کے معنی اپنے نفس کی طرف سے فدیہ یعنی بدلہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۲/۱۳ پ ۱۱/۱

اِفْتَدَوْا - اُنہوں نے اپنے چھڑانے کا فدیہ دیا اِفْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۳/۸ پ ۲۴/۲

اِفْتَدٰى - اُس نے اپنے چھڑانے کا بدلہ دیا اِفْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳/۱۷

اِفْتِرَاءً - بہتان باندھنا - بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ ۸/۳

اِفْتَرٰى - اس نے جھوٹ باندھا اس نے بہتان تراشا - اِفْتِرَاءٌ سے - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱/۴ پ ۵/۴ پ ۶/۹ و ۱۷ پ ۸/۴ و ۱۱ پ ۱۱/۷ پ ۱۲/۲ پ ۱۶/۱۴ پ ۱۸/۱۴ پ ۳/۱۳ پ ۲۲/۳ پ ۲۳/۷ پ ۲۵/۴ پ ۲۸/۹

اِفْتَرَيْتُهٗ - میں نے اس کا افترا کیا میں نے اس کو گھڑ لیا

[1] مفردات راغب طبع خیریہ مصر ج ۳ ص ۱۹۹ و ۲۰۰ برحاشیہ نہایہ۔

اِفْتَرَیْتُ اِفْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲/۳ پ ۲۶/۱

اِفْتَرَیْنَا - ہم نے بہتان باندھا - افتراءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم - پ ۹/۱

اِفْتَرٰىهُ - اس نے اس کو گھڑلیا - اس نے اس کا افترا کیا - اِفْتَرٰی صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۱/۹ پ ۱۲/۲و۳ پ ۱۷/۱ پ ۱۸/۱۶ پ ۲۱/۱۴ پ ۲۶/۱

اَفْتِنَا - تو ہم کو حکم دے - اَفْتِ اِفْتَاءٌ سے جس کے معنی فتویٰ دینے اور مشکل احکام کا جواب دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۲/۱۶

اَفْتُوْنِیْ - مجھ کو خبر دو مجھ کو جواب دو - اَفْتُوْا اِفْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۲/۱۶ پ ۱۹/۱۸

اَفْرِغْ - تو ڈال دے، تو دہانہ کھول دے - اِفْرَاغٌ سے جس کے معنی بہانے اور دہانہ کھولنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر - یہاں ایک مادی چیز کے طور پر صبر کے بہانے اور دہانہ کھولنے کا سوال کیا جا رہا ہے یعنی صبر اُن پر اس طرح بہایا جائے کہ وہ سب طرف سے چھا جائے - گویا صبر بمنزلہ ظرف کے ہو اور مانگنے والے بمنزلہ مظروف فیہ کے پ ۲/۱۷ پ ۹/۴

اُفْرِغْ - میں ڈال دوں میں بہا دوں - اِفْرَاغٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۶/۲

اُفْرُقْ - جدائی کر دے (نَصَرَ ضَرَبَ) فَرْقٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان جدائی اور فصل کرنے کے ہیں خواہ وہ جدائی ظاہری ہو یا معنوی امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۶/۸

اِفْسَحُوْا - تم کھل جاؤ (فَتَحَ) فَسْحٌ سے جس کے معنی وسعت سے بیٹھنے اور کھل کر رہنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۸/۲

اَفْسَدُوْهَا - انہوں نے اس کو خراب کر دیا - اَفْسَدُوْا اِفْسَادٌ سے جس کے معنی فساد پھیلانے اور خراب کرنے کے ہیں - ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۱۹/۱۸

اَفْصَحُ - زیادہ فصیح - فَصْحٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہونے کے ہیں - افعل التفضیل کا صیغہ - اصل میں اس کا استعمال دودھ کے خالص ہونے کے لیے ہوا اور پھر بطور استعارہ زبان کی عمدگی اور آمیزش سے پاک ہونے کے لئے مستعمل ہونے لگا

اَفَضْتُمْ - تم منتشر ہوئے - تم نے پھیلایا - اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر ہونے اور پھیلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفَاضَ) پ ۲/۹ پ ۸/۱۸

اَفْضٰی - وہ پہنچ گیا - وہ بے حجابانہ مل گیا - اِفْضَاءٌ سے جس کے معنی فضا میں پہنچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - خازن لکھتے ہیں -

"دراصل لغت میں افضاء کے معنی پہنچنے کے ہیں - کہا جاتا ہے اَفْضٰی اِلَیْہِ یعنی وہ اس کی طرف پہنچا - اس آیت میں افضاء سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مفسرین کے دو قول ہیں (۱) افضاء جماع سے کنایہ ہے اور یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی امام شافعی رح کا مذہب ہے - کیونکہ ان کے نزدیک اگر شوہر نے قبل مسیس (جماع) طلاق دیدی تو گو وہ خلوت کر چکا ہو نصف مہر واپس لے سکتا ہے -

(۲) افضاء کے معنی عورت کے ساتھ خلوت کرنے کے ہیں گو اس سے جماع نہ کرے - کلبی نے کہا ہے کہ افضاء یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ایک لحاف میں ہو خواہ جماع کرے یا نہ کرے اسی قول کو فراء نے اختیار کیا ہے - امام ابو حنیفہ رح کا مذہب ہے کہ خلوتِ صحیحہ سے پورا مہر ثابت ہو جاتا ہے"[1]

قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر میں ہر دو سے بھی افضا کے وہی معنی نقل کیے ہیں جو کلبی سے نقل کیے گئے[2] - حافظ ابو حیان البحر المحیط میں رقمطراز ہیں -

وقال عمر و علی و ناس من الصحابۃ والکلبی والفراء ھی الخلوۃ[3]

حضرت عمر، حضرت علی اور صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) میں سے بہت لوگوں نے نیز کلبی اور فراء افضاء کے معنی خلوت ہی کے بتاتے ہیں -

اور خود اصل لغت کے اعتبار سے بھی خلوت ہی کے معنی زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں - چنانچہ امام ابوبکر جصاص فرماتے ہیں -

"فراء کا بیان ہے کہ افضاء سے خلوت ہی مراد ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو - اور فراء کا بیان لغت کے بارے میں حجت ہے پس جب افضاء کا لفظ خلوت کے متعلق مستعمل ہے تو آیت نے شوہر کو اس بات سے روک دیا کہ وہ خلوت اور طلاق کے

[1] لباب التاویل ج ۱ ص ۴۱۸ طبع مصر [2] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۰۶ طبع مصر ۱۳۴۹ھ [3] البحر المحیط ج ۳ ص ۲۰۷ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

بعد اپنی بیوی سے کچھ لے سکے۔ کیونکہ ارشادِ باری وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ نے تفریق و طلاق کو تجلا دیا۔ افضاء۔ فضا سے ماخوذ ہے۔ فضا اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی عمارت اس جگہ کی کسی چیز کے ادراک سے مانع نہ ہو خلوت بھی اسی وجہ سے افضاء سے موسوم ہوئی کہ اس میں وطی اور دخول سے جو چیز مانع تھی وہ دور ہو گئی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فضاء کے معنی وسعت کے ہیں اور اَفضٰی کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی شخص اپنے مقصد کے حصول کے لیے وسعت (آسانی) میں ہو گیا۔ اس اعتبار سے بھی خلوت کو افضاء سے موسوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ خلوت کے ذریعہ اس کو وطی کا موقع مل گیا اور اس کی بدولت اس بارے میں اس کو آسانی حاصل ہو گئی حالانکہ خلوت سے پہلے اس چیز تک پہنچنا اس پر تنگ تھا تو اس معنی کے لحاظ سے خلوت کا نام افضاء ہوا" [۱]

احتیاط کا مقتضی بھی یہی ہے کہ افضاء سے خلوتِ صحیحہ ہی مراد لی جائے کیونکہ جب اس کا اطلاق باعتبارِ لغت جماع اور خلوت دونوں پر صحیح ہے تو ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ جماع کے معنی مراد لینے میں خلوت کے معنی پر بالکل عمل نہیں ہو سکتا لیکن خلوت کے معنی لینے کی صورت میں جماع بدرجہ اولیٰ داخل ہوگا۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ تَمَسُّوْهُنَّ) پ۲

اِفْعَلْ۔ تو کر، کر ڈال (فتحہ) فَعْل، عجس کے معنی کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ فعل کے معنی اصل میں مؤثر کی طرف سے تاثیر کے ہیں خواہ وہ عمدگی کے ساتھ ہو یا بغیر عمدگی کے، علم کے ساتھ ہو یا بغیر علم کے، بالقصد ہو یا بغیر قصد کے انسان کی طرف سے ہو یا حیوان اور جمادات کی طرف سے پ۲۳

اِفْعَلُوْا۔ تم کرو۔ تم کر ڈالو۔ فَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۷

اُفُقِ۔ کنارہ آسمان۔ آفَاقٌ جمع یعنی اصل میں آسمان کے اُس کنارہ کو کہتے ہیں جہاں زمین آسمان دونوں ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے افق اعلیٰ کے معنی مطلع آفتاب کے بیان کیے ہیں [۲]۔ قتادہ اور مجاہد کا بھی یہی بیان ہے [۳]۔ یہاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو

---

[۱] احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳۲ طبع مصر ۱۳۴۷ھ [۲] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۰۷ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [۳] ایضاً ص

ان کی اصلی صورت پر دیکھا تھا پ۲۷ ع۳

اِفْكٌ جھوٹ، بہتان، کسی شئے کا اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنے کا نام افک ہے پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لیے اس کو افک کہا گیا پ۱۸ ع۸ پ۲۲ ع۱۱ پ۲۶ ع۲

اِفْكًا پ۲۳ ع۵

اُفِكَ وہ پھیر اگیا، (ضَرَبَ۔ یَضْرِبُ) اَفْكٌ سے جس کے معنی کسی شئے کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۶ ع۱۸

اِفْكُهُمْ ان کی افترا پردازی، ان کا جھوٹ۔ اِفْكٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۳ ع۹ پ۲۶ ع۴

اَفَلَ وہ غائب ہو گیا، غروب ہو گیا، (ضَرَبَ نَصَرَ یَضْرِبُ) اُفُوْلٌ سے جس کے معنی آفتاب، ماہتاب وغیرہ ستاروں کے چھپنے اور غروب ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷ ع۱۵

اَفَلَتْ وہ غائب ہو گئی، چھپ گئی، اُفُوْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ عربی میں شمس (آفتاب) کو مونث بولا جاتا ہے پ۷ ع۱۵

اَفْلَحَ وہ جیت گیا، وہ مراد کو پہنچا، اِفْلَاحٌ سے جس کے معنی کامیابی اور مقصد وری کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب فلاح کی دو قسمیں ہیں دنیوی اور اخروی، فلاح دنیوی ان کامیابیوں کا حصول ہے جن سے دنیوی زندگی سنور جائے یعنی مال و دولت صحت اور عزت اور اخروی فلاح چار چیزوں میں ہے۔ بقا بلا فنا، غنا بلا فقر، عزت بغیر ذلت۔ علم بغیر جہالت، آیت شریفہ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى (اور جیت گیا آج جو غالب رہا) میں فلاح دنیوی کا مراد ہونا ہی زیادہ قرین قیاس ہے پ۱۶ ع۱۲

پ۱۸ ع۱ پ۳۰ ع۱۲ و ۱۶

اٰفِلِيْنَ غائب ہو جانے والے، غروب ہو جانے والے، اٰفِلٌ کی جمع جو اُفُوْلٌ کا اسم فاعل ہے پ۷ ع۱۵

اَفْنَانٍ شاخیں، رنگارنگ۔ علامہ محمود آلوسی سورہ رحمٰن میں اس لفظ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "اَفْنَانٌ یا تو فَنٌّ کی جمع ہے بمعنی نوع و قسم ہے اور اسی بنا پہ عرف میں اس کا استعمال بمعنی علم کے ہوتا ہے یعنی ذَوَاتَا اَفْنَانٍ کے معنی ہوں گے انواع و اقسام کے درختوں

اور پھلوں والے۔ یہی معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جبیر اور ضحاک سے مروی ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے شاعر کا قول ہے ؎

ومن کل افنان اللذاذۃ والصبا
اور میں ہر طرح کی لذت اور شوق
لھوت بہ والعیش اخضر ناضر
میں محو رہا جب کہ زندگی خوش و خرم تھی

یا فَنَنٌ کی جمع ہے جس کے معنی پتلی اور نرم و نازک ڈالی کے ہیں جیسا کہ ابن الجوزی کا بیان ہے اور کبھی محض شاخ کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے [1]

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی شاخ ہی کے معنی نقل کیے ہیں [2] قاضی شوکانی نے مجاہد، عکرمہ اور عطیہ وغیرہم کا بھی یہی قول بیان کیا ہے [3]۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں [4] اور علامہ ابوحیان نے البحر المحیط میں تصریح کی ہے کہ یہی معنی زیادہ اولیٰ ہیں۔ ابوحیان کہتے ہیں کیونکہ اَفْعَالٌ کے وزن پر فَعْلٌ بسکون عین کی نسبت فَعَلٌ کی

جمع زیادہ آتی ہے اور فَنٌّ کی جمع فُنُوْنٌ ہے [5] ۲۷/۱۳

اَفْوَاجًا غول کے غول، فوج در فوج فَوْجٌ کی جمع جس کے معنی تیز رو جماعت کے ہیں ۳۰/۲۵-۱

اَفْوَاهِكُمْ تمہارے منہ، اَفْوَاهٌ فَمٌ کی جمع جس کے معنی منہ کے ہیں فَمٌ کی اصل فُوْهٌ تھی ہ کو گرا کر و کو م سے بدل لیا گیا افواہ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ قرآن مجید میں جہاں صرف منہ سے کہنے پر بات کہی گئی ہے وہاں دروغ بیانی کی طرف اشارہ ہے اور اس طرف تنبیہ ہے کہ اعتقاد و واقع کے مطابق نہیں ۲۱/۱۸ ۱۶

اَفْوَاهِهِمْ ان کے منہ، اَفْوَاهٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۴/۳ ۶/۱۰ ۱/۸ ۱۱/۹ ۱۲/۱۴

۱۵/۳۳ ۲۳/۳ ۲۸/۹

اَفُوْزُ میں مراد پاتا ہوں یا پاؤں گا۔ (نَصَرَ) فَوْزٌ سے جس کے معنی سلامتی کے ساتھ بامراد اور کامیاب ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۵/۳

اُفَوِّضُ میں سونپتا ہوں، تَفْوِیْضٌ سے جس کے

---

[1] روح المعانی ج ۲۷ ص ۱۰۱ طبع منیریہ مصر [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۴۱ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [3] ایضاً ص ۱۳۷
[4] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۲۴ھ [5] البحر المحیط ج ۵ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

معنی سونپنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۲ ع۱۰

اَفْئِدَۃٌ دل، فُؤَادٌ کی جمع جس کے معنی دل کے ہیں پ۱ پ۱۳ ع۱۸ پ۱۴ ع۲ پ۱۷ ع۱۲ پ۱۸ ع۲۱ پ۲۶ ع۳ پ۲۹ ع۲ پ۳۰ ع۲۹

اَفْئِدَتُهُمْ ان کے دل، اَفْئِدَۃٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۳ ع۱۹ پ۱۳ ع۱۶ پ۲۶ ع۳

اَفِيْضُوْا تم ٹھیرو، تم بہاؤ، اِفَاضَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو افاض) پ۲ ع۹ پ۳ ع۱۴

فصل القاف

اَقَامَ اس نے قائم کیا، اس نے درست کیا، اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے اور درست کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کسی جگہ پر اقامت کرنے کے معنی وہاں ٹھیرنے اور قیام کرنے کے ہیں اور کسی شئے کی اقامت کے معنی اس کو درست رکھنے قائم کرنے اور اس کے حقوق کی بجا آوری کے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یا اس کی تعریف کی گئی ہے اِقَامَۃٌ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں اس طرف متنبہ کرنا مقصود ہے کہ نماز پڑھنے کا مقصد محض اس کی ظاہری ہیئت کا ادا کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی شرائط کا پورا کرنا ہے پ۲ ع۹

اِقَامُ قائم رکھنا، یہ دراصل باب افعال کا مصدر اِقَامَۃٌ تھا تخفیف کے لیے ۃ کو آخر سے حذف کر دیا۔ پ۱۸ ع۵

اِقَامَتِكُمْ تمہارا قیام کرنا، تمہارا فروکش ہونا، اِقَامَۃٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۴ ع۱۲

اَقَامُوْا انہوں نے درست کیا، انہوں نے قائم رکھا، انہوں نے حقوق کو پورا کیا، اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۶ ع۹ پ۶ ع۱۲ پ۹ ع۱۱ پ۱۰ ع۹ پ۱۳ ع۱۴

پ۲۲ ع۱۴ پ۲۵ ع۵

اَقَامَهٗ اس کو سیدھا کر دیا، کھڑا کر دیا، اَقَامَ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۶ ع۱

اَقَاوِيْلِ باتیں، یہ اَقْوَالٌ کی جمع ہے اور اَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جس کے معنی بات کے ہیں پ۲۹ ع۵

اَقْبَرَهٗ اس کو قبر میں رکھوایا، اَقْبَرَ اِقْبَارٌ سے جس کے معنی قبر میں رکھنے اور رکھوانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰ ع۵

اَقْبِلْ تو آگے آ، تو متوجہ ہو، اِقْبَالٌ سے جس کے معنی

آگے آنے متوجہ ہونے اور رخ کرنے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲

اَقْبَلَ اس نے رخ کیا، وہ متوجہ ہوا اِقْبَالٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۳ پ۲۷ پ۲۹

اَقْبَلَتْ وہ سامنے آئی، وہ متوجہ ہوئی، اِقْبَالٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۶

اَقْبَلْنَا ہم نے رخ کیا، ہم آگے آئے۔ اِقْبَالٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۳

اَقْبَلُوْا انہوں نے رخ کیا، وہ متوجہ ہوئے اِقْبَالٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۳ پ۲۳

اُقِّتَتْ اس کا وقت مقرر کیا گیا، تَوْقِیْتٌ سے
جس کے معنی وقت مقرر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا
صیغہ واحد مؤنث غائب اُقِّتَتْ اصل میں وُقِّتَتْ
تھا واو مضموم کو ہمزہ سے بدل لیا کیونکہ ہر وہ واو
جو مضموم ہو اور اس کا ضمہ لازم ہو اس کو ہمزہ سے
بدلنا جائز ہے پ۲۹

اِقْتَتَلَ اس نے قتال کیا، اس نے جنگ کی اِقْتِتَالٌ
سے جس کے معنی آپس میں جنگ و قتال کرنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳

اِقْتَتَلُوْا انہوں نے قتال کیا، وہ آپس میں لڑے
اِقْتِتَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳ پ۲۶

اِقْتَحَمَ وہ آ چڑھا، وہ گھس پڑا، اِقْتِحَامٌ سے جس کے
معنی بے دیکھے بھالے اپنے آپ کو کسی شے میں
جھونک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳۰

اِقْتَدِهْ تو اس کی پیروی کر، اس کی اقتدا کر، اِقْتِدَاءٌ
اِقْتِدَاءٌ سے جس کے معنی پیروی کرنے کے ہیں امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مؤنث غائب پ۷

اِقْتَرِبْ تو نزدیک ہو، اِقْتِرَابٌ سے جس کے
معنی نزدیک ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر پ۳۰

اِقْتَرَبَ وہ نزدیک ہوا، وہ قریب ہوا، اِقْتِرَابٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۹ پ۱۷

اِقْتَرَبَتْ وہ پاس آگئی، وہ نزدیک ہوگئی اِقْتِرَابٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۷

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا تم نے اس کو کمایا، اِقْتَرَفْتُمُوْا
اِقْتِرَافٌ سے جس کے معنی کمانے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہ در اصل اِقْتَرَفْتُمْ ہی ہے واو
اشباع کا ہے اور ھا ضمیر واحد مؤنث غائب

Marfat.com

اصل میں اِقْتِرَافٌ کے معنی درخت کا چھلکا اتارنے یا زخم پر سے کھال اتارنے کے ہیں پھر بطور استعارہ اس کا استعمال کسی چیز کے کمانے کے معنی میں ہونے لگا۔ خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری لیکن برائی کے کمانے میں استعمال زیادہ ہے پ۸

اَقْتُلُ میں قتل کروں گا، میں مار ڈالوں گا۔ (نَصَرَ) قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ قتل کے معنی اصل میں جسم سے روح کے زائل کرنے کے ہیں جس طرح کہ موت میں ہوتا ہے۔ قتل اور موت میں فرق یہ ہے کہ اگر اس فعل کے انجام دینے والے کا اعتبار کیا جائیگا تو اس کو قتل کہا جائیگا اور اگر صرف زندگی کے ختم ہونے کا اعتبار کیا جائے گا تو وہ موت کہلائے گی پ۲۳

اَقْتُلَكَ میں تجھے قتل کروں، مار ڈالوں، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ۶

اَقْتُلَنَّكَ میں تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا، اَقْتُلَنَّ قَتْلٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۶

اُقْتُلُوْا تم قتل کرو، تم مار ڈالو، قَتْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۵ پ۱۱ پ۱۲ پ۲۴

اُقْتُلُوْهُ اس کو مار ڈالو، اس کو قتل کر دو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۰

اُقْتُلُوْهُمْ ان کو مار ڈالو، ان کو قتل کر دو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲ پ۵

اَقْدَامٌ قدم، پاؤں، اس کا واحد قَدَمٌ ہے جس کے معنی پاؤں کے ہیں پ۹ پ۲۷

اَقْدَامَكُمْ تمہارے پاؤں، اَقْدَامِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۶

اَقْدَامَنَا ہمارے پاؤں، اَقْدَامُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۲ پ۴ پ۲۴

اَقْدَمُوْنَ زیادہ اگلے اور پہلے لوگ اَقْدَمُ کی جمع جس کے معنی زیادہ اگلے کے ہیں اَقْدَمُ قِدَمٌ سے جس کے معنی آگے ہونے اور سبقت کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ واحد مذکر ہے پ۱۹

اِقْذِفِيْهِ تو اس کو ڈال دے، (ضَرَبَ) اِقْذِفِيْ قَذْفٌ سے جس کے معنی دور پھینکنے اور ڈال دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۶

Marfat.com

اِقْرَءْ تو پڑھ، (فَتَحَ۔ نَصَرَ) قِرَاءَةٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۲ پ ۳۰/۲۱

اَقْرَبُ زیادہ نزدیک، زیادہ قریب، قُرْبٌ سے جس کے معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قرب اور بعد دو متقابل صفتیں ہیں۔ قرب کا استعمال قرآن مجید میں کہیں باعتبار مکان کے ہوا ہے اور کہیں باعتبار زمان کے کہیں باعتبار نسب کے قریب ہونا مراد ہے اور کہیں باعتبار درجہ کے کسی جگہ باعتبار رعایت و حفاظت کے قرب کا ذکر ہے اور کسی مقام پر باعتبار قدرت کے، بندے سے اللہ کے قریب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل و رحمت سے متوجہ ہے پ ۲/۱۵ پ ۴/۱۳، ۸ پ ۶/۶ پ ۱۴/۱۷ پ ۱۵/۱۲، ۳، ۶ پ ۱۶/۱ پ ۱۷/۹ پ ۲۶/۱۴ ، ۲۷/۱۶

اَقْرَبُوْنَ قریبی قرابت والے، قریب کے رشتہ دار اَقْرَبُ کی جمع۔ یہاں قرب سے قرب نسب و نسبت مراد ہے حالتِ رفعی میں اس کی جمع اَقْرَبُوْنَ اور حالتِ نصبی و جری میں اَقْرَبِیْنَ آتی ہے پ ۴/۱۲ پ ۵/۲

اَقْرَبُهُمْ ان میں سب سے نزدیک اَقْرَبُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۶/۱۵

اَقْرَبِیْنَ قریبی قرابت والے، قریب کے رشتہ دار (ملاحظہ ہو اَقْرَبُوْنَ) پ ۲/۶، ۱، ۶ پ ۵/۱۷ پ ۱۹/۱۵

اَقْرَرْتُمْ تم نے اقرار کیا، اِقْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو ثابت کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اقرار کبھی صرف دل سے ہوتا ہے اور کبھی صرف زبان سے اور کبھی دونوں سے۔ توحید اور ایمانیات میں صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں بلکہ دل اور زبان دونوں کا اقرار ضروری ہے پ ۱ پ ۳

اَقْرَرْنَا ہم نے اقرار کیا، اِقْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۳/۱۷

اَقْرَضْتُمُ تم نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے جس کے معنی قرض دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶

اَقْرَضُوا انہوں نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے ماضی صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۷/۱۸

اَقْرِضُوا تم قرض دو، اِقْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹/۱۴

اِقْرَءُوْا تم پڑھو، تم پڑھ لیا کرو، (فَتَحَ۔ نَصَرَ) قِرَاءَةٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹/۱۴

Marfat.com

أَقْسَطُ پورا انصاف والا، زیادہ انصاف والا، یہ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ علامہ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں۔

"بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں شذوذ ہے کیونکہ یہ رباعی أَفْعَلَ کے وزن پر آیا ہے۔ کہا جاتا ہے أَقْسَطَ الرَّجُلُ یعنی اس مرد نے انصاف کیا، قرآن مجید میں أَقْسِطُوا (اور تم انصاف کرو) اسی باب سے وارد ہے چنانچہ اس شذوذ سے نکالنے کے لیے أَقْسَطُ کو قَاسِطٌ سے بطریق نسبت بمعنی ذِي قِسْطٍ (انصاف والے) ماخوذ بتاتے ہیں، زمخشری نے یہی کہا ہے۔ ابن عطیہ کا بیان ہے کہ اس کو دیکھنا چاہیے کہ جس طرح أَكْرَمُ كَرُمَ سے آتا ہے اسی طرح کیا یہ بھی قَسُطَ بضم سین سے ہے۔ انتہی، اس کو قِسْطٌ بالکسر سے بھی جس کے معنی عدل کے ہیں بیان کیا گیا ہے لیکن قِسْطٌ ایسا مصدر ہے جس سے کوئی فعل مشتق نہیں ہوا۔ اور یہ إِقْسَاطٌ سے بھی نہیں ہے کیونکہ افعل التفضیل إِفْعَالٌ سے نہیں آتا۔ زمخشری نے کہا ہے کہ اگر تم دریافت کرو کہ أَقْسَطُ اور أَقْوَمُ کس فعل سے افعل التفضیل بنے ہیں تو میں کہوں گا کہ سیبویہ کے مذہب پر أَقْسَطَ اور أَقَامَ سے ان کی بنا جائز ہے۔ انتہی۔ یہ چیز کہ افعل التفضیل أَفْعَلَ سے بنایا جا سکتا ہے اس پر سیبویہ کی کوئی تصریح موجود نہیں ہاں بذریعہ استدلال یہ چیز اخذ کی جا سکتی ہے کیونکہ سیبویہ نے اپنی کتاب کے اول میں یہ تصریح کی ہے کہ أَفْعَلُ فعل تعجب کا صیغہ فَعَلَ فَعُلَ فَعِلَ اور أَفْعَلَ ان سب سے آتا ہے پس اس سے یہی ظاہر ہے کہ أَفْعَلُ جو تعجب کے لیے آتا ہے وہ أَفْعَلَ سے بھی بنتا ہے اور نحویوں کی یہ تصریح ہے کہ جس فعل سے أَفْعَلُ صیغہ تعجب بنتا ہے اس سے افعل التفضیل کا صیغہ بھی بنتا ہے پس جس فعل سے تعجب کا صیغہ قیاسی ہوگا تفضیل کا صیغہ بھی قیاسی ہوگا اور جس سے تعجب کا صیغہ شاذ ہوگا تفضیل کا بھی شاذ ہوگا۔ اور أَفْعَلَ سے تعجب کا صیغہ بننے میں بھی نحویوں کے تین مذہب ہیں بعض مطلق جائز کہتے ہیں بعض بالکل ممنوع اور بعض اس میں تفریق کرتے ہیں کہ اگر ہمزہ إِفْعَالٌ نقل کے لیے ہے تب تو اس سے تعجب کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر نہیں بن سکتا۔ اور اگر نقل کے لیے نہ ہو تو اس سے تعجب کا صیغہ بن سکتا ہے۔ زمخشری کے خیال میں سیبویہ کا یہی مذہب ہے، چنانچہ سیبویہ کے أَفْعَلَ کہنے سے مراد ان کے نزدیک أَفْعَلَ کا وہ باب ہے جس کی ہمزہ نقل کے لیے نہ ہو اور جو لوگ اس کو مطلقاً ممنوع

Marfat.com

کہتے ہیں وہ سیبویہ کے قول واَفعل میں اَفعل کو امر کا صیغہ
بتاتے ہیں یعنی یہ کہ سیبویہ کے قول میں فعل تعجب اَفعِل
کے وزن پر ہے جس کا صیغہ فَعَلَ فَعُلَ فَعِلَ اور
اَفعَلَ سب سے آتا ہے۔ کتب نحو میں ان تمام مذاہب کے
دلائل پورے طور پر مذکور ہیں۔ رہا یہ کہ اَقسَطُ کس فعل کا
مانا جائے تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس کو قَسَطَ ثلاثی
سے جو بمعنی عدل (اس نے انصاف کیا) ہے افعل التفضیل کا صیغہ
سمجھا جائے۔ ابن السید نے الاقتضاب میں تصریح کی
ہے کہ ابن السکیت نے کتاب الاضداد میں ابو عبیدہ سے نقل
کیا ہے کہ قَسَطَ کے معنی ہیں اس نے ظلم کیا اور اس نے
انصاف کیا اور اَقسَطَ بالالف کے معنی اس کے سوا کچھ
نہیں کہ اس نے انصاف کیا اور ابن القطاع نے کہا کہ
قَسَطَ قُسُوطًا و قَسطًا کے دو معنی آتے ہیں ظلم کرنے کے
بھی اور انصاف کرنے کے بھی یہ اضداد میں سے ہے پس
اس صورت میں یہ شاذ نہیں ہوگا اور اَقسَطُ عِندَ اللّٰہِ
کے معنی اللہ کے حکم میں زیادہ انصاف والے کے ہوں گے[1]"

۳ پ ۲۱ / ۱۷

اَقسِطُوا تم انصاف کرو، اِقسَاطُ مصدر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر اِقسَاطُ کے معنی اصل میں حق دار
کا حصہ حق دار کو دینے کے ہیں اور چونکہ انصاف
اسی چیز کا نام ہے اس لیے اس کے معنی انصاف
کرنے کے لیے جاتے ہیں پ ۲۶ / ۱۳

اُقسِمُ میں قسم کھاتا ہوں، اِقسَامُ سے جس کے معنی
قسم کھانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ دراصل
قَسَامَتٌ سے ماخوذ ہے۔ قسامت وہ قسمیں ہیں جو
اولیاء مقتول پر تقسیم کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی
قسمیں کھائی ہیں۔ (۱) اپنی ذات مقدسہ کی (۲)
اپنے افعالِ حکیمانہ کی (۳) اپنی مخلوق کی، مخالفین
جو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہیں ان میں سے ایک
یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ نے قسمیں کیوں
کھائیں۔ یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں کے
ساتھ مختلف طور پر دہرایا جاتا رہتا ہے لیکن قسم کی
حقیقت اور اس کی تاریخ پر ذرا غور و فکر کی زحمت
گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا۔

اصل میں قسم کا استعمال ابتداءً اس طرح شروع

---

[1] البحر المحیط تفسیر سورہ بقرہ ج ۲ ص ۳۵۱، ۳۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا تو اس کی صحت اور تصدیق کے لیے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ حیوانات اور جمادات کی شہادت بھی معرضِ ثبوت میں آنے لگی۔ مثلاً ہم خود اپنی زبان میں کہتے ہیں "در و دیوار" اس بات پر شاہد ہیں۔ آسمان و زمین اس امر پر گواہ ہیں اس نے جنگ میں جس جانبازی کے جوہر دکھائے میدانِ جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چیزیں زبانِ حال سے اس کی شاہد ہیں یعنی اگر ان میں ذرا بھی بولنے کی سکت ہوتی تو ضرور کہہ اٹھتیں کہ ہاں یہ واقعہ سچ ہے یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے معنی میں مستعمل ہونے لگا چنانچہ خود قرآن مجید میں شہادت کا لفظ قسم کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۂ منافقون میں ارشاد ہے اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (منافقین جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک تو اس کا رسول ہے لیکن خدا شہادت دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے) آیتِ مذکورہ میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا کوئی لفظ مذکور نہیں صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھاتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ جانتا ہے، خدا گواہ ہے، خدا شاہد ہے عربی زبان نے جب وسعت اختیار کی تو بعض حروف قسم کے ساتھ خاص ہو گئے جیسے واو، ب، ت واللہ۔ باللہ۔ تاللہ کہیں صاف لفظ قسم ہوتا ہے اور کبھی لا کے ساتھ آتا ہے کا اقسم اور کبھی جملہ پر لام لا کر قسم کھائی جاتی ہے جیسے لَعَمْرُكَ اب قسم کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے ایک یہ کہ جب کوئی چیز بیان کی جائے تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش کی جائے خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی۔ بزبانِ حال ہو یا بزبانِ قال۔ دوسرے

Marfat.com

یہ کہ کسی چیز کی توثیق و اثبات کے لیے کسی عظیم الشان شے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے ۔ یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو بعد میں چل کر پیدا ہو گئے ۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے قسم کا لفظ آیا ہے پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے شمس و قمر لیل و نہار، ابر و باد، کوہ و صحرا، چرند پرند، دریا اور سمندر غرض جابجا تمام مظاہر قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں جن چیزوں کو اکثر مواقع پر آیات کے لفظ سے تعبیر کیا ہے ان ہی کی جابجا قسم بھی کھائی ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں اس کے وجود اور عظمت و شان پر شہادت دے رہی ہیں اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ قسم، یمین، حلف، عام لوگ ان تینوں کو ہم معنی خیال کرتے ہیں جن کی بنا پر بڑی غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ ان سب الفاظ کے مفہوم اور معانی بالکل جدا جدا ہیں۔ قسم کے معنی ہیں کسی چیز کی صحت اور تصدیق کے لیے گواہی پیش کرنا،

قرآن مجید میں جو قسمیں مذکور ہیں ان سب کے یہی معنی ہیں کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے وہ خدا کے وجود پر اس کی قدرت و شان پر اس کی عظمت و اقتدار پر شہادت دے رہی ہے سورۂ فجر میں ارشاد ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (فجر، دس راتیں جفت اور طاق، اور رات جب چلنے پر ہو ان باتوں میں صاحب عقل کے لیے قسم ہے یعنی یہ سب چیزیں عقلمند کے نزدیک خدا کے وجود اور اس کی قدرت پر زبان حال سے گواہی دے رہی ہیں یمین کے معنی ہاتھ کے ہیں یہ لفظ عموماً معاہدات کی توثیق کے لیے استعمال ہوتا ہے گویا دوسرے معاہد کو ضامن دینا مقصود ہوتا ہے راغب اصفہانی رقمطراز ہیں۔

والیمین فی الحلف	معاہدہ کرنے والا اور حلیف
مستعار من الید	جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ
اعتبارا بما یفعله	مارتا ہے۔ یمین حلف کے معنی
المعاهد والمحالف	میں اسی فعل سے مستعمل
وغیرہ	کیا گیا ہے۔

(مفردات راغب ج ۲ ص ۸۶ بر حاشیہ نہایہ طبع مصر)

Marfat.com

یمین کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی زبان سے کہیں مستعمل نہیں ہوا۔

حلف کا لفظ ان دونوں لفظوں سے زیادہ وسیع ہے لیکن اس کے مفہوم میں ذمارت اور ذلت شامل ہے اور اس کا استعمال بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کہ آج کل عوام قسمیں کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں حلاف کے لیے مہین (قابلِ اہانت) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ (اور تو کہا نہ مان ہر قسمیں کھانے والے بیقدر کا) یہ لفظ جہاں آیا ہے منافقین کی زبان سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اپنے لیے کہیں استعمال نہیں کیا۔

علامہ ابن القیم نے التبیان فی اقسام القرآن اور علامہ حمید الدین فراہی نے امعان فی اقسام القرآن خاص اسی موضوع پر تالیف کی ہیں جن میں اقسام قرآن پر سیر حاصل بحث ہے۔

جمہور مفسرین کے نزدیک لَا اُقْسِمُ میں لَا تاکید کے لیے ہے پ ۲۷/۱۴ پ ۲۹/۱۶،۷،۸،۲،۲ پ ۳۰/۱۵،۹،۹،۲،۲

اَقْسَمْتُمْ تم نے قسم کھائی، اِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں قسم کا استعمال اس کے دوسرے معنی میں ہے شہادت پیش کرنے میں نہیں پ ۱۳/۱۳ پ ۱۳/۱۹

اَقْسَمُوْا انہوں نے قسمیں کھائیں اِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ یہاں بھی قسم کا استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے پ ۶/۱۲ پ ۷/۱۹ پ ۱۴/۱۱ پ ۱۸/۱۲ پ ۲۲/۱۷ پ ۲۹/۲

اِقْصِدْ تو اعتدال اختیار کر، (ضَرَبَ) قَصْدٌ سے جس کے معنی سیدھی راہ ہونے اور میانہ روی اختیار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۱/۱۱

اُقْصُصْ تو بیان کر، (نَصَرَ) قَصَصٌ سے جس کے معنی بیان کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۹/۱۲

اَقْصٰی بہت بعید، زیادہ دور، قَصَاءٌ سے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ مسجد اقصیٰ کو باعتبار عرب مخاطبین کے اقصیٰ کہا گیا ہے پ ۱۵/۱ پ ۲۰/۵ پ ۲۲/۱۹

اِقْضِ تو گزر، تو فیصلہ کر لے، (ضَرَبَ) قَضَاءٌ سے جس کے معنی فصلِ امر یعنی معاملہ فیصل کرنے کے ہیں خواہ بذریعہ قول ہو یا فعل، امر کا صیغہ، واحد مذکر حاضر۔ قضا قولی اور فعلی، دونوں کی دو قسمیں ہیں

Marfat.com

الٰہی اور بشری۔ بذریعہ قول قضاءِ الٰہی کی مثال ہے
آیتِ شریفہ وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
اِيَّاهُ (اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا کسی کو
نہ پوجو) یہ قضاء بذریعہ حکم ہے اور بذریعہ فعل قضاءِ الٰہی کی
مثال وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ (اور اللہ فیصلہ
کرتا ہے انصاف سے) ہے قضاءِ بشری بذریعہ قول
حاکم کا فیصلہ کرنا ہے اور قضاءِ بشری بذریعہ فعل کی
مثال ہے آیت شریفہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا
(جب زید نے فیصلہ کر چکا اس عورت سے اپنی غرض کا)
اور فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ (سو تو کر گذر
جو تجھ کو کرنا ہے) بشری قضاء کی دونوں صورتیں
بن سکتی ہیں فعلی بھی اور قولی بھی ۲۶/۱۲

اِقْضُوْٓا تم کر گذرو، تم فیصلہ کرلو۔ قَضَاءٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۱/۱۳

اَقْطَارِ کنارے، قُطْرٌ کی جمع جس کے معنی جانب اور
طرف کے ہیں ۲۶/۱۲

اَقْطَارِهَا اس کے کنارے، اَقْطَار مضاف ھَا
ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۲۱/۱۸

لَاُقَطِّعَنَّ میں ضرور کاٹوں گا، تَقْطِيْعٌ سے
جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں مضارع
بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ اس میں قطع کا لفظ ہر قسم کی
چیز کے جدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے خواہ مادی ہو
یا غیر مادی۔ ۹/۴ ۱۶/۱۲ ۱۹/۷

اِقْطَعُوْٓا تم کاٹ ڈالو، (فتح) قَطْعٌ سے جس کے
معنی جدا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۶/۲

لَاَقْعُدَنَّ میں ضرور بیٹھوں گا، (نصر) قُعُوْدٌ سے
جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ
واحد متکلم ۸/۹

اُقْعُدُوْٓا تم بیٹھو، قُعُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر ۱۰/۱۲۶، ۱۳۶، ۱۷

اَقْفَالُهَا اس کے قفل، اس کے تالے، اَقْفَال
قُفْلٌ کی جمع جس کے معنی تالے کے ہیں مضاف ہے
ھَا ضمیر واحد مضاف الیہ ۲۶/۷

اَقُلْ میں نے کہا، (نصر) قَوْلٌ سے جس کے
معنی بولنے اور کہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم
اَقُلْ اصل میں اَقُوْلُ تھا۔ حرف جازم لم کے آنے
سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا اور مضارع
ماضی منفی کے معنی دینے لگا ۱/۴ ۹/۴ ۱۳/۵ ۱۵/۲۲

Marfat.com

پ ۲۹ ع ۱۶

اَقَلّ زیادہ کم، قِلَّۃٌ سے جس کے معنی کم ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ قلت و کثرت کا استعمال بیشتر اعداد و شمار میں ہوتا ہے پ ۱۵ ع ۱۲ پ ۲۹ ع ۱۲

اَقْلَامٌ قلمیں، قَلَمٌ کی جمع ہے قَلَمٌ کے اصل معنی ہیں کسی سخت چیز مثلاً ناخن۔ نیزہ کی پور وغیرہ کا کاٹنا اور اس کٹی ہوئی چیز یعنی مقلوم کو قلم کہا جاتا ہے جس طرح منقوض کو نقض بولتے ہیں قَلَمٌ کا لفظ لکھنے کے قلم اور جوے کے تیر کے معنی میں مخصوص ہے یہاں قلم کے معنی ہی مراد ہیں۔ پ ۲۱ ع ۱۲

اَقْلَامَهُمْ اپنے قلم، ان کے قلم، اَقْلَامٌ قَلَمٌ کی جمع مضاف ہے ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ یہاں قلم سے دونوں معنی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے تیر بھی اور لکھنے کے قلم بھی۔ چنانچہ عبد بن حمید نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ یہی قلم تھے جن سے وہ لوگ تورات کی کتابت کرتے تھے اور ان دونوں نے عطا سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ ان کو قرعہ اندازی کے تیر بناتے تھے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو مسجد میں لا کر رکھا گیا تو اہلِ مسجد نے جو وحی کی کتابت کرتے تھے ان کی کفالت کے بارے میں اپنے قلموں سے قرعہ اندازی کی۔ یہی دونوں بزرگ عکرمہ اور ربیع سے ناقل ہیں کہ جب ان دونوں نے اپنے قلم پانی میں ڈالے تو سب کے قلم پانی کی رَو میں بہ گئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم الٹی طرف چڑھتا رہا۔ لہٰذا حضرت زکریا ان کے کفیل ہو گئے [1] پ ۳ ع ۱۴

اَقَلَّتْ اس نے کم سمجھا، اس نے اٹھانے میں ہلکا پایا، اِقْلَالٌ سے جس کے معنی قلیل پانے اور ہلکا سمجھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب کسی چیز کو ہلکا سمجھنا محض حکمی ہوتا ہے اور کبھی اس کی قوت کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے یہاں پر ہلکا سمجھنا بلحاظ قوت کے یعنی اٹھانے میں ہلکا پانا مراد ہے پ ۸ ع ۱۴

اَقْلِعِيْ تو تھم جا، اِقْلَاعٌ سے جس کے معنی تھم جانے اور رک جانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۲ ع ۴

[1] ان سب روایات کے لیے ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۱ ص ۳۰۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ

Marfat.com

اَقِمْ تو راست کر، سیدھا کر، قائم رکھ، اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا کرنے اور قائم رکھنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اقاما) پ ۱۵/۹ پ ۱۲/۱۰ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۶/۱۰ ۲۱/۱، ۷، ۸، ۹، ۱۱

اَقَمْتَ تو نے قائم کی، تو نے درست کی اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۵/۱۲

اَقَمْتُمْ تم نے قائم کیا، تم نے سیدھا کیا، اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶

اَقِمْنَ تم قائم کرو، تم درست کرو، اِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر پ ۲۲/۱

اُقْنُتِیْ تو بندگی کر، (نَصَرَ) قُنُوْتٌ سے جس کے معنی خضوع وخشوع کے ساتھ عبادت میں لگے رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۳/۱۲

اَقْنٰی اس نے خزانہ دیا، اس نے فقیر بنایا اِقْنَاءٌ سے جس کے معنی قُنْیَۃٌ (ذخیرہ کیا ہوا مال وخزانہ جو باقی رہ سکے) دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب عام طور سے اقنی کے معنی یہی بیان کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں (وعلی هذا ایدور کلام کثیر من المفسرین منهم ابو صالح وابن جریر وغیرهما) ابو صالح ابن جریر وغیرہ کا کلام اس معنی میں دائر ہے۔ لیکن ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کر اقنی کے معنی اَرْضٰی (اس نے راضی کیا) کے نقل کیے ہیں[1]۔ علامہ محمود آلوسی کی تصریح ہے کہ یہ معنی قنیہ سے مجازاً لیے گئے ہیں[2]۔ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ اس معنی کی حقیقت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے رضا وطاعت کا سرمایہ کر دیا۔ مجاہد قتادہ اور حسن بصری نے اقنی کے معنی اخدم کے کیے ہیں یعنی اس نے خادم عطا فرمایا مگر یاد رہے کہ یہ دونوں معانی پہلے ہی معنی میں داخل ہیں کیونکہ وہ اپنی عمومیت کے اعتبار سے دونوں پر مشتمل ہے اور یہ دونوں اس کے صرف دو افراد کی تعیین کرتے ہیں اقناء کے معنی اس مال کے دینے کے ہیں جو باقی رہ سکے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مال کو

---

[1] فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۱۱۵

[2] روح المعانی ج ۲۷ ص ۵۷

[3] تفسیر ابن کثیر ج ۹ ص ۳۳۸ طبع مصر برحاشیہ فتح البیان

Marfat.com

غیر مادی یعنی رضا، وطاعت کے سرمایہ کی شکل میں متعین کرتے ہیں اور حضرات ثلاثہ اس کی مادی شکل میں بصورت خادم تعیین کرتے ہیں۔

ابن زید، ابن کیسان اور اخفش اَقْنیٰ کے معنی اَفْقَرَ کے کرتے ہیں یعنی اس نے کسی کو فقیر بنایا، شوکانی کا بیان ہے کہ ابن جریر بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں[۱] اگرچہ ابن کثیر کی رائے میں یہ معنی لفظ کے اعتبار سے بعید ہیں[۲]۔ لیکن یاد رکھ کہ باب افعال کی ہمزہ سلب ماخذ کے لیے بھی آتی ہے جیسے اَشْفیٰ اور اَشْکیٰ سلب شفا و سلب شکایت کے معنی میں بھی مستعمل ہیں اور اسی اعتبار سے اگر اَقْنیٰ کا بھی سلب قنیہ یعنی فقیر بنانے میں استعمال ہو تو کیا بعید ہو بلکہ یہ معنی یہاں سیاق آیات کے بھی مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آ رہا ہے

پ ۲۷

اَقْوَاتَهَا اس کی خوراکیں، اَقْوَاتٌ قُوْتٌ کی جمع قوت اس خوراک کو کہتے ہیں جس سے سد رمق ہو سکے اَقْوَات مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۲۴/۱۶

اَقُوْلُ میں کہتا ہوں، میں کہوں، میں کہوں گا۔ قَوْلٌ سے جس کے معنی بولنے اور کہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۶، ۷/۱۱ پ ۹/۳ پ ۱۲/۳ پ ۲۳/۱۴ پ ۲۴/۱۰

اَقْوَمُ بہت درست رکھنے والا، سب سے سیدھا، قِیَامٌ سے جس کے معنی راست ہونے اور اعتدال پر رہنے کے بھی آتے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ بعض لوگوں نے اس کو اِقَامَۃٌ سے افعل التفضیل بتایا ہے لیکن اس صورت میں پھر وہی شذوذ کی بحث پیدا ہو جاتی ہے جس کی تفصیل اَقْسَطُ کی بحث میں گذر چکی ہے۔ ہاں جیسا کہ زمخشری نے تصریح کی ہے اس کو قَیِّمٌ (درست) سے باعتبار نسبت کے معنی زیادہ درست اور زیادہ سیدھے کے لے سکتے ہیں[۳]

پ ۳/۱۳ پ ۵/۴ پ ۱۵/۱ پ ۲۹/۱۳

اَقِیْمُوْا تم قائم کرو، تم درست رکھو، اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے قائم کرنے اور درست رکھنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَقَامَ) پ ۱/۵، ۱۰، ۱۳ پ ۵/۸، ۱۲ پ ۷/۱۵ پ ۹/۱۰ پ ۱۱/۱۴ پ ۱۷/۱۶ پ ۱۸/۱۳ پ ۲۱/۷ پ ۲۵/۳

---

[۱] دیکھو فتح القدیر ج ۵ ص ۱۱۳ [۲] تفسیر ابن کثیر ص ۳۲۸، ۳۲۹ [۳] کشاف ج ۱ ص ۱۶۹ طبع مصر ۱۳۵۴ھ

Marfat.com

پ۲۷/۱۱ پ۲۸/۲،۳،۷،۱۰ پ۲۹/۱۴

فصل الکاف

اَكُ میں ہوں، (نصص) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَكُ اصل میں اَكُوْنُ تھا لمٔ کے آجانے سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا پ۱۶/۵

اَكَابِرَ بہت بڑے اَكْبَرُ کی جمع پ۸

اَكَادُ میں چاہتا ہوں، (سَمِعَ) کَیْدٌ سے جس کے معنی قریب کرنے اور کبھی چاہنے اور ارادہ رکھنے کے بھی آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ افعالِ مقاربہ میں سے ہے جو تنہا استعمال نہیں ہوتے بلکہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ مل کر آتے ہیں اگر اس پر حرف نفی نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فعل قریب تھا کہ واقع ہو جائے لیکن نہ ہو سکا اور اگر حرف نفی ہو تو یہ مطلب ہو گا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے یہاں اَكَادُ کا استعمال چاہنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں ہوا ہے پ۱۶/۱

اَكَّالُوْنَ بڑے کھانے والے اَكَّالٌ کی جمع جس کے معنی بڑے کھانے والے کے ہیں اَكَّالٌ اَكْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہے پ۶/۱

اَكْبَرُ زیادہ بڑا، كِبَرٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ اصغر و اکبر اسماء متضایفہ میں سے ہیں جن میں سے ہر ایک کا استعمال دوسری شے کے اعتبار سے ہوتا ہے پس ایک ہی چیز ایک شے کے اعتبار سے اصغر بھی ہو سکتی ہے اور دوسری کے لحاظ سے اکبر بھی کہی جا سکتی ہے اعداد کی طرح یہ دونوں لفظ بھی کمیتِ متصلہ میں استعمال کیے جاتے ہیں پ۲/۱۱ پ۳/۲ پ۶/۲ پ۷/۸،۹،۱۵ پ۱۰/۷،۱۰،۱۵ پ۱۱/۱۲ پ۱۴/۱۲ پ۱۵/۲ پ۱۶/۷ پ۲۱/۱،۵،۱۵
پ۲۲/۷ پ۲۳/۷،۱۰،۱۵ پ۲۴/۱۵،۱۰،۷ پ۲۵/۷ پ۲۹/۳ پ۳۰/۱۴

اَكْبَرْنَ ان عورتوں نے اس کو بہت بڑا سمجھا، اَكْبَرْنَ اِكْبَارٌ سے جس کے معنی بڑا سمجھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ۂ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۲/۱۴

اِكْتَالُوْا انہوں نے ناپا، انہوں نے پیمانہ سے ناپ کر لیا۔ اِكْتِيَالٌ سے جس کے معنی پیمانہ سے ناپ کر لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳۰/۸

Marfat.com

اُکْتُبْ۔ تو لکھ دے (نَصَرَ) کِتَابَۃٌ سے جس کے معنی
لکھنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۹ پ

اُکْتُبْنَا۔ تو ہم کو لکھ دے۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم
ہے ۱۳ پ ۳

اُکْتُبُوْہُ۔ تم اس کو لکھ لو۔ اُکْتُبُوْا کِتَابَۃٌ سے امر
کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۳ پ

اَکْتُبُھَا۔ میں اس کو لکھ دونگا۔ اَکْتُبُ کِتَابَۃٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھا ضمیر واحد مونث
غائب ۹ پ

اِکْتَتَبَھَا۔ اس نے اس کو گھڑ کر لکھ رکھا ہے۔ اس نے
اس کو لکھوا لیا ہے اِکْتَتَبَ اِکْتِتَابٌ سے جس کے
معنی گھڑ کر لکھ لینے اور دوسرے سے لکھوا لینے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھا ضمیر واحد مونث
غائب ۱۸ پ

اِکْتَسَبَ۔ اس نے کمایا۔ اِکْتِسَابٌ سے جس کے
معنی کمانے اور اپنے ارادہ و قدرت کو فعل میں صرف
کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
جس چیز میں جلبِ منفعت یا کسی فائدہ کا حصول
ہو اس میں کوشش کرنے اور تحرّی کرنے کا نام
کسب ہے خواہ اپنے لیے ہو خواہ دوسرے کے لیے کبھی
کسب کا استعمال اس میں بھی ہوتا ہے جس کے متعلق
انسان گمان کرتا ہے کہ اس میں منفعت حاصل ہوگی
حالانکہ بجائے منفعت کے اس کو ضرر پہنچ جاتا ہے
کسب اور اکتساب میں فرق یہ ہے کہ اکتساب وہ ہے جو
اپنے لیے ہو اور کسب کا لفظ عام ہے پس ہر اکتساب
کسب میں داخل ہے لیکن ہر کسب اکتساب نہیں
کسب اور اکتساب دونوں کا استعمال قرآن مجید میں
اچھے اور برے دونوں طرح کے کام انجام دینے
کے لیے ہوا ہے۔ ۳ پ

اِکْتَسَبَتْ۔ اس عورت نے کمایا۔ اِکْتِسَابٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۳ پ

اِکْتَسَبْنَ۔ ان عورتوں نے کمایا۔ اِکْتِسَابٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ۵ پ

اِکْتَسَبُوْا۔ انہوں نے کمایا۔ اِکْتِسَابٌ سے ماضی
کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۲ پ

اَکْثَرَ۔ اکثر بہت زیادہ۔ کَثْرَۃٌ سے جس کے معنی
زیادہ ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۱۶ پ ۱۴

۱ پ ۱۴ پ ۹ ۱۵ پ ۲ و ۱۳ و ۱۵ پ ۱۲ ۲ و ۵ و ۷ پ ۱۳ ۱۱ پ ۱۴

Marfat.com

ب ۱۵ ۱۰، ۱۰، ۱۷، ۲۰ — ب ۱۹ ۳ — ب ۲۰ ۲ و ۱۱ — ب ۲۱ ۷، ۴۳ و — ب ۲۲ ۹ و ۱۰ — ب ۲۳ ۶
ب ۲۴ ۱۱ و ۱۲، ۱۳، ۱۴ — ب ۲۵ ۱۹ — ب ۲۸ ۳

اَکْثَرْتَ۔ تونے بہت زیادہ کیا۔ تونے زیادہ بڑھایا اِکْثَارٌ سے جس کے معنی کثرت کو کام میں لانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ب ۱۲ ۳

اَکْثَرُکُمْ۔ تم میں اکثر۔ اَکْثَرُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ب ۱۳ ۳ ب ۲۵ ۱۳

اَکْثَرُوْا۔ اُنہوں نے زیادہ کیا۔ اُنہوں نے بڑھایا اِکْثَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۳۰ ۱۴

اَکْثَرُھُمْ۔ ان میں اکثر۔ ان میں بیشتر۔ اَکْثَرُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ب ۱ ۱۲ ب ۲ ۳

ب ۷ ۱۰، ۴ — ب ۸ ۹ و ۱ — ب ۹ ۳، ۴، ۶ و ۱۸ — ب ۱۰ ۸ — ب ۱۱ ۹ و ۱۱ — ب ۱۳ ۶
ب ۱۴ ۱۰ و ۱۱، ۱۳ — ب ۱۷ ۲۰، ۱۷، ۱۲ — ب ۱۸ ۲ — ب ۱۹ ۳، ۲، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ و ۱۲، ۱۶
ب ۱۹ ۱۳، ۱۴ و ۱۵ — ب ۲۰ ۴، ۳ و ۹ — ب ۲۱ ۲، ۸ و ۱۲ — ب ۲۲ ۱۱ و ۱۸
ب ۲۳ ۱۷ — ب ۲۴ ۲ و ۱۵ — ب ۲۵ ۱۵ — ب ۲۶ ۱۳ — ب ۲۷ ۴

اَکْدٰی۔ وہ پتھر کی طرح سخت نکلا۔ اِکْدَاءٌ سے جس کے معنی زمین کے پتھر کی طرح سخت نکلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِکْدَاءٌ اصل میں کُدْیَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی زمین کے سخت ہونے کے ہیں۔ چنانچہ جب کنواں کھودا جائے اور اس میں کوئی ایسا پتھر نکل آئے جو کھودنے سے عاجز کر دے تو اس وقت کہتے ہیں قَدْ اَکْدٰی (یعنی یہ سخت نکلا) پھر اہل عرب اس کا استعمال اس شخص کے متعلق کرنے لگے جو کچھ دے کر رک جائے اور پورے طور پر عطا نہ کرے یا ذرا طلب کرے اور پھر مانگنے سے باز رہے۔ فرا نے اس لفظ کے معنی دینے سے رک جانے اور عطا کو منقطع کر دینے کے بتائے ہیں اور مبرد نے سختی کے ساتھ دینے سے رک جانے کے بیان کیے ہیں[1] ب ۲۷ ۷

اِکْرَامٌ۔ باعظمت ہونا۔ دوسرے کو عزت دینا اور اس پر کرم کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے اِکْرَام کے دو معنی آتے ہیں، ایک یہ کہ دوسرے پر کرم کیا یعنی اس کو ایسا نفع پہنچایا جائے جس میں کسی طرح کا کھوٹ نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو چیز عطا کی جائے وہ عمدہ چیز ہو۔ آیت ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ میں لفظ اکرام دونوں معنی پر مشتمل ہے۔ کرم کا لفظ قرآن مجید

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۱۱ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے وصف میں آیا ہے وہاں احسان وانعام الٰہی مراد ہے۔ پ۲۷ ۱۲و۱۳

اِکْرَاہَ۔ انسان کو زبردستی کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ بروزن اِفْعَال مصدر ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دین وایمان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے جبر اور زبردستی جاری نہیں فرمائی بلکہ اس کو انسان کے اختیار پر چھوڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دلائل توحید پورے طور پر بیان فرما دیئے گئے اور کفر وضلالت اور ایمان وہدایت میں بخوبی امتیاز ہو گیا تو اب زور وزبردستی سے کسی کو مسلمان بنانے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (تو کیا اب تو لوگوں پر زبردستی کریگا تاکہ وہ باایمان بن جائیں یعنی زبردستی لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ پ۳ ۲

اِکْرَاہِہِنَّ۔ ان عورتوں پر زبردستی کرنا۔ اِکْرَاہ مضاف ہِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ۔ زمانۂ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے وہ بدکاری کرا کر روپیہ کماتا تھا۔ ان میں سے جب کچھ لونڈیاں ایمان لے آئیں تو انھوں نے اس بدکاری سے انکار کر دیا۔ اس پر اس ملعون نے ان کو زد وکوب کرنا شروع کیا۔ یہ آیت اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اس لیے اس فعل کی مزید قباحت ظاہر کرنے کے لیے آیت میں اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (اگر وہ لونڈیاں بچنا چاہیں) اور لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (کہ تم دنیوی زندگی کے لیے کچھ پونجی چاہنے لگو) کی قیود اضافہ کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زنا ایسی بری چیز ہے کہ جو جبر واکراہ کے بعد بھی بری ہی رہتی ہے۔ رضا مندی کا تو کیا ذکر۔ ہاں ایسی صورت میں گناہ کی ساری ذمہ داری زبردستی کرنے والے پر ہو گی اور جس پر زبردستی کی جائیگی وہ بری ہو گا۔ پ۱۸ ۱۰

اَکْرَمُ۔ بڑا کریم۔ کَرَمٌ سے جس کے معنی باعزت ہونے اور سخاوت کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۳۰ ۲۱

اَکْرَمَکُمْ۔ تم میں زیادہ باعزت۔ اَکْرَمَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۶ ۱۴

اَکْرَمَنِ۔ اس نے مجھ کو عزت دی۔ اَکْرَمَ اِکْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے۔ پ۳۰ ۱۴

Marfat.com

أَكْرَمَهٗ - اس نے اس کو عزت دی۔ اس میں ہ
ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۳۱/۱۴

أَكْرِمِيْ - تو آبرو سے رکھ۔ تو با عزت کر۔ اِکْرَامٌ سے
امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ۱۲/۱۳

أُكْرِهَ - اس پر زبردستی کی گئی۔ اِكْرَاهٌ سے ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۴/۲

أَكْرَهْتَنَا - تو نے ہم پر زبردستی کی أَكْرَهْتَ
اِكْرَاهٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر
جمع متکلم ۱۶/۱۲

أُكْسُوْهُمْ - ان کو پہناتے رہو (نَصَرَ) اُكْسُوْا كَسْوٌ
سے جس کے معنی پہننے اور پہنانے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۴/۱۲

اِكْشِفْ - تو دور کر دے۔ تو کھول دے۔ (ضَرَبَ)
كَشْفٌ سے جس کے معنی کھولنے اٹھا دینے اور
دور کر دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۵/۱۴

أَكْفُرُ - میں ناشکری کروں میں منکر ہو جاؤں۔
(نَصَرَ) كُفْرٌ اور كُفْرَانٌ اور كُفُوْرٌ سے جن کے معنی
چھپانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کفر کے
معنی لغت میں کسی چیز کے چھپانے کے آتے ہیں۔
عربی میں رات کو اسی لیے کافر کہتے ہیں کہ وہ لوگوں
کی پردہ پوشی کرتی ہے اور کاشتکار کو اس وجہ سے کافر
کہا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے اسی
اعتبار سے کفرِ نعمت اور کفرانِ نعمت کے معنی شکر ادا
نہ کر کے نعمت کو چھپا دینے کے آتے ہیں اور اسی لحاظ
سے وحدانیت یا شریعت یا نبوت کے انکار اور
اس کی تصدیق کے ظاہر نہ کرنے کو کفر کہا جاتا ہے
انکارِ نعمت کے سلسلہ میں كُفْرَانٌ کا لفظ زیادہ
مستعمل ہے اور انکار دین میں كُفْرٌ کا اور كُفُوْرٌ کا
استعمال دونوں کے لیے برابر ہوتا ہے۔ أَأَشْكُرُ أَمْ
أَكْفُرُ (میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری) میں کفرانِ نعمت
اور تَدْعُوْنَنِيْ لِأَكْفُرَ بِاللّٰهِ (تم بلاتے ہو مجھ کو کہ
میں اللہ کا انکار کر دوں) میں کفر دین مراد ہے
۱۹/۱۸ ۴۲/۱۰

أُكْفُرْ - تو منکر ہو۔ كُفْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر
یہاں بھی کفر سے انکارِ دین مراد ہے ۲۵/۵

أُكَفِّرَنَّ - میں چھپا دوں گا میں محو کر دوں گا۔ تَكْفِيْرٌ
سے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح چھپانے اور ڈھانپ
دینے کے ہیں گویا وہ کبھی کی ہی نہ گئی تھی۔ مضارع

Marfat.com

با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۴/۱۱

أَكْفُرُوْا - تم منکر ہو جاؤ - کُفْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - یہاں بھی کفر سے انکار دین ہی کے معنی مراد ہیں - پ ۳/۱۶

أَكْفِلْنِيْهَا - اس کو میرا حصہ قرار دے - مجھے اس کا کفیل کر دے - أَكْفِلْ - اِكْفَالٌ سے جس کے معنی کفیل بنانے اور دوسرے کا حصہ قرار دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم اور ھا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲۳/۱۱

أَكَلَ - اس نے کھایا - (نَصَرَ) أَكْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۷/۵

أُكُلٍ - میوہ - پھل - جو کھایا جائے - بروزن فُعُلٌ پ ۱۳/۷ پ ۲۲/۸

أَكَلَا - ان دونوں نے کھایا - أَكْلٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ ۱۶/۱۶

أَكْلًا - کھانا - مصدر ہے پ ۳۰/۱۴

أُكَلِّمَ - میں بولونگا - میں گفتگو کرونگا - تَكْلِيْمٌ سے جس کے معنی گفتگو کرنے اور زخمی کرنے کے ہیں - مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَلْمٌ اصل میں اس تاثیر کو کہتے ہیں جس کو کان یا آنکھ کے ذریعہ محسوس کیا جائے گفتگو کان سے سنی جاتی ہے اور زخم آنکھ سے نظر آتا ہے اس لیے تَكْلِيْمٌ کا لفظ دونوں معنی کے لیے مستعمل ہے - یہاں دوسرے معنی مراد ہیں پ ۱۶/۵

أَكَلُوْا - اُنہوں نے کھایا - أَكْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶/۱۴

أٰكِلُوْنَ - کھانے والے - اٰكِلٌ کی جمع - أَكْلٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع اٰكِلُوْنَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اٰكِلِيْنَ پ ۲۳/۶ پ ۲۷/۱۵

أَكَلَهُ - اس کو کھا لیا - أَكَلَ صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲/۱۲

أُكُلُهٗ - اس کا میوہ - اس کا پھل - أُكُلُ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸/۲

أُكُلَهَا - اس کا میوہ - اس کا پھل - أُكُلُ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۳/۴ پ ۱۳/۱۱ و ۱۶ پ ۱۵/۱۷

أَكْلِهِمُ - ان کا کھانا - أَكْلُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۶/۲ و ۱۳

اٰكِلِيْنَ - کھانے والے - اٰكِلٌ کی جمع - اسم فاعل

کا صیغہ جمع مذکر۔ بحالت نصب و جر پ ۱۵/۱

اَکْمَام۔ میوے کے غلاف۔ کِمٌّ کی جمع۔ کِمٌّ اس غلاف کو کہتے ہیں جو کلی یا پھل پر لپٹا ہوا ہوتا ہے پ ۲۷/۱۱

اَکْمَامِھَا۔ اس کے غلاف۔ اَکْمَام مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۵/۱

اَکْمَلْتُ۔ میں نے کامل کر دیا۔ میں نے پورا کر دیا اِکْمَالٌ سے جس کے معنی کامل کر دینے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۶/۵

اَکْمَہَ۔ مادرزاد اندھا۔ کَمَہٌ سے جس کے معنی نابینا ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ ۳/۱۲ پ ۷/۵

اَکُنْ۔ میں ہوں (نصر) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَکُنْ دراصل اَکُوْنُ تھا۔ حرف جازم داخل ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین کی بنا پر واو گر پڑا پ ۶/۵ پ ۱۲/۱۲ و ۴ پ ۱۴/۳ پ ۱۶/۴ پ ۲۸/۱۴

اَکْنَانًا۔ چھپنے کی جگہیں۔ حفاظت کی جگہیں کِنٌّ کی جمع جس کے معنی حفاظت کی جگہ کے ہیں پ ۱۴/۱

اَکْنَنْتُمْ۔ تم نے دل میں چھپایا۔ تم نے دل میں محفوظ رکھا۔ اِکْنَانٌ سے جس کے معنی دل میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۴

اَکِنَّةً۔ پردے غلاف۔ کِنَانٌ کی جمع جس کے معنی پردہ اور غلاف کے ہیں پ ۷/۹ پ ۱۵/۵ و ۲۰ پ ۲۴/۱۵

اَکْوَابٌ۔ کوزے۔ آبخورے۔ کُوْبٌ کی جمع جس کے معنی کوزے اور پیالہ کے ہیں پ ۲۵/۱۴ پ ۲۷/۱۴ پ ۲۹/۱۹ پ ۳۰/۱۳

اَکُوْنَ۔ میں ہوں۔ کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم یہ افعال ناقصہ میں سے ہے جو مخاطب کو پورا فائدہ دینے کے لیے اپنے اسم کے علاوہ خبر کے بھی محتاج ہیں پ ۱/۸ پ ۶/۹ پ ۸/۸ پ ۱۱/۱۴ و ۱۶ پ ۱۶/۶ پ ۲۰/۳ و ۵ پ ۲۳/۱۶ پ ۲۴/۳

اَکُوْنَنَّ۔ بیشک میں ہو جاؤنگا۔ کَوْنٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۷/۱۵

اَکِیْدُ۔ میں داؤ کرتا ہوں۔ کَیْدٌ سے جس کے معنی داؤ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کید یعنی داؤ کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی برا۔ لفظ استدراج اور مکر کی طرح اس کا استعمال بھی مذموم معنی میں زیادہ ہوتا ہے مگر یہ سب محمود معنی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں

Marfat.com

قرآنِ مجید میں جہاں جہاں ان الفاظ کا استعمال بطورِ مذمت ہوا ہے وہاں اس سے معنی مذموم مراد ہیں اور جہاں بطور مذمت نہیں وہاں معنی محمود مراد ہونگے ۔ ۳۰/۱۱

اَکِیۡدَنَّ ۔ میں ضرور داؤں کرونگا۔ میں ضرور تدبیر کرونگا۔ کَیْدٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۲۱/۵۷

فصل اللام

اَلْ ۔ وہ سب حرف تعریف ہے۔ نکرہ کو معرفہ بنانے کے لیے آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ عہدیہ اور جنسیہ۔ عہدیہ وہ جس سے کسی شئے معہود کی طرف اشارہ کیا جائے خواہ وہ معہود ذہنی ہو یا معہود خارجی اور جنسیہ کبھی تو حقیقیہ ہوتا ہے یعنی حقیقت جنس پر دلالت کرتا ہے اور کبھی استغراقیہ یعنی ہر فرد جنس پر عمومیت کے ساتھ دلالت کرتا ہے الف لام جب اسم جنس پر آتا ہے تو اُس کو معرفہ کر دیتا ہے یہ کبھی کبھی بعض اعلام پر بھی آتا ہے۔

اٰل ۔ قوم۔ گھر کے لوگ متبعین ۔ دوست ۔ اٰلٌ کی اصل کیا ہے، اس کے متعلق اہلِ لغت میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ دراصل اَھْلٌ تھا اسی بنا پر جب اس کی تصغیر کی جاتی ہے تو اصل کی طرف لوٹا کر اُھَیْلٌ کہتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک اس میں جو دوسرا لفظ ہے وہ ہ کے بدلے میں آیا ہے۔ صاحب قاموس کہتے ہیں کہ ہ ہمزہ سے بدلی گئی اَءَلٌ ہوا۔ اب دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہوئیں لہذا دوسری ہمزہ کو الف سے بدل لیا اٰلٌ ہو گیا۔ دیگر علماء کی رائے ہے کہ یہ دراصل اَوَلٌ تھا جس کے معنی لوٹنے کے ہیں واؤ کو الف سے بدلا گیا اٰلٌ ہو گیا اور جو شخص کہ کسی طرف قرابت اور دوستی میں لوٹے وہ آل سے موسوم ہوا۔ ابوالحسن بن الباذش نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی بناء پر یونس اس کی تصغیر اُوَیْلٌ بیان کرتے ہیں۔ اور کسائی نے تو اہلِ عرب سے صراحۃً اُوَیْلٌ ہی نقل کیا ہے۔ علاوہ بریں سیبویہ جو عربیت اور نحو کے امام ہیں[1] ۔ حروف کی باہمی تبدیلی کے باب میں

---

[1] البحر المحیط ج ۱ ص ۱۸۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

کہیں یہ ذکر نہیں کرتے کہ ھا ہمزہ سے بدل جاتی ہے حالانکہ انہوں نے ھرقت، ھیا، ھرحتھیا لے کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں ہمزہ کو ھا سے بدل لیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ دوسرے خیال کی تقویت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آل کی اضافت کسی قابلِ تعظیم شخص ہی کی طرف ہوتی ہے چنانچہ آل القاضی بولتے ہیں اور آل الحجام نہیں بولتے۔ اس کے برخلاف لفظ اھل کے استعمال میں یہ چیز ملحوظ نہیں۔ اسی طرح بیشتر آل کی اضافت غیر ذوی العقول کی طرف بھی نہیں ہوتی۔ نیز اکثر علماء کے نزدیک ضمیر کی طرف بھی وہ مضاف نہیں ہوتا گو بعض علماء کمی کے ساتھ اس کے استعمال کو روا رکھتے ہیں۔ چنانچہ عبد المطلب نے اصحاب الفیل کے قصہ میں جو چند ابیات کہی تھیں ان میں سے ایک شعر میں یہ اضافت ثابت بھی ہے۔

وانصر علی آل الصلیب و عابدیہ الیوم آلك

(آج تو صلیب والوں اور اس کے پرستاروں پر اپنے لوگوں کو فتحمند کر)

آلِ فلان کا اطلاق کبھی تو صرف آل پر ہوتا ہے اور کبھی آل اور مضاف الیہ دونوں پر بولا جاتا ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب صرف آلِ فلاں کہا جائیگا تو اس صورت میں مضاف الیہ بھی اس کے معنی میں داخل ہوگا۔ مگر یہ کہ کوئی قرینہ وہاں ایسا موجود ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ مضاف الیہ مراد نہیں ہے چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ انا آل محمد لا تحل لنا الصدقۃ (ہم آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں) یہ اسی کے شواہد میں ہے کیونکہ یہاں آلِ محمد کے مفہوم میں خود حضور کی ذاتِ گرامی بھی داخل ہے۔ اور جب دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جائے تو پھر مضاف الیہ اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہوگا (جیسے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کہ یہاں آل محمد کے لفظ میں ذاتِ گرامی داخل نہیں ہوگی) غرض آل فلاں کا لفظ فقیر اور مسکین۔ ایمان اور اسلام، فسوق اور عصیان کی طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک بولا جائیگا تو دوسرا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہوگا اور جب دونوں ایک ساتھ آئینگے تو ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہونگے[۱]

[۱] فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۳۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

یاد رہے کہ باعتبار لغت آل کے معنی ہیں قرابتدار احباب اور پوری قوم داخل ہے۔ چنانچہ درود شریف والی حدیث میں آل محمد سے تمام صلحاء اُمت مراد ہیں۔ پ ۱/۶، پ ۲/۱۶، پ ۳/۱۰، ۱۴، پ ۵/۵، پ ۹/۹، پ ۱۰/۲، پ ۱۲/۱۱، پ ۱۳/۱۳

پ ۱۳/۵، ۱۴، پ ۱۶/۴، پ ۱۹/۱۹، پ ۲۰/۴، پ ۲۳/۸، پ ۲۴/۱۰۹، پ ۲۷/۱۰۹

اِلًّا - قرابت - عہد - حلف - امام راغب لکھتے ہیں کہ عہد، حلف اور قرابت کی نمایاں حالت کا نام اِلٌّ ہے۔ جب کوئی چیز اس طرح چمکنے لگے کہ اس کا انکار ناممکن ہو تو اس کے لیے تَألَّلَ (وہ چمکی ہے۔) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ اِلٌّ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱) اس کے معنی عہد کے ہیں شاعر کہتا ہے

وجدناهم كاذبا الهم

وذو الال والعهد لا يكذب

ہم نے ان کے عہد کو جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد پیمان کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا۔

اس شعر میں اِلٌّ کے لفظ سے عہد مراد ہے۔

(۲) فراء اِلٌّ کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں۔

لعمرك ان الك من قريش

كال السقب من رال النعام

(تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچہ کی قرابت شتر مرغ کے بچہ سے)

یہاں اس کا استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے

(۳) اِلٌّ حلف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے

لولا بنومالك والال مرقبة

ومالك فيهم الالاء والشرف

(اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی اور بنو مالک میں ہی بخششیں ہیں اور شرافت)

یہاں یہ حلف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۴) یہ اللہ عزوجل کا نام ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمہ کا ہذیان آپ کے گوش گزار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ

ان هذا الكلام لم يخرج من الٍّ — یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔

لیکن زجاج نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں
اور کسی شخص کو یا اِلٌّ کہتے نہیں سُنا گیا۔

(۵) زجاج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلٌّ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے کسی شے کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھالے کو آلَّةٌ اور تیز کانوں کو اُذُنٌ مؤللۃ کہتے ہیں پس اس کے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے عہد و قرابت کے لفظ سے جو اس کی تفسیر کی گئی ہو درست ہے۔

(۶) ازہری کا بیان ہے کہ عبرانی میں ایل اللہ عزوجل کا نام ہے پس ممکن ہو کہ اسی ایل کو تعریب کر کے اِلٌّ کہا گیا ہو۔

(۷) بعض نے کہا ہے کہ اِلٌّ ماخوذ ہے آلَّ یؤلُّ اَلًّا سے جس کا استعمال صفائی اور چمک دمک کے لیے ہوتا ہے اور چمکنے کے اعتبار سے ہی اس سے ال مشتق ہے (کیونکہ اولاد قرابت میں درخشاں حیثیت رکھتی ہے) اور بھالے سے اس کی تیزی میں تشبیہ دیتے ہوئے کانوں کے متعلق کہتے ہیں اُذُنٌ مؤللۃ (یعنی بڑے تیز کان ہیں)

اور عربی میں کسی شخص کے چلانے اور پکارنے کے لیے بھی اَلِیلٌ کا لفظ آتا ہے۔ چنانچہ جب عورت چلا کر نوحہ کرنے لگے تو کہتے ہیں رفعت المرأۃ الیلہا یعنی وہ زور زور سے یا ویلاہ پکارنے لگی پس عہد کا اِلٌّ یا تو اس وجہ سے نام پڑا کہ وہ ظاہر ظہور ہوتا ہے اور بدعہدی کی آمیزشوں سے پاک ہوتا ہے یا اس لیے کہ عرب جب باہم حلف لیتے تھے تو بلند آواز سے چلاتے اور اس کو شہرت دیتے تھے[1]

امام صاحب نے اگرچہ اس سلسلہ میں سات اقوال نمبروار شمار کرائے لیکن درحقیقت یہ صرف چار ہی قول ہوئے یعنی اِلٌّ کے معنی بعض اہل لغت عہد کے بیان کرتے ہیں بعض قرابت کے بعض حلف کے اور بعض اس کو اللہ تعالیٰ کا نام قرار دیتے ہیں چوتھا اور چھٹا قول درحقیقت ایک ہی ہے۔ اسی طرح پانچویں اور ساتویں قول میں صرف اشتقاق کی بحث ہے ورنہ معنی کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں۔ دونوں اقوال میں عہد کے معنی مسلم رکھے ہیں

امام ابن جریر طبری نے ان تمام معانی اور

۱؎ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۰۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

Marfat.com

روایات کو بیان کرکے فرمایا ہے کہ چونکہ لفظ اِلٌّ ان تمام معانی پر شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایک معنی میں اس کو مخصوص نہیں فرمایا۔ بدیں وجہ درست یہی ہے کہ اس کو اپنے تمام معانی میں اسی طرح عام سمجھا جائے جس طرح کہ عزوجلّ نے اس کو عام رکھا ہے۔ پس آیت شریفہ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا کا ترجمہ یوں کرنا چاہیے کہ یہ مشرکین کسی مومن کے متعلق بھی نہ اللہ کا پاس کرتے ہیں نہ رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں نہ کسی قسم کا۔[1]

اَلَا۔ خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ سن رکھو۔ علامہ زمخشری قاضی بیضاوی اور علماء کی ایک جماعت کے خیال میں یہ ہمزہ استفہام اور لاءِ نافیہ سے مرکب ہے جو اپنے مابعد کے تحقق و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ استفہام جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے مزید ثبوت مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ الْمَوْتٰی (کیا ایسا خدا زندہ نہیں کرسکتا مردوں کو) میں قدرت الٰہی کا ثبوتِ مزید مقصود ہے یعنی ضرور کرسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو جملہ اس کے بعد مذکور ہوگا وہ ایسے الفاظ سے شروع ہوگا جو قسم کے لیے آتے ہیں۔[2] لیکن علامہ ابوحیان اندلسی النہر الماد من البحر میں رقمطراز ہیں۔

"ہمارے نزدیک مختار یہی ہے کہ اَلَا جو تنبیہ کے لیے مستعمل ہے حرف بسیط ہے اور اس کے مرکب ہونے کا دعویٰ خلاف اصل ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے اور اَلَا کے مواقع استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ لاؔ نافیہ نہیں جو ان کا دعویٰ مکمل ہو غور فرمائیے الا ان زیدًا منطلق کی اصل لا ان زیدًا منطلق نہیں کیونکہ یہ عرب کی ترکیب نہیں برخلاف آیت شریفہ اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ کے جو بطور نظیر پیش کی گئی ہے کیونکہ لیس زید بقادر کی ترکیب صحیح ہے نیز رُبَّ، لَیْتَ، اور حرف ندا وغیرہ سے پہلے بھی اَلَا آتا ہے۔ جہاں یہ سمجھا ہی نہیں جاسکتا کہ لَا نافیہ ہے اور ہمزۂ استفہام نے لَا نافیہ پر داخل ہوکر تحقیق شی کا فائدہ دیا ہے

[1] تفسیر المنار ج ۱۰ ص ۱۸۴ طبع مصر ۱۳۴۲ھ [2] دیکھو تفسیر کشاف ج ۱ ص ۳۳ طبع مصر ۱۳۵۴ھ و تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۸۳ طبع مصر ۱۳۳۰ھ

اسی طرح ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں کہ اس کے بعد جو جملہ آتا ہے وہ اس قسم کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے جو قسم کے لیے آتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد کا جملہ رُبَّ، لَیْتَ، فعل امر، ندا۔ اور حَبَّذا سے بھی شروع ہوتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی سے بھی قسم نہیں کھائی جاتی۔ اور اس اَلَا کی جو کہ حرف تنبیہ اور حرف استفتاح ہے علامت یہ ہے کہ کلام بغیر اس کے صحیح نہیں ہوتا۔" ۱ے

اَلَا کا استعمال کبھی عرض کے لیے بھی ہوتا ہے یعنی کسی چیز کو نرمی سے طلب کرنا جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے) اور کبھی تحضیض یعنی کسی چیز کے سختی کے ساتھ مطالبہ کے لیے بھی آتا ہے جیسے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (کیا تم نہیں لڑو گے ان لوگوں سے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انھی نے تم سے

پہلے چھیڑ کی)

سلیمان جمل شیخ سمین سے ناقل ہیں۔

"اَلَا حرف تنبیہ استفتاح (یعنی کلام کے شروع کرنے کے لیے) ہے اور ہمزۂ استفہام و لائے نافیہ سے مرکب نہیں بلکہ بسیط ہے۔ ہاں یہ تنبیہ استفتاح، عرض اور تحضیض میں مشترک ہے جب یہ تنبیہ و استفتاح کے لیے استعمال ہوتا ہے تو جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور جب عرض اور تحضیض کے لیے آتا ہے تو صرف افعال کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے خواہ وہ افعال لفظاً مذکور ہوں یا تقدیراً۔" ۲ے

۱/۲، ۷/۱۰ و۱۴، ۸/۱۳، ۹/۶، ۱۰/۸ و۱۳، ۱۱/۱، ۱۱ و۱۲، ۱۷، ۱۲/۱ و۲ و
۱۲/۵ و۶ و۸، ۱۳/۱۰، ۱۴/۹ و۱۳، ۱۸/۱۵، ۱۹/۶ و۱۰، ۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱
۲۳/۷ و۹ و۱۵، ۱۶، ۲۵/۱ و۲ و۳ و۶، ۲۶/۶، ۲۸/۳، ۲۹/۱، ۳۰/۸

اَلَّا۔ یہ کہ نہیں۔ کیوں نہیں۔ حرف تحضیض ہے اور جملہ فعلیہ خبریہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اصل میں اَنْ لَا تھا۔ نون کا لام میں ادغام کر دیا گیا۔ یا هَلَّا تھا ھا کو ہمزہ سے بدل لیا گیا ہے۔ ۲/۱۳ و۱۶، ۳/۷ و۱۵، ۸، ۹ و۱۰ و۱۲

۱ے النہر الماد من البحر ج ۱ ص ۶۵ طبع مصر بر حاشیہ البحر المحیط مصنف نے البحر المحیط میں اپنے دعوی کے ثبوت میں اشعار عرب کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ ۲ے حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۱ ص ۱۸ طبع مصر ۱۳۵۳ھ

Marfat.com

پ۶/۱۴، پ۸/۶ و ۱، پ۱۰/۱۸، پ۱۱/۱۷، پ۱۳/۱۴، پ۱۴/۳، پ۱۵/۱ و ۳، پ۱۶/۴ و ۵ و ۱۳ و ۱۴

پ۱۹/۱۷، پ۲۴/۱۶ و ۱۸، پ۲۶/۳، پ۲۷/۱۱ و ۱۷ و ۲۰، پ۳۰/۵

اِلَّا ۔ مگر سوائے ۔ یہ حرف استثنا ہے اور کبھی لفظ غَیر کی طرح صفت کے معنی بھی دیتا ہے جبکہ موصوف جمع منکّر ہو ۔ اور کبھی واو عطف کی طرح عاطفہ ہوتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے اور کبھی حرف جزا بھی ہوتا ہے

پ۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

پ۲: ۲ و ۳ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۳: ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۴: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ ، پ۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و

پ۵: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ ، پ۶: ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳

پ۶/۱۴ ، پ۷: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ۷/۱۹ ، پ۸: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷

پ۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸

پ۱۰: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ ، پ۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹

پ۱۱: ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۱۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۹

پ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

پ۱۴: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۲

پ۱۵: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

پ۱۵: ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ ، پ۱۶: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و

پ۱۶/۱۶ ، پ۱۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ ، پ۱۸: ۲ و

پ: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ ، پ۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

پ: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ ، پ۲۰: ۲ و ۳ و

پ۲۰: ۳ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۹ ، پ۲۱: ۲ و ۳ و ۴ و

پ۲۱: ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ، پ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و

پ۲۲: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ ، پ۲۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

پ۲۳: ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ ، پ۲۴: ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰

پ۲۴: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ ، پ۲۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و

پ۲۵: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ، پ۲۶: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۱۰

پ۲۶/۱۶ ، پ۲۷: ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۹

پ۲۷/۲۰ ، پ۲۸: ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۶ و ۱۷ ، پ۲۹: ۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و

پ۲۹: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ ، پ۳۰: ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و

پ۳۰: ۱۳ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۳ و ۲۸

اِلَّا ۔ اگر نہ ۔ اگر نہیں ۔ اِن شرطیہ اور لا نفی سے مرکب ہے ۔ پ۱۰/۶ و ۱۲ ، پ۱۲/۴ و ۱۳

اٰلَآءِ ۔ احسانات نعمتیں ۔ اِلْیٌ کی جمع جس کے معنی نعمت کے ہیں ۔ پ۸/۱۶ و ۱۷ ، پ۲۷/۱۱ و ۱۲ و ۱۳

Marfat.com

اَلُوف - ہزاروں ۔ اَلف کی جمع جس کے معنی ہزار کے ہیں ۔ ۲/۲۴

اَلْاٰنَ - اب ۔ ظرفِ زمان ہے اور مبنی بر فتح الف لام اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا ۔ اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے ۔ ۲/۸ ۲/۷ ۴/۱۴ ۵/۵ ۱۱/۱۰و۱۴ ۱۲/۵ ۲۹/۱۱

اَلْبَاب - عقلیں ۔ لُبّ کی جمع جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر طرح کی آمیزش سے خالص ہو چونکہ لُبّ ہر چیز کے خلاصہ اور جوہر کو کہتے ہیں اور عقل خالص بھی انسان کا خلاصہ و جوہر ہی ہے اس لیے اس کا نام لُبّ ہوا بعض لوگوں نے لُبّ کے معنی پاکیزہ عقل کے بتائے ہیں ۔ غرض ہر لب عقل ہے لیکن ہر عقل لب نہیں کہی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام احکام کو جن کا صرف عقول زکیہ ہی ادراک کر سکتی ہیں " اولوا الالباب " ہی سے متعلق رکھا ہے ۔ ۲/۲۵ ۳/۶و۹ ۳/۵و۹ ۴/۱۱ ۴/۳ ۱۳/۶و۹و۱۰ ۲۳/۱۲و۱۳و۱۵و۱۶ ۲۴/۱۱ ۲۸/۱۸

اِلْتَفَّتْ - وہ لپٹ گئی ۔ اِلْتِفَافٌ سے جس کے معنی لپٹ جانے اور آپس میں منضم ہو جانے کے ہیں

ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۔ ۲۹/۱۷

اِلْتَقَتَا - وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں ان دونوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی ۔ اِلْتِقَاءٌ سے جس کے معنی باہم دگر مقابل ہونے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مونث غائب ۔ ۳/۱۰

اِلْتَقَطَہٗ - اس کو اٹھا لیا ۔ اِلْتَقَطَ ۔ اِلْتِقَاطٌ سے جس کے معنی بلا قصد و طلب کسی چیز کے پا جانے اور اس کو اٹھا لینے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۰/۴

اِلْتَقَمَہٗ - اس کا لقمہ کر لیا ۔ اس کو نگل گیا ۔ اِلْتَقَمَ اِلْتِقَامٌ سے جس کے معنی نگلنے اور لقمہ کرنے کے ہیں واحد مذکر غائب کا صیغہ اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۳/۹

اِلْتَقَی - وہ مقابل ہوا ۔ وہ ملا ۔ اس کی مڈبھیڑ ہوئی اِلْتِقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ ۲/۷و۸ ۱۰/۱ ۲۷/۸

اِلْتَقَیْتُمْ - تم ملے ۔ تمہاری مڈبھیڑ ہوئی ۔ تم مقابل ہوئے اِلْتِقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ ۱۰/۱

اِلْتَمِسُوْا - تم ڈھونڈھ لو ۔ تم تلاش کر لو ۔ اِلْتِمَاسٌ سے جس کے معنی طلب کرنے کے ہیں ۔ امر کا صیغہ جمع

Marfat.com

مذکر حاضر پ ۲۷/۱۸

اَلَتْنٰهُمْ - ہم نے ان کو گھٹا دیا - اَلَتْنَا - اِلَاتَۃٌ سے جس کے معنی کم کرنے اور گھٹا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۷

اَلَّتِیْ (وہ ایک عورت) جو جس، اسم موصول ہے - مفرد مونث کے لیے آتا ہے - پ ۱/۳و۵و۶و۱۵ پ ۲/۱و۳۴ پ ۴/۵و۱۲ پ ۶/۸ پ ۸/۶و۱۱ پ ۹/۶و۹و۱۱ پ ۱۲/۹و۱۳ پ ۱۳/۶و۱۱ پ ۱۴/۱۹و۲۲ پ ۱۵/۴و۱و۶ پ ۱۶/۷ پ ۱۷/۵و۶و۱۳ پ ۱۸/۶و۱۷ پ ۱۹/۲و پ ۱۹/۴و۶و۱۷ پ ۲۱/۱و۷ پ ۲۲/۸و۱۱ پ ۲۳/۳ پ ۲۴/۳و۶و۱۴و۱۸و۱۹ پ ۲۵/۱۴ پ ۲۶/۲و۴و۱۱و۱۳ پ ۲۷/۳و۱۲و۱۵ پ ۲۸/۱و۲۰ پ ۲۹/۷ پ ۳۰/۴و۲۹

اِلْحَادٌ - کجروی - بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے الحاد کی دو قسمیں ہیں - ایک ذاتِ الٰہی کے ساتھ کسی کو شریک کر کے الحاد کرنا یہ الحاد ایمان کے منافی ہے اور اس سے ایمان جاتا رہتا ہے - دوسرے اسباب میں شرک کر کے الحاد کرنا اس سے ایمان کی جڑ تو کھوکھلی ہو جاتی ہے مگر سرے سے ایمان باطل نہیں ہو جاتا - اسماءِ الٰہی میں الحاد کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت سے متصف کیا جائے جس سے اس کا متصف ہونا درست نہ ہو - دوسرے یہ کہ صفات الٰہی کی ایسی تاویل کی جائے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو پ ۹/۱۱

اِلْحَافًا - لپٹنا - اصرار کرنا - بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے - یہ اصل میں لِحَافٌ سے ماخوذ ہے لحاف اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھانپا جائے - پ ۳/۵

اَلْحَقْتُمْ - تم نے ملایا - تم نے الحاق کیا - اِلْحَاقٌ سے جس کے معنی ملانے اور پہنچانے کے ہیں - ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۲/۹

اَلْحَقْنَا - ہم نے پہنچا دیا - ہم نے ملا دیا - اِلْحَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۷/۳

اَلْحِقْنِیْ - مجھ کو ملا دے - مجھ کو شامل کر دے اَلْحِقْ اِلْحَاقٌ سے - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نِ وقایہ کی ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۳/۵ پ ۱۹/۹

اَلَدُّ - سخت جھگڑالو - لَدٌّ سے جس کے معنی سخت جھگڑا کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۲/۹

اَلِدُ - میں جنوں گی - میرے بچہ ہو گا - (ضَرَبَ) وِلَادَۃٌ سے جس کے معنی جننے اور بچہ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم - ءَ اَلِدُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام

Marfat.com

کے لیے ہی جو بر سبیل تعجب ہی۔ پ ۱۲/۷

اَلَّذٰنِ ۔ (وہ دو مرد) جو جنھوں ۔ اسم موصول ہے، اَلَّذِی کا تثنیہ ہی۔ بحالتِ رفع اَلَّذَانِ آتا ہی پ ۱۴/۶

اَلَّذِی ۔ (وہ ایک مرد) جو جس ۔ اسم موصول ہی۔ مفرد مذکر کے لیے آتا ہے۔ پ ۱: ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۱۴

پ ۲: ۵ و ۷ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۳ و ۱۶

پ ۴: ۸ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۵: ۸ و ۱۷ — پ ۶: ۶ — پ ۷: ۲ و ۳ و ۷ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸

پ ۸: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۹: ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳

پ ۹: ۱۴ — پ ۱۰: ۴ و ۱۱ و ۱۵ — پ ۱۱: ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

پ ۱۱: ۱۶ — پ ۱۲: ۱ و ۵ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۱۳: ۶ و ۷ و ۸ و ۱۲ و ۱۳

پ ۱۳: ۱۷ و ۱۸ — پ ۱۴: ۱ و ۸ و ۱۱ و ۱۴ و ۲۰ — پ ۱۵: ۱ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

پ ۱۵: ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ — پ ۱۶: ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ — پ ۱۷: ۳ و ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۲

پ ۱۸: ۲ و ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۹: ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۱

پ ۱۹: ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۲۰: ۲ و ۳ و ۵ و ۱۲ و ۱۳ — پ ۲۱: ۱ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۲۱: ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ — پ ۲۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۷ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷

پ ۲۳: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ — پ ۲۳: ۱ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷

پ ۲۴: ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۵: ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸

پ ۲۶: ۲ و ۴ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶ و ۱۸ — پ ۲۷: ۲ و ۴ و ۷ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸

پ ۲۸: ۲ و ۴ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۸ — پ ۲۹: ۱ و ۲ و ۸ — پ ۳۰: ۱ و ۷ و ۸ و ۱۰ و

پ ۳۰: ۱۲ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۹ و ۳۱ و ۳۳ و ۳۹

اَلَّذَیْنِ ۔ (وہ دو مرد) جو جنھوں ۔ اسم موصول ہی۔ اَلَّذِی کا تثنیہ ہی۔ بحالتِ نصب و جر اَلَّذَیْنِ آتا ہی۔ پ ۲۲/۱۸

اَلَّذِیْنَ (وہ سب مرد) جو جنھوں ۔ اسم موصول ہی۔ الذی کی جمع پ ۱: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۱: ۱۳ و ۱۴ — پ ۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

پ ۲: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۳: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۳: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۴: ۱۴ و ۱۵ — پ ۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۵: ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸

پ ۶: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

پ ۷: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹

پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ ۹: ۱ و ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و

پ ۹: ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۱۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ ۱۰: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و

پ ۱۱: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ ۱۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ — پ ۱۳: ۱ و ۲ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

Marfat.com

١٣	١٠ و ١١ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٦ و ١٧ و ١٩
١٤	١ و ٦ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٦ و ١٨ و ١٩ و ٢٠ و ٢١ و ٢٢
١٥	١ و ٥ و ٦ و ١٢ و ١٣ و ١٥ و ١٦ و ١٩
١٦	٢ و ٣ و ٥ و ٧ و ٩ و ٨ و ٩
١٧	١ و ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٦ و ١٧
١٨	١ و ٢ و ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٦
١٩	١ و ٢ و ٤ و ١١ و ١٥ و ١٦ و ١٨ و ١٩ و ٢٠
٢٠	٢ و ٤ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٦
٢١	١ و ٢ و ٣ و ٤ و ٥ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١٣ و ١٥ و ١٦ و ١٨ و ١٩
٢٢	[illegible] و ١٠ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٦ و ١٧
٢٣	٢ و ٣ و ٤ و ١٠ و ١٢ و ١٥ و ١٦ و ١٧
٢٤	١ و ٢ و ٣ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٦ و ١٨ و ١٩
٢٥	١ و ٢ و ٣ و ٤ و ٥ و ٨ و ١٢ و ١٣ و ١٥ و ١٧ و ١٨ و ٢٠
٢٦	١ و ٢ و ٤ و ٥ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١١ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٨
٢٧	١ و ٢ و ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١٢
٢٨	٢ و ٣ و ٤ و ٥ و [illegible] و ١ و ٣
٢٩	١ و ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ٨ و ١٢ و ١٤ و ١٥
٣٠	٨ و ٩ و ١٠ و ١٤ و ١٥ و ٢٠ و ٢٣ و ٢٨ و ٣٢

الکر۔ اس قسم کے حروف کو جو سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں۔ مقطعات کہا جاتا ہے اور مفردات

حروفِ تہجی کی طرح الگ الگ پڑھا جاتا ہے اسرار دین میں سے ہیں جن کے معانی سے اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت و حکمت کی بنا پر عام لوگوں کو مطلع نہیں کیا۔ اللہ اور اس کے رسول نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اہتمام کے ساتھ وہی باتیں ہم کو بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے دین میں کوئی حرج واقع ہوتا ہو ظاہر ہے کہ ان کے معانی نہ جاننے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا اس لیے ہم کو بھی اس کی تفتیش کے درپے نہیں ہونا چاہیے۔ بعض مفسرین نے ان کے جو معنی بیان کیے ہیں وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ علامہ حافظ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں اس سلسلہ میں مفسرین کے تمام اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔

والذی اذھب الیہ ان	میرا مذہب یہ ہے کہ یہ تمام
ھذہ الحروف التی فی	حروف جو سورتوں کی ابتداء
فواتح السور ھو المتشابہ	میں واقع ہوئے ہیں متشابہات
الذی استاثر اللہ	میں کہ ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ
بعلمہ سائر کلامہ تعالیٰ	کے ساتھ مخصوص ہے اور بقیہ
محکم والی ھذا	تمام کلام الٰہی محکم ہے۔ ابو محمد
ذھب ابو محمد علی بن	علی بن احمد یزیدی بھی اسی

Marfat.com

احمد البزیلای وھی	طرف گئے ہیں۔ اور یہی شعبی
قول الشعبی والثوری	ثوری اور محدثین کی ایک جماعت
وجماعۃ من المحدثین	کا قول ہے ان لوگوں کا بیان ہے
قالوا ھی سر اللہ فی	کہ یہ حروف قرآن مجید میں اسرار
القرآن وھی من المتشابہ	الٰہی میں داخل ہیں اور متشابہات
الذی انفرد اللہ بعلمہ	میں کہ جن کا علم صرف اللہ
ولایجب ان نتکلم	ہی کو حاصل ہے۔ ہمارے لیے ان کے
فیھا ولکن نؤمن	بارے میں کچھ کہنا واجب نہیں
بھا وتمر کما	بلکہ ہم ان پر ایمان لائیں گے
جاءت	اور ان کو جس طرح نازل ہوا
۱	ہے اسی طرح رکھا جائیگا۔

امام قرطبی نے بھی خلفاء اربعہ حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذی النورین، علی مرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی نقل کیا ہے۔ ربیع بن خثیم اور ابو حاتم بن حبان بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ ان کے معانی کا علم اللہ ہی کو ہے لہٰذا ان کی کوئی تفسیر نہیں کی جائے گی اور ان کے علم کو اللہ ہی کے سپرد کیا جائے گا۔ ۲ پ ۱۱ ع ۶، پ ۱۲ ع ۱، پ ۱۳ ع ۵

۱۳/۱۲ ع
اَلْزَمْنٰهُ ہم نے اس کے لیے لگا دیا ہے۔ ہم نے اس کے لیے لازم کر دیا ہے۔ اَلْزَمْنَا اِلْزَامٌ سے جس کے معنی لازم کرنے اور لگا دینے کے ہیں۔ جمع متکلم کا صیغہ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۵/۲

اَلْزَمَهُمْ ان پر لگا دیا، ان کو جما دیا، اَلْزَمَ اِلْزَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۶/۱۱

اَلْسِنَةٍ زبانیں، لِسَانٌ کی جمع۔ جس کے معنی زبان اور بولی کے ہیں ۲۱/۲۸

اَلْسِنَتُكُمْ تمہاری زبانیں، تمہاری بولیاں، اَلْسِنَةُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ آیت کریمہ اِخْتِلَافِ اَلْسِنَتِكُمْ میں بولیوں کا اختلاف بھی داخل ہے اور لہجوں کا اختلاف بھی ۱۴/۲۱ ۱۹/۲۱

اَلْسِنَتُهُمْ ان کی زبانیں، اَلْسِنَةُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۳/۲، ۶/۴، ۱۴/۱۴، ۱۹/۱۵، ۲۶/۱۲، ۲۸/۴

---

۱ البحر المحیط ج ۱ ص ۳۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ ۲ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶۲ برحاشیہ فتح البیان طبع مصر ۱۳۰۰ھ

Marfat.com

لعنہم ان کو پھٹکار، ان پر لعنت بھیج (فَتَحَ) اِلعَن۔ لَعنٌ سے۔ جس کے معنی پھٹکارنے اور لعنت کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہُم ضمیر جمع مذکر غائب ۲۲/۵

لغوا بک بک کرو، (نَصَرَ۔ سَمِعَ۔ فَتَحَ) لَغوٌ سے، جس کے معنی بے سوچے سمجھے بکواس کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں لَغَا چڑیوں کے چیں چیں کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے بے سوچے سمجھے زبان سے بک دینے کو لَغوٌ اور لَغًا کہا گیا کہ وہ بھی چڑیوں کی طرح چیں چیں کرنے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، امامِ لغت ابو عبیدہ کی تصریح کے مطابق عَیبٌ اور رَعَابٌ کی طرح لَغوٌ اور لَغَا میں بھی دو لغتیں ہیں۔ کبھی ہر بری بات کو بھی لغو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ناقابلِ اعتبار بات کو بھی لغو کہتے ہیں ۲۴/۱۸

الف ایک ہزار، اَلفٌ کے معنی اصل میں ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مل جانے کے ہیں۔ اعداد کی چار ہی قسمیں ہیں۔ اکائی۔ دہائی، سیکڑہ اور ہزار چونکہ ہزار میں یہ سب اعداد اکٹھے ہو جاتے ہیں اس لیے اس کا نام اَلفٌ ہو گیا۔ ۱/۱۱ ۹/۱۵ ۱/۵ ۱۷/۱۳ ۲۰/۱۴ ۲۱/۱۴ ۲۳/۹

اَلفَانِ ۱/۵ ۳۰/۲۲ ۲۹/۷

اَلَّفَ اس نے الفت دی، اس نے محبت ڈال دی، تَالِیفٌ سے جس کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۴/۴ ۱/۱۴

اَلفَافًا لپٹے ہوئے، ایک دوسرے سے پیوست گنجان درخت، علامہ زمخشری لکھتے ہیں اَوزَاعٌ اور اَخیَافٌ کی طرح اس کا واحد نہیں آتا اور بعض لوگ اس کا واحد لِفٌّ بتلاتے ہیں چنانچہ صاحب الاقلید کا بیان ہے کہ مجھے حسن بن علی طوسی نے یہ شعر سنایا ؎

جنۃ لف وعیش مغدق
گنجان باغ اور حیات شیریں
وندامی کلھم بیض زھر
اور ہمنشیں سب حسین و جمیل

ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ اَلفَافٌ لُفٌّ کی جمع ہے اور لُفٌّ لَفَّاءُ کی جمع ہے مگر میرے خیال میں ابنِ قتیبہ کو اس کی کوئی نظیر نہ مل سکے گی کہ خُضرٌ

کی جمع اَحْضَانٌ اور حُضْنٌ کی جمع اَحْضَانٌ ہو ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ مُلْتَفَّۃٌ کی جمع ہے بصورتِ حذفِ زوائد تو بات ٹھکانے کی ہوگی[1] لیکن علامہ ابو حیان کہتے ہیں کہ اس طرح بات بنانا صحیح نہیں کیونکہ مفردات کے بیان میں اس کا مفرد لِفٌّ لام کے زیر سے مذکور ہے اور یہی جمہور اہلِ لغت کا قول[2] ہے۔ صاحبِ قاموس نے اس کا واحد لَفٌّ زبر سے بھی بتایا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ علامہ ابن قتیبہ اپنے دعوی میں منفرد نہیں بلکہ اور ائمۂ لغت بھی اس بارے میں ان کے ہم زبان ہیں چنانچہ امام رازی نے فراء سے[3] اور قاضی شوکانی نے کسائی سے بھی یہی نقل کیا[4] ہے ابو عبیدہ اس کا واحد لَفِیْفٌ بتاتے ہیں[5] ۳۰/۱

اَلَّفْتَ تو نے الفت ڈالی، تَالِیْفٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱/۴

اَلْفَوْا انہوں نے پایا، اِلْفَاءٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۳/۷

اِلٰفِهِمْ ان کا مانوس رکھنا، ان کا دوست رکھنا، اِلَافٌ بروزن اِفْعَالٌ مصدر۔ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۳۰/۳۱

اَلْفَیَا ان دونوں نے پایا اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ۱۲/۱۳

اَلْفَیْنِ دو ہزار، اَلْفٌ کا تثنیہ ۱/۵

اَلْفَیْنَا ہم نے پایا، اِلْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲/۵

اَلْقِ تو ڈال، اِلْقَاءٌ سے جس کے معنی ڈالنے اور پھینکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اِلْقَا کے معنی اصل میں تو کسی شے کو اس طرح ڈالنے ہیں کہ نظر آتی رہے۔ پھر عرف میں اس کا استعمال ہر کے ڈالنے کے متعلق ہونے لگا۔ ۹/۴ ۱۶/۱۲ ۱۹/۱۶

اَلْقَابِ خطابات، لقب، لَقَبٌ کی جمع ا کا اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے ا لقب کہتے ہیں۔ علم (اصلی نام) اور لقب میں یہ ہے کہ علم میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔

[1] تفسیر کشاف ج ۱ ص ۱۷۷ طبع مصر ۱۳۵۴ھ [2] البحر المحیط ج ۸ ص ۴۱۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [3] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵ طبع مصر ۱۳۲۴ھ [4] و [5] فتح القدیر ج ۵ ص ۳۵۴ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

لیکن لقب میں معنی کا لحاظ ہوتا ہے۔ لقب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو جیسے بادشاہوں کے القاب ہوتے ہیں دوسرے وہ جو بطور چڑانے کے رکھدیا جائے۔ آیت شریفہ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (ایک دوسرے کو چڑانے کے لیے نام نہ ڈالو) میں دوسرے ہی قسم کے القاب مراد ہیں۔ پ۲۶/۱۴

اَلْقَتْ اس نے نکال ڈالا، اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۳۰/۹

اَلْقَوْا انہوں نے ڈالا، اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۵/۹ پ۹/۴ پ۱۱/۱۲ پ۱۴/۱۰و۱۸ پ۱۹/۷

اَلْقُوْا تم سب ڈالو، اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹/۴ پ۱۱/۱۲ پ۱۶/۱۲ پ۱۹/۷

اُلْقُوْا وہ ڈالے گئے، اِلْقَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۸/۱۷ پ۲۹/۱

اَلْقُوْهُ اس کو ڈال دو، اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۲/۱۲ پ۱۳/۴ پ۲۳/۷

اَلْقِهٖ تو اس کو ڈال دے، اَلْقِ امر کا صیغہ اور ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۹/۱۷

اَلْقِهَا تو اس کو ڈال دے، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۶/۱۰

اَلْقٰى اس نے ڈالا، اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵/۱۰ پ۹/۸و۹ پ۱۴/۸ پ۱۶/۱۲و۱۳ پ۱۸/۱۲ پ۱۹/۷و۹ پ۲۱/۱۰ پ۲۶/۱۷ پ۲۹/۱۷

اُلْقِیَ وہ ڈالا گیا، اِلْقَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ءَ اُلْقِیَ میں ہمزۂ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے پ۹/۴ پ۱۳/۱۷ پ۲۵/۱۱ پ۲۷/۹ پ۲۹/۱

اُلْقِیْ میں ڈالدونگا، اِلْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۹/۱۶

اَلْقِیَا تم دونوں ڈال دو، اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ پ۲۶/۱۶

اَلْقِیٰهُ تم دونوں اس کو ڈال دو اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۶/۱۶

اَلْقَیْتُ میں نے ڈال دیا، اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۶/۱۱

اَلْقَیْنَا ہم نے ڈالا، اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۶/۱۳ پ۱۳/۲ پ۲۳/۱۲ پ۲۶/۱۵

اَلْقَمَهٗ اس کو ڈالا، اَلْقَمَ صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد

Marfat.com

مذکر غائب پ ۱۳/۵

اَلْقِهٖ تو اس کو ڈال دے، اَلْقِ۔ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر و ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۰/۴

اَلْقٰهَا اس کو ڈالا، اَلْقٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۶/۴ پ ۱۹/۱۰

اَللّٰتِیْ (وہ سب عورتیں) جو، جنہوں، اسم موصول ہے اَلَّتِیْ کی جمع پ ۴/۱۴، ۱۵ پ ۵/۳، ۱۶ پ ۱۲/۱۷ پ ۱۸/۱۴ پ ۲۲/۳

اَللّٰئِیْ (وہ سب عورتیں) جو، جنہوں، یہ بھی اسم موصول ہے جمع مونث کے لیے۔ اَلَّتِیْ کی جمع پ ۲۱/۱۷

پ ۲۸/۱، ۱۷

اَللّٰهُ اللہ، مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"نزولِ قرآن سے پہلے عربی میں اللہ کا لفظ خدا کے لیے بطور اسم ذات کے مستعمل تھا۔ جیساکہ شعراءِ جاہلیت کے کلام سے ظاہر ہے یعنی خدا کی تمام صفتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی تھیں کیسی خاص صفت کے لیے نہیں بولا جاتا تھا۔ قرآن نے بھی یہی لفظ بطور اسم ذات کے اختیار کیا اور تمام صفتوں کو اس کی طرف نسبت دی۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (۷/۱۷۹) اور اللہ کے لیے حسن و خوبی کے نام ہیں (یعنی صفتیں) پس چاہیے کہ ان صفتوں کے ساتھ اسی پکارو

کیا قرآن نے یہ لفظ محض اس لیے اختیار کیا کہ لغت کی مطابقت کا مقتضا یہی تھا یا اس سے بھی زیادہ کوئی معنوی موزونیت اس میں پوشیدہ ہو۔

نوع انسانی کے دینی تصورات کا سب سے زیادہ قدیم عہد جو تاریخ کی روشنی میں آیا ہے۔ مظاہر فطرت کی پرستش کا عہد ہے۔ اسی پرستش نے بتدریج اصنام پرستی کی صورت اختیار کی، اصنام پرستی کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مختلف زبانوں میں بہت سے الفاظ دیوتاؤں کے لیے پیدا ہو گئے۔ اور جوں جوں پرستش کی نوعیت میں وسعت ہوتی گئی، الفاظ کا تنوع بھی بڑھتا گیا۔ لیکن چونکہ یہ بات انسان کی فطرت کے خلاف تھی کہ ایک ایسی ہستی کے تصور سے خالی الذہن رہے جو سب سے اعلیٰ اور سب کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔ اس لیے دیوتاؤں کی پرستش کے ساتھ ایک سب سے بڑی اور سب پر حکمراں ہستی کا تصور بھی کم و بیش ہمیشہ موجود رہا۔ اور اس لیے جہاں

Marfat.com

جہاں بے شمار الفاظ دیوتاؤں اور ان کی معبودانہ صفتوں کے لیے پیدا ہو گئے۔ وہاں کوئی نہ کوئی لفظ ایسا بھی ضرور مستعمل رہا جس کے ذریعہ اس ان دیکھی اور اعلیٰ ترین ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا

چنانچہ سامی زبانوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف و اصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے۔ عبرانی، سریانی، حمیری، عربی وغیرہ تمام زبانوں میں اس کا یہ لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف، لام، اور ہ کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی اور سریانی کا "الاھیا" عبرانی کا "الوہ" اور عربی کا "الہٰ" اسی سے ہے اور بلاشبہ یہی "الہٰ" ہے جو حرفِ تعریف کے اضافہ کے بعد اللہ ہو گیا ہے اور تعریف نے اسم صرف خالقِ کائنات کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔

لیکن اگر اللہ "الہٰ" سے ہے تو "الہٰ" کے معنی کیا ہیں؟ علماءِ لغت و اشتقاق کے مختلف اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ قوی قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل "الہٰ" ہے اور "ا ل ہ" کے معنی تحیر اور درماندگی کے ہیں۔ بعضوں نے اسے "ولہ" سے ماخوذ بتلایا ہے اور اس کے معنی بھی یہی ہیں، پس خالق کائنات کے لیے یہ لفظ اس لیے اسم قرار پایا کہ اس بارے میں انسان جو کچھ جانتا اور جان سکتا ہے وہ عقل کے تحیر اور ادراک کی درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہ جس قدر بھی اس ذاتِ مطلق کی ہستی میں غور و خوض کرے گا اس کی عقل کی حیرانی اور درماندگی بڑھتی ہی جائے گی یہاں تک کہ وہ معلوم کرے گا۔ اس راہ کی ابتدا بھی عجز و حیرت سے ہوتی ہے اور انتہا بھی عجز و حیرت ہی ہے۔

اے برون از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من

اب غور کرو خدا کی ذات کے لیے انسان کی زبان سے نکلے ہوئے لفظوں میں اس سے زیادہ موزوں لفظ اور کون سا ہو سکتا ہے؟ اگر خدا کو اس کی صفتوں میں پکارنا چاہو تو بلاشبہ اس کی صفتیں بے شمار ہیں لیکن اگر صفات سے الگ ہو کر اس کی ذات کی طرف اشارہ کرنا ہے تو وہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ایک متحیر کر دینے والی ذات ہے اور جو کچھ اس کی نسبت کہا جا سکتا ہے وہ عجز و درماندگی کے سوا کچھ نہیں ہے؟

Marfat.com

فرض کرو، نوعِ انسانی نے اس وقت تک خدا کی ہستی یا خلقتِ کائنات کی اصلیت کے بارے میں جو کچھ سوچا اور سمجھا ہے وہ سب کچھ سامنے رکھ کر ہم ایک موزوں سے موزوں لفظ تجویز کرنا چاہیں تو وہ کیا ہو گا؟ کیا اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کوئی بات کہی جا سکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی اس راہ میں عرفان و بصیرت کی کوئی بڑی سے بڑی بات کہی گئی تو وہ یہی تھی کہ زیادہ سے زیادہ خود درماندگیوں کا اعتراف کیا گیا اور ادراک کا منتہی مرتبہ ہمیشہ یہی قرار پایا کہ ادراک کی نارسائی کا ادراک حاصل ہو جائے۔ عرفا کے دل و زبان کی صدا ہمیشہ یہی رہی کہ "رب زدنی فیک تحیرا" یعنی "خدایا کہ تیری ہستی میں ہمارا تحیر بڑھتا رہے" کیوں کہ یہاں تحیر جہل کا نہیں بلکہ معرفت کا نتیجہ ہے)

زدنی بفرط الحب فیک تحیرا
وارحم حشا بلظی ھواک تسعرا

اور حکماء کی حکمت و دانش کا بھی فیصلہ ہمیشہ یہی ہوا

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

چونکہ یہ اسم خدا کے لیے بطور اسم ذات کے استعمال میں آیا ہے۔ اس لیے قدرتی طور پر ان تمام صفتوں پر حاوی ہو گیا جن کو خدا کی ذات کے لیے تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم خدا کا تصور اس کی کسی صفت کے ساتھ کریں مثلاً الرب یا الرحیم کہیں تو یہ تصور صرف ایک خاص صفت ہی میں محدود ہو گا۔ یعنی ہمارے ذہن میں ایک ایسی ہستی کا تصور پیدا ہو جائے گا جس میں ربوبیت یا رحمت ہے لیکن جب ہم اللہ کا لفظ بولتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن ایک ایسی ہستی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو ان تمام صفاتِ حسن و کمال کی متصف ہے جو اس کی نسبت بیان کیے گئے ہیں اور جو اس میں ہونے چاہییں" [1]

علامہ سید سلیمان ندوی ارض القرآن میں لکھتے ہیں

"مستشرقینِ یورپ نے بکمال لیاقت ہم کو یہ بتانا چاہا ہے کہ اللہ اور اللات ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ اللہ مذکر دیوتا کے لیے قریش میں مستعمل تھا۔ اور اللات یعنی وہی اس اللہ کی قریش نے

[1] ترجمان القرآن ج ۱ ص ۱۰۔ طبع دہلی ۱۳۵۰ھ

تانیث بنائی تھی. (یہ جارج سیل مترجم قرآن وا ہو مترجم واقدی اور مارگولیتھ مصنف محمد کی تحقیق ہے. دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ محمد صفحہ ۱۹ (حاشیہ ارض القرآن)) ان عقلمندوں سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد کے موافق اللات کیونکر ہو سکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اَللّٰہَۃ چاہیے یا اَلْاِلٰہَۃ، اللہ کی ہا سے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہو گئی.“ [1]

آگے چل کر فرماتے ہیں.

”لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ یہ اصل میں قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لیے محمد کی توحید پرستی کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤں کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا.“ (محمد صفحہ ۱۹) یورپ کے مشرقی تبحر علمی کی شرمناک مثال ہے سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان میں ”حقیقی خدا“ کے مفہوم کے لیے کوئی لفظ موجود نہ تھا تم کتنے ہو کہ محمد سے پہلے عرب میں موحدین موجود تھے بہتر ہے، لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق عرب میں عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہیں، ہاں سچ ہے، عرب میں عیسائی شعرا ہوئے ہیں. لیکن کیا ان کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہیں سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کیے ہیں وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہیں؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اَلْاِلٰہ ہے. اِلٰہ تو صرف عربی میں نہیں بلکہ تمام سامی زبانوں میں خدا تعالیٰ ہی کے لیے مستعمل ہے کم از کم اِلوہ اور اِلوہیم سے تو ناواقفیت نہ ہو گی. قریش اپنے دیوتاؤں کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے. کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کوئی مجسمہ تھا؟“ [2]

۱
۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۲
۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۲ — ۱۶ و ۱۷ ۳ — ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱

۳ — ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ۴ — ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷

[1] ارض القرآن ج ۲ ص ۲۳۳ طبع معارف ۱۳۴۲ھ

[2] ایضاً ج ۲ ص ۲۳۴

۴ : ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۵ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

۵ : ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۶ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۷ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

۷ : ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۸ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

۸ : ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۹ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

۹ : ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۱۰ : ۱ و ۲ و

۱۰ : ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۱۰ : ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و — ۱۱ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

۱۱ : ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۲ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

۱۲ : ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۳ : ۲ و ۳ و ۴ و

۱۳ : ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و

۱۳ : ۱۸ و ۱۹ — ۱۴ : ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۱۴ : ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ — ۱۵ : ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

۱۵ : ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ — ۱۶ : ۵ و ۶ و ۷ و

۱۶ : ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۱۷ : ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

۱۷ : ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۸ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

۱۸ : ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — ۱۹ : ۲ و ۳ و

۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱

۲۰ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۲۰ : ۱۶ و ۱۷ — ۲۱ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

۲۱ : ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ — ۲۲ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و

۲۲ : ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۳ : ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

۲۳ : ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۴ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

۲۴ : ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۲۵ : ۱ و ۲ و

۲۵ : ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۶ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

۲۷ : ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۸ : ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۲۸ : ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۹ : ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و

۲۹ : ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰

۳۰ : ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶

اَللّٰھُمَّ یا اللہ، اے اللہ، امام رازی لکھتے ہیں۔ "نحویوں کا اَللّٰھُمَّ کے بارے میں اختلاف ہے خلیل اور سیبویہ کہتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ کے معنی یا اللہ کے ہیں۔ میم مشددہ یا (حرف ندا) کے عوض میں آیا ہے فراء کا بیان ہے کہ یہ اصل میں یا اللہ اُمَّ بِخَیْرٍ تھا کثرت استعمال کی بنا پر حرف ندا اور اُمَّ کی

ہمزہ حذف ہو کر اَللّٰھُمَّ بن گیا۔ اس کی نظیر ھَلُمَّ ہے کہ دراصل ھَلْ کے ساتھ اس میں اُمَّ کو مدغم کر دیا گیا ہے۔ پہلے خیال کے قائلین فراء کی تردید میں حسب ذیل وجوہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) اگر فراء کا خیال درست ہوتا تو اللھم افعل کذا کا استعمال بغیر حرف عطف کے صحیح نہ ہوتا کیونکہ اس صورت میں اس کی اصل یہ ہوتی یا اللہ اُمنا و اغفرلنا حالانکہ ہم کسی شخص کو بھی نہیں پاتے کہ جو اس حرف عطف کو ذکر کرتا ہو۔

(۲) زجاج کی اس سلسلہ میں یہ دلیل ہے اگر یہ صحیح ہے تو پھر اصل کے اعتبار سے اَللّٰہُ اُمَّ کہنا بھی روا ہوتا جیسے وَیْلُمِّہٖ کہ جب اصل کے اعتبار سے بولتے ہیں تو وَیْلُ اُمِّہٖ کہتے ہیں۔

(۳) اگر فراء کا بیان صحیح ہے تو حرف ندا محذوف ماننا پڑیگا۔ پس اس اعتبار سے یا اَللّٰھُمَّ کہنا روا ہونا چاہیے تھا۔ اور صرف روا ہی نہیں بلکہ جس طرح یا اللہ اغفرلی کہا جاتا ہے اسی طرح ہمارے خیال میں یہاں حرف ندا کا لازم ہونا واجب تھا حالانکہ ایسا نہیں۔

فراء ان وجوہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی وجہ تو یوں ضعیف ہے کہ یا اللہ اُمَّ کے معنی ہوئے یا اللہ اقصد (اے اللہ تو ارادہ فرما) پس اگر واغفر کہا جائیگا تو اس صورت میں معطوف معطوف علیہ کے مغایر ہوگا اور ایک کی بجائے دو سوال ہوں گے۔ اول اُمَّنَا (تو ہمارے لیے ارادہ فرما) دوسرے وَاغْفِرْ لَنَا (ہماری مغفرت کر) لیکن حرف عطف کے حذف کرنے کی صورت میں اِغْفِرْ لَنَا اُمَّنَا کی تفسیر ہوگا۔ تو اس صورت میں دونوں سوالوں کا مطلوب واحد ہوگا۔ اور زیادہ تاکید ہوگی۔ اس قسم کی نظائر خود قرآن میں بہت سی موجود ہیں۔ دوسری وجہ یوں ضعیف ہے کہ اس کی اصل ہمارے نزدیک یا اللہ اُمَّنَا ہے اور اس کے متعلق جواز تکلم کا کون منکر ہے علاوہ ازیں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جہاں فرع کو اصل کے قائم مقام کرنا روا نہیں۔ غور کیجیے سیبویہ اور خلیل کا یہ مذہب ہے کہ مَا اَکْرَمَہٗ کے معنی اَیُّ شَیْءٍ اَکْرَمَہٗ کے ہیں مگر کبھی تعجب کے موقع پر یہ کلام جس کو وہ اصل قرار دیتے ہیں استعمال نہیں کیا جاتا پس ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لینا چاہیے۔ تیسری وجہ

کا جواب یہ ہے کہ یہ کس نے تمہارے لیے تسلیم کر لیا کہ یا اللّٰھم کہنا روا نہیں چنانچہ فراء نے یہ شعر سند میں پیش کیا ہے۔

وما علیک ان تقولی کلما

سبّحت او صلّیت یا اللّٰھم

رہا بصرہ والوں کا یہ دعویٰ کہ یہ شعر غیر معروف ہے تو اس کا حاصل تکذیبِ نقل ہے اور اگر اس کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر لغت اور نحو کی کوئی چیز بھی اعتراض سے نہیں بچ سکتی۔ رہا یہ کہنا کہ حرف ندا کا لازمی ہونا واجب تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حرفِ ندا کبھی حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے آیتِ شریفہ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا (اے یوسف اے سچے ہم کو حکم دے) میں۔ پس یہ بات کیا بعید ہے کہ یہ اسم اس سلسلہ میں مخصوص ہو کہ یہاں اس قسم کا حذف لازم مانا جائے۔

فراء نے بصرہ والوں پر اس سلسلہ میں جو اعتراض کیے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) اگر میم کو حرفِ ندا کا قائم مقام مانا جائے تو ندا کو منادی سے مؤخر ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ قطعًا ناجائز ہے چنانچہ اللّٰہ یا کہنا قطعًا روا نہیں حالانکہ ان کے اصول پر یہ جائز ہونا چاہیے تھا۔

(۲) اگر یہ حرف صرف ندا کا قائم مقام ہو سکتا ہے تو اور اسماء میں بھی ہونا چاہیے تھا جیسے یا زیدیا یا بکر کہنا روا ہے ایسے ہی زیدم اور بکرم کہنا بھی روا ہوتا۔

(۳) میم اگر حرف ندا کے عوض آیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو حرف ندا کے ساتھ جمع نہیں ہونا چاہیے تھا حالانکہ جو شعر روایت کیا اس میں یہ بات موجود ہے۔

(۴) ہم اہلِ عرب کو نہیں پاتے کہ وہ اسماء تامہ میں اس میم کو اس لیے زیادہ کرتے ہوں تاکہ وہ بعض ان حروف کے معنی کا فائدہ دے جو کسی کلمہ پر داخل ہوں اور اس کے مباین ہوں۔ پس صرف اسی ایک لفظ میں یہ طریقہ اختیار کرنا لغت میں استقراءِ عام کے برخلاف حکم لگانا ہے جو صریحًا ناجائز ہے۔[۱]

قاضی شوکانی نے تصریح کی ہے کہ اہلِ بصرہ کے نزدیک اَللّٰھُمَّ کی ھاء میں جو ضمہ ہے وہ

[۱] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۲۳ و ۲۲۴ طبع مصر حسینیہ مصریہ

اسم منادیٰ مفرد کا ہے اور اہلِ کوفہ کے نزدیک وہی ضمہ ہے جو اُمِنّا میں تھا جب ہمزہ حذف ہوئی تو اس کی حرکت منتقل ہو گئی[۱] پ۳/۱۲ پ۶/۵ پ۹/۸ پ۱۱/۱۱

الٓمٓ الف، لام، میم، حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓرٰ) پ۱/۱ پ۳/۹ پ۲۰/۱۳ پ۲۱/۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ پ۲۱/۱۴

الٓمّٓرٰ الف، لام، میم، را، حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓرٰ) پ۱۳/۷

الٓمّٓصٓ الف، لام، میم، صاد، حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓرٰ) پ۸/۸

اَلَنَّا ہم نے نرم کر دیا، اِلَانَۃٌ سے جس کے معنی نرم کر دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۲/۸

اَلْوَاحٌ تختیاں، تختے، لَوْحٌ کی جمع جس کے معنی تختی اور تختے کے ہیں پ۹/۵و۷و۸ پ۲۷/۸

اَلْوَانُکُمْ تمہاری رنگتیں، تمہارے رنگ، اَلْوَانٌ لَوْنٌ کی جمع جس کے معنی رنگ کے ہیں اَلْوَانِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱/۶

اَلْوَانُہٗ اس کے رنگ، اس کی رنگتیں، اَلْوَانُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۴/۱۲و۱۴و۱۵

اَلْوَانُھَا اس کے رنگ، اس کی رنگتیں، اَلْوَانُ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ، پ۲۲/۱۶ پ۲۳/۱۶

اُلُوْفٌ ہزاروں اَلْفٌ کی جمع، (ملاحظہ ہو اَلْفٌ) پ۲/۱۶

اِلٰہٌ معبود، بروزن فِعَالٌ بمعنی اسم مفعول کا لُوہٌ ہے۔ ہر قوم کے نزدیک جس کی بندگی کی جائے وہ الٰہ ہے خواہ معبود برحق ہو یا معبود باطل (ملاحظہ ہو اللّٰہ) پ۱/۱۶ پ۲/۴ پ۳/۲۲و۱۹و۱۰و۱۴ پ۵/۸ پ۶/۳و۱۴ پ۷/۸و۱۱و۱۹ پ۸/۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ پ۹/۱۰ پ۱۰/۱ پ۱۱/۵و۱۴ پ۱۲/۳و۵و۶و۸ پ۱۳/۱۰و۱۴ پ۱۴/۷و۹و۱۳ پ۱۶/۳و۱۰و۱۳و۱۴ پ۱۷/۲و۶و۷و۱۲ پ۱۸/۶و۵و۹ پ۱۹/۱۷ پ۲۰/۱و۷و۱۰و۱۲ پ۲۲/۱۳ پ۲۳/۶و۱۴و۱۵ پ۲۴/۶و۹و۱۲و۱۵ پ۲۵/۱۳و۱۴ پ۲۶/۶ پ۲۷/۴ پ۲۸/۶و۱۶ پ۲۹/۱۳ **اِلٰھًا** پ۱/۱۶ پ۹/۶ پ۱۰/۱۱ پ۱۴/۶ پ۱۵/۴و۱۴ پ۱۸/۶ پ۱۹/۳و۶و۱۵ پ۲۰/۱۲ پ۲۳/۱۰ پ۲۶/۱۶ پ۲۷/۱۲

[۱] فتح القدیر شوکانی ج ۱ ص ۲۹۸ و ۲۹۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ

آلِهَة بہت سے معبود، اِلٰہٌ کی جمع پ ۷/۱۵،۹۸
پ ۹/۶ پ ۱۵/۱۴،۵،۵ پ ۱۶/۹ پ ۱۷/۲،۴۲،۷ پ ۱۸/۱۴ پ ۲۳/۱،۱۴،۲۶،۷
پ ۲۵/۱۰ پ ۲۶/۴

اٰلِهَتَكَ تیرے معبود، اٰلِهَة مضاف كَ ضمیر واحد
مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۹/۵

اٰلِهَتَكُمْ تمہارے معبود، اٰلِهَة مضاف كُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۷/۵،۳ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۹/۱۰

اٰلِهَتُنَا ہمارے معبود اٰلِهَة مضاف نَا ضمیر جمع
متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۵ پ ۱۷/۵ پ ۱۹/۲ پ ۲۳/۶ پ ۲۵/۱۲
پ ۲۶/۳

اٰلِهَتُهُمْ ان کے معبود، اٰلِهَة مضاف، هُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲/۹ پ ۲۳/۲

اٰلِهَتِىْ میرے معبود، اٰلِهَة مضاف، ى ضمیر واحد
متکلم مضاف الیہ پ ۱۶/۶

اِلٰهَكَ تیرا معبود، اِلٰه مضاف، كَ ضمیر واحد
مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱/۱۶ پ ۱۶/۱۴

اِلٰهُكُمْ تمہارا معبود، اِلٰه مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
مضاف الیہ پ ۲/۳ پ ۱۴/۹ پ ۱۶/۱۴،۱۳،۲ پ ۱۷/۱۲،۷ پ ۲۱/۱ پ ۲۳/۵
پ ۲۴/۱۵

اَلْهَمَهَا اس کو سمجھ دی، اس کو القا کیا، اَلْهَمَ
اِلْهَامٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے دل میں ڈالدینے کے
ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھا ضمیر واحد
مونث غائب الھام لھم سے ماخوذ ہے جس کے
معنی نگلنے کے ہیں چونکہ الہام میں بھی اللہ تعالیٰ کی
طرف سے دل میں ایک بات اتاری جاتی ہے اس
واسطے اس کا نام الہام ہوا پ ۳۰/۱۶

اِلٰهُنَا ہمارا معبود، اِلٰہ مضاف، نَا ضمیر جمع متکلم
مضاف الیہ پ ۲۱/۱

اِلٰهَهٗ اس کا معبود، اِلٰہ مضاف، ہٗ ضمیر واحد
مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۹/۲ پ ۲۵/۱۹

اَلْهٰىكُمُ تم کو غفلت میں رکھا، اَلْهٰى اِلْهَاءٌ سے
جس کے معنی زیادہ ضروری چیز سے غافل رکھنے کے
ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر پ ۳۰/۲۲

اِلٰهَيْنِ دو معبود، اِلٰہ کا تثنیہ پ ۱۴/۱۲

اِلٰى تک، طرف، ساتھ، میں، لیے، حروف جر میں سے
جہات ششگانہ میں کسی چیز کی انتہا کی حد بتانے
کے لیے آتا ہے خواہ زمانہ اور وقت کی انتہا بتانے

Marfat.com

جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ (پھر	١: ٢ و ٣ و ٤ و ٦ و ٩ و ١٠ و ١٥ و ١٦ — ٢: ١ و ٧ و ٨ و ٩ و ١١ و ١٦
روزہ کو رات تک پورا کرو) یا جگہ اور مقام کی جیسے	٣: ٣ و ٦ و ٧ و ١٠ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٥ — ٤: ١ و ٢ و ٥ و ٧ و ٨ و
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى	٤: ١٢ و ١٤ — ٥: ٤ و ٥ و ٦ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٨ — ٦: ٣ و ٦ و ٧ و
(مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) اور جب ایک چیز کو	٦: ٢ و ٣ و ١٤ — ٧: ١ و ٤ و ٥ و ٨ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٨ و ١٩
دوسری چیز سے ملاتا ہو تو معیت کے معنی دیتا ہے جیسے	٨: ١ و ٣ و ٧ و ٩ و ٥ و ١٥ و ١٦ و ١٧ و ١٨ — ٩: ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ٨ و
وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ (اور نہ کھاؤ	٩: ١٠ و ١١ و ١٢ و ١٤ و ١٥ و ١٦ و ١٨ — ١٠: ١ و ٧ و ١٢ و ١٣ و ١٦ و ١٧
ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ) اور جب اس کا	١١: ١ و ٢ و ٥ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٢ و ١٤ و ١٥ و ١٧ — ١٢: ١ و ٢ و ٣
مجرور فعل تعجب یا اسم تفضیل کے بعد محبت یا بغض	١٢: ٣ و ٤ و ٥ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٦ و ١٧ — ١٣: ٢ و ٤ و
کے معنی کا فائدہ دے تو یہ بیانیہ ہوتا ہے یعنی اپنے	١٣: ٦ و ٨ و ١٣ و ١٤ و ١٧ و ١٩ — ١٤: ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ١٢ و ١٤ و
مجرور کی فاعلیت کو بیان کرتا ہے جیسے رَبِّ السِّجْنُ	١٤: ١٥ و ١٧ و ١٨ و ٢٢ — ١٥: ١ و ٣ و ٥ و ٦ و ٧ و ٩ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و
اَحَبُّ اِلَيَّ (اے رب مجھ کو قید پسند ہے) اور کبھی	١٥: ١٧ و ٢٠ و ٢١ — ١٦: ٥ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٧
لام جر کے مرادف ہوتا ہے جیسے وَالْاَمْرُ اِلَيْكِ	١٧: ١ و ٥ و ٦ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٤ و ١٦ و ١٧ — ١٨: ٢ و ٣ و ٤ و ٦ و
(اور کام تیرے اختیار میں ہے) اور کبھی فِیْ کے معنی	١٨: ١٠ و ٢ و ١٣ — ١٩: ١ و ٢ و ٣ و ٤ و ٥ و ٦ و ٧ و ٨ و ١٦ و ١٩
بھی دیتا ہے جیسے لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	٢٠: ٤ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٤ و ١٥ و ١٦ — ٢١: ٨ و ٩ و ١٢ و ١٣ و
(بیشک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن) اور	٢١: ١٤ و ١٦ و ١٧ — ٢٢: ٣ و ٤ و ٧ و ١٠ و ١٣ و ١٤ و ١٥ و ١٧
جب زائدہ ہوتا ہے تو تاکید کے لیے آتا ہے جیسے	٢٣: ٢ و ٣ و ٥ و ٦ و ٧ و ٩ و ١١ و ١٤ و ١٥ و ١٦ و ١٧ — ٢٤: ٢ و
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ	٢٤: ٣ و ٤ و ٥ و ٧ و ٩ و ١٠ و ١٣ و ١٦ و ١٧ و ١٩ — ٢٥: ١ و ٢ و
(سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان	٢٥: ٤ و ٦ و ٧ و ١١ و ١٦ و ١٨ و ١٩ و ٢٠ — ٢٦: ٤ و ٨ و ١٠ و ١٣ و
کی طرف)	٢٦: ١٥ و ١٩ — ٢٧: ١ و ٢ و ٣ و ٥ و ٧ و ٨ و ١٥ و ١٧ و ١٩

Marfat.com

پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱

پ ۳۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۱

اِلَیَّ میری طرف، مجھ تک، اِلیٰ حرف جاری ضمیر واحد متکلم مجرور پ ۳/۱۴ پ ۶/۹ پ ۷/۱۷ و ۱۱ و ۸ پ ۸/۵ پ ۹/۱۴

پ ۱۱/۱۳ و ۷ پ ۱۲/۱۴ پ ۱۶/۳ پ ۱۷/۱۳ و ۷ پ ۱۹/۱۶ پ ۲۰/۱۳ و ۹ پ ۲۱/۱۱ پ ۲۲/۱۲ پ ۲۳/۱۴

پ ۲۴/۱۵ پ ۲۵/۱۴ پ ۲۶/۱ پ ۲۹/۱۱

اِلْیَاسَ نام ہے ایک پیغمبر جلیل القدر اور اللہ کے رسول کا۔ عام طور پر مفسرین اور مورخین آپ کو انبیاءِ بنی اسرائیل میں شمار کرتے ہیں لیکن عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ الیاس حضرت ادریسؑ ہی ہیں [1] حضرت ابن مسعود کی اس تفسیر سے ہو سکتا ہے کہ ان دو ناموں میں سے ایک آپ کا اصلی نام ہو اور دوسرا لقب۔ لیکن اگر مشہور نبی حضرت ادریس علیہ السلام مراد ہیں تو اول تو یہ کہ قرآن مجید نے جس انداز سے ان دو بزرگوں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا ہے اس کے بظاہر یہ بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے نیز سورۂ انعام کی اس آیت کے اعتبار سے بھی اس کی صحت دشوار ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے
اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ پر دی تھی۔ ہم جس کے مرتبے
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ بلند کرنا چاہیں بلند کر دیتے ہیں
عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا یقیناً تمہارا پروردگار حکمت
لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ والا علم رکھنے والا ہے اور
ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق
نُوْحًا هَدَيْنَا اور یعقوب۔ سب کو ہم نے
مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ہدایت دی اور ان سب سے
ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ پہلے نوح کو ہدایت دی، اور
وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ اس کی اولاد میں سے داؤد،
وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَ سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ
هٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ اور ہارون کو بھی اور ہم اسی طرح
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے
وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَ والوں کو۔ اور زکریا، یحییٰ،

[1] اس روایت کی اسناد حسن ہے۔ ملاحظہ ہو قسطلانی شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

عِیْسٰی وَ اِلْیَاسَ کُلٌّ — عیسیٰ اور الیاس کو کہ یہ سب صالح
مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَ — انسانوں میں سے تھے نیز اسمٰعیل
اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ — الیسع یونس اور لوط کو اور سب
وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا — کو ہم نے بزرگی دی سارے
فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ — جہان والوں پر۔

آیت مذکورہ میں وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ کی ضمیر یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہوگی کیونکہ آپ ہی کا بیان ہو رہا ہے یا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف کہ قریب میں آپ کا ذکر آچکا ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت یونس اور لوط علیہما السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے نہیں ہیں۔ بہر صورت قرآن مجید حضرت الیاس علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں شمار کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت ادریس علیہ السلام کا عہد عام مورخین اور مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سے بہت پہلے ہے چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

کانت فیما بین — حضرت نوح اور حضرت ادریس
نوح و ادریس — کے زمانہ میں ایک ہزار سال کا
الف سنة[1] — فرق ہے

لیکن امام بخاری نے جامع صحیح میں خود حضرت ابن عباس کا بھی تعلیقاً وہی بیان نقل کیا ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت کا امام بخاری نے حوالہ دیا ہے گو اس کی سند ضعیف[2] ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی جس روایت کو حاکم نے ذکر کیا ہے اس سے یہ ہرگز پتہ نہیں چلتا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا عہد حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہی بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کا پہلے نام لینا اس بات کا قرینہ بن سکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ پہلے ہو۔ چنانچہ حافظ ابو بکر بن العربی جو اپنے عہد کے نامور اور مستند ترین علماء میں سے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اسی روایت سے جس کا امام بخاری نے

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۴۸ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۱ھ [2] ملاحظہ ہو قسطلانی ج ۵ ص ۲۳۰

تعلیقاً ذکر کیا ہے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق وارد ہے کہ آپ اسرائیلی ہیں وہ اس سلسلہ میں شب معراج کی مشہور حدیث بھی پیش کرتے ہیں جس میں حضرت ادریس علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح کے الفاظ سے خطاب کیا ہے یعنی آپ کا خیر مقدم نبی صالح اور برادر صالح کہتے ہوئے کیا۔ حالانکہ اگر ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے ہوتے تو حضرت آدم و حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال الابن الصالح (نیک بیٹے) کے الفاظ سے کرتے ۱؎

لیکن حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے راوی نے اچھی طرح الفاظ کو محفوظ نہ رکھا ہو یا حضرت ادریس علیہ السلام نے بر سبیل تواضع اپنے پدری انتساب کو ذکر نہ کیا ہو ۲؎ تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت ادریس اور حضرت الیاس کی شخصیتوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے پر بجز اس کے کہ قرآن مجید نے ان کا تذکرہ جدا جدا ناموں سے کیا ہے اور کوئی چیز دلیل کے طور پر پیش نہیں کی جا سکتی اور یہ دلیل خود اپنی جگہ پر ایسی نہیں جس سے اس بحث کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکے رہے عام مورخین کے اس سلسلہ میں بیانات سو وہ تمام تر اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں جن کی صحت خود اپنی جگہ پر محل بحث ہے۔

ایک روایت میں مرفوعاً یہ بھی مذکور ہے کہ خضر ہی الیاس ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر سورہ انعام میں اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں اس کی پوری اسناد نقل کی ہے اور گو کسی راوی پر جرح تو نہیں ذکر کی مگر اس کو نہایت ہی غریب کہا ہے ۳؎

قرآن مجید کا مقصد چونکہ ایام اللہ یعنی قصص کے بیان کرنے سے تذکیر و موعظت ہے اس لیے وہ اسی حد تک کسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے جس حد تک

۱؎ عینی شرح بخاری ج ۷، ص ۳۲۲، طبع مصر ۲؎ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر ۱۳۴۸ھ ۳؎ الاصابہ ج ۱ ص ۹۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

Marfat.com

کہ وہ زندگی پر اثر انداز ہو سکے اور انسان کی فلاح وصلاح میں کام آسکے۔ رہا واقعہ کی جزئیات کا استقصا یا تاریخ نگاری تو یہ قرآن مجید کے موضوع سے علیحدہ ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے تذکرہ میں بھی قرآن مجید نے آپ کی زندگی کے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے جو بنی نوع انسانی کے لیے نشانِ راہ کا کام دے سکے۔ چنانچہ سورہ انعام میں آپ کے متعلق ہدایت و صلاح کا ذکر ہے اور "الصافات" میں آپ کا اپنی قوم کو دعوتِ حق دینا بعل کی پرستش پر سرزنش کرنا اور بجز اللہ کے چند مخلص بندوں کے پوری قوم کا آپ کو جھٹلانے کا بیان ہے۔ شارحِ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انبیا علیہم السلام کے واقعات و سوانح کے بیان میں اسی چیز کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جو کچھ اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کسی صحیح حدیث میں اس سے زیادہ ذکور نہیں۔ اس لیے حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق جو کچھ بھی تاریخ و قصص کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے وہ یا اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جن کی نہ تصدیق کی جا سکتی ہے نہ تکذیب بلکہ

بظاہر صحت سے دور ہی معلوم ہوتی ہیں یا قصہ گو واعظین اور مورخین کے طبع زاد افسانے ہیں جو انہوں نے اعجوبہ گوئی کی دھن میں عوام کو خوش کرنے کے لیے بیان کر ڈالے۔ چنانچہ حضرت الیاسؑ کی حیاتِ جاوید اور ہر سال موسم حج میں حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت الیسع علیہ السلام سے ملاقات اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خضرؑ یا حضرت الیاسؑ کا آکر اہلِ بیتِ نبوی کی تعزیت کرنا، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں آپ سے ملنا یہ سب خود ساختہ حکایات ہیں حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے تذکرہ میں ان روایات کو بیان کرکے ایک ایک کی تنقید کی ہے تعجب ہے کہ اس قسم کی ایک روایت مستدرک حاکم میں بھی موجود ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جب ہم منزل پر فروکش ہوئے تو وادی میں کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا اللھم اجعلنی من امۃ محمد المرحومۃ المغفورۃ

Marfat.com

المتاب۔ کہا اے اللہ مجھے محمدؐ کی امت میں قرار دے کہ جس امت پر رحم کیا گیا ہے۔ جس کی مغفرت کی گئی اور جس کو اجر دیا گیا ہے) انس کا بیان ہے کہ میں وادی پر آیا تو میں نے ایسے شخص کو پایا جس کا قد تین سو گز سے بھی زیادہ تھا۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دریافت کیا وہ کہاں ہیں۔ میں نے کہا وہ یہ رہے آپ کی آواز سن رہے ہیں۔ کہنے لگے تم جا کر ان سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر آپ کو اطلاع دی اور آپ نے ان سے آ کر ملاقات کی معانقہ کیا پھر دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ حضرت الیاس نے کہا یا رسول اللہ میں ہر سال میں ایک دن کھاتا ہوں اور آج میرے افطار کا دن ہے لہذا میں اور آپ ساتھ مل کر کھائیں گے۔ چنانچہ ان دونوں پر آسمان سے ایک دستر خوان نازل ہوا جس میں روٹی، مچھلی اور کرفس (ایک ترکاری کا نام ہے) تھی، ان دونوں نے خود بھی کھایا اور مجھ کو بھی کھلایا۔ پھر ہم سب نے مل کر عصر کی نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وداع کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ابر پر سوار ہو کر آسمان کی جانب روانہ ہو گئے۔ حاکم نے اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے۔

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔

لیکن حافظ شمس الدین ذہبی تلخیص المستدرک میں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں

قلت بل موضوع قبح الله من وضعه وما كنت احسب ولا اجوّز ان الجهل يبلغ بالحاكم الى ان يصحح هذا واسناده حدثنا احمد بن سعيد المعداني ببخارا حدثنا عبد الله بن محمود حدثنا عبدان بن سيار حدثنا احمد بن عبد الله

میں کہتا ہوں بلکہ موضوع ہے اللہ تعالیٰ اس کو وضع کرنے والے کا برا کرے۔ میرے گمان میں بھی نہ تھا اور نہ میں اسے روا سمجھتا تھا کہ حاکم کو جہالت یہاں تک پہنچا دے گی کہ وہ اس کی تصحیح کر دیں گے حالانکہ اس کی سند یہ ہے (سند عربی عبارت میں مذکور ہے)

Marfat.com

البوتی ثنا یزید البلوی بس یا تو یزید بلوی نے

فاما هذا افتراه واما یہ افترا کیا ہے یا ابن

ابن سیاد لہ بیار نے

واضح رہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں مستشرقین یورپ کا سرمایہ تحقیق تمام تر یہی من گھڑت افسانے ہیں جن کے خود ساختہ اور جعلی ہونے کے متعلق ہمارے محدثین شکر اللہ مساعیہم صدیوں پہلے تصریح کر چکے ہیں مگر موجودہ مستشرقین جب اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو ان ہی افسانوں کو حقایق و واقعات کی شکل میں پیش کرنے کی سعی نامحمود کرتے ہیں؛ چنانچہ مسٹر وینسنک نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق یہی داد تحقیق دی ہے۔ پ ۱۶

پ ۲۳

اِل یَاسِینَ

الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ الیاس دراصل عجمی نام ہے اور عجمی ناموں کے بولنے میں اہل عرب بڑی تبدیلی سے کام لیتے ہیں اور ان کا تلفظ مختلف طریقوں پر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسمٰعیل بھی کہتے ہیں اور اسمعین بھی میکال بھی بولتے ہیں اور میکائیل و میکائین بھی ابراہیم بھی کہا جاتا ہے اور ابراہم و ابراہام بھی۔ اسی طرح اسرائیل اور اسرائین، طور سینا اور طور سینین وغیرہ۔ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض اوقات وہ قوم کے بڑے اور بزرگ شخص کے نام سے پوری قوم کو موسوم کر دیتے ہیں چنانچہ مہلبین یا مہالبہ ایک پوری قوم کا نام ہے گویا ان میں ہر شخص کا نام مہلب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے بعض لوگوں نے الیاسین کو الیاس کی جمع بتایا ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام کے متبعین کو لیا ہے بعض الیاسی کی جمع کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جمع کی حالت میں جس طرح اشعرین اور اعجمین میں یاء نسبت گر گئی ہے اس میں بھی ساقط ہو گئی لیکن یہ دونوں توجیہیں خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔ ال یاسین کے بارے میں ان کے اصول نحو و عربیت پر صحیح اترنے میں خود علماء فن کو کلام ہے۔ بعض لوگوں نے اٰلِ یاسِینَ اور اَلْیَاسِیْنَ بھی پڑھا ہے لیکن سب قراء تو یہ

لہ مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۱۱۶ طبع دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۳۴ھ

حضرت الیاس علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ کلبی نے آل یاسین کے معنی آل محمد کے بتائے ہیں لیکن علامہ واحدی کا بیان ہے۔

وھذا بعید لان ما بعدہ من الکلام وما قبلہ لا یدل علیہ

یہ بعید معنی ہیں کیونکہ کلام کا اگلا پچھلا حصہ اس کو نہیں بتلاتا۔ [1]

اسی طرح علامہ محمود آلوسی نے تصریح کی ہے کہ اس قسم کے معانی کی صحت سے سیاق سباق انکار کرتے ہیں۔ [2]

مسٹر وینسنک کی رائے میں العیاذ باللہ محض ضرورت سجع اور قافیہ کی رعایت کے خیال سے الیاس کو الْ یاسین بنا دیا گیا جس کی وجہ سے مفسرین کو اس کی تشریح میں بڑی دقتیں پیش آئیں۔ [3]

غور فرمایئے جب الیاس کے بارے میں دونوں لغتیں موجود ہیں اور اہل عرب دونوں طرح اس کو بولتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق تحریف کا دعویٰ کرنا علمی بددیانتی کی کیسی شرمناک مثال ہے۔ ایک تمیمی شاعر کا شعر ہے۔

یقول رب السوق لما جئنا

ھذا ورب البیت اسرائینا

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

قالت وکنت رجلاً فطینا

ھذا لعمر اللہ اسرائینا

ان دونوں شعروں میں اسرائیل کو اسرائین کہا گیا ہے۔ [4]

اَلْیَسَعْ علیہ السلام، کہتے ہیں کہ آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الیسع حضرت الیاس یا حضرت خضر ہی کا نام ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ جو بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت خضر تری پر مقرر ہیں اور حضرت الیسع خشکی پر اور دونوں ہر شب میں سد سکندری پر ملاقات کرتے ہیں یا حضرت الیاس اور حضرت الیسع ہر سال موسم حج میں اکٹھے ہوتے اور زم زم پیتے

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۹۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۲۹ طبع مصر

[3] ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ مقالہ (الیاس)

ہیں محض خیالی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں پ ۲۲/۱۳

اِلَيْكَ تیری طرف، تجھ تک، اِلیٰ حرفِ جر، کَ

ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور ۱/۱ و ۲ — ۳/۲ و ۸ و ۱۳ و ۱۶

۵/۹ و ۱۳ — ۶/۲ و ۴ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — ۷/۶ و ۹ و ۱۹ — ۸/۸ — ۹/۷ و ۹ و ۱۰

۹/۱۴ — ۱۱/۱۰ و ۱۵ و ۱۹ — ۱۲/۲ و ۴ و ۷ و ۱۱ — ۱۳/۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷

۱۳/۱۴ — ۱۴/۱۲ و ۱۳ — ۱۵/۴ و ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۶ — ۱۶/۵ و ۱۴ و ۱۵ — ۱۹/۱۸

۲۰/۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ — ۲۱/۱ و ۷ و ۱۸ — ۲۲/۴ و ۷ و ۱۹ — ۲۳/۱۴ و ۱۵

۲۴/۴ — ۲۵/۲ و ۴ و ۹ و ۱۰ — ۲۶/۴ و ۹ و ۱۷ — ۲۷/۷ — ۲۹/۱

اِلَيْكِ تیری طرف، تجھ (عورت) تک، اِلیٰ حرف

جار، کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مجرور ۱۶/۵ ۱۹/۱۸ ۲۰/۴

اِلَيْكُمْ تمہاری طرف، تم تک، اِلیٰ حرف جار،

کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور ۳/۵ — ۴/۱۱ — ۵/۶ و ۱۰

۶/۲ و ۴ و ۱۴ — ۸/۸ و ۱۰ — ۹/۱۰ — ۱۰/۴ و ۹ — ۱۱/۲ — ۱۲/۵ — ۱۷/۱

۱۷/۱۰ — ۱۹/۴ — ۲۱/۱ — ۲۲/۱۹ — ۲۳/۳ — ۲۴/۳ — ۲۶/۱۳ و ۱۶ — ۲۸/۷ و ۹

۲۸/۹ و ۱۷ و ۱۸ — ۲۹/۱۳

اِلَيْكُمَا تم دونوں تک، تم دونوں کی طرف اِلیٰ

حرف جر کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مجرور ۲/۲

اَلِيْمٌ دردناک، دکھ دینے والا، بر وزن فَعِيْلٌ

بمعنی فاعل ہے ۱/۲ و ۱۳ — ۲/۵ و ۶ — ۳/۱۱ و ۱۴ و ۱۷

۳/۹ و ۱۰ — ۴/۱۰ و ۱۴ — ۵/۳ و ۱۴ — ۶/۱۷ — ۸/۱۸ — ۹/۷ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴

۱۰/۱۲ — ۱۱/۲ و ۶ و ۸ و ۱۴ و ۱۵ — ۱۲/۳ و ۴ و ۹ و ۱۳ — ۱۳/۱۲ — ۱۴/۴ و ۱۴ و ۲۰ و ۲۳

۱۴/۲۱ — ۱۷/۱۰ — ۱۸/۸ و ۱۵ — ۱۹/۱۵ — ۲۰/۱۵ — ۲۱/۷ و ۱۹ — ۲۳/۶

۲۳/۱۹ — ۲۵/۴ و ۵ و ۸ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ — ۲۶/۳ و ۴ — ۲۷/۱ — ۲۸/۱ و ۱۸ و ۲۰

۲۸/۱۵ — ۲۹/۴ و ۹ — ۳۰/۹ — اَلِيْمًا ۴/۱۴ — ۵/۱۷ — ۶/۲ و ۴

۱۰/۱۲ و ۱۴ — ۱۵/۱ — ۱۹/۲ — ۲۱/۱۷ — ۲۶/۱۰ و ۱۱ — ۲۹/۱۳ و ۲۰

اِلَيْنَا ہماری طرف، ہم تک اِلیٰ حرف جار، نَا

ضمیر جمع متکلم مجرور ۱/۱۴ — ۴/۱۰ — ۶/۱۳ — ۱۱/۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲

۱۳/۲ — ۱۶/۵ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۷ — ۱۷/۳ و ۹ — ۱۸/۹ — ۱۹/۳ — ۲۰/۷ و ۸

۲۱/۱ و ۲ و ۱۲ و ۱۸ — ۲۴/۱۳ — ۲۶/۱۷ — ۳۰/۱۳

اِلَيْهِ اس کی طرف، اس تک، اِلیٰ حرف جار، ہِ

ضمیر واحد مذکر غائب مجرور ۱/۳ و ۵ — ۲/۳ و ۶ و ۹ و ۱۶

۳/۸ و ۱۷ — ۴/۱ — ۶/۲ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۵ — ۷/۳ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷

۸/۱ — ۹/۸ و ۱۷ — ۱۰/۱۳ — ۱۱/۳ و ۶ و ۱۱ و ۱۷ — ۱۲/۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

۱۳/۱ و ۲ و ۴ و ۱۴ — ۱۳/۳ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ — ۱۴/۵ و ۱۳ و ۲۰ — ۱۶/۵ و ۱۲ و ۱۶

۱۷/۳ و ۵ — ۱۸/۲ و ۵ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ — ۲۰/۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ — ۲۱/۵ و ۷ و ۹

۲۱/۱۴ — ۲۳/۴ و ۱۵ — ۲۴/۲ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۷ — ۲۵/۱ و ۳ و ۱۳

۲۶/۲ و ۱۶ — ۲۷/۱۴ — ۲۸/۲ و ۱۵ — ۲۹/۲ و ۷ و ۱۳

اِلَيْهَا اس (عورت) کی طرف، اس تک، اِلیٰ

Marfat.com

حرف جار ھَا ضمیر واحد مونث غائب مجرور پ ۹/۱۴

پ ۱۶/۵ پ ۲۱/۹ پ ۲۸/۱۲

اِلَیْہِمْ ان تک، ان کی طرف، اِلیٰ حرف جار ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور پ ۳/۱۴ پ ۴/۱و۱۲ پ ۶/۱۳و۱۴ پ ۸/۱و۸

پ ۱۰/۳و۷ پ ۱۱/۱و۴و۶ پ ۱۲/۴ پ ۱۳/۲و۶و۱۵و۱۸و۱۹

پ ۱۴/۱۲و۱۸ پ ۱۵/۸ پ ۱۶/۴و۱۲ پ ۱۷/۱و۵ پ ۱۹/۱۷و۱۸ پ ۲۲/۱۱و۱۹

پ ۲۳/۱ پ ۲۶/۱۳و۱۹ پ ۲۸/۴و۷و۸

اِلَیْہِنَّ ان کی طرف اِلیٰ حرف جار ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مجرور پ ۱۲/۱۴

فصل المیم

اُمٌّ ماں خواہ قریبی ماں ہو یعنی حقیقی والدہ یا دور کی ہو یعنی نانی پرنانی وغیرہ سب کو عربی میں اُم کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت حوا علیہا السلام تک کو اُم کہا جاتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں حضرت آدم علیہ السلام کو باوا آدم اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو اماں حوا کہتے ہیں کسی شے کی اصل یا تربیت و اصلاح کے ذریعہ اور سبب کے لیے بھی اُم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے

خلیل نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے ام سے موسوم ہو سکتی ہے جس کی طرف اس سے تمام متعلق چیزیں ملادی جائیں۔ پ ۹/۸

اَمْ یا، خواہ، کیا، حرف عطف ہے۔ استفہام کے معنی دیتا ہے اور کبھی بمعنی بَلْ یعنی بلکہ اور کبھی بمعنی الف استفہام آتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے پ ۱/۱

پ ۱/۹و۱۳و۱۶ پ ۲/۱۰ پ ۵/۵و۱۳ پ ۸/۴ پ ۹/۱۴ پ ۱۰/۸ پ ۱۱/۲و۳

پ ۱۱/۹و۱۱ پ ۱۲/۲و۱۳ پ ۱۳/۸و۱۱ پ ۱۴/۱۳ پ ۱۵/۷ پ ۱۶/۱۳ پ ۱۷/۴و۵و۷

پ ۱۸/۴و۱۲ پ ۱۹/۱۷و۱۸و۱۹ پ ۲۰/۱و۱۳ پ ۲۱/۷ پ ۲۲/۷و۱۷و۱۸

پ ۲۳/۵و۶و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵ پ ۲۴/۲و۱۹ پ ۲۵/۴و۸و۹

پ ۲۵/۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۸ پ ۲۶/۱و۷و۸ پ ۲۷/۴و۴و۷و۱۰و۱۵

پ ۲۹/۲و۴و۱۱و۱۲ پ ۳۰/۴

اَمَّا لیکن، یا، سو، حرف شرط ہے اور اکثر حالات میں تفصیل کے لیے آتا ہے اور کبھی تاکید کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے پ ۱/۴ پ ۳/۹و۱۴ پ ۴/۲ پ ۶/۴ پ ۸/۴ پ ۱۱/۵

پ ۱۲/۹و۱۵ پ ۱۳/۸ پ ۱۴/۱و۲ پ ۱۹/۲ پ ۲۰/۲و۱۰ پ ۲۱/۵و۱۵ پ ۲۴/۱۶

پ ۲۵/۲ پ ۲۷/۱۶ پ ۲۹/۵و۱۱ پ ۳۰/۴و۵و۶و۹و۱۴و۱۷و۱۸و۲۶

اِمَّا اگر، یا، جزا میں یہ اِنْ اور مَا سے مرکب ہے اور مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی شک کے لیے

Marfat.com

کبھی ابہام کے لیے کبھی اختیار دینے کبھی اباحت بتانے اور کبھی تفصیل بیان کرنے کے واسطے آتا ہے پ۱/۴ پ۷/۱۴ پ۸/۱۱ پ۹/۱۴و۱۴ پ۱۰/۳ پ۱۱/۲و۱۰ پ۱۳/۱۲ پ۱۵/۳ پ۱۶/۲و۵و۸و۱۲و۱۶و۱۹ پ۲۴/۱۳و۱۹ پ۲۵/۱۰ پ۲۶/۵ پ۲۹/۱۹

اَمَاتَ اس نے مار ڈالا، اس نے موت دی، اَمَاتَۃٌ سے جس کے معنی موت دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۷/۷

اَمَاتَہٗ اس کو مردہ کیا، اس کو موت دی، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳/۳ پ۳۰/۵

اَمَّارَۃٌ بڑا حکم دینے والا، اَمْرٌ سے جس کے معنی حکم دینے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالَۃٌ ۱۳/د

اُمُّ الْقُرٰی مکہ معظمہ کا دوسرا نام ہے۔ ام القرٰی کے معنی بستیوں کی اصل اور جڑ کے ہیں۔ مکہ معظمہ چونکہ ساری دنیا کا دینی مرکز ہے۔ تمام روئے زمین پر خدا کا پہلا گھر وہیں بنا۔ اور قبلۂ اول ہونے کا شرف اسی کو حاصل ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور آج بھی نہ صرف عرب بلکہ تمام عالم اسلامی کا۔ ان وجوہ سے قرآن مجید نے مکہ معظمہ کو ام القرٰی کہا ہے

پ۳ پ۲۵

اُمُّ الْکِتَابِ کتاب کی اصل، کتاب کی جڑ، لوحِ محفوظ، قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں دو قسم کی آیتیں ہیں۔ ایک وہ جن کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں۔ یعنی ان میں لغت اور ترکیب کے اعتبار سے کسی قسم کا اجمال اور ابہام نہیں پایا جاتا اور مذہب کے عام اصول مسلمہ کے اعتبار سے ان کے معنی قطعاً متعین ہو چکے۔ دوسری وہ آیتیں جن کے معنی سمجھنے میں کچھ اشتباہ والتباس واقع ہو، یا تو اس وجہ سے کہ عبارت میں ابہام اور اجمال ہے یا اس وجہ سے کہ وہ کئی معنی کی محتمل ہے پہلی قسم کی آیتیں محکمات اور دوسری قسم کی متشابہات کہلاتی ہیں۔ چونکہ آیات محکمات درحقیقت کتاب کی ساری تعلیمات کی جڑ اور اصل ہوتی ہیں۔ اس لیے قرآن مجید نے ان کو ام الکتاب کہا ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ چونکہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور سارے علوم و فنون اسی کی طرف منسوب ہیں اور سب اسی سے نکلے ہیں۔ بدیں وجہ

Marfat.com

اس کو بھی ام الکتاب سے موسوم کیا گیا ہے پ۳/۹ پ۱۳/۱۲ پ۲۵/۷

اِمَامًا پیشوا، مقتدا، رہنما، بروزن فِعَالٌ اسم ہے بمعنی من یو تمہ بہ کے، یعنی جس کا قصد کیا جائے چونکہ مقتدا اور رہنما کا قصد کیا جاتا ہے اس لیے اس کو امام کہتے ہیں۔ غرض جس کی پیروی کی جائے وہ امام ہے۔ حق میں پیروی ہو یا ناحق میں اور خواہ جس کی پیروی کی جائے وہ انسان ہو کر اس کے قول و فعل کی اقتدا کریں یا کتاب کہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے یا اور کوئی شے مذکر اور مونث دونوں کے لیے آتا ہے نیز جمع کے موقع پر بلفظ واحد بھی مستعمل ہے پ۱/۵ پ۱۲/۲ پ۱۹/۴ پ۲۶/۲

اِمَامٍ مُّبِیْنٍ کھلا راستہ، کھلی اصل، اِمَامٌ اس کو کہتے ہیں جس کا قصد کیا جائے اور مُبِین کے معنی واضح اور کھلے ہونے کے ہیں چونکہ راستہ کا قصد کیا جاتا ہے اور قیامت میں صحائفِ اعمال کی پیروی کی جائے گی یعنی جیسا ان میں تحریر ہوگا اسی کے مطابق سزا و جزا ہوگی۔ اسی طرح لوح محفوظ میں جو کچھ مرقوم ہوتا ہے اسی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے گویا ہر شے اپنے وجود میں اسی کی پیروی ہوتی ہے اس لیے قرآن مجید نے راستہ اور صحیفۂ اعمال یا لوح محفوظ کے لیے امام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سورۂ حجر میں ارشاد ہے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ (اور وہ دونوں (یعنی قوم لوط اور اصحاب الایکہ) کھلے راستہ پر واقع ہیں) یہاں امام مبین یعنی کھلا راستہ اس قدیم شاہراہ کو کہا گیا ہے جو عرب کے جغرافیہ میں یمن سے شروع ہو کر سواحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکل کر تیما، وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی جاتی ہے۔ تمام قدیم جغرافیوں میں اس شاہراہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ قومِ ثمود، قومِ لوط۔ قومِ شعیب، تیما، اور رقیم کی بستیاں اسی شاہراہ پر حجاز و شام کے درمیان واقع تھیں۔ یہی وہ شاہراہ ہے جو اگلے زمانہ میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے سفر کا تنہا راستہ تھی۔ قریش کے تجارتی قافلے صیف (موسم گرما) اور شتاء (موسم سرما) دونوں زمانوں میں اسی راہ سے گذرتے تھے۔ اور سورۂ یٰس میں جو آیت کریمہ وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (اور ہر چیز ہم نے ایک کھلی اصل میں گن لی ہے)

Marfat.com

اس میں امام مبین سے بعض مفسرین نے لوحِ محفوظ مراد لی ہے اور بعض نے صحیفۂ اعمال مگر پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۲۲/۱۹ پ ۱۲

اَمَامَهٗ اس کے سامنے، اس کے آگے، قُدَّام کی طرح ہے۔ اسم بھی ہوتا ہے اور ظرف بھی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۹/۱۷ پ

اِمَامُهُمْ ان کا پیشوا، ان کا سردار، اِمَامٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۵/۸ پ

اَمٰنٰتِ امانتیں اَمَانَةٌ کی جمع، پ ۵

اَمٰنٰتِكُمْ تمہاری امانتیں، اَمَانَاتِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۹/۱۷ پ

اَمَانَتَهٗ اس کی امانت، اَمَانَةَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۳/۷ پ

اَمٰنٰتِهِمْ ان کی امانتیں اَمَانَاتِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۸ ۲۹/۷ پ

اَمَانَةَ امانت، آیتِ شریفہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اس کو اٹھا لیا۔ اس میں شک نہیں کہ انسان بڑا بے ترس اور نادان ہے۔ یہاں امانت سے تمام مفسرین کے نزدیک تکلیفِ شرعی مراد ہے حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں۔ یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز (یعنی حکم) کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کر دے تو بدلہ دینا پڑے گا اور بے اختیار ضائع ہو جائے تو کچھ نہیں" ۲۲ پ

اَمَانِیَّ جھوٹی آرزوئیں، خیالات کے اندازے،

امیدیں ٹھیرائی ہوئیں بر وزن اَفَاعِیل بہ تشدید یا ہی اُمْنِیَّۃٌ کی جمع جس کے معنی کسی ٹھیرائی ہوئی تمنا اور اندازہ کی ہوئی چیز کے ہیں۔ بعض مفسرین نے اَمَانِیّ کے معنی جھوٹی باتوں کے اور بعض نے بے سمجھے بوجھے پڑھ لینے کے بیان کیے ہیں چونکہ جھوٹی بات میں ایک بے حقیقت چیز کا ٹھیرانا ہوتا ہے اور بے سمجھے بوجھے پڑھنا اندازہ پر چلنا ہے اس لیے یہ دونوں معنی بھی امنیہ سے مراد ہو سکتے ہیں پ ۱/۹

ش ۲۷/۱۵

اَمَانِيُّكُمْ تمہاری ٹھیرائی ہوئی امیدیں، تمہارے خیالات کے اندازے، اَمَانِیّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۵/۱۵

اَمَانِيُّهُمْ ان کی باندھی ہوئی آرزوئیں، ان کے ٹھیرائے ہوئے خیالات، اَمَانِیّ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۱۳

اِمَائِكُمْ تمہاری لونڈیاں، اِمَاءٌ، اَمَۃٌ کی جمع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۸/۹

اَمَةٌ لونڈی، باندی، اسم ہے پ ۲/۱۱

اُمَّةٌ امت، جماعت، مدت، طریقہ، دین ہر وہ جماعت جس میں کسی قسم کا کوئی رابطۂ اشتراک موجود ہو، اسے امت کہا جاتا ہے خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت کی بنا پر ہو یا جغرافیائی اور عصری وحدت کی وجہ سے اور خواہ اس رابطہ میں امت کے اپنے اختیار کو دخل ہو یا نہ ہو۔ اخفش نے تصریح کی ہے کہ امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور باعتبار معنی کے جمع۔ نیز حیوان کی ہر جنس ایک امت ہے[1]۔ ابن درستویہ کا بیان ہے کہ جہاں بھی امت کے معنی مدت کے ہوں گے وہاں اس کا مضاف محذوف ہوگا اور مضاف الیہ مضاف کے قائم مقام سمجھا جائے گا[2]۔ اس لحاظ سے وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (اور اگر ہم ان سے عذاب کو ایک مدتِ معلوم تک روکے رکھیں) اور وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (اور اس کو مدت کے بعد یاد آیا) میں لفظ زَمَنِ یا حِیْنِ محذوف ہے گویا اصل میں

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانکتب ولا نحسب

[2] ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

یوں تھا" الی زمن امۃ معدودۃ اور بعد
حین امۃ زمن اور حین کو حذف کرکے مضاف
الیہ یعنی لفظِ امت کو اس کا قائم مقام سمجھا گیا
امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے
بھی آتے ہیں۔ عرب والے بولتے ہیں
فلان لا امۃ لہ یعنی فلاں کا
کوئی دین اور طریقہ نہیں [1] پ ۱ / ۱۵، ۱۶
پ ۲ / ۱، ۱۰ پ ۴ / ۲، ۳ پ ۵ / ۴ پ ۶ / ۱۱، ۱۳ پ ۷ / ۱۹
پ ۸ / ۱۱ پ ۹ / ۱۰، ۱۱، ۱۲ پ ۱۱ / ۶، ۱۰ پ ۱۳ / ۱، ۱۰، ۱۶
پ ۱۳ / ۱۰ پ ۱۴ / ۱، ۱۱، ۱۸، ۱۹، ۱۲ پ ۱۷ / ۶، ۱۲، ۱۹
پ ۱۸ / ۳، ۴، ۱۳ پ ۲۰ / ۳، ۹، ۱۰ پ ۲۲ / ۱۵ پ ۲۴ / ۹
پ ۲۵ / ۲، ۸، ۹، ۲

اَمْتًا ٹیلا، اونچان، نشیب و فراز کسی
چیز کا مختلف ہونا۔ پ ۱۶ / ۱۵

اِمْتَازُوْا تم الگ ہوجاؤ۔ اِمْتِیَازٌ
سے۔ جس کے معنی الگ ہونے اور
ممیز ہوجانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع

مذکر حاضر پ ۲۳ / ۳

اِمْتَحَنَ اس نے جانچ لیا، اِمْتِحَانٌ
سے جس کے معنی آزمانے اور جانچنے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو
اِبْتَلٰی) پ ۲۶ / ۱۳

اِمْتَحِنُوْهُنَّ ان عورتوں کو جانچ لو،
اِمْتَحِنُوْا۔ اِمْتِحَانٌ سے۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب
پ ۲۸ / ۸

اَمْتِعَتِكُمْ تمہارے اسباب،
تمہارے ساز و سامان، اَمْتِعَةٌ مَتَاعٌ
کی جمع۔ جس کے معنی ہر قسم کی چیز بست
اور مال و اسباب کے ہیں۔ جس سے
انسان اس دنیوی زندگی میں تھوڑا بہت
نفع اندوز ہوسکے۔ مضاف۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر مضاف الیہ پ ۵ / ۱۲

اُمَتِّعْكُنَّ میں تم کو کچھ فائدہ پہنچا دوں،

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸

اُمَتِّعُ تُمَتِّعُ ہے۔ جس کے معنی تھوڑا بہت فائدہ پہنچانے یا تھوڑا بہت مال اسباب دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُنَّ ضمیر جمع مونث حاضر پ ۲۱/۲

اُمَتِّعُہٗ میں اس کو کچھ نفع پہنچاؤں گا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۵

اُمَّتُکُمْ تمہارا گروہ، تم لوگ، اُمَّۃٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۴/۶ پ ۱۸/۳

اِمْتَلَئْتِ تو پُر ہوگئی، تو بھر گئی۔ اِمْتِلَاءٌ سے۔ جس کے معنی پُر ہونے اور بھر جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ ۲۶/۱۷

اَمَتَّنَا تو نے ہم کو موت دی، اَمَاتَ اِمَاتَۃٌ سے جس کے معنی موت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۲۴

اَمْثَالَ مثالیں، مانند، مَثَلٌ اور مِثْلٌ کی جمع جس کے معنی مانند اور نظیر کے ہیں۔ امثال القرآن یعنی قرآن مجید نے جو مثالیں اور نظیریں بیان کی ہیں۔ یہ ایک مستقل فن ہے۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں پانچ چیزیں نازل ہوئی ہیں۔ حلال و حرام، محکم اور متشابہ، اور امثال، پس حلال پر عمل کرو حرام سے بچو، محکم کی اتباع کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ، اور امثال سے عبرت پکڑو۔[1]

[1] اتقان ج ۲ ص ۱۳۱ طبع مصر ۱۳۴۴ھ

ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابوالحسن ماوردی، اور ابن قیم کی
اس موضوع پر مستقل تصانیف ہیں پ۱۳ ع۸، ۱۶، ۹، ۱۹
پ۱۴ ع۱۶، پ۱۵ ع۵، پ۱۸ ع۱۱، ۱۶، پ۱۹ ع۲، پ۲۰ ع۱۶، پ۲۷ ع۱۴، پ۲۸ ع۹

أَمْثَالُكُمْ تمہاری طرح، تم جیسے أَمْثَالُ مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۷ ع۱، پ۹ ع۱۴، پ۲۶ ع۸
پ۲۷ ع۱۵

أَمْثَالُهَا اس جیسے، أَمْثَالُ مضاف، هَا ضمیر
واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۵

أَمْثَالَهُمْ ان کی مثالیں، ان جیسے أَمْثَالُ
مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۵
پ۲۹ ع۲۰

أَمْثَلُهُمْ ان میں بہتر، أَمْثَلُ کے اصلی معنی تو
زیادہ مشابہ کے ہیں لیکن اس کا استعمال اسی شخص
کے لیے ہوتا ہے جو اچھے لوگوں کے مشابہ ہو اور اسی
اعتبار سے اس کے معنی زیادہ بہتر اور زیادہ نیک
کے آتے ہیں پ۱۶ ع۱۴

أَمَدٌ مدت، أَمَدٌ اور أَبَدٌ دونوں قریب المعنی ہیں
فرق یہ ہے کہ ابد غیر متعین اور غیر محدود زمانہ کا
نام ہے اور امد محدود مگر غیر متعین زمانہ کا۔ البتہ
أَمَدٌ کو کہا یعنی اتنی مدت کہہ کر اس کی تعیین کی جا سکتی
ہے۔ زمان اور امد کے لفظ میں صرف اتنا فرق ہے
کہ امد کا استعمال باعتبار غایت یعنی کسی چیز کی مدت
ختم ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے اور زمان کا لفظ
مبدا اور غایت دونوں کے لیے عام ہے۔ یعنی
شروع زمانہ کے بتانے کے لیے بھی اور انتہائی زمانہ کے
بتانے کے لیے بھی۔ أَمَدٌ پ۳ ع۱۲، أَمَدًا پ۱۱ ع۳، پ۱۵ ع۱۲
پ۲۹ ع۱۲

أَمْدَدْنَاكُمْ ہم نے تمہاری مدد کی، أَمْدَدْنَا، إِمْدَادٌ
سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۵ ع۱

أَمْدَدْنَاهُمْ ہم نے ان کی مدد کی، اس میں هُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب ہے پ۲۷ ع۳

أَمَدَّكُمْ اس نے تمہاری مدد کی، اس نے تم کو
پہنچایا، أَمَدَّ، إِمْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۹ ع۱۱

أَمْرٌ کام، معاملہ، حالت، حکم، امر کا لفظ تمام اقوال و
افعال کے لیے عام ہے چنانچہ آیت شریفہ إِلَيْهِ
يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ (اسی کی طرف رجوع ہے

Marfat.com

سب کام کا) وغیرہ میں امر اپنے اسی عمومی میں مستعمل ہے۔ جب امر حکم کے معنی میں آئے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بصیغۂ امر ہی ہو بلکہ خواہ بصیغۂ امر ہو خواہ بلفظِ خبر یا بطریقِ اشارہ وکنایہ ہو۔ سب امر کے معنی میں داخل ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے مقدس صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا چونکہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا بچے کی قربانی کا حکم ہے۔ اسی لیے قرآن نے جب اس واقعہ کو بیان کیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبانی اس کو امر قرار دیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب کا واقعہ اپنے اکلوتے صاحبزادے کو سنا کر ان سے اس بارے میں رائے طلب کرتے ہیں تو ذبیح اللہ کی زبان سے ارشاد ہوتا ہے یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (ابا جان آپ کیجیے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے) آیتِ شریفہ میں خواب کے محض اشارہ کو امر کہا گیا ہے۔ آیتِ شریفہ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ (آپہنچا حکم اللہ کا) میں امر سے قیامت

کی طرف اشارہ ہے پ۲/۹و۱۲، پ۴/۳و۴و۷و۸، پ۵/۴و۵و۸
پ۶/۱۲، پ۷/۷و۱۳، پ۸/۱۶، پ۹/۸، پ۱۱/۲و۴و۹، پ۱۲/۴و۵و۶و۷و۹و۹
پ۱۲/۱۰و۱۴و۱۵، پ۱۳/۶و۸و۹و۱۰و۱۶، پ۱۴/۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۶
پ۱۵/۱۰و۱۹، پ۱۶/۲و۵و۶و۷و۱۳و۱۶، پ۱۷/۱۶، پ۱۸/۱۵، پ۱۹/۲و۱۸
پ۲۰/۸، پ۲۱/۴و۱۴، پ۲۴/۱۳، پ۲۵/۱۴و۱۸، پ۲۶/۳و۷و۱۳و۱۵، پ۲۷/۱و۸و۹
پ۲۷/۱۰و۱۸، پ۲۸/۱۸، پ۳۰/۷و۱۲۔ اَمَرَ ا پ۱/۱۴، پ۳/۱۳، پ۱۰/۱، پ۱۲/۱۲
پ۱۳/۴، پ۱۵/۲۱، پ۱۶/۵، پ۱۹/۱۸، پ۲۲/۲، پ۲۴/۱۲، پ۲۵/۱۳و۱۴، پ۲۶/۱۸، پ۲۸/۱۶
پ۳۰/۲

اَمَرَ اس نے حکم دیا، اس نے فرمایا، (نَصَرَ) اَمْرٌ سے جس کے معنی حکم دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۲، پ۵/۱۴، پ۸/۱۰، پ۱۲/۱۵، پ۱۳/۹، پ۳۰/۲۱

اُمُرْ تو حکم دے، اَمْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۹/۷و۱۴، پ۱۶/۱۶، پ۲۱/۱۱

اَمَرُّ بہت تلخ، مَرَارَۃٌ سے جس کے معنی کڑوا ہونے اور تلخی کے ہیں اَفعل التفضیل کا صیغہ پ۲۷/۱

اِمْرًا بھاری، عجیب، انوکھا، قابلِ انکار، اسم ہے پ۱۵/۲۲

اِمْرُؤٌ مرد، انسان، شخص، اِمْرَءٌ کی ہمزہ بحالتِ رفع واؤ کی شکل میں اور بحالتِ نصب الف کی

Marfat.com

شکل میں اور بحالتِ جر یا کی شکل میں آتی ہے۔ اس کی را کو ضمہ بھی آتا ہے اور فتحہ بھی اور رفع کی حالت میں ضمہ اور نصب کی حالت میں فتحہ اور جر کی حالت میں کسرہ کے ساتھ پڑھنا بھی درست ہے۔

پ۶/۴ اِمْرَأٌ پ۱۶/۵ اِمْرَئٍ پ۲۷/۳ پ۲۹/۱۴،۱۸ پ۳۰/۶

اِمْرَأَةٌ عورت امْرُؤٌ کی مونث پ۱۲ پ۱۶ پ۱۹/۱۷

پ۲۲/۲

اِمْرَأَتَیْنِ دو عورتیں، اِمْرَأَۃٌ کا تثنیہ بحالتِ رفع

پ۳/۴

اِمْرَأَتُ عِمْرَانَ عمران کی عورت، عمران کی بیوی، یہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدہ محترمہ تھیں۔ رضی اللہ عنہا۔ ان کا اسم مبارک حنہ تھا۔ یہ عبرانی نام ہے مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حنہ نے حضرت مریم کو جنا، اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو معراج کی مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خالہ زاد بھائی فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بھی نانی ہوتی ہیں۔ پ۱۲/۳

اِمْرَأَتُ الْعَزِیْزِ عزیز کی عورت، عزیز کی بیوی، بعض علما اس کا نام راعیل بنت رعائیل بتاتے ہیں اور بعض زلیخا بنت تملیخا، زلیخا کا تلفظ زا کے زبر اور لام کے زیر سے مشہور ہے اور بعض زا کو پیش اور لام کو زبر دیتے ہیں پ۱۲/۱۶،۱۴

اِمْرَأَتُ فِرْعَوْنَ فرعون کی عورت، فرعون کی بیوی، ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا رضی اللہ عنہا، فرعونیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے انہیں نے روکا تھا۔ سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے اور مومنین کے لیے ان کی مثال بیان فرمائی ہے۔ فرعون کو جب ان کے ایمان کا حال کھلا تو وہ کمبخت ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا۔ ابن ابی شیبہ، عبد بن

۱؎ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۲ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۳۴ھ

۲؎ صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا۔

Marfat.com

حمید، ابن المنذر، ابن جریر، حاکم نیز بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کو چلچلاتی دھوپ میں کھڑا[1] کر کے ایذائیں دی جاتیں اور جب لوگ ایذائیں دے کر ہٹ جاتے تو فرشتے اپنے بازوؤں سے ان پر سایہ فگن ہوتے، ان کو جنت میں اپنا گھر نظر آتا تھا۔ حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو بخاری، مسلم کی شرط پر صحیح بتلایا ہے اور ذہبی نے تلخیص میں ان کی رائے سے اتفاق ظاہر کیا ہے مسند احمد، مستدرک حاکم، اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بیبیوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں، آسیہ، فرعون کی اہلیہ تھیں اپنی اس فضیلت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے متعلق ہم کو اس آیت میں بتائی ہے قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ الآیہ۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت سوں کو کمال حاصل ہوا مگر عورتوں میں بجز آسیہ، فرعون کی اہلیہ اور مریم بنت عمران کے اور کسی کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ اور بلاشبہ عائشہ کو عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو اور کھانوں پر ہے۔[2]

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ و مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۴۹۶ و ۴۹۷

[2] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ تعالیٰ ضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرأۃ فرعون و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ تعجب ہے کہ حافظ ابن کثیر اور قاضی شوکانی نے صحیحین کے حوالہ سے اس حدیث میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا نام بھی ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲ طبع میریہ ۱۳۰۱ھ و تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹) حالانکہ صحیحین میں حضرت خدیجہؓ کا نام اس استثنا میں کہیں مذکور نہیں، البتہ معجم طبرانی، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی اور تفسیر ثعلبی میں جو روایت درج ہے اس میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہما کا بھی اس استثنا میں نام لیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۱ طبع میریہ ۱۳۰۱ھ)

Marfat.com

اِمْرَاَتَ لُوْطٍ لوط کی عورت، لوط کی بیوی،
مقاتل کا بیان ہے کہ اس کا نام والہا تھا قرآن مجید
میں جو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت
لوط علیہ السلام کی بیوی کے متعلق اپنے شوہروں
سے خیانت کرنا مذکور ہے اس سے مراد خیانت
دینی ہے حرامکاری اور بدکاری نہیں، حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں
کی خیانت یہ تھی کہ وہ ان پیغمبروں کے دین پر نہ
تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی تو ان کے خفیہ راز
پر مطلع رہتی اور جب کوئی شخص ان پر ایمان لاتا تو
قوم کے سرکشوں کو اس کی اطلاع دیتی۔ اور لوط
علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جب حضرت
لوط علیہ السلام کسی کی مہمانداری کرتے تو یہ شہر کے
بدکاروں کو خبر دیتی[۲] پ ۲۸/۲۰

اِمْرَاَتَ نُوْحٍ نوح کی عورت، نوح کی بیوی،
مقاتل نے اس کا نام والعہ بتایا ہے حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق صحیح حدیث و تفسیر
کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت نوح
علیہ السلام کی ان دو بیویوں کا قرآن مجید میں
ذکر ہے۔ ان دونوں نے حرام کاری نہیں کی تھی نوح
علیہ السلام کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ لوگوں
سے کہتی یہ دیوانے ہیں اور لوط علیہ السلام کی بیوی
کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے متعلق
اطلاع دیتی، قرآن مجید میں اسی خیانت کا ذکر ہے[۳]

پ ۲۸/۲۰

اِمْرَاَتَیْنِ دو عورتیں، اِمْرَاَۃ کا تثنیہ بحالت رفع۔

پ ۳/۴

اِمْرَاَتُكَ تیری عورت، تیری بیوی اِمْرَاَۃ مضاف
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۲

پ ۳۰/۱۹

اِمْرَاَتُہٗ اس کی عورت، اس کی بیوی۔ اِمْرَاَۃ
مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

پ ۱۲/۱۲ پ ۱۲/۱۷ پ ۱۴/۴ پ ۱۹/۱۹ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۶/۱۹ پ ۳۰/۳۶

اِمْرَاَتِیْ میری عورت، میری بیوی، اِمْرَاَۃ مضاف
ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۱۶

اِمْرَاَتَانِ دو عورتیں، اِمْرَاَۃ کا تثنیہ بحالت

[۱] البحر المحیط ج ۸ ص ۲۹۴ مطبع مصر ۱۳۲۸ھ [۲] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰ [۳] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹۔

Marfat.com

نصب وجر پ۲

اُمِرْتُ مجھے حکم دیا گیا ہے اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم

اُمِرْتَ تجھے حکم دیا گیا، اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَمَرْتُكَ میں نے تجھ کو حکم دیا اَمَرْتُ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

اَمَرْتَنِي تو نے مجھے حکم کیا، اَمَرْتَ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم

اَمَرْتَهُمْ تو نے ان کو حکم دیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اَمَرَكُمْ اس نے تم کو حکم دیا، اَمَرَ صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اَمْرُكُمْ تمہارا کام اَمْرُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اَمَرْنَا ہم نے حکم دیا، یہاں امر تکوینی مراد ہے۔

اَمَرْنَا سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۵

اُمِرْنَا ہم کو حکم دیا گیا، اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ۱۵

اَمَرَنَا اس نے ہم کو حکم دیا، اَمَرَ صیغہ ماضی، نَا ضمیر جمع متکلم

اَمْرُنَا ہمارا حکم، ہمارا کام، اَمْرُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اٰمُرَنَّهُمْ میں ان کو ضرور حکم دوں گا، اٰمُرَنَّ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اَمَرُوْا انہوں نے حکم دیا، اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اُمِرُوْا ان کو حکم دیا گیا، اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب

اٰمُرُهٗ میں اس کو حکم دیتی ہوں، اٰمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم هٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

پ۱۳

اَمَرَهٗ اس کو حکم دیا، اَمَرَ صیغہ ماضی هٗ ضمیر واحد

Marfat.com

مذکر غائب پ ۳۰/۵

اَمْرِهٖ اس کا حکم، اس کا کام، اَمْرٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۱۲ پ ۳/۹ پ ۷/۳ پ ۸/۱۴ پ ۱۰/۹ پ ۱۲/۱۳ پ ۱۳/۱۲ پ ۱۴/۱و۷ پ ۱۵/۱۶ پ ۱۶/۲و۶و۱۶ پ ۱۸/۱۵ پ ۲۱/۸و۱۱ پ ۲۳/۴و۱۲ پ ۲۴/۷ پ ۲۵/۱۸ پ ۲۸/۱۷

اَمْرُهَا اس کا کام۔ اس کا حکم۔ اَمْرٌ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۲۴/۱۶ پ ۲۸/۱۷

اَمَرَهُمْ ان کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۳/۲ پ ۲۸/۱۹

اَمْرُهُمْ ان کا کام، ان کا معاملہ، ان کا حکم۔ اَمْرٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۸/۷ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۵ پ ۱۵/۱۵ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۷/۶ پ ۱۸/۴ پ ۲۲/۲ پ ۲۵/۵ پ ۲۸/۵و۱۵

اٰمِرُوْنَ حکم دینے والے، اٰمِرٌ کی جمع، اَمْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر پ ۱۱/۱۲

اَمْرِیْ میرا حکم۔ میرا کام اَمْرٌ مضاف ی متکلم کی مضاف الیہ پ ۱۵/۲۲ پ ۱۶/۱و۹و۱۱و۱۲ پ ۱۹/۱۸ پ ۲۴/۱۰

اَمْسِ کل گذشتہ، ظرفِ زمان ہے۔ پ ۱۱/۸ پ ۲۰/۵و۱۱

اِمْسَاكٌ روک رکھنا، بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے پ ۲/۱۳

اِمْسَحُوْا تم مسح کرو، تم ملو، (فَتَحَ) مَسْحٌ سے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے اور پونچھنے کے آتے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۴ پ ۶/۶

اَمْسِكْ تو روک رکھ، اِمْسَاكٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۲/۲ پ ۲۳/۱۲

اَمْسَكَ اس نے روک رکھا، اِمْسَاكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۲

اَمْسَكْتُمْ تم نے روک رکھا، اِمْسَاكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵/۱۱

اَمْسَكْنَ انہوں نے روک رکھا، اِمْسَاكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۶/۵

اَمْسِكُوْهُنَّ ان عورتوں کو روک رکھو۔ ان کو رکھ لو، اَمْسِكُوْا اِمْسَاكٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ ۲/۱۳ پ ۴/۱۴ پ ۲۸/۱۷

اَمْسَكَهُمَا اس نے ان دونوں کو روک رکھا، اَمْسَكَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۲۲/۱۷

Marfat.com

اَمْشَاجٌ ملے ہوئے، مخلوط، مَشْج مَشِیج مَشْجٌ اور مَشِیْجٌ کی جمع جس کے معنی ملے جلے کے ہیں پ ۲۹/۱۹

اِمْشُوْا تم چلو، (ضرب) مَشْیٌ سے جس کے معنی چلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳/۱۰ پ ۲۹/۲

اِمْضُوْا تم چلے جاؤ، (نصر- ضرب) مُضِیٌّ سے جس کے معنی گذر جانے اور چلے جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۴

اَمْضِیَ میں چلا جاؤں گا، (نصر- ضرب) مُضِیٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۵/۲۱

اَمْطِرْ تو برسا، اِمْطَارٌ سے جس کے معنی برسانے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ مشہور لغوی ابو عبیدؒ نے تصریح کی ہے کہ مَطَرَ کا استعمال بارانِ رحمت میں ہوتا ہے اور اَمْطَرَ کا نزولِ عذاب میں ؎

پ ۹/۱۸

اُمْطِرَتْ اس پر برسایا گیا ہے اِمْطَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۹

اَمْطَرْنَا ہم نے برسایا، اِمْطَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے پ ۸ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۹/۱۹ و ۱۴

اَمْعَاءَهُمْ ان کی آنتیں، اَمْعَاءٌ مِعًی کی جمع جس کے معنی آنت کے ہیں، مضاف ہم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۶

اُمُّكَ تیری ماں، اُمٌّ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۶

اُمُّكِ تیری ماں، اُمٌّ مضاف کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مضاف الیہ پ ۱۶/۱۱

اُمْكُثُوْا تم ٹھہرے رہو، (نصر) مُکْثٌ سے جس کے معنی ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۶/۱۰ پ ۲۰

اَمْكَنَ اس نے پکڑوا دیا، اس نے قابو دلا دیا۔ اِمْکَانٌ سے جس کے معنی ایک کو دوسرے پر قابو دلوانے اور پکڑوانے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۰

اَمَلٌ امید، توقع، آمالٌ جمع پ ۱۴ **اَمَلًا** پ ۱۵/۱۸

اِمْلَاقٌ مفلس، تنگ دست ہونا، بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے پ ۸ پ ۱۵

اَمْلَئَنَّ میں ضرور بھر دوں گا، (فتح) مَلْأٌ سے

؎ فتح القدیر شوکانی ج ۲ ص ۱۲، طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

جس کے معنی بھرنے اور پُر کرنے کے آتے ہیں مضارع با

نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۹/۱۰ پ ۱۲/۱۵ پ ۱۳/۱۴

اَمْلِكُ میں مالک ہوں، میں اختیار رکھتا ہوں،

(ضَرَبَ) مُلْكٌ سے جس کے معنی مالک ہونے کے

ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۶/۸ پ ۹/۱۳ پ ۱۱/۱۰ پ ۲۰/۷

پ ۲۹/۱۲

اَمْلٰى اس نے مہلت میں ڈال دیا، اس نے لمبی

لمبی امیدیں دلائیں۔ اِمْلَاءٌ سے جس کے معنی مہلت

میں ڈالنے، ڈھیل چھوڑنے اور لمبی امیدیں دلاتے

کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۶/۷

اُمْلِيْ میں ڈھیل دوں گا، میں ڈھیل دیے جاتا ہوں،

اِمْلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ ۔ ۔ ۔ پ ۹/۱۳

پ ۲۹/۴

اَمْلَيْتُ میں نے ڈھیل دی، اِمْلَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد متکلم پ ۱۳/۱۲ پ ۱۱

اُمَمٌ امتیں، فرقے، اصناف، انواع، جماعتیں،

اُمَّةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اُمَّةٌ) پ ۱۰/۱۱ پ ۸/۱۱ پ ۲/۴ پ ۱۳/۱۰ پ ۱۴/۱۴

پ ۱۴ پ ۱۷ پ ۱۷ اُمَمًا پ ۹/۱۱

اُمِّ مُوْسٰى حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی ماں، ان کا نام کیا تھا؟ اس کے تعین میں مختلف

اقوال ہیں۔ بعض محیانہ بنت یصہر بن لاوی بتاتے

ہیں اور بعض یوخابذ (بخا معجمہ و با موحدہ) اور بعض

یارخا اور بعض یارخت اور بعض اور کچھ بیان کرتے

ہیں۱؎۔ سلیمان جمل ناقل ہیں کہ ان کا نام یوحانذ تھا

(بضم یا و کسر نون و ذال معجمہ) ثعلبی کا بیان ہے کہ

حضرت موسیٰ کی والدہ یوخابنت ہاند بن لاوی بن

یعقوب ہیں۲؎۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ نبیہ

نہیں تھیں۳؎ اور قرآن مجید میں جو یہ وارد ہے اِذْ

اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّكَ مَا يُوْحٰى (جب ہم نے

حکم بھیجا تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں) اور وَ

اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى (اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی

ماں کو) تو یہاں پر لفظ "ایحا" سے حضرت موسے

علیہ السلام کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ

نبی وہ ہے جس کی طرف احکام الٰہی کی وحی ہو اور

۱؎ روح المعانی ج ۲۰ ص ۳۹ طبع مصر ۲؎ حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۳ ص ۳۳۵ طبع مصر ۱۳۵۲ھ

۳؎ تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۴

Marfat.com

پھر ان کی تبلیغ کا امر ہو۔ یہاں یہ صورت نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو حکم دیا گیا تھا سورہ طٰہٰ اور سورہ قصص میں وہ بالتفصیل مذکور ہے۔ یہ حکم کس ذریعہ سے اور کیوں کر ان کو پہنچا اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آرا ہیں۔ بعض کہتے ہیں خواب دیکھا تھا بعض کا خیال ہے، بیداری کا واقعہ ہے الہام ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں خود فرشتہ نے آکر کہا تھا اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ رہا غیر انبیا کی طرف فرشتوں کا آنا یہ اپنی جگہ پر ثابت ہے قرآن مجید میں حضرت مریم کے پاس فرشتہ کا آنا مذکور ہے ارشاد ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (پھر ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ اس کے سامنے پوری پوری انسانی شکل میں نمایاں ہوا) صحیحین میں اگلے زمانے میں تین اشخاص کے امتحان کے لیے ایک فرشتہ کے بھیجے جانے کا ذکر ہے جن میں ایک گنجا تھا، دوسرا کوڑھی اور تیسرا اندھا۔ اندھا امتحان میں کامیاب رہا اور دوسرے دونوں ناکام ثابت ہوئے[۱] پ۲۰/۱۴

اٰمَنَ وہ ایمان لایا، اِیْمَانٌ سے۔ جس کے معنی ایمان لانے اور ماننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (اَلَّذِیْ اٰمَنَ کے لیے ملاحظہ ہو: جملہ مؤمن) پ۱/۷،۸،۱۵ پ۲/۹ پ۳/۱،۸ پ۴/۱،۳ پ۵/۵ پ۶/۱۴ پ۷/۱۱ پ۸/۱۷،۱۸ پ۱۰/۹ پ۱۱/۱۴،۱۵ پ۱۲/۴ پ۱۶/۳،۷،۱۲ پ۱۹/۴ پ۲۰/۱۰،۱۱،۱۵ پ۲۲/۱۱ پ۲۴/۹،۱۰ پ۲۶/۱

اٰمِنْ تو ایمان لا۔ اِیْمَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۶/۲

اَمْنٌ امن، بےخوفی، دل جمعی، مصدر ہے پ۵/۸ پ۷/۱۵

اٰمِنًا پ۱/۱۵ پ۱۳/۱۲

اَمِنَ اس نے اعتبار کیا، وہ بےخوف ہو گیا، وہ نڈر ہو گیا، اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے مطمئن ہونے اور نڈر ہونے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳/۱۴ پ۹/۲ پ۱۲/۱۴

اَمَّنْ یا کون، بھلا کون، بھلا جو، مرکب ہے ہمزہ استفہام اور مَنْ اسم موصول سے (ملاحظہ ہو ہمزہ اور مَنْ) پ۱۱/۹ پ۲۰/۱ پ۲۳/۱۵ پ۲۶/۲

اٰمَنَّا ہم ایمان لائے، اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ

[۱] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۴

جمع متکلم پ۱ (۲، ۹، ۹، ۱۶) پ۳ (۹، ۱۰، ۹، ۱۳، ۱۶) پ۴ (۳، ۱۵)
پ۶ (۱۰، ۱۳) پ۷ (۱، ۵) پ۹ (۴) پ۱۱ (۱۲) پ۱۸ (۹) پ۱۹ (۷) پ۲۰ (۹، ۱۳) پ۲۱ (۱)
پ۲۲ (۱۲) پ۲۴ (۱۴) پ۲۶ (۱۴) پ۲۹ (۲، ۱۱)

اٰمنًا امن والا، پرامن، امنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۱ (۱۵) پ۳ (۱) پ۱۳ (۸) پ۲۰ (۹) پ۲۱ (۲) پ۲۴ (۱۹)

اٰمنتُ میں ایمان لایا، میں نے مانا، میں نے یقین کرلیا۔ ایمانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۱ (۱۴) پ۲۳ (۱) پ۲۵ (۳)

اٰمنت وہ ایمان لائی، اس نے مانا، ایمانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے پ۱۱ (۱۴، ۱۵) پ۱۷ (۱) پ۲۸ (۱۰)

اٰمنة امن والی، پرامن، امنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۴ (۲۱)

امنة امن، دل جمعی، چین، امنٌ کی طرح مصدر ہے پ۴ (۷) پ۱۹ (۱۶)

اٰمنتکُم میں نے تمہارا اعتبار کیا، امنتُ امنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُم ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۳ (۲)

اٰمنتُم تم ایمان لائے، تم نے مانا، تم نے یقین کیا، ایمانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ (۱۶) پ۵ (۱۸) پ۶ (۱۷)
پ۹ (۴) پ۱۰ (۱) پ۱۱ (۱۰، ۱۴) پ۱۶ (۱۲) پ۱۹ (۷)

امنتُم تم مطمئن ہوئے، تم امن میں ہوئے، تم نڈر ہوگئے، امنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ءامنتم میں ہمزۂ اولیٰ استفہام کی ہے پ۲ (۸، ۱۵) پ۱۵ (۷) پ۲۹ (۲)

اٰمنکُم میں تمہارا اعتبار کروں، امنَ امنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُم ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۳ (۲)

اُمنُن تو احسان کر، تو خرچ کر، (نصر) منٌّ سے جس کے معنی احسان کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۳ (۱۲)

اٰمنوا تم ایمان لاؤ، ایمانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ (۲، ۵، ۱۱، ۱۳، ۱۶) پ۳ (۱۶) پ۴ (۹، ۱۱) پ۵ (۴، ۱۷)
پ۶ (۲) پ۷ (۵) پ۹ (۱۰) پ۱۰ (۱۶) پ۱۵ (۱۲) پ۲۵ (۳) پ۲۶ (۴) پ۲۷ (۱۶)
پ۲۸ (۱۵)

امنوا وہ نڈر ہوگئے، وہ بے خوف ہوگئے، امنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۹ (۲) پ۱۳ (۹)

اٰمنوا وہ ایمان لائے، انہوں نے مانا، انہوں نے یقین کیا، ایمانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر

Marfat.com

غائب ١/ ٢ و ٣ و ٨ و ٩ و ١٢ و ١٣ و ١٦ — ٢/ ٣ و ٤ و ٥ و ٦ و ٧

٢/ ٧ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٧ — ٣/ ٢ و ٤ و ٥ و ٦ و ٧ و ١٤ و ١٥ و ١٦

٤/ ١ و ٢ و ٣ و ٥ و ٧ و ٨ و ١١ و ١٤ — ٥/ ٢ و ٣ و ٤ و ٥ و ٦ و ٧ و ٩ و ١٠

٥/ ١٥ و ١٧ و ١٨ — ٦/ ١ و ٤ و ٥ و ٦ و ١٠ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٥

٧/ ١ و ٣ و ٤ و ١٥ — ٨/ ١١ و ١٣ و ١٨ — ٩/ ١ و ٩ و ١٦ و ١٧ و ١٨

١٠/ ٦ و ٧ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٢ و ١٤ — ١١/ ٣ و ٤ و ٥ و ٦ و ١٢ و ١٥

١٢/ ٢ و ٣ و ٥ و ٦ و ٨ — ١٣/ ١ و ١٠ و ١٦ و ١٧ — ١٤/ ٩ و ٢٠ — ١٥/ ١٤ و ١٦

١٦/ ٣ و ٨ و ٩ — ١٧/ ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٤ و ١٧ — ١٨/ ٨ و ٩ و ١٠ و ١٣ و ١

١٨/ ١٤ و ١٥ — ١٩/ ١٥ و ١٩ — ٢٠/ ١٣ — ٢١/ ٣ و ٥ و ٨ و ١٠ و ١٥ و ١٨ و ١

٢٢/ ٣ و ٤ و ٦ و ٧ و ١٣ — ٢٣/ ٢ و ٩ و ١١ و ١٢ و ١٦ — ٢٤/ ٦ و ٨ و ٩

٢٤/ ١١ و ١٥ و ١٦ و ١٩ — ٢٥/ ٣ و ٤ و ٥ و ٦ و ١٣ و ١٨ و ٢٠ و ٢٣ — ٢٦/ ٢ و ٥

٢٦/ ٦ و ٧ و ٨ و ١٢ و ١٣ و ١٤ — ٢٧/ ٣ و ١٧ و ١٨ و ١٩ و ٢٠

٢٨/ ٢ و ٤ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٣ و ١٤ و ١٦ و ١٨ و ١٩ و ٢١

٢٨/ ٢٠ — ٢٩/ ١٥ — ٣٠/ ٨ و ٩ و ١٠ و ١٥ و ٢٠ و ٢٣ و ٢٨ و ٢

اٰمِنُوْنَ امن والے، بے خوف، مطمئن، اٰمِنٌ کی جمع اٰمِنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع اٰمِنُوْنَ ہوگا اور بحالتِ نصب وجر اٰمِنِیْنَ ٢٠/٣

٢٢/١١

اٰمَنَهُمْ ان کو امن دیا، اِیْمَانٌ سے جس کے معنی امن دینے کے بھی آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ٣٠/٢١

اُمْنِیَّتِہٖ اس کا خیال، اس کی تمنا، اس کی قرأت اُمْنِیَّۃٌ مضاف، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اُمْنِیَّۃٌ کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے اول تمنا کی وہ صورت جو ذہن انسانی میں حاصل ہو، دوم قرأت، تَمَنّٰی سے ماخوذ ہے۔ ابو مسلم اصفہانی نے تَمَنّٰی کے معنی نهاية التقدير یعنی مقررہ انداز کے منتہا کو پہنچنے کے بتائے ہیں۔ تمنا کرنے والا اپنے اندازہ کے مطابق ایک مقررہ چیز کا خیال کرتا اور پڑھنے والا حروف کا اندازہ رکھتا اور ان کا تصور قائم کرتا ہے اسی اعتبار سے اُمْنِیَّۃٌ کا لفظ عربی زبان میں دونوں معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تَمَنّٰی) ١٧/١٤

اٰمِنِیْنَ مطمئن، دل جمع، بے خوف، اٰمِنٌ کی جمع بحالت نصب وجر ١٣/٥ ١٤/١٤ ١٩/١٢ ٢٠/٧ ٢٢/٨ ٢٥/١٦ ٢٦/١١

اُمَنِّيَنَّهُمْ میں ان کو امیدیں دلاؤں گا، اُمَنِّيَنَّ تَمْنِيَةٌ سے جس کے معنی آرزو دینا

Marfat.com

دلانے کے ہیں۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ب ۱۵/۲

اَمْوَاتٌ مرے، مَیِّتٌ کی جمع (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اموت) ب ۲/۲ ب ۸/۱۴ ب ۱۵/۲۲ اَمْوَاتًا ب ۸/۲ ب ۲۱/۲۹

اَمْوَالٌ مال، دولتیں، مال کی جمع ب ۲/۶ ب ۱۲/۴ ب ۲/۳ ب ۶/۲ ب ۱۰/۵ ب ۶/۵ ب ۱۹/۲۶ ب ۹/۲۹ اَمْوَالًا ب ۱۵/۱۵ ب ۱۴/۱۱ ب ۱۰/۲۲

اَمْوَالُكُمْ تمہارے مال، اَمْوَالٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ب ۲/۲ ب ۹/۶ ب ۱۰، ۱۲/۳ ب ۴/۵ ب ۱۲/۹ ب ۱۲/۱۰ ب ۱۱/۲۲ ب ۸/۲۶ ب ۱۹، ۱۲/۲۸

اَمْوَالِنَا ہمارے مال، اَمْوَالٌ مضاف، نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ب ۸/۱۲ ب ۱۰/۲۶

اَمْوَالِهِمْ ان کے مال اَمْوَال مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ب ۲/۳ ب ۴/۳ ب ۵/۴ ب ۶/۹ ب ۱۰/۱۰ ب ۱۱/۱۱ ب ۱۹/۲۱ ب ۱۳/۲۶ ب ۹۳/۲۸

ب ۶/۲۹

اَمُوْتُ میں مروں گا، مَوْتٌ سے جس کے معنی مرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم

انواع حیات کے اعتبار سے موت کی بھی مختلف نوعیں ہیں (۱) انسانی، حیوانی، نباتی نشو ونما کے بالمقابل جو کیفیت پائی جاتی ہو وہ بھی ایک طرح کی موت ہی ہے۔ ارشادِ حق ہے یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد) یہاں زمین کی موت سے مراد اس میں نشو ونما کا نہ ہونا اور اس کی شادابی اور روئیدگی کا فنا ہوجانا ہے۔ (۲) زوالِ احساس چنانچہ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے) اور اِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا (کیا جب میں مر جاؤں تو پھر زندہ ہو کر نکلوں گا) میں موت سے زوالِ احساس ہی مراد ہے (۳) زوالِ عقل یعنی جہالت جیسے اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ (بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو روشنی دی جس کو وہ لوگوں میں لیے پھرتا ہے) یعنی جو پہلے بے عقل اور جاہل تھا اس کو ہم نے علم کی روشنی سے حیاتِ تازہ ورونق بے اندازہ عنایت کی۔ آیت شریفہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

Marfat.com

الموتیٰ (تو مُردوں کو سنا نہیں سکتا) میں بھی بے عقل
کے مُردے مراد ہیں (۴) وہ حزن وملال جو زندگی
کو مکدر کر کے چھوڑ دے جسے ہماری زبان میں بے
موت مرنا کہتے ہیں۔ ارشاد ہے وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ
مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ (اور چلی آتی ہے
اس پر موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا) (۵)
نیند کی حالت چنانچہ اہلِ عرب کا مقولہ ہے
النوم موت خفیف والموت نوم ثقیل
(نیند خفیف قسم کی موت ہے اور موت سخت قسم
کی نیند) هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ (وہی
تو ہے جو تم کو رات میں وفات دیتا ہے) یہاں وفات
سے یہی موت مراد ہے۔ حدیث شریف میں ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار
ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا
بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا (اللہ ہی کے لیے حمد ہے جس نے
مرنے کے بعد ہم کو زندہ فرمایا)[1] پ ۱/۵

اُمُوْر معاملات، کام، اَمْر کی جمع، (ملاحظہ ہو اَمْر)
پ ۲/۹، پ ۴/۹ و ۱۰، پ ۱۰/۱ و ۱۳، پ ۷/۱۳ و ۱۴، پ ۲۱/۱۱ و ۱۲، پ ۲۳/۱۳، پ ۲۵/۵ و ۶

پ ۲۷/۱۸

اُمُّهٗ اس کی ماں، اس کا ٹھکانا، اُمّ مضاف
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو
اُمّ)، پ ۳/۱۳، پ ۶/۷ و ۱۳، پ ۸/۳، پ ۲۰/۴، پ ۲۱/۱۱، پ ۲۶/۲، پ ۳۰/۵ و ۲۶

اُمِّهَا اس کی ماں. ان کی بڑی بستی، آیت شریفہ
وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْ
اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا (اور تیرا
رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک
کہ نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر
جو سنائے ان کو ہماری باتیں) میں اُمِّهَا کے معنی
ان کی بڑی بستی کے ہیں ھَا ضمیر قریٰ کی طرف
راجع، اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے بستیوں
کی ماں یعنی بڑی بستی، اُمّ مضاف ھَا ضمیر واحد
مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۰/۹

اُمَّهَات مائیں، اُمّ کی جمع، (ملاحظہ ہو اُمّ)
پ ۴/۱۵

اُمَّهٰتُکُمْ تمہاری مائیں، اُمَّهَاتُ مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۴/۱۵ پ ۲۱/۱۷

---

[1] سنن ابن ماجہ ص ۲۸۵ طبع فاروقی دہلی

Marfat.com

پ ۱۸/۱۴ پ ۲۱/۱۷ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۷/۶

اُمَّهَاتُهُمْ ان کی مائیں، اُمَّهَات مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۱/۱۷ پ ۲۸/۱

اَمْهِلْهُمْ ان کو ڈھیل دے، اَمْهِلْ اِمْهَالٌ سے جس کے معنی مہلت دینے اور ڈھیل چھوڑنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۳۰/۱۱

اُمِّیْ میری ماں، اُمِّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۶

اُمِّیَّ امی، جو نہ لکھ سکے نہ کتاب پڑھ سکے۔ زجاج نے تصریح کی ہے کہ امی وہ ہے جو امت عرب کی صفت پر ہو، بے پڑھا لکھا ہونا عرب کی مخصوص صفت تھی جس میں وہ دوسری قوموں سے ممتاز تھے، صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا امۃ امیۃ لا نکتب لا نحسب (ہم امی جماعت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا) اس اعتبار سے امی کو عامی کی طرح سمجھنا چاہیے کیونکہ عامی وہ ہے جو عامۃ الناس کی صفت پر ہو

بعض علماء کے خیال میں امی اُمّ کی طرف منسوب ہے چونکہ مائیں اکثر بے پڑھی لکھی ہوتی ہیں اس اعتبار سے بے پڑھے لکھے شخص کا انتساب ماں کی طرف مناسب ہوا یا چونکہ بے پڑھے لکھے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہ اس کو ماں نے جنا تھا۔ اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جانے لگی۔ امام باقرؒ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو ام القری (مکہ) کی طرف منسوب بتاتے تھے چونکہ اہل مکہ یعنی قریش من حیث القوم بے پڑھے لکھے ہی تھے اس وجہ سے بے پڑھے لکھے شخص کو امی کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "النبی الامی" کہا گیا ہے کیونکہ خود قرآن ہی آپ کو مخاطب کر کے آپ کی یہ صفت بیان کر رہا ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (اور آپ اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے دست مبارک سے کچھ لکھتے تھے تب تو البتہ یہ باطل پرست شبہ میں پڑتے) گویا آپ کے امی ہونے سے ایک طرف تو قرآن مجید

اپنے اعجاز کو ثابت کر رہا ہے اور دوسری طرف آپ کے اس معجزہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ باوجود امی ہونے کے کمالِ علوم سے سرفراز ہیں پس اس لحاظ سے لفظ امی آپ کے حق میں صفتِ مدح ہے دوسروں کے حق میں نہیں جیسے صفت تکبر کہ ذاتِ باری کے لیے صفتِ مدح ہے اور غیر کے لیے مذموم[1] پ ۹/۱۰

اُمِیْتُ میں مار ڈالتا ہوں۔ میں مار ڈالوں گا اِمَاتَۃٌ سے جس کے معنی موت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۳

اٰمِّیْنَ قصد کرنے والے، اَمٌّ سے جس کے معنی قصد کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، واحد اٰمٌّ پ ۶/۵

اَمِیْنٌ امانت دار، امن والا، معتبر اَمَانَۃٌ اور اَمْنٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور اسم مفعول کا بھی کیونکہ فعیلٌ کا وزن دونوں میں مشترک ہے فراء نے اس کو بمعنی فاعل بنایا ہے[2] اور بعض دوسرے علماء نے بمعنی مفعول پ ۱۳/۱ پ ۱۹/۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۸ پ ۳۰/۶ پ ۲۵/۱۴، ۱۶ پ ۳۰/۲۶

اُمِّیُّوْنَ بے پڑھے لکھے اُمِّیٌّ کی جمع بحالتِ رفع پ ۱

اُمِّیِّیْنَ ان پڑھ۔ امی لوگ، اُمِّیٌّ کی جمع بحالتِ نصب و جر پ ۳/۱۶،۱۱ پ ۲۸/۱۱

فصل النون المعجمہ

اَنْ کہ۔ یہ کہ، اس کی چار صورتیں ہیں (۱) اَنْ مصدریہ ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور اس کا مابعد بمنزلہ مصدر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے (۲) اَنْ مخففہ جو کہ شروع میں ثقیلہ تھا پھر خفیفہ کر لیا گیا۔ یہ کسی شے کی تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی (معلوم ہو کہ بیشک تم سے کتنے ہی بیمار ہو جائیں گے) (۳) اَنْ زائدہ جو لَمَّا کی تاکید کے لیے آتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ (پھر جب پہنچا خوش خبری دینے والا) (۴)

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۹ ص ۷۰ طبع مصر

[2] تفسیر فتح القدیر سورۃ والتین

Marfat.com

اَنْ مفسرہ یہ ہمیشہ اس فعل کے بعد آتا ہے جس میں کہنے کے معنی پائے جائیں، خواہ کہنے کے معنی پر اس فعل کی دلالتِ لفظی ہو جیسے فَاَوْحَیْنَا اِلَیْہِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ (پھر ہم نے اس کو حکم بھیجا کہ کشتی بنا) یا دلالتِ معنوی جیسے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا (اور ان میں سے کئی رئیس چل کھڑے ہوئے کہ چلو) یعنی ان کے اٹھ کر چلنے کا مطلب گویا یہ کہنا ہے کہ تم بھی چلو

۱: ۳ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۲: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۳: ۱، ۲۰ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۶

۴: ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵

۵: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۶: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ / ۱۷ و ۱۸

۷: ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸

۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷

۱۰: ۴ و ۸ و ۹ و ۹ / ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۶ / ۷ و ۸ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۱۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ / ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵

۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ / ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۱۴: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ / ۱۲ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۲ و ۲۳

۱۵: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و / ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۲

۱۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و / ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

۱۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۱ و / ۱۳ و ۱۶

۱۸: ۲ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹

۲۰: ۱ و ۲ و / ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶

۲۱: ۴ و / ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۷

۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و / ۱۱ و ۱۲ و ۱۷

۲۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۲۴: ۳ و ۸ و / ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷

۲۵: ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹

۲۶: ۲ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۶

۲۷: ۲ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۵ و / ۱۸ و ۱۹

۲۸: ۱ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰

۲۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۳۰

۳۰: ۳ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۲۱

اِنْ اگر، نہیں، تحقیق و تاکید اس کی بھی چار صورتیں ہیں۔

(۱) اِنْ شرطیہ جیسے اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا) (۲) اِنْ نافیہ یہ جملہ اسمیہ پر بھی آتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ چنانچہ آیت شریفہ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (سو یہ کچھ

Marfat.com

نہیں مگر پیچھے پڑے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر
اٹکلیں دوڑاتے ہیں) دونوں کی مثال ہے پہلا جملہ
فعلیہ ہے اور دوسرا اسمیہ، اس کے بعد اکثر اِلَّا
یا لَمَّا آتا ہے مگر ہر جگہ آنا ضروری نہیں جیسے اِنْ
عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا (تمہارے پاس اس کی
کوئی سند نہیں) (۳) اِنْ موکدہ جو زائد ہوتا ہی
اور ما نافیہ کی تاکید کرتا ہے جیسے وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَا
اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ (اور ہم نے ان کو مقدور دیا
تھا ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا) یہاں
اِنْ نافیہ بھی بن سکتا ہے (۴) اِنْ مخففہ جو اِنَّ
ثقیلہ سے مخفف ہو کر اِنْ بن گیا۔ یہ تحقیق و ثبوت
کے معنی دیتا ہے اس کے بعد لام مفتوح کا آنا لازمی
ہے جیسے وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ
(بلاشبہ اصحاب الایکہ ظالم تھے)

۱: [illegible]

۱: [illegible] — ۲: [illegible]

۳: [illegible]

۴: [illegible] — ۵: [illegible]

۵: [illegible] — ۶: [illegible]

۶: [illegible] — ۷: [illegible]

۷: [illegible] — ۸: [illegible]

۸: [illegible] — ۹: [illegible]

۹: [illegible] — ۱۰: [illegible]

۱۰: [illegible] — ۱۱: [illegible]

۱۱: [illegible] — ۱۲: [illegible]

۱۲: [illegible] — ۱۳: [illegible]

۱۳: [illegible] — ۱۴: [illegible]

۱۵: [illegible]

۱۶: [illegible] — ۱۶: [illegible]

۱۷: [illegible] — ۱۸: [illegible]

۱۸: [illegible] — ۱۹: [illegible]

۲۰: [illegible] — ۲۱: [illegible]

۲۱: [illegible] — ۲۲: [illegible]

۲۲: [illegible] — ۲۳: [illegible]

۲۳: [illegible] — ۲۴: [illegible]

۲۵: [illegible]

۲۶: [illegible] — ۲۷: [illegible]

۲۷: [illegible] — ۲۸: [illegible]

۲۸: [illegible] — ۲۹: [illegible]

Marfat.com

پ ۳۰: ۱۹ و ۱۱ و ۱۲ و [illegible]

اِنَّ - اَنَّ تحقیق، بیشک، یقیناً، یہ دونوں حرف تحقیق ہیں اور حروفِ مشبہ بالفعل میں سے ہیں خبر کی تاکید و تحقیق مزید کے لئے آتے ہیں اپنے اسم کو نصب، خبر کو رفع دیتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِنَّ کا مابعد جملہ مستقلہ ہوتا ہے اور اَنَّ کا مابعد مفرد کا حکم رکھتا ہے۔ پس جہاں جملہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا وہاں کسرہ واجب ہے اور جہاں اس کا مابعد مفرد کے حکم میں ہوگا وہاں فتحہ ضروری ہے۔ اِنَّ

پ ۱: ۱ و ۲ و ۳ و

پ ۱: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ — پ ۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷

پ ۲: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۳: ۴ و ۵ و ۶

پ ۳: ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۴: ۱ و ۲ و ۳

پ ۴: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴

پ ۵: ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

پ ۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

پ ۷: ۲ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و

پ ۸: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ — پ ۹: ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ ۹: ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۱۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

پ ۱۰: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۱۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۱۱: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۱۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۱۲: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۱۳: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۱۳: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۱۴: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰

پ ۱۴: ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۲ و ۲۳ — پ ۱۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و

پ ۱۵: ۴ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ — پ ۱۶: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

پ ۱۶: ۱۳ و ۱۴ — پ ۱۷: ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷

پ ۱۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — پ ۱۹: ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷

پ ۱۹: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹

پ ۲۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و [illegible]

پ ۲۱: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۲ — پ ۲۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۲۲: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۳: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۲۳: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۴: ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۲۴: ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۲۵: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۶: ۱ و ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و

پ ۲۶: ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و

پ ۲۷: ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷

پ ۲۸: ۱۹ — پ ۲۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و [illegible]

Marfat.com

پ ۳۰: ۱و۲و۳و۴و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷و

پ ۳۰: ۱۹و۲۱و۲۳و۲۵و۲۶و۳۲و۳۳

اَنَّ - پ ۱: ۳و۵و۷و۹و۱۲و۱۳ — پ ۲: ۴و۵و۸و۹و

پ ۲: ۱۳و۱۴و۱۶ — پ ۳: ۳و۵و۱۱و۱۲و۱۶ — پ ۴: ۸و۱۰ — پ ۵: ۱۶

پ ۶: ۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵ — پ ۷: ۳و۸و۱۳ — پ ۸: ۵و۶و۱۷

پ ۹: ۲و۵و۱۶و۱۷و۱۹ — پ ۱۰: ۱و۲و۳و۵و۷و۱۱و۱۴و۱۶

پ ۱۱: ۲و۳و۵و۶و۷و۱۱ — پ ۱۲: ۷و۱۶ — پ ۱۳: ۴و۸و۱۵ — پ ۱۴: ۳و۵و۶و

پ ۱۴: ۱۴و۲۰ — پ ۱۵: ۱و۱۱و۱۳و۱۵ — پ ۱۶: ۱۱ — پ ۱۷: ۳و۷و۸و۹و۱۵و۱۶

پ ۱۸: ۷و۸و۹و۱۳ — پ ۱۹: ۲و۹ — پ ۲۰: ۲و۴و۱۰و۱۱ — پ ۲۱: ۷و۱۲و۱۳

پ ۲۲: ۲و۱۶ — پ ۲۳: ۱۹ — پ ۲۴: ۲و۳و۱۰و۱۶و۱۷ — پ ۲۵: ۱۴ — پ ۲۶: ۴و۵

پ ۲۶: ۱۳ — پ ۲۷: ۷و۹و۱۸و۲۰ — پ ۲۸: ۱۹ — پ ۲۹: ۶و۱۱ — پ ۳۰: ۱۹و۲۴

اٰنٍ - کھولتا پانی۔ اِنیٰ سے جس کے معنی سخت کھولنے اور پکنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ پ ۲۷: ۱۴

اِنَّا - بیشک ہم، حرف مشبہ بالفعل ہے اِنَّ اور ضمیر جمع متکلم نا سے مرکب ہے ءَ اِنَّا میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ پ ۱: ۱و۲و۸و۱۴ — پ ۲: ۳ — پ ۵: ۱۴

پ ۶: ۲و۳و۷و۸و۱۱و۱۵ — پ ۷: ۴ — پ ۸: ۵و۶و۷و۸و۱۵و۱۶و۲۱

پ ۹: ۴و۵و۹و۱۱و۱۳ — پ ۱۰: ۱۳ — پ ۱۲: ۳و۴و۷و۸و۹و۱۰ — پ ۱۴: ۱۶

پ ۱۲: ۱۱و۱۲و۱۴و۱۵ — پ ۱۳: ۲و۳و۴و۵و۶و۷و۱۴و۱۵

پ ۱۴: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷ — پ ۱۵: ۵و۱۱و۱۳و۱۶و۲۰ — پ ۱۶: ۲و۳و۴و۹

پ ۱۶: ۱۰و۱۲و۱۳ — پ ۱۷: ۲و۴و۷و۸و۱۴ — پ ۱۸: ۱و۴و۵و۶

پ ۱۹: ۶و۷و۸و۱۰و۱۹ — پ ۲۰: ۲و۳و۴و۸و۹و۱۳و۱۶ — پ ۲۱: ۱۴و۱۵

پ ۲۲: ۳و۵و۶و۷و۹و۱۰و۱۵و۱۸و۱۹ — پ ۲۳: ۲و۴و۵و۶و۷و۹

پ ۲۳: ۸و۹و۱۱و۱۳و۱۵ — پ ۲۴: ۱و۱۰و۱۱و۱۴ — پ ۲۵: ۶و۷و۸و۹و۱۰

پ ۲۵: ۱۳و۱۴و۲۰ — پ ۲۶: ۴و۹و۱۰و۱۳و۱۷ — پ ۲۷: ۱و۲و۳و۸و۹و۱۹

پ ۲۷: ۱۰و۱۴و۱۵ — پ ۲۸: ۷ — پ ۲۹: ۳و۵و۶و۸و۹و۱۱و۱۳و۱۵و۱۹

پ ۲۹: ۲۰و۲۲ — پ ۳۰: ۲و۳و۲۲و۲۳

اَنَّا - بے شک ہم۔ حرف مشبہ بالفعل ہے اَنَّ اور نا ضمیر جمع متکلم سے مرکب ہے۔ پ ۳: ۱۴و۱۵ — پ ۵: ۹

پ ۸: ۷ — پ ۱۳: ۱۲ — پ ۱۶: ۸و۹و۱۶ — پ ۱۷: ۴ — پ ۱۹: ۱۹ — پ ۲۰: ۳ — پ ۲۱: ۱و۳و۱۶

پ ۲۳: ۲و۴ — پ ۲۴: ۱۰ — پ ۲۵: ۱۴ — پ ۲۹: ۱۱ — پ ۳۰: ۵

اَنَا - میں۔ واحد متکلم کی ضمیر مرفوع منفصل ہے پ ۲: ۳

پ ۳: ۱۷ — پ ۶: ۹ — پ ۷: ۱۳و۱۵و۱۹ — پ ۸: ۷و۸و۹و۱۶ — پ ۹: ۷و۱۳

پ ۱۱: ۱۰و۱۳ — پ ۱۲: ۲و۸و۱۶و۱۷ — پ ۱۳: ۲و۳و۴و۶و۱۶ — پ ۱۴: ۴و۶

پ ۱۴: ۷ — پ ۱۵: ۱۶ — پ ۱۶: ۳و۵و۱۰ — پ ۱۷: ۲و۵و۶و۱۴ — پ ۱۸: ۴

پ ۱۹: ۶و۱۰و۱۶و۱۸ — پ ۲۰: ۳و۷ — پ ۲۱: ۹ — پ ۲۳: ۱۳ — پ ۲۴: ۱۰و۱۵

پ ۲۵: ۱۱و۱۲ — پ ۲۶: ۱و۱۹ — پ ۲۷: ۳و۷ — پ ۲۸: ۲ — پ ۳۰: ۳و۴

اٰنَآءَ - اوقات، گھڑیاں۔ اَنیٰ دبروزن عصا کی

Marfat.com

جمع جس کے معنی گھڑی اور وقت کے ہیں آنی
کا استعمال دن بھر اور رات بھر کیلئے ہوتا ہے
پ ۲۳ پ ۱۶ پ ۲۳

اَنَابَ ۔ وہ رجوع ہوا ۔ اِنَابَۃٌ سے جس کے معنی رجوع ہونیکے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب انابت الی اللہ کے معنی اخلاصِ عمل اور دل سے اللہ کی طرف رجوع ہونے اور توبہ کرنے کے ہیں
پ ۱۳ پ ۲۱ پ ۲۳

اَنَابُوْا ۔ وہ رجوع ہوئے ۔ اِنَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۳

اِنَاثًا ۔ عورتیں ، اُنثیٰ کی جمع جس کے معنی عورت کے ہیں ۔ آیت شریفہ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلَّآ اِنٰثًا (اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو) میں معبودانِ باطل کو اِنَاث یا تو باعتبار لفظ کہا کیونکہ مشرکین اپنے بتوں کو انواع اقسام کے زیوروں سے آراستہ کرتے اور عورتوں کے نام سے نامزد کرتے تھے جیسے لات ، منات ، عزیٰ ، نائلہ کہ یہ سب مونث نام ہیں ۔ سعید بن منصور ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت حسن بصری کی تصریح نقل کی ہے کہ عرب کے قبیلہ قبیلہ کا جداجدا بت ہوتا تھا جو اسی قبیلہ کی نسبت سے انثیٰ بنی فلاں کہلاتا تھا [۵۱] ۔ یا معنی کے اعتبار سے اِنَاث کہا گیا ۔ چنانچہ مغربی نے اِنَاث کے معنی کمزور اور عاجز کے بتائے ہیں جن کو کسی کام کے کرنیکی قدرت نہو اسی مناسبت سے عربی میں کھُٹّلی تلوار کو سَیْفٌ اَنِیْثٌ کہتے ہیں انث فی امرہٖ کسی کام میں ڈھیلے پڑجانے کیلئے آتا ہے اور مخنث اور ضعیف شخص کو انیث کہا جاتا ہے [۵۲] ۔ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں ، کہ موجودات کی ایک دوسرے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں (۱) فاعل غیر منفعل ۔ یہ صفت صرف ذات باری کی ہے ۔ اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں (۲) منفعل غیر فاعل یہ صفت جمادات کی ہے (۳) ایک اعتبار سے منفعل دوسرے اعتبار سے فاعل جیسے جن وانس اور ملائکہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے منفعل ہیں اور اپنی مصنوعات کے اعتبار سے فاعل ہیں ۔ پس چونکہ معبودانِ عرب

---

۵۱ فتح القدیر ج ۱ ص ۷۹، ۳ طبع مصر ۱۳۴۹ھ ۵۲ البحر المحیط ج ۳ ص ۳۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

منجملہ جمادات تھے جو سراسر منفعل اور غیر فاعل ہیں یعنی ان میں محض اثر پذیری کی تو صلاحیت ہے مگر مؤثر ہونے کی قوت ذرا سی بھی نہیں۔ لہذا قرآن مجید نے اناث کہکر مشرکین کو تنبیہ کی ہے کہ تم نے جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ان میں نہ عقل ہے نہ سمجھ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کسی حیثیت سے بھی تو کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے باپ کو توحید کی تبلیغ کرتے ہوئے اسی حقیقت کو واضح کیا تھا فرماتے ہیں یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا[۵۱] (اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آوے) اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری اور قتادہ نے اِنَاثًا کے معنی بیجان کے بتائے ہیں[۵۲]۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت حسن بصری سے ناقل ہیں کہ ہر بیجان چیز جس میں روح نہ پائی جائے اناث میں داخل ہے خشک لکڑی ہو یا خشک پتھر[۵۳]۔ مشہور مفسر ضحاک تابعی کا بیان ہے کہ مشرکین (نعوذ باللہ) فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور مدعی تھے کہ ہم انکو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ بارگاہ ایزدی میں ہمارے قرب کا موجب ہیں چنانچہ انھوں نے خوبصورت شکل کی شکل میں ان کے مجسمے تراش رکھے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ کی ان بیٹیوں کی شبیہ ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں[۵۴]۔ قرآن مجید نے ان کے اسی خیال کے اعتبار سے اِناث کہا ہے ضحاک کی یہ تفسیر خود قرآنی آیات کے بھی مناسب ہے چنانچہ سورہ زخرف میں تصریح ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (اور انھوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دیا) اور سورہ الصّٰفّٰت میں ارشاد ہے وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا (انھوں نے اللہ میں اور جنوں میں قرابت ٹھیرا رکھی ہے) سورہ النجم کی

۵۱ مفردات راغب مادہ "انث"۔ ۵۲ ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۹ اور البحر المحیط ج ۳ ص ۲۵۱۔

۵۳ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۰۰ھ بر حاشیہ فتح البیان ۵۴ ایضاً ص ۱۹۵

Marfat.com

آیاتِ ذیل میں بھی اسی کا ذکر ہے اَفَرَءَیتُم اللّٰتَ وَالعُزّٰی، وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الاُخرٰی، اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الاُنثٰی، تِلکَ اِذًا قِسمَۃٌ ضِیزٰی، اِن ھِیَ اِلَّا اَسمَآءٌ سَمَّیتُمُوھَا اَنتُم وَاٰبَآؤُکُم مَّآ اَنزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِن سُلطٰنٍ (بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ اور تیسرے منات کو جو پچھلا ہے، کیا تمہارے لئے تو ہوں بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں؟ یہ تقسیم تو بڑی بھونڈی ہے۔ یہ تو سب تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے رکھے ہوئے نام ہیں اللہ نے تو ان کی کوئی سند نہیں اتاری) پ۵/۸ پ۲۳/۹ پ۲۵/۱۵

اَنَاسٌ۔ لوگ، نَوسٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی حرکت کرنے کے ہیں۔ اِنسَانٌ کی جمع علیٰ غیر لفظہ

پ۱/۴ پ۸/۱۲ پ۹/۱۰ پ۱۵/۸ پ۱۹/۱۹

اَنَاسِیَّ۔ آدمی۔ لوگ سیبویہ کے مذہب پر اِنسَانٌ کی جمع ہے فراء، مبرد اور زجاج کا بیان ہے کہ اِنسِیٌّ کی جمع ہے فراء کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ اِنسَانٌ کی جمع ہے اصل میں اَنَاسِینُ تھا۔[1]

سِرحَانٌ اور سَرَاحِینُ اور بُستَانٌ اور بَسَاتِینُ اس میں دوسری یای جو ہے وہ نون کے عوض لائی گئی ہے۔ پ۱۹/۱

اَنَامٌ۔ خلق جن وانس۔ جو کچھ زمین پر ہے۔ پ۲۷/۱۱

اَنَامِلَ۔ انگلیاں۔ اَنمُلَۃٌ کی جمع جس کے معنی کے پہلے پوروے کے ہیں جس میں ناخن ہوتا ہے پ۴/۳

اَنبَاءٌ۔ خبریں، حقیقتیں۔ نَبَاٌ کی جمع جس سے بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہو اسی نبار کہا جاتا ہے اور جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہو اس کو نبار نہیں بولتے کیونکہ کوئی خبر اس وقت تک نبار کہلانے کی مستحق ہی نہیں جبتک کہ وہ شائبہ کذب سے پاک ہو جیسے وہ خبر جو بطریق تواتر ثابت ہو یا جس کو اللہ اور رسول نے بیان کیا ہو۔ پ۱۳/۱۲ پ۷

پ۱۴/۲۲ پ۱۲/۱۰ پ۱۳/۵ پ۱۶/۱۴ پ۱۹/۵ پ۲۰/۱۰ پ۲۷/۸

اَنبَأَکَ۔ اس نے تجھ کو خبر دی، اَنبَأَ اِنبَآءٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۲۸/۱۹

---

[1] فتح القدیر ج ۳ ص ۸۰، طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

اَنۡبَآئِکُمۡ۔ تمہاری خبریں۔ اَنۡبَآءِ مضاف کُمۡ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۱/۱۸ پ

اَنۡبَآئِھَا۔ اس کی خبریں۔ اَنۡبَآءِ مضاف ھَا ضمیر
واحد مونث غائب مضاف الیہ ۹ پ

اَنۡبَاَھُمۡ۔ ان کو بتلایا۔ اَنۡبَاَ اِنۡبَآءٌ سے صیغہ ماضی
ھُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب ۱ پ

اَنۡبَتَتۡ۔ وہ اگی۔ اس نے اگایا۔ اِنۡبَاتٌ سے
جس کے معنی اُگنے اگانے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو نَبَاتًا) ۳/۱۴ پ ۱۱/۱۸ پ

اَنۡبَتَکُمۡ۔ اس نے تم کو اگایا۔ اَنۡبَتَ اِنۡبَاتٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمۡ ضمیر جمع مذکر
حاضر انبات کا استعمال نباتات کے اگانے اور جاندار کے
بڑھانے دونوں کے متعلق ہوتا ہے اور یہاں دوسری
ہی معنی مراد ہیں (ملاحظہ ہو نَبَاتًا) ۲۹/۹ پ

اَنۡبَتۡنَا۔ ہم نے اگایا۔ اِنۡبَاتٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم ۱۴/۲ پ ۱۹/۵ پ ۲۰/۱ پ ۲۱/۲ پ ۲۳/۹ پ ۲۶/۱۵ پ ۳۰/۵ پ

اَنۡبَتَھَا۔ اس کو بڑھایا۔ اَنۡبَتَ صیغہ ماضی
ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۳/۱۲ پ

اِنۡبَجَسَتۡ پھوٹ نکلی۔ اِنۡبِجَاسٌ سے جس کے
معنی کسی تنگ مقام سے پانی کے بہ نکلنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۹ پ

اِنۡبِذۡ۔ تو پھینک دے (ضرب) نَبۡذٌ سے جس کے
معنی پھینکنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۰ پ

اِنۡبِعَاثَھُمۡ۔ ان کا اٹھنا۔ اِنۡبِعَاثٌ بروزن
اِنۡفِعَالٌ مصدر ہے بمعنی اٹھ کھڑا ہونا۔ مضاف ہے
ھُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۰ پ

اِنۡبَعَثَ۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اِنۡبِعَاثٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳۰/۱۶ پ

اَنَبۡنَا۔ ہم رجوع ہوئے۔ اِنَابَۃٌ سے ماضی
صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ) ۲۸ پ

اَنۡبِیَآءَ۔ پیغمبر۔ نبیؐ کی جمع جس کے معنی نبی
کے ہیں۔ قرآن مجید میں جن انبیاء کرام کے اسماء
گرامی بالتصریح بیان کئے گئے ہیں وہ کل چھبیس
آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط
اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، یوسف، شعیب، موسیٰ
ہارون، یونس، داؤد، سلیمان، ایوب، الیاس
زکریا، عیسیٰ، یحییٰ، ذوالکفل۔ دبقولِ اکثر مف
اور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلوات اللہ و

Marfat.com

علیہم اجمعین۔ البتہ جن انبیاء کا قرآن مجید میں ذکر نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی تعداد کیا تھی؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث اس سلسلہ میں مشہور ہے چنانچہ ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ان سے راوی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ انبیاء کی تعداد کیا ہے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ میں نے سوال کیا، یارسول اللہ ان میں رسول کتنے تھے؟ فرمایا تین سو تیرہ کا جم غفیر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان میں پہلے رسول کون ہیں؟ فرمایا آدم۔ میں نے دریافت کیا وہ نبی مرسل تھے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی اور اپنے سامنے ان کو درست کردیا۔ پھر فرمانے لگے اے ابوذر چار سریانی ہیں۔ آدم، شیث، نوح، اور خنوخ یہی ادریس ہیں اور ان ہی نے سب سے پہلے قلم سے لکھا ہے اور چار عربی ہیں۔ ہود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی۔ اے ابوذر بنی اسرائیل کے پہلے نبی موسیٰ اور آخری عیسیٰ ہیں۔ اول نبی آدم ہیں اور آخری نبی تمہارے نبی ہیں۔ اس پوری حدیث کو حافظ ابوحاتم بن حبان بستی نے بھی اپنی مشہور کتاب التقاسیم والانواع میں روایت کیا ہے جس کو وہ صحیح کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن حافظ ابوالفرج الجوزی نے ان کی مخالفت کی ہے اور اپنی کتاب موضوعات میں اس کا ذکر کیا ہے وہ اس سلسلہ میں اس حدیث کے ایک راوی ہشام بن حسان کو متہم گردانتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر ابن الجوزی کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

ولا شك انه قد تكلم فيه غير واحد من ائمة الجرح والتعديل من اجل هذا الحديث

(اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے متعلق بہت سے ائمہ جرح وتعدیل نے اسی حدیث کی بناپر کلام کیا ہے) یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا پہلا نبی بتایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صفت حضرت یوسف علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ اس چیز سے بھی حافظ ابن الجوزی کے خیال کی تائید ہوتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

بھی مرفوعاً یہی تعداد نقل کی ہے لیکن یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے اور مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے خود ابی ذر رضی اللہ عنہ کی بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے لیکن اس کی سند بھی بعینہ وہی ہے جو ابن ابی حاتم کی ہے[۱]۔ حافظ ابوبکر اسمٰعیلی اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد عمل میں آئی ہے جن میں سے چار ہزار نبی بنی اسرائیل میں گزرے ہیں[۲]۔ لیکن اس روایت کے ایک راوی احمد بن طارق کے متعلق حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ مجھے اس کی عدالت یا جرح کا علم نہیں[۳]۔ امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حافظ ابوبکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ انبیاء کا خاتم ہوں[۴]۔ ان دونوں روایتوں کی سندیں صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے تعداد انبیاء کے متعلق یہی قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو نُبُوَّۃ اور نَبِیّ پ ۱۱/۳ پ ۱۱/۴ پ ۶/۵)

اُنَبِّئُكَ۔ میں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ اُنَبِّیْ تَنْبِئَۃٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱

اُنَبِّئُكُمْ۔ میں تم کو بتاؤں۔ میں تم کو خبر دوں گا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ آیت شریفہ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ (کہہ دیجیے کہ کیا میں تم کو اس سے بھی بہتر بتاؤں) میں ہمزہ تقریر و ثبوت کے لئے ہے۔ پ ۳/۱۰ و ۱۳ پ ۶/۱۳ پ ۱۲/۱۴ پ ۱۷/۱۴ پ ۱۹/۱۵ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۱/۱۱

اَنْبِئُوْنِیْ۔ مجھے بتاؤ۔ اَنْبِئُوْا اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱/۴

اَنْبِئْهُمْ۔ تو ان کو بتا دے اَنْبِئْ اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱/۴

اَنْتَ (تو ایک مرد) واحد مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع

---

[۱] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۸ و ۲۵۱ طبع مصر ۱۳۰۱ھ۔ [۲] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۰۰ طبع مصر [۳] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۹ [۴] ایضاً ص ۲۵۱ و ۲۵۲

Marfat.com

منفصل ہے۔ جمہور کے نزدیک اَنْتَ میں اَنْ ضمیر ہی اور تَ حرف خطاب۔ آیت شریف ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (کیا تو نے لوگوں سے کہا) اور ءَاَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا (کیا تو نے ہی یہ کیا ہے) میں ہمزہ اولیٰ استخبار کے لئے ہے جو بصورت تہدید ہے پ۱ (۱۵،۱۴)

پ۲ (۱) پ۳ (۱۲،۹،۸) پ۶ (۸) پ۷ (۱۹،۹،۴،۵) پ۸ (۹) پ۹ (۱۰،۸،۷)

پ۹ (۱۸،۹) پ۱۱ (۱۵،۱۰) پ۱۲ (۱۲،۸،۹،۴،۲) پ۱۳ (۶،۵،۳،۴) پ۱۴ (۲۰)

پ۱۶ (۱۲،۱۱،۹) پ۱۷ (۹،۵) پ۱۸ (۹،۲) پ۱۹ (۱۴،۱۲،۹،۲) پ۲۰ (۲)

پ۲۱ (۸) پ۲۲ (۱۵،۱۱) پ۲۳ (۱۶،۱۲) پ۲۴ (۶،۲،۱) پ۲۵ (۱۶،۱۰،۲)

پ۲۶ (۱۲) پ۲۷ (۴،۲) پ۲۸ (۷) پ۲۹ (۲) پ۳۰ (۱۵،۱۴،۹،۵،۴)

اِنْتَبَذَتْ۔ وہ جدا ہوئی۔ یکسو ہوئی۔ اِنْتِبَاذٌ سے جس کے معنی لوگوں سے یکسو ہو کر جدا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۶ (۵)

اِنْتَثَرَتْ۔ وہ جھڑ گئی، وہ بکھر گئی۔ اِنْتِثَارٌ سے جس کے معنی بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۳۰ (۷)

اِنْتَشِرُوْا تم الگ ہو جاؤ۔ تم پھیل پڑو۔ اِنْتِشَارٌ سے جس کے معنی پھیلنے اور متفرق ہونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ عربی میں لوگوں کے انتشار کا مطلب ان کا پھیل کر اپنے اپنے کاموں میں لگ جانا ہے۔ پ۲۲ (۴) پ۲۸ (۱۲)

اِنْتَصَرَ۔ اس نے بدلہ لیا۔ اس نے مدد طلب کی اِنْتِصَارٌ سے جس کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ظالم کے انتصار کے معنی اس کو سزا دینا اور اس سے انتقام لینا ہیں پ۲۵ (۵) پ۲۶ (۵)

اِنْتَصِرْ۔ تو بدلہ لے۔ اِنْتِصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲۷ (۸)

اِنْتَصَرُوْا۔ انھوں نے بدلہ لیا۔ اِنْتِصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۹ (۱۵)

اِنْتَظِرْ۔ تو راہ دیکھ۔ تو منتظر رہ۔ اِنْتِظَارٌ سے جس کے معنی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۱ (۱۶)

اِنْتَظِرُوْا۔ تم راہ دیکھو۔ تم منتظر رہو۔ اِنْتِظَارٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸ (۱۴،۹،۷) پ۱۱ (۱۵،۹،۷) پ۱۲ (۱۰)

اِنْتِقَامٌ۔ غلبہ پانا۔ سزا دینا۔ بر وزن اِنْتِعَالٌ مصدر ہے پ۳ (۹) پ۶ (۲) پ۱۳ (۱۹) پ۲۴ (۱)

اِنْتَقَمْنَا۔ ہم نے سزا دی۔ اِنْتِقَامٌ سے ماضی کا

صیغہ جمع متکلم۔ پ ۹ پ ۱۴/۵ پ ۲۱/۸ پ ۲۵ (۸ و ۱۱)

اَنْتُمْ۔ تم (سب مرد) جمع مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل ہے اَنْتُمْ میں ہمزہ اولیٰ بجز سورہ واقعہ کے تمام قرآن مجید میں ہمزہ استخبار ہے جو زجر و تہدید کے لیے آئی ہے اور سورہ واقعہ میں تقریر و ثبوت کیلئے استعمال ہوئی ہے۔ پ ۱ (۳ و ۵ و ۶)

پ ۱ (۱۰ و ۱۱ و ۱۹) پ ۲ (۶ و ۱۰ و ۱۴) پ ۳ (۵ و ۱۵ و ۱۶) پ ۴ (۱ و ۲ و ۳ و ۹)

پ ۴ (۴ و ۵ و ۹) پ ۵ (۱۴ و ۱۳) پ ۶ (۵ و ۷) پ ۷ (۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۱۴ و ۱۶)

پ ۸ (۳ و ۵ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۶) پ ۹ (۱۴ و ۱۶) پ ۱۰ (۱۴ و ۱) پ ۱۱ (۸ و ۱۰ و ۱۳)

پ ۱۲ (۴ و ۵ و ۱۲ و ۱۵) پ ۱۳ (۳ و ۴ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶) پ ۱۴ (۲ و ۱۶)

پ ۱۵ (۱۱) پ ۱۶ (۵ و ۶ و ۱۴) پ ۱۸ (۸ و ۱۵ و ۱۶) پ ۱۹ (۷ و ۹ و ۱۳ و)

پ ۱۹ (۱۸ و ۱۹) پ ۲۰ (۱۴) پ ۲۱ (۶ و ۷ و ۹) پ ۲۲ (۱۰ و ۱۵ و ۱۹) پ ۲۳ (۲ و ۴ و ۵)

پ ۲۳ (۶ و ۹ و ۱۲ و ۱۴) پ ۲۴ (۲ و ۱۰) پ ۲۵ (۶ و ۱۳) پ ۲۶ (۸ و ۱۳) پ ۲۷ (۳ و)

پ ۲۷ (۵ و ۶ و ۷ و ۱۵ و ۱۶) پ ۲۸ (۵ و ۸) پ ۲۹ (۱۰) پ ۳۰ (۴ و ۴ و ۲)

اَنْتُمَا۔ تم (دو مرد یا دو عورتیں) تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مونث حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل۔ قرآن مجید میں یہ تثنیہ مذکر حاضر کیلئے استعمال ہوئی ہے۔ پ ۲۰

اِنْتَهُوْا۔ تم رک جاؤ، تم چھوڑ دو۔ اِنْتِهَاءٌ سے جس کے معنی جس کام سے منع کیا جائے اس سے باز رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶/۱۴ پ ۸

اِنْتَهَوْا۔ وہ رک گئے۔ انھوں نے چھوڑ دیا۔ اِنْتِهَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲/۸ پ ۹/۱۹

اِنْتَهٰی۔ وہ باز آگیا۔ وہ رک گیا۔ اس نے چھوڑ دیا اِنْتِهَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳/۹

اُنْثٰی۔ عورت۔ مادہ پ ۲/۹ پ ۳/۱۲ پ ۴/۱۱ پ ۵/۱۵ پ ۱۳/۸

پ ۱۴ (۱۳ و ۱۹) پ ۲۲ (۱۴) پ ۲۴ (۱۰) پ ۲۵ (۱) پ ۲۶ (۱۴) پ ۲۷ (۵ و ۹ و ۶) پ ۲۹ (۱۸)

پ ۳۰ (۱۴)

اُنْثَيَيْنِ۔ دو عورتیں، دو مادہ۔ اُنْثٰی کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر پ ۴/۱۴ پ ۶/۱۴ پ ۸

اَنْجَيْتَنَا۔ تو نے ہم کو بچا لیا۔ اَنْجَيْتَ اِنْجَاءٌ سے جس کے معنی نجات دینے اور چھٹکارا دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۱/۸

اَنْجٰكُمْ۔ اس نے تم کو چھڑایا۔ اَنْجٰی اِنْجَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۱/۸

اِنْجِيْل۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اُس کا نام ہے۔ یہ عجمی لفظ ہے بعض اہلِ لغت نے اس کا اشتقاق بیان کرنے میں خواہ مخواہ تکلف سے کام لیا ہے علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔

"توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں، تکلف سے کام لے کر ان کا اشتقاق دری اور نجل سے بتانا اور ان کا وزن تفعلۃ اور افعیل بیان کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں لفظ عربی ہوں حضرت حسن بصری نے اس کی قراءت اَنجیل کی ہے جس میں ہمزہ کو فتحہ ہے یہ اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ افعیل کا فتح ہمزہ کے ساتھ سرے سے اوزانِ عرب میں موجود ہی نہیں ہے" [1]

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد کے لوگوں کی تصنیفیں ہیں جن میں آپ کے اقوال و احوال کو صحیح و غلط طور پر مرتب کر دیا اور گو ان میں اصلی انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے بلکہ یہ چاروں کتابیں یعنی مرقس، یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیف میں سے ہیں جو اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین میں عیسائیوں میں سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی ان میں زیر بحث ہے کہ جن اشخاص کے نام سے یہ مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ ہیں۔ یا مابعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں۔ تاہم اس پر ہمارا اور عیسائیوں دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں کتابیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں۔

بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے وہی اصلی انجیل مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ پ۳ ۱۹ و ۳ و ۱۳ پ۶ ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ پ۵

پ۹/۹ پ۱۱/۲ پ۲۶/۱۲ پ۲۷/۲۰

اَنجٰنا۔ اس نے ہم کو بچا لیا۔ اَنجٰی صیغہ ماضی نا ضمیر جمع متکلم پ۷/۱۴

[1] کشاف ج ۱ ص ۴۲۳، ۴۲۴ طبع مصر ۱۳۵۴ھ

Marfat.com

اَنْجَیْنَا۔ ہم نے بچالیا۔ ہم نے نجات دی۔
اِنْجَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۹ ع۱۱ پ۱۲ ع۱۰

اَنْجَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو بچالیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۱ پ۹ پ۱۶ ع۱۳ پ۱۹ ع۱۴

اَنْجَیْنٰہُ۔ ہم نے اس کو بچالیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۸ ع۱۵ ع۱۶ ع۱۷ پ۱۹ ع۱۰ پ۲۰ ع۱۴

اَنْجَیْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو بچالیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۷ ع۱

اَنْجٰہُ۔ اس کو بچالیا۔ اَنْجٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰ ع۱۵

اَنْجٰھُمْ۔ اس نے ان کو بچادیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۱

اِنْحَرْ۔ تو قربانی کر۔ (فتحہ) نَحْرٌ سے جس کے معنی قربانی کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَحْرٌ سینہ کے اس بالائی حصہ کا نام ہے جہاں قلادہ پڑا رہتا ہے اور اسی اعتبار سے نَحْرٌ کے معنی سینہ پر مارنے یا ذبح کرنے کے آتے ہیں۔ آیت شریفہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی ادا کیجئے) میں عامہ مفسرین کے نزدیک قربانی کرنا مراد ہے۔ ابن عباس، عطاء، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، محمد بن کعب، قرظی، ضحاک، ربیع، عطاء خراسانی، حکم، اسمٰعیل بن ابی خالد اور سلف کی ایک بڑی جماعت کا یہی قول ہے۔[۵۱] لیکن بعض علماء کے نزدیک نحر نماز سے متعلق ایک فعل کا نام ہے جو نماز کے اندر یا اس سے پہلے یا اس کے بعد انجام دینا چاہئے۔ چنانچہ فراء کے خیال میں نحر سے قبلہ رخ ہونا مراد ہے۔ کلبی اور ابو الاحوص بھی اس بارے میں اس کے ہمزبان ہیں۔[۵۲] مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ نحیرہ کیا ہے؟ جس کا مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے۔ جبرئیل کہنے لگے نحیرہ نہیں بلکہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب نماز کے لئے تکبیر

---

۵۱ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۰۶ طبع مصر ۱۳۰۱ھ ۵۲ فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص ۴۸۹ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

تحریمہ کہو تو ہاتھ اٹھاؤ۔ اسی طرح جب رکوع میں جاؤ اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ کیونکہ ہمارا اور فرشتگانِ ہفت آسمان کی نماز کا یہی طریقہ ہے[1]. لیکن اس روایت کو حافظ ابن الجوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے[2]۔ اور حافظ ابن کثیر اس کو سخت منکر بتاتے ہیں[3]۔ اس روایت کے دو راوی اسرائیل بن حاتم اور اصبغ بن نباتہ سخت مجروح ہیں۔ حافظ ذہبی تلخیص المستدرک میں لکھتے ہیں کہ اسرائیل عجائب بیان کرتا ہے اعتماد کے قابل نہیں ہے اور اصبغ شیعی ہے نسائی کے نزدیک متروک ہے[4]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں وانحر کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بھی آئے ہیں۔ یہ روایت سنن بیہقی اور تاریخ بخاری وغیرہ میں منقول ہے[5]۔ لیکن حافظ ابن الترکمانی نے تصریح کی ہے کہ اس روایت کے متن اور سند دونوں میں اضطراب ہے[6]۔ ابن جریر کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا مذکور ہے لیکن حسب تصریح حافظ ابنِ کثیر یہ روایت بھی غیر صحیح ہے[7]۔ سنن بیہقی میں حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت انسؓ سے بھی اِنحر کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے مروی ہیں لیکن ان کی سند بھی ضعف سے خالی نہیں[8]۔ ابنِ ابی حاتم نے عطا خراسانی سے رکوع کے بعد اعتدال کے ساتھ سینہ ظاہر کرنے کے معنی روایت کئے ہیں[9]۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابنِ عباس سے بھی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کے معنی بیان

؎۱ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۴۰ھ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۷۵، طبع مطبع مذکور ۱۳۴۶ھ۔ تفسیر ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم میں بھی یہ روایت منقول ہے۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۰ و روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷ طبع مصر ؎۲ روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷
؎۳ تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷ ؎۴ تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف
؎۵ ملاحظہ ہو سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹ و ۳۰ ؎۶ الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ طبع دائرۃ المعارف،
؎۷ تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷ ؎۸ ملاحظہ ہو سنن بیہقی اور الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ و ۳۱
؎۹ تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔

Marfat.com

کئے ہیں۔[51] ضحاک اور سلیمان تیمی سے نماز کے بعد سینہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے معنی منقول ہیں۔[52] حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ سب اقوال سخت غریب ہیں اور صحیح قول اول ہی ہے کہ نحر سے مراد قربانی کرنا ہے۔[53] حقیقت یہ ہے کہ ان سب اقوال کا منشا لفظِ نحر ہی ہے چونکہ نحر کے معنی سینہ کے بالائی حصہ کے ہیں اس لئے فَصَلِّ کی مناسبت سے نماز میں سینہ کے متعلق جتنے افعال تھے وانحر کی تفسیر میں ان لوگوں نے ان ہی میں سے کسی ایک فعل کو متعین کر دیا لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ سب افعال فَصَلِّ کے تحت میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب نماز کے آداب ہیں اور نماز میں شامل ہیں اس لئے یقیناً وَانْحَرْ سے ان معانی مذکورہ کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہونے چاہئیں کیونکہ جزء کا عطف کل پر ویسے بھی بعید ہے۔ بدیں وجہ یہاں نحر سے قربانی کے معنی ہی لینے چاہئیں۔ محمد بن کعب قرظی نے صاف تصریح کی ہے کہ مشرکین نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ یہ دونوں باتیں صرف اسی کیلئے ہونی چاہئیں۔[54] قرآن مجید نے صرف اسی جگہ نہیں بلکہ دوسرے مقام پر بھی نماز اور قربانی کا ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (کہدے کہ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔)

امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں۔ "جن لوگوں نے اس سے قربانی کی حقیقت مراد لی ہے اولیٰ ہے کیونکہ یہ اس لفظ کی حقیقی معنی ہیں۔ علاوہ ازیں اس لفظ کو علی الاطلاق جب کبھی استعمال کیا جائیگا اس سے قربانی کے علاوہ دوسرے معنی نہیں سمجھے جاسکتے۔ جب کوئی نحر فلان الیوم کہیگا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ فلاں نے آج قربانی کی، دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا

---

[51] فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۱ [52] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۰۲ طبع مصر ۱۳۲۳ھ [53] ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷

[54] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۸۹۔

Marfat.com

کوئی نہ سمجھے گا۔ پہلے معنی کے مراد ہونے پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نحر (سینہ کا بالائی حصہ) پہ ہاتھ نہ باندھا جائے۔ خود حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا مروی ہے۔"[1] پ ۳۰/۳۲

اَنْدَادًا۔ مقابل۔ برابر۔ نِدٌّ کی جمع نِدُّ الشی کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور جوہر میں شریک ہو۔ نِدٌّ اور مِثْلٌ میں فرق یہ ہے کہ مِثْلٌ عام ہے اور نِدٌّ خاص، مثل کا استعمال ہر قسم کی شرکت میں آتا ہے لیکن نِدّ کا استعمال صرف ذاتی شرکت ہی کے بارے میں ہو سکتا ہے۔ پ ۱/۳ پ ۲/۴ پ ۲۴/۱۷ پ ۲۴/۱۷ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۱۹

اُنْذِرَ۔ وہ ڈرایا گیا۔ اِنْذَارٌ سے جس کے معنی ڈر کی خبر سنانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۲/۱۸

اَنْذَرَ۔ اس نے ڈرایا۔ اِنْذَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹

اَنْذِرْ۔ تو ڈرا۔ تو ڈر سنا۔ اِنْذَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲/۶ پ ۱۹/۱۱ پ ۱۹/۱۳ پ ۱۵/۱۹ پ ۲۹/۱۵

اَنْذَرْتُكُمْ۔ میں نے ڈر سنا دیا۔ اَنْذَرْتُ اِنْذَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲۴/۱۹ پ ۳۰/۱۷

اَنْذَرْتَهُمْ۔ تو نے ان کو ڈرایا۔ اَنْذَرْتَ اِنْذَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ءَاَنْذَرْتَهُمْ میں پہلی ہمزہ تسویہ یعنی دونوں چیزوں میں برابری ثابت کرنے کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ پ ۱ پ ۲۲/۱۸

اُنْذِرُكُمْ۔ میں تم کو ڈر سناؤں میں تم کو ڈراتا ہوں۔ اُنْذِرُ اِنْذَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۷/۴

اَنْذَرْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو ڈر سنایا۔ اَنْذَرْنَا اِنْذَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۳۰

اَنْذِرُوْٓا۔ تم ڈر سناؤ۔ اِنْذَارٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۴

اُنْذِرُوْا۔ وہ ڈرائے گئے۔ ان کو ڈر سنایا گیا۔ اِنْذَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵ پ ۲۶

[1] احکام القرآن ج ۳ ص ۵۸۵ طبع مصر ۱۳۴۷ھ

أَنْذَرْتَهُمْ ۔ وہ ان کو ڈرا چکا۔ اَنْذَرَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ب۲۷ (۹)

أَنْذِرْهُمْ ۔ تو ان کو ڈر سناوے۔ اَنْذِرْ صیغہ امر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ب۱۶ (۵) ب۲۴ (۷)

أَنْزَلَ ۔ اس نے اُتارا۔ اس نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے۔ جس کے معنی اُتارنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ب۱ (۲ و ۱۱) ب۲ (۴ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۳) ب۳ (۹)

ب۴ (۷) ب۵ (۶ و ۱۴ و ۱۷) ب۶ (۳ و ۱۱) ب۷ (۴ و ۱۶ و ۱۸) ب۸ (۱) ب۱۰ (۱۰ و ۱۲)

ب۱۱ (۱۱) ب۱۲ (۵) ب۱۳ (۸ و ۱۶) ب۱۴ (۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴) ب۱۵ (۱۲ و ۱۳)

ب۱۶ (۱۱) ب۱۷ (۱۵) ب۱۸ (۲) ب۲۰ (۱) ب۲۱ (۱۲ و ۱۹) ب۲۲ (۱۶ و ۱۹) ب۲۳ (۱۵ و ۱۹)

ب۲۴ (۱۴) ب۲۵ (۳ و ۷) ب۲۶ (۵ و ۹ و ۱۱) ب۲۷ (۵) ب۲۸ (۱۸)

أُنْزِلَ ۔ وہ اُتارا گیا۔ وہ نازل کیا گیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ آیت شریفہ أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا (کیا ہم سب کو چھوڑ کر اسی پر نصیحت نازل کی گئی) میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی ایسا نہیں ہوا۔ ب۱ (۱۰ و ۱۲ و ۱۴)

ب۲ (۷) ب۳ (۸ و ۱۵ و ۱۴ و ۱۷) ب۴ (۱۱) ب۵ (۹) ب۶ (۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۸)

ب۷ (۷ و ۱۷ و ۱۸ و ۱) ب۸ (۷ و ۸) ب۹ (۹) ب۱۱ (۷) ب۱۲ (۲) ب۱۳ (۷ و ۹ و ۱۲)

ب۱۳ (۱۰ و ۱۱) ب۱۸ (۱۴) ب۱۹ (۱) ب۲۱ (۱) ب۲۲ (۷) ب۲۳ (۱۰) ب۲۴ (۳) ب۲۶ (۴)

أَنْزِلْ ۔ تو اتار۔ تو نازل فرما۔ اِنْزَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب۴ (۵)

أَنْزَلْتُ ۔ میں نے اُتارا۔ میں نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ب۱ (۵)

أَنْزَلْتَ ۔ تو نے اُتارا۔ تو نے نازل فرمایا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ب۱ (۱۲) ب۳ (۱۵)

أُنْزِلَتْ ۔ وہ اُتاری گئی۔ وہ نازل کی گئی۔ اِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ب۳ (۱۵)

ب۱۰ (۱۶) ب۱۱ (۵) ب۲۰ (۱۲) ب۲۶ (۷)

أَنْزَلْتُمُوهُ ۔ تم نے اس کو اُتارا۔ تم نے اس کو نازل کیا۔ اَنْزَلْتُمُوْ۔ اِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب۲۷ (۱۵)

أَنْزَلْنَا ۔ ہم نے اُتارا۔ ہم نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ب۱ (۶ و ۱۲) ب۲ (۳) ب۵ (۱۴) ب۶ (۴ و ۱۱)

ب۷ (۷) ب۸ (۱۰ و ۱۳) ب۹ (۱) ب۱۰ (۱) ب۱۱ (۱۵) ب۱۴ (۲ و ۶ و ۱۲ و ۱۴)

ب۱۲ (۱۰) ب۱۶ (۸ و ۱۰) ب۱۸ (۱ و ۱۰ و ۱۲) ب۱۹ (۳) ب۲۱ (۱ و ۶ و ۹ و ۱۰) ب۲۳ (۱ و ۱۵)

ب۲۴ (۱ و ۹) ب۲۷ (۱۹) ب۲۸ (۱ و ۶ و ۱۵) ب۳۰ (۱)

أَنْزَلْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو اُتارا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ب (۱۶) ب۷ (۱۶) ب۸ (۷) ب۱۱ (۸) ب۱۲ (۱۱) ب۱۳ (۱۱ و ۱۲) ب۱۵ (۱۲ و ۱۸)

Marfat.com

پ۱۶ پ۱۸ پ۲۳ پ۲۵ پ۳۰

اَنْزَلْنٰهَا - ہم نے اس کو نازل کیا۔ اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۸

اَنْزِلْنِیْ - مجھ کو اتار۔ اَنْزِلْ صیغہ امر ن وقایہ یا ضمیر واحد متکلم پ۱۸

اَنْزَلَهٗ - اس کو نازل کیا۔ اس کو اتارا۔ اَنْزَلَ صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۶ پ۱۱ پ۲۵

اٰنَسَ - اس نے دیکھا۔ اس نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے جس کے معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۰

اِنْس - آدمی۔ اُنْسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونے کے ہیں۔ چونکہ انسان ذاتی طور پر متمدن واقع ہوا ہے اس لئے اس کی زندگی کا قوام انس باہمی اور آپس میں میل جول کے بغیر نہیں چل سکتا۔ آدمیوں کا یہی انس ہے جس کی بدولت ان کا نام ہوا۔ پ۸ پ۹ پ۱۵ پ۱۹ پ۲۴ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۹

اَنْسَاب - قرابتیں۔ رشتے ناتے۔ نَسَبٌ کی جمع ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے قرابت میں اشتراک کا نام نسب ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک نسب بالطول یعنی باپ بیٹوں کی شرکت قرابت دوسری نسب بالعرض جیسے بھائیوں اور چچاؤں کا باہمی رشتہ پ۱۸

اِنْسَان - آدمی۔ مذکر اور مؤنث دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ پ۵ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸ پ۲۹ پ۳۰

اَنْسٰنِیْهُ - مجھے اس نے بھلا دیا۔ اَنْسٰی اِنْسَاءٌ سے جس کے معنی بھلا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۵

اٰنَسْتُ - میں نے دیکھا۔ میں نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۶ پ۱۹ پ۲۰

اٰنَسْتُمْ - تم نے دیکھا۔ تم نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴

اِنْسَلَخَ۔ وہ چھوٹ نکلا۔ وہ گذر گیا۔ اِنْسِلَاخٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ انسلاخ کے معنی اصل میں تو کھال کھینچنے کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے کسی چیز کو چھوٹ نکلنے اور گزر جانے میں اس کا استعمال ہوتا ہے گویا جس طرح کھال کھنچکر جسم سے جدا ہو جاتی ہے ایسے ہی وہ جدا ہو گیا یا گزر گیا۔ پ۹ ۱۰ ع۲

اَنْسَوْكُمْ۔ انھوں نے تم کو بھلا دیا۔ اَنْسَوْا اِنْسَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۸ ع۶

اِنْسِيًّا۔ آدمی۔ اِنْسٌ کی طرف منسوب ہے یعنی نسبت کی ہے۔ اس اعتبار سے اِنْسِی اس کو کہا جائے گا جو کثیر الانس ہو اور جس سے انس کیا جا سکے۔ پ۱۶ ع۵

اَنْسٰهُ۔ اس کو بھلا دیا۔ اَنْسٰى صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَنْسَانِيْهِ) پ۱۵ ع۱۲

اَنْسٰهُمْ۔ ان کو بھلا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲۸ ع۳

اِنْشَاءٌ۔ پیدا کرنا۔ پرورش کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ حیوانات کے متعلق ہوتا ہے پ۲۷ ع۱۴

اَنْشَاَ۔ اس نے پیدا کیا۔ اس نے پرورش کی۔ اِنْشَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۸ ع۱۴ ع۵

اَنْشَاْتُمْ۔ تم نے پیدا کیا۔ تم نے پرورش کی اِنْشَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷ ع۱۵

اَنْشَاَكُمْ۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔ اس نے تمہاری پرورش کی۔ اَنْشَاَ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸ ع۱ پ۳ ع۸ پ۱۲ ع۲ پ۲۹ ع۲

اَنْشَاْنَا۔ ہم نے پیدا کیا۔ ہم نے پرورش کی۔ اِنْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۷ ع۶ پ۱۷ ع۲ پ۱۸ ع۱، ۲، ۳ پ۲۰ ع۲

اَنْشَاْنٰهُ۔ ہم نے اس کو پیدا کیا ہم نے اس کی پرورش کی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۸ ع۱

اَنْشَاْنٰهُنَّ۔ ہم نے ان کو پیدا کیا۔ ہم نے ان کی پرورش کی، اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ۲۷ ع۱۴

اَنْشَاَهَا۔ اس کو پیدا کیا۔ اس کی پرورش کی اَنْشَاَ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۲۳

اَنْشَرْنَا۔ ہم نے اٹھا کھڑا کیا۔ ہم نے زندہ کر دیا

Marfat.com

إِنْشَارٌ سے۔ جس کے معنی زندہ کرنے اور اٹھا کھڑا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲

أَنْشَرَهٗ۔ اس کو زندہ کر دیا۔ اس کو اٹھا کھڑا کیا۔ أَنْشَرَ إِنْشَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰

أُنْشُزُوْا۔ تم اٹھ کھڑے ہو (نَصَرَ، ضَرَبَ) نَشْزٌ سے۔ جس کے معنی اٹھ کھڑا ہونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸

إِنْشَقَّ۔ وہ پھٹ گیا۔ وہ شق ہو گیا۔ إِنْشِقَاقٌ سے۔ جس کے معنی پھٹنے اور شق ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

إِنْشَقَّتْ۔ وہ پھٹ گئی۔ وہ شق ہو گئی إِنْشِقَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۲ پ۲۹ پ۳۰

أَنْصَابٌ۔ بت۔ تمام وہ چیزیں جو عبادت کے لئے نصب کی جائیں خواہ مورتی ہو یا پتھر یا اور کچھ۔ نُصُبٌ کی جمع۔ مجاہد، قتادہ اور ابن جریج سے مروی ہے کہ نُصُبٌ وہ پتھر ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے گئے تھے مشرکین عرب ان پتھروں کو پوجا کرتے اور ان کے تقرب کیلئے وہاں جا کر قربانی کرتے تھے[1] پ۷

أَنْصَارٌ۔ مددگار۔ نَصِيْرٌ اور نَاصِرٌ کی جمع جس کے معنی مددگار کے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین وانصار کا ذکر ہے وہاں انصار سے انصارِ مدینہ مراد ہیں جو نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اس لقب سے سرفراز کئے گئے پ۳ پ۴ پ۶ پ۱۱ پ۲۸ أَنْصَارًا پ۲۹

أَنْصَارِيْ۔ میرے مددگار۔ أَنْصَارِ مضاف یْ ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۳ پ۲۸

إِنْصَبْ۔ تو محنت کر (سَمِعَ) نَصَبٌ سے جس کے معنی جد وجہد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں عبادت میں جد وجہد کا حکم ہے پ۳۰

أَنْصِتُوْا۔ تم کان لگائے رہو۔ تم چپ رہو۔ تم خاموشی سے سنتے رہو۔ إِنْصَاتٌ سے جس کے معنی خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سننے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ پ۲۶

---

[1] احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۱۲۸ طبع مصر ۱۳۴۳ھ

اَنْصَحُ - میں نصیحت کرتا ہوں، میں نصیحت کروں (فَتَحَ) نُصْحٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۸ پ۱۲

اِنْصَرَفُوْا - وہ چل دیئے۔ وہ پلٹ گئے۔ اِنْصِرَافٌ سے جس کے معنی ایک حالت سے دوسری حالت پر لوٹ جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۱

اُنْصُرْنَا - تو ہماری مدد کر (نَصَرَ) اُنْصُرْ نَصْرٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ۲ پ۳ پ۷

اُنْصُرْنِیْ - تو میری مدد کر۔ اس میں (نِ) وقایہ کی ضمیر واحد متکلم ہے پ۱۸ پ۲۰

اُنْصُرُوْا تم مدد کرو، نَصْرٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۷

اَنْطَقَ - اس نے گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہلوایا۔ اِنْطَاقٌ سے جس کے معنی گویائی عطا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۴

اَنْطَقَنَا - ہم کو گویائی عطا فرمائی۔ ہم سے کہلوایا اِنْطَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۴

اِنْطَلَقَ - وہ چل کھڑا ہوا۔ اِنْطِلَاقٌ سے جس کے معنی چھوڑ کر چل کھڑے ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۳

اِنْطَلَقَا - وہ دونوں چلے۔ اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۱۵ پ۱۶

اِنْطَلَقْتُمْ - تم چلے، اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۶

اِنْطَلَقُوْا - وہ چلے، اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۹

اِنْطَلِقُوْا - تم چلو، اِنْطِلَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۹

اَنْظُرُ - میں دیکھوں گا۔ (نَصَرَ، سَمِعَ) نَظَرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ نَظَرٌ کے معنی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے اور نگاہ کرنے کے بھی ہیں اور بصیرت کے ذریعہ کسی چیز کو پانے اور اس کا ادراک کرنے کے بھی اور کبھی تامل اور تفحص کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

Marfat.com

دیکھنے سے مراد تامل اور تفحص سے کام لینا ہے کبھی اس کا استعمال حیرت سے تاکنے کے بارے میں بھی ہوتا ہے جیسے وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے تیری طرف اور وہ کچھ نہیں دیکھتے) اور کبھی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے معنی بھی آتے ہیں جیسے وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ (اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی) جب اس کے صلہ میں اِلٰی آتا ہے تو معنی نگاہ اٹھانے کے ہوتے ہیں اور جب فِیْ آتا ہے تو غور و تامل کے پ ۹

اُنْظُرْ ۔ تو دیکھ ۔ تو غور کر ۔ نَظَرٌ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۳/۲ پ ۵/۱ پ ۶/۱۴ پ ۷/۱۳۸ پ ۸/۱۴ پ ۹/۴۳

پ ۱۱/۱۳۹ پ ۱۲/۵۸ پ ۱۴/۱۳ پ ۱۸/۱۹ پ ۱۹/۱۴۸۱۹ پ ۲۰/۶

پ ۲۱/۸ پ ۲۳/۴۵ پ ۲۵/۸

اُنْظُرْنَا ۔ ہم پر نظر کیجئے ۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے ۔ پ ۱/۱۲ پ ۵/۱۴

اَنْظِرْنِیْ ۔ مجھ کو مہلت دے ۔ مجھ کو ڈھیل دے اَنْظِرْ اِنْظَارٌ سے جس کے معنی مہلت وغیرہ اور ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر و قایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۸/۹ پ ۱۴/۳ پ ۲۳/۱۳

اُنْظُرُوْا ۔ تم دیکھو ۔ تم غور کرو ۔ نَظَرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴/۵ پ ۷/۱۸۸ پ ۸ پ ۱۱/۱۸ پ ۱۴/۱۱

پ ۲۰ پ ۲۱/۱۴۳

اُنْظُرُوْنَا ۔ تم ہماری راہ دیکھو ۔ تم ہمارا انتظار کرو اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۲۷/۱۶

اُنْظُرِیْ ۔ تو دیکھ لے ، تو غور کرلے ۔ نَظَرٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ ۱۹/۱۸

اَنْعَامٌ ۔ مویشی ، بھیڑ بکری ، گائے بھینس اور اونٹ مویشی کو اس وقت تک انعام نہیں کہا جا سکتا ، جب تک کہ ان میں اونٹ داخل نہ ہوں ، یہ نَعَمٌ کی جمع ہے جس کے معنی اصل میں تو اونٹ کے ہیں مگر بھیڑ بکری اور گائے بھینس پر بھی بولا جاتا ہے ۔ چونکہ اونٹ عرب کے نزدیک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے اس کا نام نَعَمٌ ہوا ۔ پ ۹/۵ پ ۲۵ پ ۶

پ ۸/۴۳ پ ۹/۱۲ پ ۱۱/۸ پ ۱۴/۱۶۹۱۵ پ ۱۷/۱۲۱۱ پ ۱۸/۱

پ ۱۹/۱۳۲ پ ۲۲/۱۴ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۱۴ پ ۲۵/۶۲ پ ۲۶ اَنْعَامًا

پ ۱۹/۴ پ ۲۳/۴

اَنْعَامَكُمْ - تمہارے مویشی، اَنْعَامُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۶ ع۱۱ پ۳۰ ع۵

اَنْعَامُهُمْ - ان کے مویشی - اَنْعَامُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۱ ع۱۶

اَنْعُمِ - احسانات نعمتیں، نِعْمَةٌ کی جمع پ۱۴ ع۲۱

اَنْعَمَ - اس نے انعام کیا، اس نے فضل کیا۔ اِنْعَامٌ سے جس کے معنی احسان کرنے اور نوازش کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵ ع۶ پ۶ پ۱۶ پ۲۲

اَنْعَمْتُ - میں نے احسان کیا۔ میں نے انعام کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱

اَنْعَمْتَ - تو نے فضل کیا تو نے احسان کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۲ پ۲۶

اَنْعَمْنَا - ہم نے احسان کیا ہم نے فضل کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۵ پ۲۵

اَنْعُمِهٖ - اس کے احسانات، اس کی نعمتیں اَنْعُمِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۴

اَنْعَمَهَا - اس کو انعام میں دیا۔ اس سے نوازا۔ اَنْعَمَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مونث غائب پ۱

اَنْفَ - ناک۔ پ۶ ع۱۱

اُنُفًا - ابھی۔ اَنْفٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی سرے کے آتے ہیں چونکہ سری سے شئے کی ابتدا ہوتی ہے اس لحاظ سے اُنُفًا کے معنی اول وقت کے ہوئے پ۲۶

اِنْفَاقِ - خرچ کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے انفاق میں جان اور مال دونوں کا صرف کرنا آجاتا ہے۔ یہ کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی واجب، یہاں اِنْفَاق کے معنی خرچ ہو جانے کے ہیں پ۱۵ ع۱۱

اَنْفَالُ - مالِ غنیمت، نَفَلٌ (بفتح فا) کی جمع جس کے معنی اصل میں زیادتی کے ہیں اور اسی لئے زائد نماز کو نافِلَةٌ کہتے ہیں ارشاد ہے (وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہو تیرے لئے) اور اسی اعتبار سے اولاد کی اولاد کو نافلہ کہا جاتا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً (اور ہم نے اس کو عنایت کیا اسحٰق نیز یعقوب کو مزید) یعنی مانگا تو بیٹا ہی تھا مگر ہم نے پوتا مزید عنایت فرمایا یعنی عطیہ اور بخشش

کے معنی میں حقیقت بن کر استعمال ہونے لگا کیونکہ بخشش بھی بسبب تبرع غیر لازم ہونے کے گویا ایک شے مزید ہوئی۔ اور اسی طرح امام یا خلیفہ غازی کے لئے اس کے حصہ سے زائد جو مشروط کردے خواہ کسی معین شخص کے لئے ہو یا غیر معین شخص کے لئے جیسے اعلان کرے کہ جو کسی کو قتل کرے گا اس کا چھینا ہوا مال وہی پائے گا سب نفل کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش و عطا ہے پ۹/۱

اِنْفَجَرَتْ - وہ بہ نکلی، وہ پھوٹ نکلی۔ اِنْفِجَارٌ سے جس کے معنی خوب پھوٹ نکلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اِنْفِجَارٌ اور اِنْبِجَاسٌ میں فرق یہ ہے کہ انبجاس صرف کسی تنگ چیز سے بہ نکلنے کا نام ہے اور انفجار کا استعمال تنگ مقام ہو یا فراخ دونوں کے متعلق ہوتا ہے پ۱

اَنْفُخُ - میں پھونک مارتا ہوں (نصر) نَفْخٌ سے جس کے معنی پھونک مارنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۳/۱۳

اُنْفُخُوْا - تم پھونک مارو، تم دھونکو۔ نَفْخٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۶/۱۲

اُنْفُذُوْا - تم نکل بھاگو (نصر)، نفوذ سے جس کے معنی چیرنے، نکل جانے، اور رہائی پانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷/۱۲

اِنْفِرُوْا - تم نکلو، تم کوچ کرو (نصر، ضرب) نَفِیْرٌ اور نُفُوْرٌ سے جس کے معنی نکلنے اور کوچ کرنے اور بھاگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں نَفْرٌ کے معنی کسی چیز کیلئے بیتاب ہو جانے یا اس سے بیزار ہو جانے کے ہیں پ۵ پ۱۰/۱۲

اَنْفُسٌ - جانیں۔ دل۔ جی۔ نَفْسٌ کی جمع جس کے معنی روح کے ہیں پ۲/۱۲ پ۵/۱۶ پ۱۴ پ۲۴/۲ پ۲۵ پ۲۶/۱۲

اَنْفُسُکُمْ - تمہاری جانیں۔ تمہارے اشخاص، تمہارے جی۔ اَنْفُسٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱/۵،۹،۱۰،۱۱،۱۳ پ۲/۷،۱۲،۱۴ پ۳/۸،۹،۱۳ پ۴/۹،۱۰ پ۵/۲،۷،۱۶ پ۶/۳،۹،۱۶ پ۱۰/۱۱،۱۲ پ۱۱/۵،۹ پ۱۲/۱۲ پ۱۳/۲،۹ پ۱۴/۱۴ پ۱۵/۱ پ۱۸/۱۲ پ۲۱/۴،۶ پ۲۴/۷،۱۸ پ۲۵/۳ پ۲۶/۱۲،۱۳ پ۲۷/۷،۱۱،۱۲ پ۲۸/۱۰،۱۱،۱۲ پ۲۹/۱۲

اَنْفُسَنَا - اپنی جانیں۔ ہماری جانیں، اَنْفُسٌ

Marfat.com

مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۳ پ ۲۸

اَنْفُسُهُمْ۔ ان کے جی، ان کے دل، ان کی جانیں۔ اَنْفُسْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱ پ ۳ پ ۴ پ ۴ پ ۵ پ ۶ پ ۷ پ ۸ پ ۹ پ ۱۰ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۷ پ ۱۸ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۱ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۵ پ ۲۶ پ ۲۸

اَنْفُسُهُنَّ۔ ان کے جی۔ اَنْفُسْ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ ۲

اِنْفِصَامَ۔ ٹوٹنا، جدا ہونا۔ اِنْفِعَالْ مصدر ہے پ ۳

اِنْفَضُّوْا۔ وہ متفرق ہو گئے۔ اِنْفِضَاضٌ سے جس کے معنی متفرق ہو جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴ پ ۲۸

اِنْفَطَرَتْ۔ وہ چر گئی، وہ پھٹ گئی۔ اِنْفِطَارٌ سے جس کے معنی چرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۳۰

اَنْفَقَ۔ اس نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِنْفَاقٌ) پ ۱۵ پ ۲۶

اَنْفَقْتَ۔ تو نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْفَاقٌ) پ ۱

اَنْفَقْتُمْ۔ تم نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳ پ ۵ پ ۲۲ پ ۲۸

اَنْفَقُوْا۔ انہوں نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳ پ ۵ پ ۱۳ پ ۲۲ پ ۲۶ پ ۲۸

اَنْفِقُوْا۔ تم خرچ کرو۔ اِنْفَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲ پ ۳ پ ۱۰ پ ۲۴ پ ۲۸

اِنْفَلَقَ۔ وہ پھٹ گیا۔ اِنْفِلَاقٌ سے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۹

اَنْقَذَكُمْ۔ اس نے تم کو نجات دی۔ اِنْقَاذٌ سے۔ جس کے معنی نجات دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

اُنْقُصْ۔ تو کم کر۔ (نقصٌ) نَقْصٌ سے جس کے معنی کم کرنے یا کم ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر

حاضر۔ پ ۲۵/۲

اَنْقَضَ۔ اس نے توڑ دی، اس نے جھکا دی
اِنْقَاضٌ سے۔ جس کے معنی توڑ دینے کے ہیں ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳۰/۱۸

اِنْقَلَبَ۔ وہ الٹ گیا، اِنْقِلَابٌ سے جس کو
معنی الٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں۔ ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۷/۹

اِنْقَلَبْتُمْ۔ تم پھر گئے اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴ پ ۱

اِنْقَلَبُوْا۔ وہ لوٹ گئے، وہ پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴ پ ۹ پ ۱۲ پ ۳۰

اَنَّكَ۔ بے شک تو، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کَ
ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنَّ) پ ۴ پ ۱۴/۱۴
پ ۲۴/۱۹ پ ۲۹/۱۴

اِنَّكَ۔ بے شک تو، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل،
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ ۱

پ ۲ پ ۳ پ ۴/۱۱ پ ۶ پ ۸/۹ پ ۱۱ پ ۱۲
پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶
پ ۱۷/۱۶ پ ۱۸/۳ پ ۱۹/۱۴ پ ۲۰ پ ۲۱/۸ پ ۲۲/۱۸

پ ۲۲ پ ۲۳/۹ پ ۲۵ پ ۲۶
پ ۲۸ پ ۲۹ پ ۳۰/۱۹

اِنَّكِ۔ بے شک تو۔ اس میں کِ ضمیر واحد
مونث حاضر ہے پ ۱۲/۱۳

اَنْكَاثًا۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ نِکْثٌ کی جمع جس کے
معنی سوت کے اس ٹکڑے کے ہیں جو دوبارہ
کاتنے کے لئے توڑا جائے۔ پ ۱۴/۱۹

اَنْكَالًا۔ بیڑیاں۔ قید نِكْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی
سخت قید اور آہنی لگام کے ہیں پ ۲۹/۱۳

اُنْكِحَكَ۔ میں تجھ کو بیاہ دوں۔ میں تیری نکاح
میں دیدوں۔ اُنْكِحُ اِنْكَاحٌ سے جس کے معنی
نکاح کرا دینے اور بیاہ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲۰

اَنْكِحُوْا۔ تم نکاح کر دو۔ تم عقد کرا دو۔ اِنْكَاحٌ
سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۸

اِنْكِحُوْا۔ تم نکاح کر لو۔ تم عقد کر لو۔ نِکْحٌ و نُکُوْحٌ
نِکَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل لغت میں
نکاح کے حقیقی معنی دو چیزوں کو ملانے اور جمع کرنے
کے ہیں اور اسی اعتبار سے وطی اور عقد کو نکاح کہا

Marfat.com

جاتا ہے۔ جمع کے معنی چونکہ درحقیقت وطی میں پائے جاتے ہیں عقد میں نہیں اس لئے وطی کے معنی میں اس کا استعمال باعتبار حقیقت ہے اور عقد کے معنی میں باعتبار مجازاً۔ یہاں مجازی معنی مراد ہیں پ۴/۱۲

اِنْكِحُوْهُنَّ۔ تم ان سے نکاح کرو۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ۵/۱

اِنْكَدَرَتْ۔ وہ میلی ہوگئی۔ وہ بکھر گئی۔ اِنْكِدَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ اِنْكِدَارٌ کے اصل معنی تو میلے ہونے کے ہیں مگر بکھر جانے اور پراگندہ ہونے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے پ۳۰

اَنْكَرُ۔ بہت زیادہ برا۔ نُكْرٌ سے۔ جس کے معنی نہ پہچاننے اور برا جاننے کے ہیں یا نَكَارَةٌ سے جس کے معنی نامانوس، سخت اور وحشتناک ہونے کے ہیں باب مفعول میں افعل التفضیل کا صیغہ۔ اول صورت میں سَمِعَ سے آئیگا اور دوسری صورت میں کَرُمَ سے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جیسے جَدِیْرٌ کا افعل التفضیل اَجْدَرُ ہے ایسے ہی یہ نَکِیْرٌ کا ہو۔ واضح رہے کہ عیب کے معنی میں نیز باب مفعول میں افعل التفضیل کا آنا شاذ ہے۔ پ۲۱/۱۱

اِنَّكُمْ۔ بیشک تم۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ۱/۱ پ۵/۱۷ پ۷/۸

پ۸/۱و۱۷ پ۹/۱و۱۴و۱۷ پ۱۰/۶و۱۳و۱۷ پ۱۲/۱ پ۱۳/۳

پ۱۴/۵و۱۸ پ۱۵/۴ پ۱۷/۶و۵ پ۱۸/۱و۳و۴ پ۱۹/۷و۸و۱۹

پ۲۰/۱۵ پ۲۲/۶ پ۲۳/۶و۸و۹و۱۷ پ۲۴/۱۶ پ۲۵/۲و۱۴و۲۰

پ۲۶/۱۸ پ۲۷/۱۵ پ۲۹/۲۲

اَنَّكُمْ۔ بیشک تم، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۲/۷و۹و۱۳و۱۴ پ۷/۱۵ پ۱۰/۶

پ۱۸/۲و۶ پ۲۵/۲۰ پ۲۷/۱۶ پ۲۸/۱۱

اِنَّمَا۔ بیشک تحقیق، سوائے اس کے نہیں۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور مَا کافہ ہے جو حصر کے لئے آتی ہے اور اِنَّ کو عمل لفظی سے روک دیتی ہے۔

پ۱/۲و۱۲و۱۴و۱۶ پ۲/۵و۹ پ۳/۶و۱۰و۱۳ پ۴/۷و۱۰و۱۷

پ۴/۱۲و۱۴ پ۵/۱۳ پ۶/۳و۹و۱۲ پ۷/۲و۸و۱۰و۱۶ پ۸/۲۳

پ۸/۶و۱۱ پ۹/۶و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵ پ۱۰/۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴

پ۱۰/۶و۱۸ پ۱۱/۷و۸و۱۴ پ۱۲/۲و۳ پ۱۳/۳و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۹

پ۱۴/۱و۳و۱۷و۱۹و۲۰و۲۲و۲۳ پ۱۵/۲ پ۱۶/۳و۵و۹

پ۱۶/۱۲و۱۳ پ۱۷/۴و۷و۱۴ پ۱۸/۹و۱۳و۱۵ پ۱۹/۱۲و۱۴و۱۸

Marfat.com

پ۲۰: ۳و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ — پ۲۱: ۱و۱۱و۱۲و۱۵ — پ۲۲: ۱و۵و۱۲و۲

پ۲۲: ۳و۱۰و۱۵و۱۶و۱۸ — پ۲۳: ۴و۵و۱۱و۱۴و۱۵و۱۶ — پ۲۴: ۱و۲و۶

پ۲۴: ۱۰و۱۲و۱۵ — پ۲۵: ۵و۱۶ — پ۲۶: ۳و۸و۹و۱۳و۱۴و۱۸

پ۲۷: ۳ — پ۲۸: ۲و۸و۱۶و۱۹ — پ۲۹: ۲و۱۲و۱۹و۲۱ — پ۳۰: ۲و۴و۱۳

اَنَّمَا - بیشک تحقیق، بجز اس کے نہیں۔ اَنَّ حرف شبہ بالفعل۔ مَا کافہ ہے حصر کے معنی دیتی ہے اور اَنَّ کو عمل سے روکتی ہے۔ پ۶: ۶ — پ۴: ۱۱ — پ۴: ۹

پ۹: ۱۶ — پ۱۰: ۱ — پ۱۲: ۲ — پ۱۳: ۹و۱۵ — پ۱۴: ۳ — پ۱۶: ۶و۱۵ — پ۱۸: ۴و۶

پ۲۰: ۸ — پ۲۱: ۱۲ — پ۲۳: ۱۱و۱۴ — پ۲۵: ۱۰و۱۵ — پ۲۶: ۱۹

اِنَّا - بیشک ہم، اِنَّ حرف شبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَّ) پ۳: ۱۰ — پ۴: ۱۱ — پ۱۲: ۴ — پ۱۶: ۱۱

پ۲۴: ۱۵ — پ۲۵: ۱۱

اَنَّا - بیشک ہم۔ اَنَّ حرف شبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَّ) پ: ۵ — پ۸: ۱

اِنَّنِیْ - بیشک میں۔ اِنَّ حرف شبہ بالفعل اِنَّ و نایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۷: ۸ — پ۸: ۶ — پ۱۱: ۱۲ — پ۱۶: ۱۰و۱۱

پ۲۴: ۱۹ — پ۲۵: ۹

اِنْہَ - تو منع کر (دفتح) نَہْیٌ سے جس کے معنی منع کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۱: ۱۱

اِنَّہٗ - بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے۔ اِنَّ حرف شبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب جب اس ضمیر کے بعد جملہ مفسرہ ہو جو اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان یا ضمیر قصہ کہلاتی ہے کیونکہ اس وقت یہ بیانِ واقعہ اور حالت بتانے کے لئے آتی ہے۔

پ۱: ۴و۶و۸و۱۲و۱۴ — پ۲: ۲و۵و۹و۱۶ — پ۳: ۷ — پ۴: ۱۲و۱۴

پ۶: ۲و۱۴ — پ۷: ۱و۹ — پ۸: ۱و۳و۴و۵و۶و۷و۱۰و۱۴ — پ۹: ۱۱و۱۴

پ۱۰: ۱و۴ — پ۱۱: ۶و۷و۱۰و۱۴و۱۶ — پ۱۲: ۲و۴و۷و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷

پ۱۳: ۲و۴و۵و۸و۱۸ — پ۱۴: ۲و۴و۹و۱۹و۲۲ — پ۱۵: ۱و۳و۴و۵و۶و۷و۱۱

پ۱۶: ۶و۷و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴ — پ۱۷: ۵و۷ — پ۱۸: ۶و۷و۹و۱۶

پ۱۹: ۴و۹و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ — پ۲۰: ۲و۳و۴و۵و۷و۹

پ۲۰: ۹و۱۱و۱۵ — پ۲۱: ۸و۱۱ — پ۲۲: ۶و۱۲و۱۶و۱۷ — پ۲۳: ۳و۷و۸و

پ۲۳: ۱و۲و۱۳و۱۵ — پ۲۴: ۲و۸و۱۱و۱۶ — پ۲۵: ۳و۴و۵و۶و

پ۲۵: ۷و۹و۱۰و۱۲و۱۴و۱۵ — پ۲۶: ۳و۸و۱۹ — پ۲۷: ۳و۷و۱۶

پ۲۸: ۱۱ — پ۲۹: ۱و۲و۴و۷و۸و۹و۱۲و۱۵و۱۶ — پ۳۰: ۳و۶و

پ۳۰: ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۲۲و۲۵

اَنَّہٗ - بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے۔ بیشک واقعہ یوں ہے۔ اَنَّ حرف شبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس

Marfat.com

کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے۔ واضح ہو کہ جب
تک کوئی اور وجہ نکل سکے اس کو ضمیر شان پر محمول
نہیں کرنا چاہیے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اِنَّهَا۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے۔ اِنَّ حرف
مشبہ بالفعل **هَا** ضمیر واحد مونث غائب اور جب
اس کے بعد جملہ مفسرہ اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر
شان ہے۔ [illegible]

[illegible]

اَنَّهَا۔ بیشک وہ۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل **هَا**
ضمیر واحد مونث غائب [illegible]

اِنْهَارَ۔ وہ ڈھ پڑا۔ اِنْهِيَارٌ سے جس کے معنی ڈھ
پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اَنْهَارٌ۔ نہریں، نَهْرٌ کی جمع۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَنْهَارٌ [illegible]

اَنْهَيْتُكُمَا۔ میں نے تم دونوں کو منع کیا۔ اَنْ اصل
میں اَنْهِيُ تھا جس کے معنی ہیں میں منع کرتا ہوں یا
منع کروں گا لَمْ کے آنے سے یٰ حرف علت ساقط
ہو گئی اور مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیا۔ [illegible]

اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ۔ اِنَّ حرف مشبہ
بالفعل **هُمْ** ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ۔ اَنَّ حرف مشبہ
بالفعل **هُمْ** ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

اِنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں، اِنَّ حرف شبہ بالفعل
هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۸ پ۱۳ پ۲۳

اَنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں۔ اَنَّ حرف شبہ بالفعل
هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۱۳ پ۲۵

اِنَّهُنَّ ۔ بیشک وہ سب عورتیں، اِنَّ حرف
شبہ بالفعل هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب [illegible]

اَنْهٰكُمْ ۔ میں تم کو منع کر رہا ہوں، اَنْهٰی نَهْیٌ
سے جس کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں مضارع
کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۲

اِنِّیْ ۔ بیشک میں، اِنَّ حرف شبہ بالفعل، ی
ضمیر واحد متکلم، [illegible]

اَنِّیْ ۔ بے شک میں، اَنَّ حرف شبہ بالفعل ی
ضمیر واحد متکلم [illegible]

اَنّٰی ۔ جہاں، کیونکر، جب۔ اسم ظرف ہے زمان و مکان
دونوں کیلئے آتا ہے۔ ظرف زماں ہو تو معنی مَتٰی (جب
جس وقت) کے اور ظرف مکان ہو تو معنی اَیْنَ
(جہاں، کہاں) اور استفہامیہ ہو تو معنی کَیْفَ (کیونکر)
ہوتا ہے۔ [illegible]

اُنِیْبُ ۔ میں رجوع ہوتا ہوں، اِنَابَۃٌ سے مضارع
کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ)، پ۱۲ پ۲۵

اَنِیْبُوْا ۔ تم رجوع ہو جاؤ۔ اِنَابَۃٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر [illegible]

اِنٰهُ ۔ اس کا پکنا، اس کا وقت، اِنیٰ اَنَّی مصدر ہے اور دوسرے معنی میں بھی آتا ہے کہ جب اس
کے پہلے زبر آتا ہے تو الف ممدودہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔
اور زیر آتا ہے تو الف مقصورہ کے ساتھ [illegible]

اٰنِیَۃٍ ۔ سخت کھولتی ہوئی پانی سے جس کے معنی
سخت کھولنے اور پکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ

Marfat.com

واحد مؤنث پ۳۰: ۱۴

اٰنِيَةٍ - برتن۔ اِنَاءٌ کی جمع جس کے معنی برتن کے ہیں پ۲۹: ۱۹

فصل الواو

اَوْ - یا، خواہ، یہاں تک، مگر، جبکہ، اگرچہ، کیا، حرفِ عطف ہے مختلف معانی شک، ابہام، تخییر، اباحت اور تفصیل کے لئے آتا ہے۔ کوفہ والوں کے خیال میں واو اور بَلْ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کبھی اِلیٰ اور اِلّا کے معنی بھی دیتا ہے۔ ان تمام معانی میں اَوْ عاطفہ اور واؤ ساکن ہوگا اور جب توضیح یا تقریر یا رد یا انکار یا استفہام کے لئے ہوگا تو واو مفتوح ہوگا۔ سنن بیہقی میں ابن جریج سے مروی ہے کہ بجز اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا کے قرآن مجید میں جہاں بھی اَوْ استعمال ہوا ہے وہاں تخییر کے معنی میں ہے۔ امام شافعی کی بھی یہی تصریح ہے۔[1]

پ۱: ۲و۸و۱۳و۱۴و۱۶
پ۲: ۳و۴و۶و۷و۸و۹و۱۳و۱۴و۱۵ پ۳: ۵و۶و۷و۱۱
پ۴: ۳و۵و۸و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ پ۵: ۴و۶و۷و۸و۹و۱۲و۱۳
پ۵: ۱۲و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ پ۶: ۲و۴و۹و۱۰و۱۲ پ۷: ۲و۳و۴
پ۷: ۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۷ پ۸: ۵و۶و۷و۸و۱۱و۱۳ پ۹: ۱و۱۱و۱
پ۹: ۱۲و۱۴و۱۸ پ۱۰: ۱۴ پ۱۱: ۵و۶و۷و۸و۱۰ پ۱۲: ۳و۷و۸و۹و۱۲و۱۳
پ۱۳: ۴و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۵ پ۱۴: ۱۰و۱۲و۱۷و۱۹ پ۱۵: ۳و۵و۵
پ۱۵: ۶و۷و۱۰و۱۳و۱۵و۱۷و۲۰و۲۲ پ۱۶: ۹و۱۰و۱۱و۱۷
پ۱۷: ۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ پ۱۸: ۱و۴و۷و۸و۱۱و۱۴و۱۶
پ۱۹: ۱و۲و۳و۹و۱۶و۱۷ پ۲۰: ۴و۷ پ۲۱: ۳و۸و۱۸و۱۹ پ۲۲: ۴و۷و۹
پ۲۳: ۹و۱۲ پ۲۴: ۱و۱۰و۱۳و۱۴ پ۲۵: ۵و۶و۱۰و۱۱ پ۲۶: ۱و۱۰و۱۷
پ۲۷: ۱و۳و۴و۵ پ۲۸: ۳و۴و۵و۱۳و۱۷ پ۲۹: ۱و۳و۶و۱۳و۱۴
پ۲۹: ۱۶و۲۰و۲۴ پ۳۰: ۴و۶و۸و۱۵و۱۷و۲۱

اَوَ پ۱: ۱۲

پ۳: ۲ پ۶: ۴ پ۹: ۱۳ پ۲۰: ۱۴ پ۲۴: ۱۰

اَوَّابٌ - بہت رجوع ہونے والا، اَوْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں۔ مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ یہاں اپنے تمام اقوال افعال حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کا مطیع ہونا مراد ہے۔ دیلمی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اَوَّابٌ کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] کلیات ابوالبقاء ص ۱۴۵ مطبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

Marfat.com

سوال کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اوّاب وہ جو تنہائی میں اپنے
گناہوں کو یاد کر کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار
ہو۔ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اس کی تفسیر مُسَبِّحِ یعنی تسبیح کرنیوالا
نقل کی ہے اور عبد بن حمید نے آپ سے موقن
یعنی یقین رکھنے کے معنی روایت کیے ہیں [۱] ظاہر ہے
اَوّاب اسی وقت ہوگا جب اس میں تمام صفاتِ
مذکورہ پائی جائیں۔ پ ۱۱ ۱۳ ۱۳ ۱۷ ۲۳ ۲۶

اَوَّابِیْنَ

۔ بہت رجوع کرنے والے۔ اَوَّابٌ
کی جمع، سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم، اور
بیہقی نے ضحاک سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے
کہ اوّابین وہ ہیں جو گناہ سے توبہ کی طرف اور
برائیوں سے اچھائیوں کی طرف رجوع کریں۔
ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے راوی ہیں کہ اطاعت گذار اور نیکوکار مراد ہیں۔
ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان
میں آپ سے اس کی تفسیر توابین نقل کی ہے
جس کے معنی ہیں کثرت سے توبہ استغفار کرنیوالے [۵۱] پ

اُوَارِیْ

۔ میں چھپاؤں۔ مُوَارَاۃٌ سے جس کے
معنی چھپانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۶

اَوَّاہٌ

۔ نرم دل، بہت آہ کرنے والا۔ اَوْہٌ
سے۔ جس کے معنی آہیں بھرنے کے ہیں۔ مبالغہ کا صیغہ
بروزن فَعَّالٌ۔ قرآن مجید میں اَوّاہ سے کیا
مراد ہے اس بارے میں سلف سے حسب ذیل
اقوال منقول ہیں۔ (۱) بہت زیادہ دعا کرنے والا۔
(۲) مومن (۳) فقیہ (۴) رحمدل (۵) مومن تواب
(۶) تسبیح حق سبحانہ میں مصروف رہنے والا (۷)
کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا (۸) کتاب اللہ
کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والا۔ (۹) خشیتِ الٰہی
کی بنا پر بہت زیادہ آہ کرنے والا (۱۰) دربارِ الٰہی
میں خضوع وخشوع کرنے والا۔ (۱۱) حبشی زبان
میں مومن کو کہتے ہیں (۱۲) معلم خیر (۱۳) وعدہ کو پورا کرنیوالا
(۱۴) گناہوں کو یاد کرتے وقت استغفار میں مشغول ہونیوالا
(۱۵) شفیق (۱۶) ہر بری بات سے رجوع کرنیوالا [۵۳]

---

[۱] ان تینوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [۵۲] الیضاً ج ۳ ص ۲۱۶۔

[۵۳] البحر المحیط ج ۵ ص ۱۰۷ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

شوکانی لکھتے ہیں:۔

"لغت کے اعتبار سے اواہ کے یہ معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں کہ اواہ وہ ہے جو اپنے گناہوں پر بہت زیادہ آہ کرے مثلاً یہ کہے کہ آہ میرے گناہ آہ مجھے ان پر کیا سزا دی جائے گی وغیرہ۔ فراء کا یہی بیان ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔"[51]

امام ابوجعفر ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ۔

"ان سب اقوال میں اولیٰ اسی شخص کا قول ہے جو اس کے معنی بہت زیادہ دعا کرنے والے کے بیان کرتا ہے۔ سیاق قرآنی کے بھی یہی معنی مناسب ہیں، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے متعلق فرمایا کہ اپنے باپ کے لئے ان کی طلب مغفرت ایک وعدہ کے بنا پر تھی اس سلسلہ میں انھوں نے اپنے باپ سے کر لیا تھا۔ اب چونکہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بہت زیادہ دعا کیا کرتے اور جو کچھ ستاتا اور تکلیف پہنچاتا آپ اس کے ساتھ بردباری سے کام لیتے تھے بدیں وجہ باپ کی طرف سے آپ کو شدید اذیت پہنچنے پر بھی آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔"[52]

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اواہ کون ہے؟ فرمایا خضوع و خشوع کرنے والا بہت زیادہ دعا مانگنے والا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبداللہ بن شداد تابعی ہیں ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص با آواز بلند ذکر کر رہا تھا۔ اس پر کوئی بول اٹھا کہ کاش یہ اپنی آواز نیچی رکھتا۔ بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اواہ ہے۔ ذوالبجادین ایک صحابی تھے جو کثرت سے تلاوت قرآن اور دعا کے ذریعہ ذکر الٰہی کیا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ اواہ ہے یہ روایت امام احمد طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔[53]

اَوْبَارِهَا اس کی بریاں۔ اس کا وزن۔ اَفعالٌ

[51] فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۲۔ [52] تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۸۰، طبع مصر ۱۳۰۱ھ

[53] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۳

وَبَرٌ کی جمع جس کے معنی اونٹ کی اون اور بکری کے بال ہیں۔ اَوْبَارِ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۱۴

اَوِّبِیْ۔ تو رجوع ہو، تو لوٹ، تَاوِیْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر آیت شریفہ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ (اے پہاڑ اور اے پرند اس کے ساتھ تسبیح پڑھو) میں تاویب سے مراد تسبیح کرنا ہے۔ چنانچہ سورہ ص کی آیت اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً (ہم نے تابع کر دئے پہاڑ کہ وہ اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام اور صبح اور اڑتے جانور اکٹھے ہو کر) اس آیت کی تفسیر کر رہی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تسبیح ہی کے معنی روایت کئے ہیں اور یہی معنی قتادہ، مجاہد، ابو میسرہ، عکرمہ اور ابن زید سے مروی ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جب آپ تسبیح الٰہی میں مصروف ہوتے تو پہاڑ اور پرند سب مل کر آپ کے ساتھ تسبیح کرتے یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل تھا۔ کیونکہ قرآن مجید اس چیز کو خاص طور پر فضل کہہ رہا ہے۔ پہاڑوں کی تسبیح سے ان کی صدائے بازگشت یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز اپنی زبان حال و قال سے کرتی رہتی ہے مراد نہیں ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام پر افضال و انعامات الٰہی کے سلسلہ میں اس کا بیان کرنا کیا اہمیت رکھتا ہے اسی طرح اگر صدائے بازگشت یا عام تسبیح مراد لی جائے تو پھر پہاڑوں اور پرندوں کے مسخر کرنے کا کیا مطلب رہ جاتا ہے۔ پ ۲۲

اُوْتَ۔ مجھے دیا گیا۔ اصل میں اُوْتِیَ تھا لَمْ کے آنے سے ی حذف ہوگئی اور مضارع ماضی کی معنی میں تبدیل ہوگیا (ملاحظہ ہو اُوْتِیَ) پ ۲۹

اَوْتَادٌ۔ میخیں، وَتَدٌ کی جمع جس کے معنی میخ کے ہیں (ملاحظہ ہو ذُو الْاَوْتَادِ) پ ۲۳ پ ۳۰ اَوْتَادًا پ ۳۰

اُوْتُمِنَ۔ اِئْتِمَان سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳

اُوْتُوْا۔ وہ دئے گئے، ان کو دیا گیا، ان کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے جس کے معنی دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱ ع ۱۳ پ ۲ ع ۱ پ ۳ ع ۱۱ پ ۴ ع ۱۰

Marfat.com

پ۵/۱۴و۵و۱۹ پ۶/۱۳و۵ پ۷/۱۱ پ۱۰/۱۰ پ۱۲/۱۰ پ۱۵/۱۲
پ۱۶/۱۴ پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۱۴ پ۲۲/۷ پ۲۳/۹ پ۲۴/۱۸ پ۲۸/۲۴ پ۲۹/۱۵ پ۳۰/۲۳

اُوْتِیَ ۔ اسے دیا گیا۔ وہ دیا گیا۔ اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۱۶
پ۳/۱۰و۵ پ۸/۶ پ۱۵/۱۴ پ۲۰/۱۱و۸ پ۲۹/۹ پ۳۰/۹

اُوْتِیْتَ تجھ کو دیا گیا تجھ کو ملا، اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

اُوْتِیَتْ ۔ اس (عورت) کو دیا گیا، اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۹/۱۶

اُوْتِیْتُمْ تم کو دیا گیا، تم کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳/۱۴ پ۶/۱۰ پ۱۵/۱۰
پ۲۰/۹ پ۲۵/۶

اُوْتِیْتُهٗ ۔ مجھے وہ دیا گیا۔ مجھے وہ ملا۔ اُوْتِیْتُ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰/۱۱ پ۲۴/۲

اُوْتِیَنَّ ۔ مجھے ضرور دیا جائے گا۔ مجھے ضرور ملیگا اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲/۸

اُوْتِیْنَا ۔ ہم کو دیا گیا۔ ہمیں ملا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۹/۱۸و۷

اَوْثَانٌ ۔ بت، بتوں کے تھان۔ وَثَنٌ کی جمع ہر وہ چیز جس کی خدا کے سوائے پرستش کی جائے وثن ہے۔ مورتی ہو یا پتھر، قبر ہو یا جھنڈا۔ پ۱۷/۱۱
اَوْثَانًا پ۲۰/۱۴و۱۵

اَوْجَسَ ۔ اس نے محسوس کیا۔ اس نے پایا۔ اِیْجَاسٌ سے۔ جس کے معنی دل میں محسوس کرنے اور قلب میں پوشیدہ آواز پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۲/۷ پ۱۶/۱۲ پ۲۶/۱۹

اَوْجَفْتُمْ ۔ تم نے دوڑایا۔ اِیْجَافٌ سے۔ جس کے معنی سواری کو دوڑانے اور تیز کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸/۴

اَوْحٰی ۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے وحی بھیجی۔ اس نے اشارہ کیا۔ اِیْحَاءٌ سے جس کے معنی وحی کرنے، حکم دینے اور اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب[51] پ۱۳/۱۵ پ۱۴/۱۵ پ۱۵/۱۴ پ۱۶/۱۴ پ۲۴/۱۶ پ۲۵/۱۰ پ۲۶/۵ پ۳۰/۲۲

اُوْحِیَ ۔ وحی کی گئی۔ حکم بھیجا گیا۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب[52] پ۷/۸و۱۲و۱۹

۵۱، ۵۲ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وحی۔

Marfat.com

پ۵ پ۱۲ پ۱۵ پ۱۶ پ۲۱ پ۲۴ پ۲۹

اَوْحَیْتُ ۔ میں نے دل میں ڈال دیا۔ میں نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم یہاں وحی بصورتِ الہام مراد ہے پ۵

اَوْحَیْنَا ۔ ہم نے حکم بھیجا ہم نے وحی کی، اِیْحَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۔ پ۶ پ۹ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۲ پ۲۵

اَوْدِیَۃٌ ۔ نالے ، وادیاں ، وَادِیْ کی جمع ۔ وادی اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہو ۔ اور بطریقِ استعارہ ہر طریقہ اور راستہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے ۔ پ۱۳

اَوْدِیَتِھِمْ ۔ ان کے نالے ، اَوْدِیَۃِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶

اُوْذُوْا ۔ وہ ستائے گئے ، ان کو ایذا دی گئی ۔ اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۷

اُوْذِیَ ۔ وہ ستایا گیا ، اسے ایذا دی گئی ۔ اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۰

اُوْذِیْنَا ۔ ہم کو ستایا گیا ۔ ہمیں ایذا دی گئی ۔ اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ۹

اُوْرِثْتُمُوْھَا ۔ تم اس کے وارث بنائے گئے ۔ تمہیں وہ میراث میں دی گئی ۔ اُوْرِثْتُمُوْا میں واؤ اشباع کا ہے ۔ اصل صیغہ اُوْرِثْتُمْ ہے اِیْرَاثٌ سے جس کے معنی وارث بنانے اور میراث میں دینے کے ہیں ۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۔ اصل میں وِرَاثَۃٌ اور اِرْثٌ کے معنی کسی شخص کی چیز کے دوسرے شخص کی طرف بغیر کسی (معاہدہ) کے یا ایسے امر کے جو قائم مقام عقد ہو منتقل ہونے کے ہیں اور اسی اعتبار سے میت کے مال کو جو اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوتا ہے ۔ میراث اور ارث کہتے ہیں ۔ پ۸ پ۲۵

اَوْرَثَکُمْ ۔ اس نے تم کو وارث بنایا ۔ اَوْرَثَ اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۱

اَوْرَثْنَا ۔ اس نے ہم کو وارث بنایا ۔ اَوْرَثَ

لہ وکلہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حق

Marfat.com

صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ۔ پ ۲۴/۵

اَوْرَثْنَا ۔ ہم نے وارث بنایا ۔ اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۹/۹ ، پ ۲۲/۱۴ ، پ ۲۴/۱۱

اَوْرَثْنَاهَا ۔ ہم نے اس کا وارث بنایا ۔ ہم نے اسے میراث میں دیا ۔ اس میں هَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ ۹/۸ ، پ ۲۵/۱۴

اُوْرِثُوْا ۔ وہ وارث بنائے گئے ۔ اِیْرَاثٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۵/۲

اَوْرَدَهُمْ ۔ اس نے ان کو پہنچا دیا ۔ اس نے ان کو لا ڈالا ۔ اَوْرَدَ ۔ اِیْرَادٌ سے ۔ جس کے معنی اصل میں تو گھاٹ پر لانے کے ہیں مگر بعد میں اس کا استعمال مطلق حاضر کرنے اور لے آنے کے لئے ہونے لگا ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۲/۹

اَوْزَارٌ ۔ بوجھ ۔ مجازاً گناہ ۔ وِزْرَةٌ کی جمع ۔ پ ۱۴/۹ ، پ ۱۴/۱۴ اَوْزَارًا یہاں اس کے حقیقی معنی یعنی بوجھ مراد ہیں ۔

اَوْزَارَهَا ۔ اس کے ہتھیار ، اس کے بوجھ ۔ یہاں اَوْزَارٌ سے ہتھیار مراد ہیں ۔ اَوْزَارُ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۲۶/۵

اَوْزَارَهُمْ ۔ ان کے بوجھ ، ان کے گناہ ۔ اَوْزَارَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ف پ ۱۴/۹

اَوْزِعْنِیْ ۔ میری قسمت میں کر ۔ مجھے توفیق عطا فرما مجھے جمائے ۔ اَوْزِعْ اِیْزَاعٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر جما دینے اور الہام کرنے کے ہیں ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۹/۱۷ ، پ ۲۶/۲

اَوْسَطُ ۔ درمیانی درجہ کا ۔ وَسْطٌ اور وَسَاطَةٌ سے ۔ جس کے معنی درمیانی ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ۔ پ ۲

اَوْسَطُهُمْ ۔ ان کا بھلا ۔ ان میں معتدل ۔ اَوْسَطُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۔ یہاں اوسط سے مراد وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو جیسے جود کہ وہ اسراف اور بخل کے درمیانی درجہ کا نام ہے ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مدح کے لئے آتا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو وَسَطًا) پ ۲۹/۲

اَوْصٰنِیْ ۔ اس نے مجھ کو تاکید کی ۔ اَوْصٰی اِیْصَاءٌ سے ۔ جس کے معنی نصیحت کے طور پر دوسرے کو عمل کی تاکید کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

Marfat.com

ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۶/۵

اَوْضَعُوْا۔ انھوں نے دوڑایا۔ اِیْضَاعٌ سے۔ جس کے معنی اصل میں تو رکھنے کے ہیں مگر بطور استعارہ دوڑانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰/۱۲

اَوْعٰی۔ اس نے سینت کر رکھا۔ اس نے حفاظت سے رکھا۔ اِیْعَاءٌ سے۔ جس کے معنی مال و اسباب کو کسی چیز میں محفوظ کر رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۱۷

اَوْعِیَتِهِمْ۔ ان کے خرجیں، اوعیۃ وِعَاءٌ کی جمع۔ وعاء اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز بحفاظت رکھی جائے۔ اَوْعِیَۃِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۳

اُوْفِ۔ میں پورا کروں گا۔ میں پورا کرتا ہوں اِیْفَاءٌ سے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱/۵ پ ۱۳/۲

اَوْفِ۔ تو پورا کر، اِیْفَاءٌ سے امر کا صیغہ۔ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۳/۴

اَوْفُوْا۔ تم پورا کرو، اِیْفَاءٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۵ پ ۶/۸ پ ۱۲/۷ پ ۱۴/۱۹ پ ۱۵/۴ پ ۱۹/۱۴

اَوْفٰی۔ اس نے پورا کیا۔ اِیْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳/۱۴ پ ۱۱/۳ پ ۲۶/۹ پ ۲۷/۷

اَوْقِدْ۔ تو آگ دے، تو پکا۔ اِیْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۰/۷

اَوْقَدُوْا۔ انھوں نے آگ سلگائی، اِیْقَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶/۱۲

اَوَّل۔ پہلا۔ خلیل کا بیان ہے کہ ہمزہ واو اور لام سے اس کی تاسیس ہوئی ہے اس لئے یہ فَعَّلٌ کے وزن پر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں دو واو اور ایک لام تھا اس لئے اَفْعَلُ کے وزن پر ہے لیکن پہلی صورت زیادہ فصیح ہے کیونکہ فا اور عین کلمہ کا ایک ہی حرف ہونا قلیل الوجود ہے۔ پس اول صورت میں یہ اَوْلٌ سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں اصل کی طرف رجوع کرنا۔ اور اس کی اصل اَوْأَلُ ہوگی او کو ادغام کر کے اَوَّلُ کر دیا گیا۔ یہ اصل میں صفت ہے یعنی وہ جس پر اس کا غیر مرتب ہو، اول ہونا مختلف اعتبار سے ہوسکتا ہے۔ زمانہ کے لحاظ سے مرتبہ اور ریاست کے لحاظ سے وضع و نسبت کے

Marfat.com

اعتبار سے نظام صناعی کی حیثیت سے۔ جب اس کو اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال کیا جائے تو اس کے معنی اس ذات کے ہوں گے جس پر وجود میں کسی شے کو سبقت حاصل نہیں اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ اور اَوَّلَ كَافِرٍ میں اول کے معنی مقتدی اور پیشوا کے ہوں گے۔ پ۷/۶ پ۸ پ۴/۵ پ۱/۵ پ۹/۷ پ۱۰ پ۱۱/۲ پ۱۵ پ۱۶/۱۴ پ۱۷/۷ پ۱۹/۷ پ۲۳ پ۲۴/۱۷ پ۲۵/۱۳ پ۲۶/۱۵ پ۲۷/۱۷ پ۲۸/۴

اُولَآءِ - یہ سب۔ اسم اشارہ ہے جمع کیلئے آتا ہے اور مشار الیہ قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے پ۴/۲ پ۱۶/۱۳

اُولَاتُ - والیاں، اُولُو کی مونث، ذَاتُ کی جمع علی غیر لفظہ۔ پ۲۸/۱۷

اَوْلَاد - اولا۔ وَلَدٌ کی جمع اولادیں چھوٹے بڑے سب داخل ہیں پ۱۵/۱۹ پ۲۷ **اَوْلَادًا** پ۱/۱۵ پ۲۲/۱۰

اَوْلَادُكُمْ - تمہاری اولاد، اَوْلَادُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲/۱۴ پ۴/۱۳ پ۸/۹ پ۹/۱۴ پ۱۵/۲ پ۲۲/۱۱ پ۲۸

اَوْلَادُهُمْ - ان کی اولاد، اَوْلَادُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲ پ۴ پ۸ پ۱۰ پ۲۸

اَوْلَادُهُنَّ - ان عورتوں کی اولاد، اَوْلَادُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ۲/۱۴ پ۲۸/۸

اَوَّلُنَا - ہمارا پہلا، اَوَّلُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۷

اُولُوْ - والے، جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا لیکن بعض ذُوْ کو اس کا واحد بیان کرتے ہیں۔ بحالت رفع اُولُوْ اور بحالت نصب وجر اُولِیْ آئے گا پ۳ پ۴/۱۴ پ۱۰ پ۱۲/۱ پ۱۳ پ۱۸/۹ پ۱۹/۱۸ پ۲۱/۱۷ پ۲۳ پ۲۶/۴

اَوَّلُوْنَ پہلے، اگلے، اَوَّلُ کی جمع بحالت رفع، اَوَّلُوْنَ آئے گا اور بحالت نصب وجر اَوَّلِيْنَ (ملاحظہ ہو اَوَّلَ) پ۱۱/۲ پ۱۵/۹ پ۱۷/۵ پ۱۸/۵ پ۲۳ پ۲۷/۱۵

اَوْلٰى - زیادہ لائق، زیادہ مستحق، زیادہ قریب ولی سے جس کے معنی پے در پے اور مسلسل واقع ہونے کے ہیں اور اسی لحاظ سے قریب ہونے کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ افعل التفضیل کا صیغہ، اس کا صلہ جب لام واقع ہوتا ہے تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا ہے اس صورت میں خرابی اور بربادی کے زیادہ قریب

Marfat.com

اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہونگے چنانچہ آیت شریفہ فَاَوْلٰی لَهُمْ (سو خرابی ہے ان کی، اور اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی (تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے) میں یہی معنی مراد ہیں۔ پ۳/۱۵ پ۵/۱۲ پ۱۴/۸ پ۲۱/۱۴ پ۲۶/۷ پ۲۹/۱۸

اُوْلٰی۔ پہلی، اگلی، اَوَّلُ کا مؤنث۔ قرآن مجید میں جہاں آخرت کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے وہاں اس سے عالمِ دنیا مراد ہے کیونکہ وہ آخرت سے پہلے ہے۔ پ۱۹/۱و۱۱و۱۷ پ۲۰/۸و۱۰ پ۲۲/۱ پ۲۳/۹ پ۲۵/۱۵و۱۹ پ۲۶/۵و۷و۱۵ پ۳۰/۳و۱۲و۱۷و۱۸ ص

اُولِیْ۔ والے، (ملاحظہ ہو اُولُوْ) پ۲/۶و۹ پ۳/۱۰ پ۴/۱۱ پ۵/۵و۸و۱۰ پ۷/۳ پ۱۱/۳ پ۱۳/۹ پ۱۵/۱ پ۱۶/۱۹ پ۱۸/۹و۱۰و۱۲ پ۲۰/۱۱ پ۲۲/۱۳ پ۲۳/۱۲و۱۹ پ۲۳/۱۱ پ۲۶/۱۰ پ۲۸/۴و۱۸ پ۲۹/۱۳

اَوْلِیَاءُ۔ دوست، ساتھی، وَلِیٌّ کی جمع (ملاحظہ ہو وَلِیٌّ) پ۳/۱۱ پ۵/۷و۹و۱۷ پ۶/۱۲و۱۳و۱۵ پ۸/۸و۱۰ پ۱۰/۶و۹و۱۵ پ۱۱/۱۲ پ۱۲/۲و۱۰ پ۱۳/۸ پ۱۵/۱۱و۱۹ پ۱۶/۳ پ۱۸/۱۶ پ۲۰/۱۴ پ۲۳/۱۵ پ۲۵/۲و۴و۶و۱۷و۱۸ پ۲۶/۴ پ۲۸/۴و۱۱

اَوْلَیٰنِ۔ (دو) زیادہ قریب، اَوْلٰی کا تثنیہ پ۷/۴

اَوْلِیٰٓئُکُمْ۔ تمہارے دوست، تمہارے رفیق اَوْلِیَاءُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱/۱۴ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ پ۲۴/۱۸

اَوْلِیَآءَهٗ۔ اس کے دوست۔ اَوْلِیَآءَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۴/۸ پ۹/۱۷

اَوْلِیٰٓئُهُمْ۔ ان کے دوست، ان کے رفیق اَوْلِیَآءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳/۲ پ۸/۱و۳

اُولٰٓئِکَ۔ وہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کیلئے آتا ہے اور مشار الیہ بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے پ۱/۱و۲و۳و۴ پ۱/۴و۹و۱۰و۱۴ پ۲/۳و۵و۶و۹و۱۱و۱۳ پ۳/۲و۶و۱۰و۱۱ پ۳/۱۱و۱۴و۱۷ پ۴/۱و۲و۳و۵و۱۱و۱۴ پ۵/۴و۱۱و۱۵و۱۸ پ۶/۱و۲و۱۰و۱۳ پ۷/۱و۱۴و۱۵و۱۶ پ۸/۸و۱۱و۱۲ پ۹/۹و۱۳و۱۵و۱۹ پ۱۰/۶و۸و۹و۱۵و۱۶ پ۱۱/۶و۸ پ۱۲/۲ پ۱۳/۷و۸و۹و۱۳ پ۱۴/۲۰ پ۱۵/۲و۳و۶و۸و۹و۱۶ پ۱۶/۳و۷و۱۱ پ۱۷/۶و۱۴ پ۱۸/۱و۳و۴و۶و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۵ پ۱۹/۱و۳و۱۶ پ۲۰/۹و۱۵ پ۲۱/۲و۵و۷و۱۰و۱۸ پ۲۲/۷و۱۱و۱۴ پ۲۳/۶و۱۰و۱۶و۱۷ پ۲۴/۱و۳و۱۰و۱۱و۱۹ پ۲۵/۵و۱۲ پ۲۶/۲و۳و۶و۹ پ۲۶/۶و۱۲و۱۳ پ۲۷/۱۲و۱۶و۱۸ پ۲۸/۳و۴و۸و۱۲و۱۵و۱۹ پ۲۹/۷و۱۱ پ۳۰/۵و۸و۱۵و۲۳

اُولٰٓئِکُمْ۔ وہ سب۔ ان سب۔ اُولٰٓئِکَ میں کاف خطاب احد کا ہے اور اس میں جمع کا۔ پ۲۷/۱۰

اَوَّلِیْنَ۔ اگلے۔ پہلے۔ اَوَّلُ کی جمع (ملاحظہ ہو اَوَّلُوْنَ) پ۷/۹ پ۹/۸، ۱۹ پ۱۴/۱، ۶ پ۱۵/۲۰ پ۱۸/۲، ۴، ۵، ۵ پ۱۸/۱۶ پ۱۹/۶، ۱۱، ۱۴، ۱۵ پ۲۰/۷، ۲ پ۲۲/۱۲ پ۲۳/۶، ۸، ۹ پ۲۵/۱۲، ۷ پ۲۶/۲ پ۲۷/۱۴، ۱۵ پ۲۹/۲۱، ۲۲ پ۳۰/۸

اُوْلٰهُمْ۔ ان کی پہلی جماعت۔ اُوْلٰی مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اُوْلٰی) پ۸/۱۱

اُوْلٰهُمَا۔ ان دونوں میں سے پہلی۔ اُوْلٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۱۵/۱

اٰوَوْا۔ انھوں نے جگہ دی۔ اِیْوَاءٌ سے جس کے معنی فروکش کرنے اور جگہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱۰/۱

اْوُوْا۔ تم جا بیٹھو۔ تم فروکش ہو جاؤ۔ اِیْوَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۵/۱۴

اَوْهَنَ۔ سب سے بودا۔ وَهْنٌ سے جس کے معنی کمزور اور ضعیف ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۰/۱۶

اٰوٰی۔ اس نے جگہ دی۔ اس نے اتارا۔ اِیْوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۳/۳، ۴ پ۳۰/۱۸

اٰوِیْ۔ میں جا بیٹھوں گا، میں فروکش ہو جاؤں گا۔ (ضَرَبَ) اُوِیٌّ سے جس کے معنی اترنے اور فروکش ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲/۴، ۴

اَوٰی۔ وہ اترا، وہ جا بیٹھا، اُوِیٌّ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۵/۱۴

اٰوٰکُمْ۔ اس نے تم کو ٹھکانا دیا۔ اٰوٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰوٰی) پ۹/۱۷

اَوَیْنَآ۔ ہم اترے، ہم فروکش ہوئے۔ اُوِیٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۵/۲۱

اٰوَیْنٰهُمَآ۔ ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا۔ اٰوَیْنَا اِیْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ پ۱۸/۳

فصل الہاء

اَهَانَنِ۔ اس نے میری اہانت کی۔ اس نے مجھے ذلیل کیا۔ اَهَانَ۔ اِهَانَةٌ سے جس کے معنی

ذلیل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ ۳۰/۱۴

اَهَبَ۔ میں بخشوں۔ میں دے جاؤں۔ (فتح) وَهْبٌ سے۔ جس کے معنی دینے اور بخشنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۶/۵

اِهْبِطْ۔ تو اتر۔ (ضرب) هُبُوْطٌ سے جس کے معنی اترنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۸/۹ پ ۱۲/۴

اِهْبِطَا تم دونوں اترو۔ هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۱۶/۱۴

اِهْبِطُوْا تم سب اترو۔ هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۴، ۳، ۱۴ پ ۸/۹

اِهْتَدَوْا۔ انھوں نے ہدایت پائی، انھوں نے سیدھی راہ پائی۔ اِهْتِدَاءٌ سے۔ جس کے معنی اپنے اختیار سے کوشش کر کے سیدھی راہ پکڑنے اور ہدایت حاصل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اگرچہ باعتبارِ لغت هدی اور هدایۃ میں کوئی فرق نہیں مگر ہدی کا لفظ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت فرمانے کے لئے استعمال کیا ہے یعنی ہدایت کی جو نسبت اللہ تعالیٰ کی اعتبار سے ہے اس کے لئے تو هدی کا لفظ مخصوص ہے۔ اور اهتداء کا لفظ اس ہدایت کے ساتھ خاص ہے جس کا انسان اپنے اختیار سے قصد کرتا ہے خواہ امور دنیوی میں ہو یا امور اخروی میں جیسے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (مگر جو مرد عورتیں اور بچے کہ بے بس ہیں نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ کہیں کا راستہ جانتے ہیں) کہ اس آیت میں اهتداء کا استعمال امور دنیویہ کے بارے میں راہ پانے کے متعلق ہوا ہے اور اهتداء کا لفظ جہاں قرآن مجید میں آیا ہے وہاں امورِ اخرویہ کے بارے میں ہدایت پانا مراد ہے۔ اهتداء کا استعمال کبھی ہدایت طلب کرنے یا اس کے لئے کوشش کرنے نیز کسی ہدایت یافتہ کی پیروی کرنے کے متعلق بھی ہوتا ہے پ ۱۴/۴ پ ۸/۱ پ ۱۴/۱۶ پ ۴/۲۶ پ ۳/۳۰

اِهْتَدٰى۔ وہ راہ پر آیا۔ اس نے ہدایت اختیار کی۔ اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۶/۱۱ پ ۲/۱۵ پ ۱۷، ۹، ۱۳/۱۶ پ ۳/۳۰ پ ۱/۱۴ پ ۴/۲۶

اِهْتَدَيْتُ۔ میں نے سیدھا راستہ پایا۔ میں نے

ہدایت اختیار کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۲۲/۱۲

اِهْتَدَيْتُمْ۔ تم راہ پر ہوئے، تم نے ہدایت اختیار کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۲

اِهْتَزَّتْ۔ اس نے ترو تازہ ہو کر حرکت کی۔ اِهْتِزَازٌ سے۔ جس کے معنی جھومنے، بل کھانے اور شادابی و تر و تازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۷/۸ پ ۲۴/۱۹

اُهْجُرْ۔ تو دور رہ، تو چھوڑ دے۔ (نَصَرَ) هَجْرٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور دور رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو هَجَرَ) پ ۲۹/۱۵

اُهْجُرْنِيْ۔ تو میرے پاس سے دور ہو جا، اس میں نِ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ ۱۶/۱۹

اُهْجُرْهُمْ۔ تو ان کو چھوڑ دے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۹/۱۲

اُهْجُرُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) سے دور رہو، ان کو جدا کرو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے پ ۵/۳

اَهْدِكَ۔ میں تجھ کو راہ بتاؤں (ضَرَبَ) اِهْدِ هِدَايَةٌ سے جس کے معنی راہ بتانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ اصل میں اَهْدِيْ تھا ی حذف ہو گئی۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶

اَهْدِكُمْ۔ میں تم کو راہ بتاؤں۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۲۴/۱

اِهْدِنَا۔ تو ہم کو راہ بتلا۔ اِهْدِ هِدَايَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱/۱ پ ۲۳

اِهْدُوْهُمْ۔ ان کو راستہ دکھلاؤ، ان کو ہدایت کرو، اِهْدُوْا هِدَايَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ہدایت کے معنی اصل میں تو بہ لطف و نرمی راہ بتانے کے ہیں مگر یہاں تہکم کے طور پر مبالغہ معنوی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے جیسے بشارت کا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے) میں پ ۲۳/۶

اَهْدٰى۔ زیادہ راہ پانے والا، زیادہ ہدایت یافتہ هِدَايَةٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ پ ۵ پ ۵ پ ۱۵ پ ۲۰ پ ۲۲ پ ۲۵ پ ۲۹

اَهْدِيَكَ۔ میں تجھ کو راہ بتلاؤں، اَهْدِيْ هِدَايَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۳۰

اَھْدِیْکُمْ ۔ میں تم کو راہ بتلاتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۴

اَھُشُّ ۔ میں پتے جھاڑتا ہوں (نَصَرَ) ھَشٌّ سے جس کے معنی کسی نرم چیز کو حرکت دینے (جیسے پتے وغیرہ جھاڑنے) کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۶

اُھِلَّ ۔ پکارا گیا۔ اِھْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اہلال کے معنی اصل میں چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکارنے کے ہیں پھر ہر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک کہنے کو اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنی یعنی نامزد کرنا آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں۔ پس جب جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر بت ہو یا جن یا خبیث روح یا پیر یا پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی اور تقرب حاصل ہوگا۔ اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے۔ سو وہ جانور حرام اور وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہے۔ اور ایسا کرنے والا مشرک اور دائرہ توحید سے خارج ہے۔ خواہ وقت ذبح ذبیحہ پر بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے اسی طرح وہ جانور جس پر بہ نیت ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔ پ۲ پ۶ پ۸ پ۱۴

اَھْلٌ ۔ والا۔ والے۔ وہ سب لوگ اَھْل کہلاتے ہیں جن کو نسب یا ان دونوں کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی رشتہ یا تعلق مثلاً ایک گھر یا ایک ہی شہر میں رہنا بسنا یا کسی مخصوص صنعت یا پیشہ میں شریک ہونا غرض کسی خاص صفت سے متصف ہونا ایک سلسلہ میں منسلک کر دے۔ پ۱۲ پ۲۹

اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ ۔ انجیل والے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی امت۔ پ۶

اَھْلَ الْبَیْتِ ۔ گھر والے۔ قرآن مجید میں اھل البیت کے الفاظ دو جگہ استعمال کئے گئے ہیں اول سورہ ہود میں جبکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی جاتی ہے اور وہ اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنی کبر سنی کا خیال کرتے ہوئے بے ساختہ اس

Marfat.com

بشارت کے متعلق کہہ اٹھی ہیں اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (یہ تو ایک عجیب بات ہے) اس پر فرشتے جواباً کہتے ہیں اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکٰتُهٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ (کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں) یہاں پر اہلِ بیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے داخل ہونے سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آیت میں خطاب خود ان ہی کی ذات سے ہے۔

دوسری جگہ سورۂ احزاب میں وارد ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا (اے نبی کے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کی باتیں دور کردے اور تم کو خوب پاک صاف کردے) یہاں اہلِ بیت سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ صرف ازواجِ مطہرات مراد ہیں کیونکہ خطاب ان ہی سے ہو رہا ہے اور سیاقِ آیات ان ہی کے متعلق ہے جو یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ سے شروع ہو کر وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا پر ختم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں البیت سے بیت النبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ گھر مبارک مراد ہے جس میں ازواج مطہرات سکونت پذیر تھیں وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں) اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور یاد کرو جس کی تلاوت کی جاتی ہے تمہارے گھروں میں) میں ازواج مطہرات کے ان حجروں ہی کا مذکور ہے جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔ پس اہلِ بیت سے مراد وہی ہونا چاہئیں جو اس گھر مبارک میں سکونت گزین ہوں۔ ابن ابی حاتم اور ابنِ عساکر نے بروایت عکرمہ اور ابنِ مردویہ نے بروایت سعید بن جبیر، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیتِ مذکورہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ کو اس پر اس قدر شدید اصرار تھا کہ فرماتے ہیں اس امر کے متعلق جو کوئی چاہے میں اس سے مباہلے کے لئے تیار ہوں۔[1]

دوسری جماعت کا خیال ہے کہ آیت میں جن اہلِ بیت کا مذکور ہے ان سے مراد صرف حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم ہیں۔

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

Marfat.com

ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی اس وقت گھر میں چار حضرات موجود تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کو کمبل میں لے کر فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں (اے اللہ) تو ان سے گندگی دور فرما اور ان کو بخوبی پاک صاف کر دے۔ ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔[1] اس جماعت کا بڑا استدلال یہ ہے کہ آیت میں خطاب کے لئے جمع مذکر کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں۔ چنانچہ عنکم اور لیطہرکم فرمایا گیا اگر ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو عنکن اور لیطہرکن ہونا چاہیے تھا۔

علامہ قرطبی حافظ ابن کثیر اور ایک جماعت محققین کا قول ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ یہ چاروں حضرات بھی داخل ہیں۔ ازواج مطہرات کا داخل ہونا تو ظاہر ہے کہ وہی ان آیات کی اولین مخاطب ہیں جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حقیقی معنی میں سکونت گزیں تھیں اور حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا شمار اس لئے اہل بیت میں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اہل بیت نسب میں داخل ہیں۔

رہا یہ استدلال کہ اگر اہل بیت سے ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو جمع مونث کی ضمیر آنی چاہئے تھی نہ کہ جمع مذکر کی سو محض لغو ہے کیونکہ عنکم اور لیطہرکم میں جو جمع مذکر کی ضمیر کی استعمال کی گئی ہے وہ محض لفظ اہل کی رعایت سے استعمال کی گئی ہے۔ سورۂ ہود کی آیت جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کیا گیا ہے ابھی آپ کی نظر سے گذری اہل عرب عموماً مونث سے تخاطب کے وقت جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ حماسی شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہتا ہے ع فلا تحسبی انی تخشعت بعدکم تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں تیری بعد ذلیل ہو گیا اسی طرح مخذومی اپنی اہلیہ سے کہتا ہے۔ ع

فان شئت حرمت النساء سواکم

---

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

(اگر تو چاہے تو میں تیرے سوا سب عورتوں کو اپنے اوپر حرام کرلوں)

خود قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جبکہ وہ اپنی اہلیہ محترمہ کو خطاب کررہے ہیں جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے ارشاد ہے فَقَالَ لِاَھْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (پس کہا اپنی اہلیہ سے کہ ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے) حدیث شریف اور اشعار عرب میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو اہل البیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے قصہ میں منقول ہے۔

فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق الی حجرۃ عائشۃ فقال السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ فقالت وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کیف وجدت اھلک بارک اللہ لک فتقری حجر نساءہ کلھن یقول لھن کما یقول لعائشۃ ویقلن له کما قالت عائشۃ ؎	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تمام حجروں میں تشریف لیجاکر وہی الفاظ فرمائے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے تھے اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

بخاری کی اس حدیث سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے کہ آیا ازواج مطہرات اہل البیت میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ اس میں صاف تصریح موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات میں سے ہر ایک کو اہل البیت سے

؎ ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ؎ روح المعانی ج ۲۲ ص ۱۳۴ طبع مصر۔

Marfat.com

خطاب فرمایا ہے پ ۱۳ ع ۲۲

اَهْلَ الذِّكْرِ۔ یاد رکھنے والے۔ بعض علما نے اس سے صرف یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے لیکن رمانی، زجاج اور ازہری نے تصریح کی ہے کہ اہل الذکر سے گزشتہ امتوں کے حالات جاننے والے مراد ہیں خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔[1] پ ۱۴ ع ۱۲ پ ۱۷ ع ۱

اَهْلُ الْقُرٰى۔ بستیوں والے۔ پ ۹ ع ۲ پ ۱۳ ع ۶ پ ۲۸ ع ۴

اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ کتاب والے، اہلِ کتاب قرآن مجید کی اصطلاح میں اہلِ کتاب سے صرف یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ ارشاد ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے برکت والی۔ پس چاہیے کہ اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرو عجب نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی کہ تم یہ نہ کہو کہ خدا نے تو صرف دو جماعتوں (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں) ہی پر کتاب نازل کی جو ہم سے پہلے تھے اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی) ظاہر ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ کے علاوہ اہلِ کتاب میں کوئی تیسری جماعت اور داخل ہوتی تو پھر طَآئِفَتَيْنِ کی بجائے طَوَآئِفَ ہونا چاہیے تھا۔ پ ۱ ع ۱۳ پ ۳ ع ۱۵ و ۱۹ پ ۴ ع ۱ و ۳ و ۱۱ پ ۵ ع ۱۵ پ ۶ ع ۲ و ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ پ ۲۱ ع ۱ و ۱۹ پ ۲۷ ع ۲ پ ۲۸ ع ۴ و ۵ پ ۳۰ ع ۲۳

اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ۔ مدینہ والے شہر والے۔ آیتِ شریفہ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ (اور مدینہ کے بعض لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں) اور مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (مدینہ والوں کو اور اس کے گرد کے بادیوں کو یہ نہ چاہیے کہ وہ رسول اللہ کی رفاقت سے پیچھے رہ جائیں) میں اہلِ مدینہ سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے مراد ہیں۔ اور وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (اور آئے شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے) میں مدینہ بمعنی شہر ہے، اور مراد حضرت لوط علیہ السلام

---

[1] روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۳۴ طبع مصر۔

کی بستی والے ہیں۔ پ ۱۱/۴۹۲ پ ۱۴/۵

اَھْلُ النَّارِ۔ آگ والے، دوزخی، پ ۲۳/۱۴

اَھْلِ بَیْتٍ۔ ایک گھر والے۔ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ پ ۲۰/۴

اَھْلَ قَرْیَۃٍ۔ ایک گاؤں والے۔ یہ قریہ کونسا تھا۔ آیا انطاکیہ تھا یا اَیلہ یا جزیرہ خضراد جو اندلس میں بتایا جاتا ہے) یا برقہ یا ابو حوران (جو آذربائجان میں تھا یا ناصرہ جو ملک روم میں تھا یا آرمینیہ کا کوئی گاؤں تھا اس کے تعین میں مختلف اقوال منقول ہیں جن کی صحت کی حقیقت خدا ہی کو خوب معلوم ہے[۵۱]۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سخت اختلاف کا پایا جانا اس امر کا مقتضی ہے کہ اس بارے میں کسی قول پر اعتماد نہ کیا جائے[۵۲]۔ پ ۱۶/۱

اَھْلِ مَدْیَنَ۔ مدین والے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ مَدْیَنَ اور مَدْیَنَ) پ ۱۶/۱۱ پ ۲۰/۸

اَھْلَ یَثْرِبَ۔ یثرب والے، مدینہ والے (ملاحظہ ہو یَثْرِبَ) پ ۲۱/۱۸

اَھْلُکَ۔ تیرے گھر کے لوگ، تیرے گھر والے
اَھْلُ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَھْلُ) پ ۴/۴ پ ۱۲/۱۳،۷،۱۲ پ ۱۴/۵ پ ۱۶/۱۶ پ ۱۸/۳ پ ۲۰/۱۹

اَھْلَکَ۔ اس نے ہلاک کیا۔ اس نے غارت کیا۔ اِھْلَاکٌ سے۔ جس کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھَلَاکٌ مختلف معانی کے لئے آتا ہے (۱) کسی شئی کا اپنے ہاتھ سے نکل جانا اور دوسرے کے پاس موجود ہونا جیسے ھَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَہْ (میرے پاس سے میری حکومت جاتی رہی) (۲) کسی شئے کا بصورت استحالہ و فساد ہلاک ہو جانا جیسے یُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (کھیتیاں اور نسل کو تباہ کر دی) (۳) مر جانا جیسے وَمَا یُھْلِکُنَآ اِلَّا الدَّھْرُ (ہمیں تو صرف زمانہ ہی مارتا ہے) (۴) کسی چیز کا عالم وجود سے بالکلیہ مٹ جانا اور معدوم ہو جانا۔ آیت کریمہ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (ہر چیز کو فنا ہے بجز ذات الٰہی کے) میں اسی فنا کی طرف اشارہ ہے۔ (۵) عذاب چنانچہ یہاں ہلاکت سے عذاب ہی مراد ہے۔ کبھی ہلاک خوف اور فقر کے معنی

[۵۱] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۵۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [۵۲] فتح الباری ج ۸ ص ۳۲۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

میں بھی استعمال ہوتا ہے پ ۲۰ پ ۲۷

اَهْلَكْتُ۔ میں نے خرچ کر ڈالا میں نے تباہ کر دیا۔ اِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۳۰

اَهْلَكَتْهُ اس کو تباہ کر گئی۔ اَهْلَكَتْ اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب هٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۴

اَهْلَكْتَهُمْ۔ تو ان کو ہلاک کر دیتا۔ اَهْلَكْتَ اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۹

اَهْلِكُمْ۔ تمہارے گھر والے۔ اَهْلِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْلِ) پ ۱۲

اَهْلَكْنَا۔ ہم نے ہلاک کیا، ہم نے عذاب دیا۔ اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۷ پ ۸ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۱ پ ۲۳ پ ۲۵ پ ۲۶ پ ۲۷

اَهْلَكْنٰهَا۔ ہم نے اس کو ہلاک کیا ہم نے اس کو عذاب دیا۔ اس میں ھا ضمیر واحد مونث غائب ہے۔ پ ۸ پ ۱۷

اَهْلَكْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۸ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۵ پ ۲۶

اَهْلَكَنِیْ۔ اس نے مجھ کو ہلاک کر دیا۔ اَهْلَكَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۲۹

اُهْلِكُوْا۔ وہ ہلاک کئے گئے، ان کو عذاب دیا گیا اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۹

اَهْلِنَا۔ ہمارے گھر والے۔ اَهْل مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۳ پ ۲۷

اَهْلُوْنَا۔ ہمارے گھر والے، اَهْلُوْا اصل میں اَهْلُوْنَ تھا اَهْل کی جمع بحالت رفع اضافت کے سبب سے ن گر پڑا نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲۶

اَهْلِهٖ۔ اس کے گھر والے، اس کی بیوی، اس جگہ کے رہنے والے۔ اَهْل مضاف هٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل) پ ۱ پ ۲ پ ۵ پ ۸ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۶ پ ۲۹ پ ۳۰

اَهْلُهَا۔ اس مقام کے رہنے والے۔ اس کے مالک اس (عورت) کے گھر والے۔ اَهْل مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل

Marfat.com

پ۵ ع۳و۵و۷، پ۸ ع۳، پ۹ ع۲و۳و۴، پ۱۱ ع۸، پ۱۲ ع۱۰و۱۳، پ۱۵ ع۲۲، پ۱۶ ع۱و۵، پ۱۸ ع۱۰، پ۱۹ ع۱۸، پ۲۰ ع۴و۷و۹و۱۹، پ۲۶ ع۱۱

اَھْلِھِمْ - ان کے گھر والے، اَھْل مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَھْل) پ۱۳ ع۱، پ۲۳ ع۲، پ۳۰ ع۸

اَھْلِھِنَّ - ان (عورتوں) کے گھر والے، ان کے اولیاء۔ اَھْل مضاف ھِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ۵ ع۱

اَھْلِیْ - میرے گھر والے۔ اَھْل مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۲ ع۴، پ۱۶ ع۱۱، پ۱۹ ع۱۲

اَھْلِیْکُمْ - تمہارے گھر والے۔ اَھْلِیْ اصل میں اَھْلِیْنَ تھا۔ اَھْل کی جمع بحالت نصب جر اضافت کے باعث نون گر گیا۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۷، پ۲۸ ع۱۹

اَھْلِیْھِمْ - ان کے گھر والے، اَھْلِیْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ع۲۳، ع۲۶

اَھَمَّتْھُمْ - ان کو فکر میں ڈال دیا۔ اَھَمَّتْ اِھْمَامٌ سے جس کے معنی فکر میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۴

اَھْوَاءٌ - خواہشیں، خیالات، ھَوٰی کی جمع (ملاحظہ ہو ھَوٰی) پ۶ ع۱۲، پ۸ ع۵، پ۲۵ ع۱۸

اَھْوَاءَکُمْ - تمہاری خواہشیں، اَھْوَاءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۶ ع۱۲

اَھْوَاءَھُمْ - ان کی خواہشیں، اَھْوَاءَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ ع۱۴، پ۲ ع۱، پ۶ ع۱و۵، پ۸ ع۱، پ۱۳ ع۱۱، پ۱۸ ع۴، پ۲۰ ع۸، پ۲۱ ع۶، پ۲۵ ع۳، پ۲۶ ع۷، پ۲۷ ع۸

اَھْوَنُ - بڑا آسان، بہت ہی سہل، ھَوْنٌ سے جس کے معنی آسان اور سہل ہونے کو ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۱

اَھْوٰی - اس نے دے ٹپکا۔ اِھْوَاءٌ سے جس کے معنی اٹھا کر دے ٹپکنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

فصل الیاء المثناۃ

اِیْ - ہاں، البتہ، حرف جواب ہے بمعنی نَعَمْ اور ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے پ۱۱

اَیٌّ - کونسا، جس، کس کس، کیا کیا، یہ استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور شرطیہ بھی، صفت بھی واقع ہوتا ہے

اور جس پر الف لام داخل ہو اس کی ندا کا صلہ بھی نیز موصولہ بھی ہوتا ہے مگر احمد بن یحییٰ نے اس کے موصولہ ہونے سے انکار کیا ہے ہاں موصوفہ نہیں ہوتا لیکن اخفش کے خیال میں موصوفہ بھی ہوتا ہے[1]۔ پ۷/۸و۱۵ پ۹/۱۳ پ۱۵/۱۲ پ۱۶/۸ پ۱۹/۱۵ پ۲۱/۱۳ پ۲۴/۱۴

پ۲۵/۱۲ پ۲۷/۷و۱۱و۱۲و۱۳ پ۲۹/۲۱و۲۲ پ۳۰/۵و۹

اَیَّا پ۱۵/۱۲

اِیَابَھُمْ ۔ ان کا لوٹنا، ان کا واپس آنا، اِیَاب اَبَ یَؤُبُ کا مصدر، مضاف ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳۰/۱۳

اٰیَات ۔ نشانیاں، آیتیں، احکام خداوندی۔ اٰیَۃٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اٰیَۃ) پ۱/۷و۹و۱۲و۱۴و۱۶ پ۲/۴و۶

پ۲/۱۱و۱۳و۱۶ پ۳/۴و۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۵ پ۴/۱و۲و۳و۱۱

پ۵/۱۶ پ۶/۳و۱۴ پ۷/۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۸و۱۹

پ۸/۲و۷و۱۰و۱۱و۱۴ پ۹/۴و۶و۱۲ پ۱۰/۳و۵و۸ پ۱۱/۴و۵و۸و۱۲و۱۳

پ۱۱/۱۲و۱۵ پ۱۲/۵و۱۱و۱۲و۱۴ پ۱۳/۷و۱۰و۱۳و۱۶ پ۱۴/۵و۶و۸و۹

پ۱۴/۱۲و۲۰ پ۱۵/۶و۱۲و۱۴و۱۹و۲۰ پ۱۶/۳و۷و۱۱و۱۹ پ۱۷/۹

پ۱۸/۲و۶و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۷ پ۱۹/۴و۵و۱۶ پ۲۰/۳و۴و۸

۱۲و۱۵ پ۲۱/۴و۶و۷و۹و۱۰و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶ پ۲۲/۱و۸

پ۲۳/۲ پ۲۴/۲و۳و۵و۶و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ پ۲۵/۱و۳و۵و۱۵

پ۲۵/۱۶و۱۸و۲۰ پ۲۶/۳و۴و۱۸ پ۲۷/۵و۷و۱۸ پ۲۸/۱و۱۱و۱۸ پ۳۰/۸

اٰیَاتِکَ ۔ تیرے احکام، تیری آیتیں، اٰیَاتِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱/۱۵ پ۱۶/۱۶ پ۲۰/۸

اٰیَاتِنَا ۔ ہماری نشانیاں، ہماری آیتیں، ہمارے احکام، اٰیَات مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱/۴ پ۲/۲ پ۳/۱۰ پ۵/۵ پ۷/۴ پ۷/۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴

پ۸/۵و۷و۸و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۹ پ۹/۳و۶و۷و۹و۱۲

پ۹/۱۳و۱۸ پ۱۱/۶و۷و۸و۱۳و۱۴ پ۱۲/۹ پ۱۳/۱۳ پ۱۴/۶

پ۱۵/۱و۱۱و۱۳ پ۱۶/۸و۱۰و۱۲و۱۴ پ۱۷/۶و۱۲و۱۴ پ۱۸/۳

پ۱۹/۲و۴و۱۹ پ۲۰/۲و۳و۷و۸و۹ پ۲۱/۱و۵و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳

پ۲۱/۱۵و۱۹ پ۲۲/۷و۱۱ پ۲۴/۸و۹و۱۸و۱۹ پ۲۵/۱و۵و۱۱

پ۲۵/۱۳و۱۷و۱۹ پ۲۶/۱ پ۲۷/۱۰و۱۸ پ۲۸/۱۵ پ۲۹/۳و۱۵ پ۳۰/۱و۸و۱۵

اٰیَاتِہٖ ۔ اس کی آیتیں، اس کی نشانیاں، اس کے احکام، اٰیَاتِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۹ پ۲/۷و۱۱و۱۵

پ۴/۲و۹ پ۷/۲و۹و۱۶ پ۸/۱و۱۱ پ۹/۱۵ پ۱۰/۱۴ پ۱۱/۶و۷و۱۲

---

[1] البحر المحیط ج ۱ ص ۹۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

پ ۱۷/۱۴ پ ۱۸/۱۴ پ ۲۰/۳ پ ۲۱/۶، ۸، ۹، ۱۳ پ ۲۳/۱۲ پ ۲۴/۷، ۱۴، ۱۵، ۱۶

پ ۲۴/۱۹ پ ۲۵/۲، ۴، ۵، ۶ پ ۲۸/۱۱

اٰیَاتِهَا۔ اس کی نشانیاں، اٰیات مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۷/۳

اٰیَاتِیْ۔ میری نشانیاں، میری آیتیں، میری احکام اٰیات مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱/۵

پ ۶/۱۱ پ ۸/۳، ۱۱ پ ۹/۲ پ ۱۵/۲۰ پ ۱۶/۳، ۱۱ پ ۱۷/۳ پ ۱۸/۲، ۴

پ ۲۰/۳ پ ۲۴/۲ پ ۲۵/۲

اِیَّاكَ۔ تجھ ہی سے، تجھ ہی کو۔ واحد مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ اِیَّا کے ساتھ جب یا متکلم کاف خطاب، ہا غائب اور دیگر فروع متکلم و مخاطب و غائب لاحق ہوتے ہیں تو اس وقت یہ ضمیر منصوب منفصل ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اسم ظاہر ہے جو ضمائر کی طرف مضاف ہوتا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ رہی یہ بحث کہ یہ مع لواحق کے ضمیر ہے یا تنہا یا لواحق حروف ہیں، یا یہ حرف ہے یا لواحق اسماء ہیں اور یہ اُن کی طرف مضاف یا صرف لواحق ضمائر ہیں اور اِیَّا زائدہ ہے تاکہ اس سے ضمائر کا اتصال ہو سکے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں جو کتب نحو میں مذکور ہیں پ ۱

اِیَّاكُمْ۔ تم سب کو۔ جمع مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ پ ۵/۱ پ ۱۵/۴ پ ۲۱/۲ پ ۲۲/۹، ۱۱ پ ۲۸/۲

اَیَّامٌ۔ دن، اوقات، یَوْمٌ کی جمع۔ یوم سے عموماً طلوعِ آفتاب سے لیکر غروب تک کا وقت مراد ہوتا ہے۔ اور کبھی اس سے زمانہ کی کوئی مدت یا مطلق وقت مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں سِتَّةِ اَیَّامٍ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں بعض لوگوں نے ان سے چھ اوقات مراد لئے ہیں اور بعض نے چھ دن۔ ظاہر ہے کہ ان دنوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس وقت زمین آسمان چاند سورج تھے ہی کہاں جو یہ دن ہوتے۔[۱] پس لامحالہ ان چھ دنوں سے مراد ان کی مقدار ہوگی۔ جمہور کا خیال ہے کہ ان سے مراد ہمارے دنیاوی دنوں کی مقدار ہے۔ لیکن ابن جریر اور ابن ابی حاتم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد

---

[۱] فتح القدیر ج ۴ ص ۵۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

Marfat.com

ضحاک اور کعب احبار سے راوی ہیں کہ ان میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے الرد علی الجہمیہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے امام ابن جریر اور متاخرین کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے۔[1] اور یہی قول زیادہ قرین صحت معلوم ہوتا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو یوم) پ ۲/۱۷، ۸، ۵، ۹ پ ۳/۱۲ پ ۴/۵ پ ۸/۱۴ پ ۱۱/۱۵، ۹، ۶ پ ۱۳/۱، ۶ پ ۱۹/۳ پ ۲۱/۱۴ پ ۲۴/۱۶ پ ۲۶/۱۲ پ ۲۷/۱۲ ایاماً پ ۲۲/۸

اَیَّامِ اللّٰہِ۔ اللہ کے دن۔ اَیَّامِ مضاف اللّٰہِ مضاف الیہ۔ اللہ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سرکشوں سے انتقام لی اور ان کی بدکرداری کے عوض ان کو عذاب دے یا اپنے فرمانبردار بندوں کو مخصوص فضل و اکرام سے نوازے۔ ابن السکیت نے تصریح کی ہے کہ عرب ایام کو وقائع کے معنی میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے فلان عالم بایام العرب یعنی وہ عرب کے واقعات و حالات کا عالم ہے۔ نسائی ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نیز بیہقی شعب الایمان میں اور عبد اللہ بن احمد زوائد المسند میں حضرت ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایام اللہ" کی تفسیر اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات سے فرمائی ہے ابن ابی حاتم نے ربیع سے قرون اولیٰ میں وقائع الٰہی کے معنی نقل کیے ہیں۔[2] پ ۱۳/۱۴ پ ۲۵/۱۸

اَلْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ۔ اگلے دن۔ اَلْاَیَّام موصوف اَلْخَالِیَۃِ صفت۔ مراد دنیوی زندگی کے گذرے ہوئے دن ہیں۔ علماء سلف میں سے مجاہد، ابن جبیر، وکیع اور عبد العزیز بن رفیع نے روزوں کے دن مراد لیے ہیں۔[3] پ ۱۳ پ ۲۹/۵

اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ۔ گنتی کے چند دن۔ اَیَّامٍ موصوف مَعْدُوْدَاتٍ صفت۔ ان سے مراد ایام منیٰ یعنی ایام تشریق ہیں یہ ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں جن میں حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کا حکم ہے۔ ان دنوں میں رمی جمار یعنی کنکریوں کے مارنے و نیز ہر نماز فرض کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ ان دنوں میں

[1] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵ طبع مصر ۱۳۴۸ھ [2] فتح القدیر ج ۳ ص ۹۰ [3] البحر المحیط ج ۲ ص ۳۲۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

چاہیے کہ دیگر اوقات میں بھی ذکرِ الٰہی کی کثرت ہو۔ پ ۲

اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ ۔ کئی دن جو معلوم ہیں

اَیَّامٍ موصوف مَعْلُوْمَاتٍ صفت ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے قربانی کے تین دن مراد ہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حسن بصری، ابراہیم نخعی، اور قتادہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بتاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن منقول ہیں یعنی دسویں گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں۔[۵۱] پ ۲

اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ۔ گنتی کے چند روز

اَیَّامًا موصوف مَعْدُوْدَاتٍ صفت آیتِ شریفہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ (اے ایمان والو تم پر بھی اسی طرح روزہ فرض کیا گیا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ دیہ، گنتی کے چند روز ہیں) میں اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے مراد ماہِ رمضان ہے۔ لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطا سے مروی ہے کہ ان سے مراد ہر ماہ میں روزہ کے تین دن ہیں جن کی فرضیت رمضان کے نازل ہونے کے بعد منسوخ ہوگئی۔[۵۲] قرآن مجید نے جو یہودیوں کا مقولہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ (کہ ہم کو بجز چند دنوں کے ہرگز آگ نہ چھو سکے گی)، نقل فرمایا ہے۔ ان چند دنوں کے تعین میں یہودیوں میں باہمی اختلاف تھا بعض سات دن بیان کرتے تھے بعض چالیس روز بعض چالیس سال اور بعض بلوغ سے قبل کے زمانہ کو نکال کر ہر شخص کی بقیہ مدت العمر بتاتے تھے[۵۳] پ ۳ - اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ پ ۲

اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ ۔ مصیبت کے کئی دن۔

چند منحوس دن۔ مجاہد اور قتادہ کا بیان کہ یہ اخیر

[۵۱] احکام القرآن للامام جصاص ج ۳ ص ۲۸۷ و ۲۸۸ - [۵۲] ایضاً ج ۱ ص ۲۰۳

[۵۳] تفسیر عزیزی ص ۳۰۷ طبع مجتبائی دہلی۔

شوال میں بدھ کے دن سے شروع ہو کر بدھ ہی
کے دن ختم ہوئے۔ سات رات اور آٹھ دن لگاتار
قوم عاد پر ہوا کا طوفان چلتا رہا[1]۔ پ ۲۹

اَیَامٰی۔ بغیر بیوی والے مرد۔ بغیر شوہر والی عورتیں
اَیِّمٌ کی جمع۔ ابو عمرو اور کسائی نے تصریح
کی ہے کہ اہلِ لغت کا اس پر اتفاق ہے
کہ ایم اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر
نہ ہو خواہ وہ عورت کنواری ہو یا بیوہ۔ ابو عبید کا
بیان ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے متعلق ایم
کا لفظ آتا ہے۔ لیکن اس کا بیشتر استعمال عورتوں
ہی کے بارے میں ہوتا ہے مردوں کے متعلق اس کا
استعمال گویا بطور استعارہ ہے[2] پ ۱۸

اَیَّانَ۔ کب۔ متیٰ کے قریب المعنیٰ ہے اور کسی شے
کا وقت دریافت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے
بعض لوگ اس کی اصل اَیَّ اَوَانٍ بمعنی کون سے
وقت کے بتاتے ہیں۔ الف کو حذف کر کے واو
کو یا کیا گیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کر دیا اَیَّانَ بن گیا
پ ۹ پ ۱۴ پ ۲۰ پ ۲۴ پ ۲۹ پ ۳۰

اِیَّانَا۔ ہم کو۔ جمع متکلم کی ضمیر منصوب منفصل۔
(ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) پ ۱۱ پ ۲۰

اِیَّاہُ۔ اسی کو۔ اسی سے۔ واحد مذکر غائب کی ضمیر
منصوب منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) پ ۲ پ ۷
پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۲۴ پ ۱۱

اِیَّاھُمْ۔ ان کو، جمع مذکر غائب کی ضمیر منصوب
منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) پ ۹

اِیَّایَ۔ مجھ کو، مجھ سے، واحد متکلم کی ضمیر منصوب
منفصل پ ۱ پ ۹ پ ۱۴ پ ۲۱

اِیْتِ۔ تو لے آ۔ آ (ضرب) اِتْیَانٌ سے جس کے
معنی آنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر
جب اس کے صلہ میں با آتی ہے تو یہ متعدی
معنی لانے کے ہو جاتا ہے پ ۱۱ پ ۹ فَأْتِ
پ ۳ پ ۹ پ ۱۹

اِیْتَاءٌ۔ دینا۔ عطا کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے
قرآن مجید میں اس کا استعمال بیشتر صدقہ وغیرہ
کے بارے میں ہوا ہے۔ پ ۱۴ پ ۱۷ پ ۱۸

اٰیَتُکَ۔ تیری نشانی۔ اٰیَۃٌ مضاف۔ کَ

[1] فتح القدیر ج ۵ ص ۹۲، ۲۹۶، ۹۴ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] الفلاح ج ۴ ص ۲۶

ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اِیتِہ)

پ ۳/۱۶

اِئْتِنَا۔ ہمارے پاس آ۔ ہم پہ لے آ۔ اِئْتِ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِئْتِ) پ ۹/۱۸ پ ۸/۱۶ پ ۱۵

پ ۲۰/۱۵ فَأْتِنَا پ ۸/۱۶ پ ۱۲/۲ پ ۲۶/۲

اِئْتُوا۔ تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

پ ۱۶/۱۲ پ ۲۵/۱۹ فَأْتُوا پ ۱/۲ پ ۲/۱۲ پ ۳/۱ پ ۱۱/۹ پ ۱۲/۲ پ ۱۷/۵

پ ۲۰/۹ پ ۲۳/۹ پ ۲۵/۱۵ وَأْتُوا پ ۲

اِئْتُونَا۔ تم ہمارے پاس لاؤ۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔ پ ۱۳/۱۴

اِئْتُونِیْ۔ میرے پاس لاؤ۔ میرے پاس آؤ۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۱/۱۳ پ ۱۲/۱۴

پ ۱۳/۲ پ ۲۶/۱ وَائْتُونِیْ پ ۱۳/۴ پ ۱۹/۱۷

اِئْتُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) کے پاس جاؤ۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ پ ۲/۱۲

اَیُّهَا۔ اے۔ اَیُّ بحالتِ ندا منادی معرف باللام کو حرفِ ندا سے ملاتا ہے اور هَا حرفِ تنبیہ ہے جو اَیُّ اور اپنے مابعد کے اسم معرف باللام کے درمیان فصل کے لئے استعمال ہوتا ہے پ ۱۳/۳ پ ۳۰/۱۴

اِئْتِیَا۔ تم دونوں جاؤ۔ اِتْیَانٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۲۴/۱۴ فَأْتِیَا پ ۱۹/۶

اِئْتِیَاهُ۔ تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۶/۱۱

اٰیَتَیْنِ۔ دو نشانیاں۔ دو نمونے (ملاحظہ ہو اٰیۃ) پ ۱۵/۲

اَیْدِیْ۔ ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہاتھ کے ہیں۔ اصل میں اَیْدِیْ تھا۔ تنوین کے باعث ی گر پڑی پ ۲۷/۱۴ پ ۹

اَیْدٌ۔ قوت، قوی ہونا۔ اَدَ یَئِیْدُ کا مصدر پ ۲۳/۱۱

اَیَّدْتُکَ۔ میں نے تیری مدد کی۔ اَیَّدْتُ تَأْئِیْدٌ سے۔ جس کے معنی مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۵

اَیَّدَكَ۔ تیری تائید کی۔ تجھ کو قوت پہنچائی۔ اَیَّدَ تَأْیِیْدٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱/۱۴

اَیَّدَكُمْ۔ تم کو قوت دی۔ تمہاری مدد کی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۹/۱۴

اَیَّدْنَا۔ ہم نے قوت دی۔ تَأْیِیْدٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۲۸/۱۰

Marfat.com

اَیَّدْنٰهُ - ہم نے اس کو قوت دی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۱ پ ۳

اَیَّدَهٗ - اس کی مدد کی۔ اَیَّدَ فعل ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۰/۱۴

اَیَّدَهُمْ - ان کی مدد کی۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۸/۳

اَیْدِیْ - ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یَدٌ) پ ۲۱/۸ پ ۲۳/۱۲ پ ۲۶/۱۱ پ ۲۸/۱۴ پ ۳۰/۵

اَیْدِیْکُمْ - تمہارے ہاتھ، اَیْدِیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۲/۸ پ ۴/۱۰ پ ۵/۴و۸ پ ۶/۶ پ ۷/۳ پ ۹/۴ پ ۱۰/۳و۴و۸ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۹/۷ پ ۲۳/۲ پ ۲۵/۵ پ ۲۶/۱۱

اَیْدِیْنَا - ہمارے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۰/۱۲ پ ۱۶/۴ پ ۲۳/۴

اَیْدِیْهِمْ - ان کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۹و۱۱ پ ۳/۲ پ ۵/۶و۹ پ ۶/۲و۹و۱۲ پ ۷/۷و۱۷ پ ۸/۹ پ ۹/۸ پ ۱۰/۱۵ پ ۱۲/۷ پ ۱۳/۱۴ پ ۱۶/۱۵ پ ۱۷/۴و۱۷ پ ۱۸/۹ پ ۲۰/۸ پ ۲۱/۷ پ ۲۲/۷و۹و۱۸ پ ۲۳/۲و۳ پ ۲۴/۶و۱۷ پ ۲۵/۶ پ ۲۶/۹و۱۱ پ ۲۷/۱۸ پ ۲۸/۴و۷و۱۱و۲۰

اَیْدِیْهِمَا - ان دونوں کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ ۶/۱

اَیْدِیْهِنَّ - ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۲/۱۴و۱۶ پ ۲۸/۸۔

اَئِذَا - کیا جب، اصل میں اَاِذَا تھا۔ دوسرے الف کو ہمزہ سے بدل لیا گیا۔ پہلا الف استفہامِ انکاری کا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ا، اور اِذَا) پ ۲۷/۱۵

اِئْذَنْ - تو رخصت دے، تو اجازت دے۔ (سَمِعَ) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۰/۱۲ فَأْذَنْ پ ۱۵

اَیْقَاظًا - جاگنے والے۔ یَقِظٌ کی جمع جو صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور جس کے معنی جاگنے والے کے ہیں۔ پ ۱۵/۱۵

اَیُّکُمْ - تم میں سے کون۔ اَیٌّ استفہامیہ مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ پ ۱۱/۵ پ ۱۲/۱ پ ۱۹/۱۸ پ ۲۹/۱و۳

اَیْکَةِ - ایکہ۔ بن۔ گھنا جنگل۔ درختوں کا جھنڈ۔ یہ یا تو شہر کا نام ہے یا بن کا۔ چونکہ اصحاب الایکہ

Marfat.com

اس مقام پر بستے تھے اس لئے اس کی طرف[ف] منسوب ہوئے۔ نافع، ابن کثیر اور ابن عامر نے سورۂ شعراء اور ص میں لَیْکَۃَ غیر منصرف پڑھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکہ بمعنی بن کی نہیں بلکہ اس مقام کا نام ہے۔ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے کہ مکّہ اور بکّہ کی طرح لیکۃ خاص شہر کا نام ہے اور ایکۃ تمام ملک کا۔[۵۱] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ شعراء میں مذکور ہے کہ لیکۃ اور ایکۃ، ایکۃ کی جمع ہے۔ جس کے معنی درختوں کے جھنڈ کے ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ فی النسخ وھو غیر صحیح والصواب ان یقال الليكة والایکة مفرد ایک او یقال جمع ایکة (بخاری کے نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس طرح کہنا درست ہے کہ لیکۃ اور ایکۃ۔ ایک کا مفرد ہے یا یوں کہا جائے کہ اس کی جمع ایک ہے)[۵۲] اسی طرح مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ بمنزلہ وہم ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

أَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ، پ۱۴/۵ پ۱۹/۱۴ پ۲۳/۱۰ پ۲۶/۱۵

إِيْلَافِ ۔ مانوس رکھنا۔ الفت کرنا۔ بروزن اِفْعَال مصدر ہے۔ پ۳۰/۲۱

اَيَّمَا ۔ جونسی، یہاں اَیّ شرطیہ ہے اور مَا زائدہ بعض مَا کو نکرہ بتاتے ہیں۔ پ۲۰/۴

اِيْمَانَ ۔ ایمان۔ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں یعنی خبر دینے والے کی حکم کا یقین کرنا اس طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار دیا جائے۔ یہ مصدر ہے بروزن اِفْعَال اَمْنٌ سے ماخوذ ہے گویا ایمان لانا کا مطلب ہے کہ جس پر ایمان لایا جائے اس کو تکذیب (لغت) سے امن دیا جائے۔ اس کا تعدیہ کبھی بذریعہ ل ہوتا ہے اور کبھی بذریعہ ب۔ اوّل صورت میں اذعان (یقین حکم) کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں اعتراف (تسلیم و انقیاد) کے۔ جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بغیر اعتراف کے تصدیق کا اعتبار نہیں۔ کبھی باعتبار حقیقت عرفیہ یا بطور مجاز وثوق کے معنی میں بھی ایمان کا

۵۱ ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷ ص ۳۷، طبع مصر ۱۳۲۸ھ ۵۲ ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۹ ص ۴۰، طبع مصر۔

Marfat.com

استعمال ہوتا ہے یہ اس حیثیت سے کہ وثوق کرنیوالا امن میں ہو گیا۔ اور شرعاً ایمان کے معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام تعلیمات کی تصدیق کرنا جن کے متعلق بالضرورت معلوم ہے کہ یہ آپ کی تعلیم ہے۔ جس چیز کا تفصیلی علم ہو اسکی تفصیلی طور پر اور جس کا اجمالی علم ہے اسکی اجمالی طور پر تصدیق کرنا۔ جمہور محققین کا یہی مذہب ہے[1]

[illegible]

[illegible] اِیمَاناً [illegible]

[illegible]

اَیْمَانُ قسمیں۔ یَمِیْنٌ کی جمع۔ یمین کے معنی اصل میں تو داہنے ہاتھ کے ہیں۔ معاہدہ کرنیوالا اور حلیف۔ جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے یمینا حلف کے معنی میں اسی فعل سے مستعار لیا گیا ہے

[illegible]

اِیْمَانُکُمْ۔ تمہارا ایمان۔ اِیمان مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم (اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کردے) میں ایمان سے مراد نماز ہے۔ گویا لازم بول کر ملزوم مراد لیا گیا ہے۔
اِیْمَانُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

[illegible]

اَیْمَانُکُمْ۔ تمہاری قسمیں۔ تمہارے ہاتھ اَیْمَان یَمِیْنٌ کی جمع۔ جس کے معنی داہنے ہاتھ کے ہیں لو مجازاً قسم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

[illegible]

اِیْمَانُہٗ۔ اس کا ایمان۔ اِیمان مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِیْمَانِھَا۔ اس کا ایمان لانا۔ اِیمان مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَیْمَانِھِمْ۔ ان کے ہاتھ۔ ان کی قسمیں، اَیمان مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

[illegible]

[illegible]

اِیْمَانِھِمْ۔ ان کا ایمان لانا۔ اِیمان مضاف

---

[1] روح المعانی ج ١ ص ١٠٣ طبع مصر

هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳/۱۲ پ ۷/۱۵

پ ۱۱/۹ پ ۲۱/۱۶ پ ۲۴/۱۴ پ ۲۶/۹ پ ۲۹/۷

اَیْمَانُهُنَّ . ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ اَیْمَانٌ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ

پ ۱۸/۱ پ ۲۲/۴

اِیْمَانِهِنَّ . ان (عورتوں) کا ایمان۔ اِیْمَانِ مضاف۔ هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ ۲۸/۸

اَیْمَنِ . دایاں۔ داہنی جانب۔ صفتِ مشبہ ہے بعض اس کو یُمْنٌ سے ماخوذ بتاتے ہیں جس کے معنی برکت کے ہیں۔ اس صورت میں اس کے معنی بابرکت کے ہوں گے۔ پ ۱۶/۱۲ پ ۲۰/۷

اَئِمَّةَ ۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ اِمَامٌ کی جمع۔ (ملاحظہ ہو اِمَامًا) پ ۱۰/۸ پ ۱۷/۵ پ ۲۰/۱۴ پ ۲۱/۱۶

اَیْنَ ۔ کہاں۔ ظرف ہے۔ جس طرح مَتٰی سے زمان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اَیْنَ سے مکان دریافت کیا جاتا ہے۔ پ ۷/۹ پ ۱۴/۱

پ ۲۰/۱۰ پ ۲۵/۱ پ ۲۹/۱۲ پ ۳۰/۹

اَیُّنَا ۔ ہم میں سے کون۔ اَیُّ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ یہاں اَیُّ استفہامیہ ہے۔ پ ۱۶/۱۲

اَیْنَمَا . جہاں کہیں، جس طرف۔ یہاں اَیْنَ شرطیہ ہے اور مَا موصولہ پ ۱/۱۴ پ ۲/۲ پ ۴/۳ پ ۵/۸ پ ۸/۱۱

پ ۱۴/۱۶ پ ۱۶/۸ پ ۱۹/۹ پ ۲۲/۵ پ ۲۴/۱۳ پ ۲۶/۱۲ پ ۲۸/۲

اَیُّوْبَ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کا صبر شکر مشہور ہے۔ ایوب عجمی نام ہے جو عجمیۃ اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ علامہ عینی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پانچ مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔[1] مگر یہ صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں حضرت ایوبؑ کا نام صرف چار سورتوں میں آیا ہے۔ نساء، انعام، انبیاء اور صٓ۔ نساء اور انعام میں صرف نام لیا گیا ہے اور سورۂ انبیاء اور سورۂ صٓ میں کسی قدر تفصیل سے ذکر ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیوں کا دل کا دل ان پر آکر گرا آپ مٹھیاں بھر بھر کر کپڑے میں رکھنے لگے ......

---

[1] عمدۃ القاری ج ، ص ۳۸۶ ۔

پروردگارِ عالم نے ندا دی کہ ایوب جو کچھ تمہیں نظر آیا کیا ہم نے اس سے تم کو غنی نہیں کیا، عرض کیا، پروردگار بجا ہے۔ لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز کیونکر ہو سکتا ہوں [1]۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق کتبِ حدیث میں اور بھی روایتیں ملتی ہیں جو غرابت و نکارت سے خالی نہیں [2]۔

پ۶ (۲)، پ۷ (۱۴)، پ۱۷ (۶)، پ۲۳ (۱۳)

اٰیَۃ۔ آیت، نشانی، حکمِ خداوندی، پیغامِ الٰہی، دلیل، معجزہ، آیت کے معنی اصل میں ظاہری نشانی کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے قرآن مجید کی آیت کو آیت کہتے ہیں کہ وہ گویا کلام کے ختم ہو جانے کی علامت ہے۔ بعض اس کی وجہِ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آیت کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں اور آیتِ قرآنی میں حروف کا ایک حصہ جمع ہوتا ہے اس لئے اس کو آیت کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں چونکہ یہ اعجازِ قرآنی کی نشانی ہے اس لئے اس کو کہا گیا۔ پ۱ (۱۳ و ۱۴)، پ۲ (۱ و ۱۱ و ۱۹)

پ۳ (۱۰ و ۱۲ و ۱۳)، پ۷ (۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۹)، پ۸ (۲ و ۱۷)، پ۹ (۳ و ۶ و ۷ و ۱۴)

پ۱۱ (۷ و ۱۴ و ۱۵)، پ۱۲ (۴ و ۹)، پ۱۳ (۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۲)، پ۱۴ (۵ و ۸ و ۱۵ و ۲۰)، پ۱۵ (۲)

پ۱۶ (۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷)، پ۱۷ (۱ و ۶)، پ۱۸ (۳)، پ۱۹ (۲ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳)

پ۱۹ (۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۹)، پ۲۰ (۱۴ و ۱۶ و ۱۷)، پ۲۱ (۹)، پ۲۲ (۷ و ۸)

پ۲۳ (۲ و ۵)، پ۲۴ (۱۴)، پ۲۵ (۱۱)، پ۲۶ (۱۲)، پ۲۷ (۱ و ۸)، پ۳۰ (۳)

اَیُّھَا۔ اے۔ ندا میں جب منادیٰ پر ال داخل ہو تو مذکر میں اَیُّھَا اور مونث میں اَیَّتُھَا یا کے ساتھ بڑھایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو اَیُّ، اَیَّتُھَا)۔ پ۱ (۳ و ۱۳)، پ۲ (۳ و ۵ و ۹)

پ۲ (۷ و ۸)، پ۳ (۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷)، پ۴ (۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴)

پ۵ (۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸)، پ۶ (۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴)

پ۷ (۲ و ۴ و ۱۲)، پ۹ (۱۰ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸)، پ۱۰ (۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰)

پ۱۰ (۱۱ و ۱۲ و ۱۴)، پ۱۱ (۴ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۲)، پ۱۲ (۴ و ۹)، پ۱۳ (۲ و ۴ و ۱۰)، پ۱۴ (۱ و ۴)

پ۱۵ (۱۵)، پ۱۶ (۸ و ۱۴ و ۱۶)، پ۱۸ (۲ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۴)، پ۱۹ (۷ و ۱۸)، پ۲۰ (۷)، پ۲۱ (۷ و ۱۸ و ۲۰)

پ۲۲ (۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۳ و ۱۵)، پ۲۳ (۳)، پ۲۴ (۴)، پ۲۵ (۱۱)، پ۲۶ (۵ و ۸ و ۱۳ و ۱۴)

پ۲۷ (۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۲۰)، پ۲۸ (۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷)

پ۲۸ (۱۹ و ۲۰)، پ۲۹ (۱۳ و ۱۴)، پ۳۰ (۳ و ۴ و ۹ و ۲۷)

اَیُّھُمْ۔ ان میں سے کون۔ اَیُّ استفہامیہ مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۳ (۳)، پ۴ (۱۳)، پ۱۵ (۴ و ۳)، پ۱۶ (۸)، پ۲۹ (۹)

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ وایوب اذ نادیٰ ربہ الآیہ [2] ملاحظہ ہو البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱ ص ۲۲۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ اور فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۴۲۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

(تم المجلد الاوّل)

Marfat.com

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ

Marfat.com

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
ذخیرہ

Marfat.com